تفسیر کی فہرست

تفسیر کی فہرست	صفحہ
پولوس اپنے رسولی اختیار کو ثابت کرتا ہے	۲۲۲ تا ۲۲۷
پولوس کا اپنے مسیحی اور رسولی اختیار کے چھوڑ دینے اور اپنی آزادگی سے کام نہ لینے کی وجہ	۲۲۸ تا ۲۴۷
مسیحیوں کا ہر صورت سے اپنے تئیں ضبط کرنا	۲۴۸ تا ۲۵۸
بنی اسرائیل کے نمونے سے مسیحیوں کو عبرت دلا کے نصیحت کرنا	۲۵۹ تا ۲۶۴
بتوں کے چڑھاوے کے گوشت کے کھانے میں کیا کیا خطرے ہیں اور ان کو کس کس موقع و موارد سے کھانا مناسب ہے	۲۶۵ تا ۲۹۳
مسیحی جماعت کی عام عبادت میں عورتوں کی پوشاک اور اخلاق اور طرز و طریقے کا بیان	۲۹۴ تا ۳۱۰
کرنتھی مسیحی عشائے ربانی کے کھانے پینے میں کیا کیا خرابیاں اور بے ترتیبیاں کرتے تھے	۳۱۱ تا ۳۲۶
روحانی نعمتوں اور ان کی اہلیت اور فضیلتوں کا بیان	۳۲۷ تا ۳۴۶
انسان کے بدن اور مسیح کے ساتھ کلیسیا کی یکتائی اور یگانگت کے میل اور مقابلے کا بیان	۳۴۷ تا ۳۵۳
محبت کی خوبیاں	۳۵۴ تا ۳۶۷
زبانیں بولنے کی نعمت پر نبوت کرنے کی نعمت کی فوقیت اور فضیلت کا بیان	۳۶۸ تا ۳۸۵
کلیسیا کے اندر بندگی کے وقت ترتیب و شائستگی کے قائم رکھنے کے چند قوانین	۳۸۶ تا ۴۰۱
مسیح کے جی اٹھنے کی حقیقت اور اس کا ثبوت	۴۰۲ تا ۴۱۲
مسیحیوں کے قیامت کے ثبوت	۴۱۳ تا ۴۳۹
قیامت کے طریقے کا بیان	۴۴۰ تا ۴۵۵
قیامت کے نیک اور مبارک نتیجے	۴۵۶ تا ۴۶۳
چند خاص و مفید احکام	۴۶۴ تا ۵۰۰

دیباچہ

اپولوس کے زمانے میں کرنتھس یونان کا ایک بہت بڑا آباد نامی شہر اور اخیہ کا دار السلطنت تھا۔ اس شہر کو مسیح سے ۱۴۶ برس پیشتر ایک رومی حاکم ممیس نے بالکل برباد کروا ڈالا تھا۔ لیکن قیصر جولیس نے مسیح سے ۴۶ برس پیشتر اس کو از سر نو آباد کر کے اس قدر رونق بخشی کہ وہ کل یونان کا جلال ہو گیا۔ اس شہر میں بڑے بڑے عالی شان مکانات اور مندر بہت تھے۔ اس شہر کے ایک بہت بڑے اور مشہور مندر میں جو کہ ایک یونانی دیوی وینس (زہرہ) کی عبادت کے لئے مخصوص کیا گیا تھا۔ ایک ہزار کسبیاں رہتی تھیں اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ باشندگان کرنتھس کس قدر بے شرم اور بے لحاظ ہو گئے تھے۔ کہ وہ اپنے مندروں میں بھی ایسی عورتوں کے بسانے سے کچھ شرماتے نہ تھے۔

شہر کرنتھس رومی سلطنت میں شامل کیا گیا۔ اس پر بادشاہ روم کی طرف سے سلطنت کرنے کے لئے حاکم مقرر کئے گئے۔ قیصر آگستس کی مدد سے وہ یہاں تک آباد اور رونق دار ہوا کہ تمام یونان بالاشیا میں شان و شوکت میں اس کے برابر اس وقت کوئی دوسرا شہر نہ تھا۔ پولوس کے دنوں میں گالیو۔ رومی بادشاہ کی طرف سے اس پر حاکم تھا۔ اعمال ۱۸: ۱۲ تا ۱۷۔ اس وقت اس میں چار لاکھ آدمی رہتے تھے۔ وہاں ہر قوم اور ہر طرح کے آدمی یعنی یہودی۔ یونانی۔ رومی۔ آزاد اور غلام۔ سوداگر اور سپاہی۔ امیر اور غریب رہتے تھے۔ ان سبھوں کے درمیان پولوس رسول انجیل کی بشارت سنانے کو گیا۔ وہ اس شہر میں پہلے آکیلا آیا لیکن تھوڑے دنوں کے بعد اس کے

دو مددگار سیلاس اور تمتھیس بھی اس کے پاس آ گئے۔ اعمال ۱۸: ۱ تا ۵۔ اس نے کرنتھس میں اکولہ نامی ایک یہودی کو پایا جس کی پیدائش پنطس کی تھی۔ اور انہیں دنوں اپنی جورو پرسکلا کے ساتھ اطالیہ سے آیا تھا کیونکہ کلودیس نے حکم دیا تھا کہ سب یہودی روم سے نکل جائیں۔ سو وہ ان کے پاس گیا اور اس لئے کہ وہ ان کے ہم پیشہ تھا ان کے ساتھ رہا اور کام کرنے لگا۔ کیونکہ ان کا پیشہ خیمہ دوزی تھا۔ اور وہ ہر سبت کو عبادت خانے میں بحث کرتا اور یہودیوں اور یونانیوں کو قائل کرتا تھا۔ اعمال ۱۸: ۲ تا ۴۔ یہودیوں نے پولوس کا مقابلہ کیا۔ جب لوگ مخالفت کرنے اور کفر بکنے لگے اس نے اپنے کپڑے جھاڑ کر ان سے کہا کہ تمہارا خون تمہاری ہی گردن پر۔ میں پاک ہوں اب سے غیر قوموں کے پاس جاؤنگا۔ پس وہاں سے چلا گیا اور طیطس یوستس نام ایک خدا پرست کے گھر گیا۔ جو عبادت خانے سے ملا ہوا تھا۔ اور عبادتخانے کا سردار کرسپس اپنے تمام گھرانے سمیت خداوند پر ایمان لایا اور بہت سے کرنتھی سن کر ایمان لائے اور بپتسمہ لیا۔ اور خداوند نے رات کو رویا میں پولوس سے کہا۔ خوف نہ کر بلکہ کہے جا۔ اور چپ نہ رہ۔ اس لئے کہ میں تیرے ساتھ ہوں۔ اور کوئی شخص تجھ پر حملہ کر کے ضرر نہ پہنچا سکیگا کیونکہ اس شہر میں میرے بہت سے لوگ ہیں۔ پس وہ ڈیڑھ برس ان میں رہکر خدا کا کلام سکھاتا رہا۔ اعمال ۱۸: ۶ تا ۱۱۔ ان آیتوں سے چند باتیں ظاہر ہوتی ہیں۔ (۱) یہ کہ پولوس نے کرنتھس میں پہلے یہودیوں کو نجات کی خوشخبری سنائی۔ پر اُن میں سے بہت تھوڑوں نے اُسے قبول کیا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ کرنتھی مسیحی صرف یہودیوں میں سے نہیں۔ بلکہ یونانیوں اور دوسری قوم والوں میں سے بھی تھے۔ (۲) وہاں کے یہودیوں نے پولوس کا بہت سخت مقابلہ کیا۔ یہاں تک کہ خداوند نے رو

یا میں اُس پر ظاہر ہو کے اس کو تسلی اور دلیری دی اعمال ۱۸: ۹۔ (۳) کرنتھس میں لوگوں کا ایمان لانا اور بپتسمہ پانا ایک ہی ساتھ ہوا۔ اُن کے ایمان لانے اور بپتسمہ پانے میں کچھ عرصہ نہیں ہوا۔ (۴) پولوس نے خیمہ دوزی کے کام سے ڈیڑھ برس تک شہر کرنتھس میں اپنی اوقات بسر کی۔ اعمال ۱۸: ۳ (۵) وہ اُن کے درمیان خدا کا کلام سکھاتا رہا۔ اعمال ۱۸: ۱۱۔ یہی اس کی کامیابی کی وجہ تھی۔ وہ فیلسوفی یا فصاحت یا علم منطق کی باتیں نہیں سکھاتا تھا اور نہ ان پر خود کچھ بھروسہ رکھتا تھا

۲۔ پولوس ڈیڑھ برس تک کرنتھس میں رہ کر وہاں کے لوگوں کو تعلیم دیتا رہا۔ اس کے بعد شہر افسس میں اکولہ پرسکلا کے ساتھ گیا پھر اُن کو وہیں چھوڑ کے آپ قیصریہ کو روانہ ہوا۔ اور پھر فروگیہ اور گلاتیہ سے ہو کے افسس میں لوٹ آیا۔ اور وہاں دو برس تک رہا۔ اعمال ۱۹: ۱۔ ۱۰۔ اس عرصے میں کرنتھس کے مسیحیوں کی بدحالی کی خبر اس کو پہنچی۔ بعض عالم گمان کرتے ہیں کہ اس نے ان کو ایک خط لکھا۔ جو گم ہو گیا۔ اور جس کا ذکر باب ۵: ۹ میں پایا جاتا ہے چنانچہ لکھا ہے کہ "میں نے خط میں تم کو یہ لکھا۔ کہ تم حرامکاروں میں مت ملے رہو" ۱۔ کرنتھی ۵: ۹ اور بعض یہ بھی گمان کرتے ہیں کہ آپ ہی اس دو برس کے عرصے میں کرنتھس میں گیا۔ ۲۔ کر۔ ۱۳: ۱۔ مگر شہر مذکور کی یہ خرابیاں اس کے کسی خط سے یا اس کے جانے سے نہیں مٹیں۔ بلکہ اس نے ان خرابیوں کے مٹانے اور اُن کے سمجھانے کے لئے وہاں اپنے دو شاگرد اور مددگار تمتھیس اور ارستس کو بھیجا۔ اعمال ۱۹: ۲۲۔ ۱ کر۔ ۴: ۱۷۔ ان کے جانے کے بعد کرنتھی مسیحیوں کے آپس کے جھگڑے اور فساد کی خبر خلوئے کے لوگوں سے بھی اس کو ملی جیسا کہ لکھا ہے کہ "اے بھائیو۔ مجھے خلوئے کے لوگوں سے تمہاری بابت یوں معلوم ہوا۔ کہ تم میں جھگڑے ہیں" ۱۔ کر۔ ۱: ۱۱۔ اور اسی مضمون کا ایک خط

بھی کرنتھی مسیحیوں کا اُس کے پاس آیا جس میں چند سوالات تھے لہٰذا اس نے تمتھیس اور استنس کے لوٹ آنے کا انتظار نہ کر کے فوراً مسیحیوں کو یہ خط لکھ بھیجا ۔

۳۔ جو جو خرابیاں کرنتھی مسیحیوں میں پھیلی ہوئی تھیں۔ وہ یہ تھیں۔ (۱) ان میں پھوٹ پڑ گئی تھی۔ دیکھو باب ۱: ۱۱ تا ۱۳ و ۳: ۳ و ۴۔ (۲) وہ بعض رسولوں اور اُستادوں کی بہت تعظیم و تعریف کرتے تھے۔ اور بعض کی بے عزتی اور حقارت۔ باب ۳: ۴ تا ۷ (۳) وہ دنیاوی علوم فیلسوفی اور فصاحت کی حد سے زیادہ قدر کرتے تھے باب ۱: ۱۸ تا ۲۶ و ۳: ۱۸ تا ۲۲۔ بعض ان میں سے پولس کو رسول نہیں سمجھتے تھے بلکہ اسے حقارت کی نظر سے دیکھتے تھے باب ۴: ۳ و ۱۳ تا ۲۱۔ (۵) وے ہر ایک حرامکار شخص کی خاطر کرتے تھے۔ باب ۵: ۱ تا ۱۳۔ وے آپس میں دو جھگڑے کے ایک مقدمہ قائم کرتے اور پھر اس مقدمے کو مقدسوں سے فیصل نہ کرواتے۔ بلکہ غیر مسیحیوں کے پاس لے جاتے تھے۔ باب ۶: ۱۔ (۷) وے مورت پر چڑھائے ہوئے گوشت کو کھاتے اور کمزور بھائیوں کا کچھ خیال نہیں کرتے تھے۔ بلکہ اس طرح ان کو ہلاک ہونے دیتے تھے۔ باب ۸: ۱ و ۹ و ۱۰۔ اُن کی عورتیں بغیر اوڑھنی اوڑھے جماعت کے ساتھ عبادت میں شریک ہوتی تھیں۔ باب ۱۱: ۲ ۔ (۹) وے عشائے ربانی کو عام ضیافت کے طور سے استعمال کرتے تھے۔ بلکہ کبھی کبھی اُس وقت نشے میں بھی آ جاتے تھے۔ باب ۱۱: ۲۰ تا ۲۲۔ (۱۰) وے زبانیں بولنے کی نعمت کو سب نعمتوں سے عمدہ اور افضل سمجھتے تھے۔ باب ۱۴: ۴ و ۱۹ و ۲۳ و ۲۶۔ (۱۱) وے اپنی عورتوں کو کلیسیا کی جماعت کے سامنے بولنے کی اجازت دیتے تھے۔ باب ۱۴: ۳۴ تا ۳۸۔ (۱۲) وے عبادت میں بے انتظامی اور بے ترتیبی

کرتے تھے۔ دیکھو باب ۱۱ اور ۱۴۔ (۱۳) بعض ان میں سے قیامت کا انکار کرتے تھے۔ دیکھو باب ۱۵۔ انہی خراب باتوں کی خبر سن کر پولس بے چین ہوا۔ اور اس نے ان باتوں کو جڑ سے اکھاڑ ڈالنے اور کرنتھی مسیحیوں کو اُن سے پاک کرنے کے لئے فوراً انہیں یہ خط لکھ بھیجا ۔

۴۔ اگرچہ اس قدر خرابیاں اس کلیسیا میں موجود تھیں۔ لیکن تو بھی اس میں چند نیک باتیں بھی تھیں۔ جن کا بیان پولس اسی خط کے ۱: ۴ تا ۹ میں کرتا ہے باوجودیکہ بعض ان میں سے بہت خراب تھے۔ تو بھی بہ نسبت اپنی اگلی حالت کے وے بہت بہتر اور نیک تھے۔ ہم کو ان کی حالت پر غور کرنے سے پہلے دو باتوں کو یاد رکھنا چاہئے۔ اول یہ کہ وے خداوند یسوع مسیح کے شاگرد ہونے سے پہلے بہت خراب تھے۔ دیکھو باب ۶: ۹ تا ۱۱۔ دوم یہ کہ اُس زمانے کے لوگ اور خاصکر شہر کرنتھس کے باشندے ایسے گناہوں کو مطلق گناہ نہیں سمجھتے تھے اگر ہم ان دونوں باتوں کا لحاظ کرینگے تو ہم کو ان کی خرابیاں اس قدر زیادہ اور خراب معلوم نہ ہونگی۔ جیسی کہ ان لوگوں کی جو مسیحی خاندان میں پیدا ہوئے اور لڑکپن سے اسی میں اُنہوں نے تربیت پائی۔ اگرچہ کرنتھی مسیحیوں میں یہ سب خرابیاں موجود تھیں۔ مگر پھر بھی پولس نے نہایت محبت و ملائمت کے ساتھ ان کو سمجھانا چاہا۔ اُس نے رو رو کے بڑی دلگیری کے ساتھ ان کو یہ خط لکھا چنانچہ لکھا ہے کہ۔ کیونکہ میں نے بڑی مصیبت اور دلگیری کی حالت میں بہت سے آنسو بہا بہا کے۔ تم کو لکھا تھا۔ لیکن اس واسطے نہیں کہ تم کو غم ہو۔ بلکہ اس واسطے کہ تم اس بڑی محبت کو معلوم کرو۔ جو مجھے تم سے ہے۔ ۲۔ کر۔ ۲: ۴ بیشک جو خط اس طرح لکھا جائے۔ وہ پڑھنے کے لائق ہوگا اور جو شخص اپنی زبان و کلام کو پہلے محبت کے آنسوؤں سے بھگوئیگا۔ وہ ضرور تاثیر بخش اور فائدہ مند ہوگا

۵- کرنتھی مسیحیوں میں سے بعض پولوس کے مخالف ہو گئے تھے۔ وے ہر صورت سے اس کی تعلیم اور رسولی اختیار کو رد کیا چاہتے تھے۔ وے اس پر طرح طرح کے الزام لگاتے تھے۔ چنانچہ (۱) بعض یہ کہتے تھے۔ کہ وہ فصاحت سے نہیں بول سکتا۔ دیکھو باب ۱: ۱۷ + ۲: ۴ و ۵ + ۱۳: ۴: ۳ و ۱۵ + ۲ + ۲ کر۔ ۱۱: ۶ (۲) اور بعض یہ کہتے تھے۔ "وہ جسم سے کمزور ہے" ۲ کر۔ ۱۰: ۱۰ (۳) بعض یہ کہتے تھے۔ کہ وہ رسول نہیں ہے کیونکہ اس نے دوسرے رسولوں کی مثل خداوند یسوع مسیح کو نہیں دیکھا۔ باب ۵: ۱ تا ۳ (۴) بعض یہ کہتے تھے کہ اس نے دوسرے رسولوں کی مثل کلیسیاؤں سے پرورش نہیں پائی۔ لہذا اس کا اور رسولوں کی مثل ہم پر کچھ حق نہیں باب ۹: ۵ و ۶ (۵) اور بعض اس پر یہ الزام لگاتے تھے۔ کہ وہ اپنی بات پر قائم نہیں رہتا۔ چنانچہ اُس نے کرنتھس میں آنے کا ارادہ کیا تھا مگر نہیں آیا۔ اسی بات سے وہ کہتے تھے کہ وہ کہتا کچھ ہے اور کرتا کچھ ہے۔ ۲۔ کر۔ ۱: ۱۷ و ۱۸ (۶) اور بعض اُس پر یہ تہمت لگاتے تھے۔ کہ وہ اگرچہ خود کلیسیا سے کچھ نہیں لیتا مگر اپنے شاگردوں کے وسیلے سے کلیسیاؤں کو لٹواتا ہے وہ دھوکا دیکر لوگوں کو پھنساتا ہے۔ اور اپنے شاگردوں کے وسیلے سے روپیہ کماتا ہے۔ ۲۔ کر۔ ۱۲: ۱۶ تا ۱۸ +

جب پولوس کو معلوم ہوا۔ کہ کرنتھی مسیحیوں کے درمیان یہ جھوٹی خبریں پھیلتی جاتی ہیں۔ اور اس کے مخالف ایسے جھوٹے جھوٹے الزاموں سے اس کی تعلیم و اختیار کو باطل کیا چاہتے ہیں۔ تو اس نے سوچا کہ میں ایک خط کے وسیلے سے ان جھوٹی باتوں کو رد کرونگا اور مخالفوں کو شرمندہ کر کے اپنی تعلیم و اختیار کو بحال کرونگا۔ پولوس یہ خط مثل ایک رحمدل اور دانا باپ کے اپنے پیارے۔ گمراہ اور برگشتہ لڑکوں کو اس مراد سے لکھتا ہے تاکہ وہ گمراہی

اور ہلاکت سے بچیں وہ نہایت دلسوزی اور پیار کے ساتھ ان کو لکھتا ہے۔ وہ اگرچہ ملامت اور نصیحت کی چھڑی سے اُن کو مارتا ہے۔ مگر محبت کا تیل بھی اُن کے زخم پر ڈالتا اور تعریف مناسب کے مرہم سے اُن کے زخم کو اچھا کرتا ہے۔ اِس خط سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ پولوس کو اس قدر خداوند یسوع مسیح کا مزاج ملا ہوا تھا۔ کہ وہ اپنے شاگردوں اور ہم خدمتوں کے دل کو اپنے بس میں لا سکا وہ خوشی سے ایسے استاد کے تابع و مددگار ہوئے +

۶- یہ بات بالکل صاف ہے۔ کہ یہ خط پولوس ہی کا ہے۔ کیونکہ اُس وقت سے آج تک مسیحی اور غیر مسیحی علما اس بات کو مانتے چلے آئے ہیں کہ یہ خط اُس کا ہے اس کے علاوہ بہت سے گواہوں سے بھی یہ بات ثابت ہوتی ہے۔ کہ بیشک یہ خط پولوس کا ہے۔ اور ان گواہوں میں سے چند گواہوں کے نام مندرجہ ذیل ہیں:-

(۱) پہلا گواہ کلیمنس ہے۔ جو کہ پولوس کا ہم خدمت تھا۔ اور جس کا ذکر پولوس خود فل۔ ۴: ۳ میں کرتا ہے۔ کلیمنس پولوس کی وفات کے بعد روم کی کلیسیا کا اُسقف یعنی نگہبان ہوا۔ اُس نے کرنتھی مسیحیوں کو پولوس کی وفات کے تخمیناً بیس برس کے بعد ایک خط لکھا۔ جو کہ اب تک موجود ہے۔ اُس نے اپنے اُس خط میں پولوس کے اِس خط سے بھی انتخاب کر کے لکھا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ اگر یہ خط پولوس کا نہ ہوتا۔ تو کلیمنس جو کہ اس کا شاگرد و ہم خدمت تھا۔ ہرگز اِس خط سے انتخاب نہ کرتا۔ لہذا یہ ایک معتبر گواہ ہے۔ جس سے یہ خط پولوس کا ثابت ہوتا ہے +

(۲) دوسرا گواہ پولیکارپ ہے۔ یہ یوحنا رسول کا ایک شاگرد اور سمرنا کی کلیسیا کا اسقف یعنی نگہبان تھا۔ یہ ۱۔ کر کے ۶: ۲ کو اقتباس کر کے کہتا ہے

کہ یہ پولوس کا لکھا ہوا ہے۔ کیا وہ ایسے امر میں دھوکا کھا سکتا تھا؟ ہرگز نہیں؟

(۳) تیسرا گواہ اگنیشیئس ہے۔ یہ رسولوں سے بخوبی واقف تھا اور ان کی وفات کے بعد انطاکیہ کی کلیسیا کا نگہبان ہوا۔ یہ بھی اِس خط سے اکثر اقتباس کرتا ہے +

(۴) چوتھا گواہ ارے نیئس ہے۔ یہ پولیکارپ کا شاگرد تھا جس کا ذکر اوپر ہوا۔ یہ بھی اکثر اس خط سے اقتباس کر کے صاف صاف کہتا ہے۔ کہ اسے پولوس نے کرنتھی مسیحیوں کو لکھا تھا +

(۵) پانچواں گواہ طرطلین ہے۔ جو دوسری صدی کا نامور و قابل مصنف تھا۔ اس نے اپنی ایک تصنیف میں اس کل خط کا خلاصہ لکھا ہے۔ اگرچہ ان پانچ گواہوں کے علاوہ اور بہت لوگ بھی اِس بات کے گواہ ہیں کہ یہ خط پولوس ہی کا ہے مگر ان سب کا ذکر کرنے میں طوالت کا خوف ہے۔ لہٰذا ان ہی پانچ شخصوں پر اکتفا کیا گیا۔ کیونکہ اگر ان پانچ سچے اور معتبر شخصوں کی گواہی نامنظور رہو گی تو پھر کس کی گواہی تسلیم کی جائیگی؟ علاوہ اس کے اس خط کا ہر ایک فقرہ خود بتلاتا ہے۔ کہ اس خط کا لکھنے والا پولوس ہے اور اس کی عبارت خود پکار رہی ہے کہ میرا مصنف سوائے پولوس کے اور کوئی نہیں اب بھی اگر کوئی کہے کہ یہ خط اس کا لکھا ہوا نہیں ہے۔ تو یہ سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ پھر کس نے اس کو لکھا؟ اور اس کا کوئی جواب نہیں ہے +

۷۔ یہ خط شہر افسس میں مسیح کے ستاون (۵۷) برس بعد لکھا گیا۔ اعمال ۲۰: ۱ تا ۱۔ ۱۔کر۔ ۱۶: ۵ و ۸ و ۱۹ + پولوس مسیح کے اکاون (۵۱) برس بعد کرنتھس میں جا کے ڈیڑھ برس تک وہاں انجیل کی منادی کرتا رہا۔ اعمال ۱۸: ۱۱

وہاں کی کلیسیا کی بنیاد ڈالنے کے تخمیناً پانچ برس بعد اس نے یہ خط لکھا۔ ان پانچ برسوں کے عرصہ میں کرنتھی کلیسیا کی حالت بہت خراب اور ابتر ہو گئی تھی +

اِس بات پر کہ شہر کرنتھس کی کلیسیا کی بنیاد پولوس نے ڈالی کوئی شک نہیں کرتا۔ علاوہ اس کے۔ اس کے اور بہت ثبوت بھی ہیں۔ جو ذیل کے مقاموں کے دیکھنے سے معلوم ہونگے۔ ۱۔کر۳: ۶ + ۴: ۱۵ + ۲۔کر۔ ۱: ۱۹ + ۱۰: ۱۰ + اعمال ۱۸: ۱۔ ۸ +

۸۔ اس تفسیر کے تیار کرنے میں میں نے چند انگریزی تفسیروں کو بغور تامل پڑھ کے جو کچھ ان میں سے مجھ کو مناسب معلوم ہوا۔ اس کو اس تفسیر میں درج کیا ہے۔ لیکن اس سے کوئی یہ خیال نہ کرے۔ کہ یہ تفسیر کسی کتاب کا ترجمہ ہے۔ بلکہ میں نے خود اس خط کے ہر ایک لفظ اور آیت پر غور کر کے اور خدا سے دعا مانگ مانگ کے یہ تفسیر لکھی ہے تخمیناً پانچ برس ہوئے کہ میں نے اس تفسیر کو لکھنا شروع کیا لیکن کاموں کی کثرت سے جلد تمام کرنے کی فرصت نہ ملی جس وقت اور کاموں سے مہلت ملتی تھی۔ اُس وقت اس کے لکھنے میں مشغول ہوتا تھا۔ اب خداوند یسوع مسیح سے میری یہ عرض ہے کہ وہ اس تفسیر کے وسیلے سے اپنی کلیسیا کو روحانی علم و فہم و زندگی میں ترقی بخشے۔ کاشکہ اِس تفسیر کے پڑھنے سے بہتوں کو روحانی فائدہ پہنچے "میری محبت یسوع مسیح میں تم سب سے رہے۔ آمین" +

ج۔ ج۔ لوکس
الہ آباد
۱۴۔ ستمبر ۱۸۹۱ء

دیباچہ

تیس برس ہوئے کہ میں نے اس خط کی تفسیر لکھ کر چھپوائی اور اب اس کی نظر ثانی کرکے دوسری دفعہ چھپوانے کے لئے میں نے اسے تیار کیا ہے اس نظر ثانی میں میں نے بہت تبدیلیاں نہیں کی ہیں۔ اس میں ایک نئی بات یہ ہے کہ کل خط کے مضمون اور تفسیر پر باب بہ باب سوالات تیار کئے گئے ہیں اس غرض اور امید سے کہ علم الٰہی کے مدرسوں یا سنڈے سکولوں کی بائبل کلاس یا سمر سکول میں یہ تفسیر پڑھائی جائے اور پڑھانے والوں اور پڑھنے والوں دونوں کو ان سوالات سے فائدہ پہنچے ⁂

مجھے امید ہے کہ جو مضامین ہر باب میں حاصل کلام کے طور پر پائے جاتے ہیں ان کے وسیلے سے پڑھنے والوں میں سے جو منادہیں وہ وعظ تیار کرنے میں یا تو کچھ مدد پائینگے یا ان کو بطور نمونے کے مد نظر رکھ کر اپنے آپ وعظ کا تیار یا تقسیم کرنا سیکھینگے ⁂

اب تیس برس بعد میں پھر اس تفسیر کو نظر ثانی کرکے خداوند مسیح کے سپرد کرتا ہوں کہ وہ اسے قبول فرمائے اور اس کے وسیلے سے اپنی کلیسیا کو روحانی علم۔ فہم اور زندگی میں ترقی بخشے۔ کل تعریف اسی کے مبارک نام کو ہو۔ آمین ⁂

جے۔ جے۔ لوکس

الہ آباد۔

۱۲۔ اکتوبر ۱۹۲۱ء

دیباچے کے سوالات

صفحہ

(۱) پولوس کے زمانے میں کرنتھس کس ملک کا نامی شہر تھا؟ ۲

(۲) شہر کرنتھس کے ایک بہت بڑے اور مشہور مندر کا حال بیان کرو؟ ۳

(۳) پولوس کے دنوں میں رومی بادشاہ کی طرف سے شہر کرنتھس میں کون حاکم تھا؟ ۳

(۴) اس وقت شہر کرنتھس کی کیا آبادی تھی۔ اور باشندے کس کس قسم کے تھے؟ ۴-۵

(۵) پولوس کتنے مہینے کرنتھس میں ٹھہر کے خدا کا کلام سکھاتا رہا؟ ۵

(۶) پولوس نے شہر کرنتھس میں کس طرح سے اپنا گذارہ کیا؟ ۵

(۷) جو تیرہ خرابیاں کرنتھی مسیحیوں میں پھیلی ہوئی تھیں۔ ان کا مختصر حال بیان کرو؟ ۶ تا ۶

(۸) کرنتھی مسیحیوں کی خراب حالت پر غور کرنے سے پہلے کن دو باتوں کو یاد رکھنا چاہئے؟ ۷

(۹) کرنتھی مسیحیوں میں سے بعض پولوس کی تعلیم اور رسولی اختیار کو نہ مان کے اس پر سات الزام لگاتے تھے۔ ان الزاموں کا کچھ حال بیان کرو؟ ۸

(۱۰) پولوس نے اس خط کے لکھتے وقت اپنے قلم کو کس سے بھگو دیا تھا؟ ۹

(۱۱) جن گواہوں سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ پولوس اس خط کا لکھنے والا ہے ان گواہوں اور ان کی گواہی کے بارے میں کچھ جو تم جانتے ہو لکھو؟ ۹ تا ۱۰

(۱۲) یہ خط کس شہر میں اور کس وقت لکھا گیا تھا؟

کل خط کی تفسیر پر سوالات

نمبر سوال	پہلا باب - آیت ۱ تا ۹	صفحہ
۱	آیت پہلی سے نویں تک جو پانچ باتیں دیباچہ کے طور پر پائی جاتی ہیں وہ بتاؤ؟	۱ تا ۲
۲	پولوس کے مخالف اسکو رسول کیوں نہیں مانتے تھے؟	۲ تا ۳
۳	کونسی وسیلوں سے پولوس کا رسول ہونا بخوبی ثابت ہوتا ہے؟	۳ تا ۴
۴	پولوس نے اپنے خط کے دیباچہ میں اپنے سلام اور دعا کے ساتھ اپنے مسیحی بھائی سوستھنیس کے سلام اور دعا کو بھی کیوں شامل کیا؟	۴ تا ۵
۵	خدا کی کلیسیا سے کیا مراد ہے؟	۵
۶	خداوند یسوع مسیح کی شاگردی کا کیا نشان؟	۵ تا ۶
۷	اطمینان کس بات کا نتیجہ ہے؟	۶ تا ۷
۸	پولوس خط کے شروع ہی میں کرنتھی مسیحیوں کی کونسی خوبیوں کا بیان کرتا ہے؟	۷
۹	کس وجہ سے روحانی نعمتیں مسیحیوں سے لے لی جائیں اور کیوں ان کو نعمتیں کثرت سے بخشی جائیں؟	۷ تا ۸
۱۰	پولوس کے زمانے میں مسیحی کس کی راہ تکتے تھے؟	۸ تا ۹
۱۱	خداوند یسوع مسیح کے دن سے کیا مراد ہے؟	۹
۱۲	مسیحیوں کی سلامتی اور قیام کی خاص وجہ کیا ہے؟	۱۰
۱۳	مسیح کی شراکت سے مراد کیا ہے؟	۱۱

نمبر سوال	پہلا باب - آیت ۱ تا ۹	صفحہ
۱۴	جو آدمی ناپاک ہیں وہ کلیسیا سے کیوں خارج کئے جائیں؟	۱۱
۱۵	خداوند یسوع مسیح کی الوہیت کس طرح ثابت ہوتی ہے؟	۱۲
۱۶	مسیحیوں کی بلاہٹ کی غرض کیا ہے؟	۱۳
۱۷	پہلے باب کی پہلی نو آیتوں سے کون کون سے نتیجے نکلتے ہیں؟	۱۱ تا ۱۳
	پہلا باب آیت ۱۰ تا ۱۷	
۱	جو پھوٹ یا جھگڑا مسیحیوں میں ہو۔ وہ کس طرح سے رفع کیا جائے؟	۱۴ تا ۱۵
۲	کرنتھی مسیحیوں کے درمیان کیا جھگڑا برپا ہوا تھا؟	۱۵
۳	کرنتھی مسیحیوں میں پولوس کے شاگرد کن باتوں پر زور دیتے تھے؟	۱۵ تا ۱۶
۴	اپلوس کے شاگرد کن باتوں پر زور دیتے تھے؟	۱۶
۵	اس کی کیا وجوہات ہیں کہ کیفا یعنی پطرس رسول کے شاگرد بمقابلہ پولوس کے پطرس کی زیادہ عزت کرتے تھے؟	۱۶
۶	جو کرنتھی مسیحی اپنے کو نہ تو پولوس کے۔ نہ اپلوس کے اور نہ کیفا (پطرس) کے شاگرد بتلاتے تھے لیکن یہ کہتے تھے۔ کہ ہم مسیح کے شاگرد ہیں۔ وہ کس بات پر فخر کرتے تھے؟	۱۶ تا ۱۷
۷	اس امر میں کرنتھی مسیحیوں کے خاص دو قصور کیا تھے؟	۱۷
۸	"کیا مسیح بٹ گیا" (آیت ۱۳) اس کے معنی کیا ہیں؟	۱۷
۹	"کیا پولوس تمہاری خاطر صلیب دیا گیا" (آیت ۱۳) اس کے کیا معنی ہیں؟	۱۷ تا ۱۸
۱۰	"کیا تم نے پولوس کے نام پر بپتسمہ لیا" (آیت ۱۳) اس کے معنی کیا ہیں؟	۱۸

نمبر سوال	پہلا باب آیت ۱۰ تا ۱۷	صفحہ
۱۱	آیت ۱۴ سے ۱۷ تک کرسپس گیئس اور ستفناس کے خاندان کے بپتسمے کے بارے میں پولوس کیا کہتا ہے؟	۱۸
۱۲	پولوس نے جن لوگوں کو بپتسمہ دیا۔ ان کا شمار نہیں کیا۔ اس سے ہم کو کیا نصیحت ملتی ہے؟	۱۸ تا ۱۹
۱۳	اگر پولوس اپنے ہی ہاتھ سے بپتسمہ دیتا تو اس کے مخالف اُس پر کونسا الزام لگانے کا موقع پاتے؟	۱۹
۱۴	جن چار وجہوں سے پولوس نے بپتسمہ کی رسم کو بے فائدہ نہیں سمجھا۔ ان کا بیان کرو؟	۲۰
۱۵	کیا بپتسمہ لینا یا نہ لینا مسیح کے شاگردوں کی خوشی پر موقوف ہے؟	۲۰
۱۶	کرنتھی مسیحیوں میں سے بعضوں نے پولوس کی منادی پر کیا الزام لگایا اور اُس نے اس الزام کا کیا جواب دیا؟	۲۰ تا ۲۱
۱۷	جو تعظیم اور عزت مسیح کو دینی واجب ہے کرنتھی مسیحیوں نے وہ کس کو دی تھی؟	۲۱
۱۸	کس وجہ سے پولوس نے انجیل کی منادی کے مقابلہ میں بپتسمہ دینے کا خیال کم کیا؟	۲۱
۱۹	مسیح مصلوب کی تعلیم کس کی مدد سے پایۂ ثبوت کو نہیں پہنچتی؟	۲۱
۲۰	ثابت کرو۔ کہ خدا کا انتظام اکثر ناچیزوں کے تمام ہونے کے بعد نظر آتا ہے؟	۲۱
۲۱	ثابت کرو کہ پانی کا بپتسمہ پانے سے کسی کی نئی پیدائش نہیں ہوتی؟	۲۱

نمبر سوالات	پہلا باب آیت ۱۸ تا ۲۵	صفحہ
۱	خدا نے کس بات کی منادی کو اپنی قدرت ٹھیرایا ہے؟	۲۵
۲	خدا نے نجات بخشنے کا کونسا کافی وسیلہ مقرر کیا ہے؟	۲۵
۳	خدا کی قدرت اور دانائی کا سب سے بڑا ظہور کونسا ہے؟	۲۵
۴	بیسویں آیت میں حکیم سے فقیہ سے اور بحث کرنے والے سے کیا کیا مراد ہے؟	۲۶
۵	یہودی لوگ کس طور پر مسیح کے آنے کی راہ دیکھتے تھے؟	۲۷
۶	کن کے نزدیک مسیح خدا کی قدرت اور خدا کی حکمت ہے؟ دیکھو آیت ۲۴ +	۲۸
۷	کس وجہ سے دنیا کے علما مسیح کی انجیل کو حقیر جانتے ہیں؟	۲۹
۸	ثابت کرو کہ انسان کو عقل کے ذریعے سے خدا کو پہچاننا ناممکن ہے؟	۲۹
۹	ملک گرین لینڈ میں مسیح کے منادوں نے اس ملک کے لوگوں کو مسیح کی طرف پہلے کس طور سے رجوع کرنے کی کوشش کی؟	۳۰
۱۰	یہودیوں نے کس وجہ سے مسیح کو قبول نہیں کیا؟	۳۰
۱۱	خداوند یسوع مسیح فقیہوں یا عالموں کی صورت میں کیوں نہیں آیا؟	۳۰
۱۲	کلیسیا کے پاسبان کو سننے والوں کو کونسی تعلیم دینی واجب ہے؟	۳۱
	پہلا باب آیت ۲۶ تا ۳۱	
۱	کونسی تعلیم اور منادی سے انسان کے دل کا غرور نیست کیا جائیگا؟	۳۲
۲	پولوس ۲۶-۲۷ اور ۲۸ آیتوں میں مسیحیوں کے تجربے سے کس بات کو ثابت کرتا ہے؟	۳۲ تا ۳۳
۳	حکیم سے کون لوگ مراد ہیں؟ دیکھو آیت ۲۶-۲۷؟	۳۳

نمبر سوالات	پہلا باب آیت ۲۶ تا ۳۱	صفحہ
۴	مسیح نے کن لوگوں کو بلا کر اپنا رسول بنایا؟	۳۳
۵	نجات کی ہر ایک تدبیر کو ہم کیسے جانچ سکتے ہیں کہ آیا وہ الٰہی ہے یا انسانی؟	۳۳ و ۳۴
۶	تیسویں آیت میں حکمت سے کیا کیا مراد ہے؟	۳۴
۷	خدا کی حکمت اور دانائی سے جو تین نتیجے نکلتے ہیں وہ بتاؤ؟	۳۵
۸	مسیحی منادوں اور استادوں کی باتیں کس وقت مؤثر ہوتی ہیں؟	۳۶
۹	کیا مسیحیوں نے اس لئے نجات پائی کہ وہ اوروں سے بہتر ہیں؟	۳۶
۱۰	کسی آدمی کے بلائے جانے میں خدا کی کونسی دو غرضیں ہیں؟	۳۶
۱۱	انسان کے خیال کے موافق گنہگار کی مخلصی کس بات پر موقوف ہے؟	۳۷
۱۲	دنیا کی نظر میں جو حقیر و ذلیل ہیں وہ کیوں بیدل نہ ہوں؟	۳۷
	دوسرا باب آیت ۱ تا ۵	
۱	پولس نے انجیل کی منادی کے طریقے سے کونسی بات ظاہر کی؟	۳۸
۲	ثابت کرو کہ مسیح کے گواہ کو فصاحت کی ضرورت نہیں ہے؟	۳۹
۳	کس بات کی منادی کرنے کے ارادہ سے پولس کرنتھس میں گیا؟	۳۹
۴	پولس کرنتھی مسیحیوں سے کہتا ہے۔ کہ میں کمزوری۔ خوف اور بہت تھرتھرانے کی حالت میں تمہارے پاس رہا۔ اس کی کمزوری اور خوف کی وجہ بتاؤ؟ دیکھو آیت ۳۔۴ و ۵ +	۴۰
۵	بعض علما خیال کرتے ہیں کہ پولس کو کچھ بیماری تھی۔ جس کی وجہ سے اس میں کمزوری اور بیدلی پیدا ہو گی۔ اس طبعی کمزوری کا کچھ ذکر کرو؟	۴۰

نمبر سوالات	دوسرا باب آیت ۱ تا ۵	صفحہ
۶	پولس رسول کی کامیابی کی وجہ بتاؤ؟	۴۱
۷	کونسی بات کی منادی کے ذریعے ہر قوم میں سے بہتیرے لوگ مسیحی ہو گئے؟	۴۱
۸	پولس اپنے سارے طریقے سے انجیل کی منادی کرنے کی کیا غرض بتاتا ہے؟	۴۱ و ۴۲
۹	ایمان کا بانی کون ہے۔ اور کونسا ایمان نجات بخشنے والا پائیدار اور دل کو پاک کرنے والا ہوتا ہے؟	۴۲
۱۰	مسیحی منادوں کے اپنے زورِ عقل اور علم اور فصاحت پر بھروسہ رکھنے کے بارے میں بزرگ ڈاکٹر چامرس کا کیا قول ہے؟	۴۴
۱۱	پولس رسول میں انجیل کی منادی کی کامیابی کی کونسی تین صفتیں ان پانچ آیتوں میں پائی جاتی ہیں؟	۴۴، ۴۵
۱۲	ان پانچ آیتوں میں مسیح کے سچے خادم کی جانچ کیا پائی جاتی ہے؟	۴۵
	دوسرا باب۔ آیت ۶ تا ۱۶	
۱	چھٹویں آیت میں کاملوں سے کیا مراد ہے؟	۴۷
۲	حکمت کی باتوں سے کیا مراد ہے؟	۴۸
۳	اس جہان کے نیست کرنے والے سرداروں سے کیا مراد ہے؟	۴۸
۴	جس حکمت یا دانائی کا بیان پولس کرتا تھا اس کی کونسی چار صفتیں ہیں؟	۴۹
۵	کونسے دو واقعات سے پولس ظاہر کرتا ہے۔ کہ الٰہی اور انسانی	

نمبر سوالات	دوسرا باب آیت ۶ تا ۱۶	صفحہ
	دانائی میں سخت مخالفت ہے؟	۵۰
۶	پولوس نے نویں آیت کا مطلب کسی نبی کی کتاب سے اقتباس کیا؟	۵۱
۷	خدا کن پر اپنی پوشیدہ دانائی ظاہر کرتا ہے؟	۵۱
۸	نویں آیت میں پولوس کن برکتوں کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ آنے والی یا حال کی موجودہ برکتوں کی طرف؟	۵۲
۹	روح القدس خدا کی گہری پوشیدہ باتوں سے کیسی واقفیت رکھتا ہے؟	۵۲
۱۰	دسویں آیت سے روح القدس کی شخصیت اور الوہیت ثابت کرو؟	۵۲
۱۱	گیارھویں آیت میں جو مثال ہے اُس سے پولوس کیا ثابت کرتا ہے؟	۵۳
۱۲	بارھویں آیت میں دنیا کی روح سے کیا مراد ہے؟	۵۳
۱۳	ثابت کرو کہ کتاب مقدس کے الفاظ روح القدس کے سکھائے ہوئے ہیں؟	۵۳ و ۵۴
۱۴	چودھویں آیت میں نفسانی آدمی سے کیا مراد ہے؟	۵۵
۱۵	چودھویں آیت میں جس یونانی لفظ کا ترجمہ بیوقوفی کیا گیا ہے اُس کے اصلی معنی کیا ہیں؟	۵۵
۱۶	پندرھویں آیت میں روحانی شخص سے کیا مراد ہے؟	۵۶
۱۷	اگر کوئی نفسانی آدمی کسی مسیحی سے یہ کہے کہ پہلے تعلیم انجیل پر کبھی سے اُس کی سچائی مجھ پر ثابت کرو۔ تو وہ مسیحی پندرھویں آیت سے اُس کا کیا جواب نکال دیگا؟	۵۶

نمبر سوالات	دوسرا باب آیت ۶ تا ۱۶	صفحہ
۱۸	کیا جو نفسانی ہو وہ کلیسیا کے کسی انتظام مثلاً پاسبان یا بشپ کے انتخاب کرنے میں رائے یا ووٹ دینے پائے؟	۵۷
۱۹	سولھویں آیت کس نبی کی کتاب سے اقتباس کی گئی ہے اور اس آیت کا اصلی ترجمہ کیا ہے؟	۵۷
۲۰	پولوس سے کسی مخالف نے طنز کی راہ سے اس پر یہ اعتراض کیا کہ کیا تم خدا کی عقل کو سمجھے کیا تم ہم سے زیادہ جانتے ہو۔ پولوس نے اس طنز کی بات کا کیا جواب دیا؟	۵۷
۲۱	خدا کی دانائی کی صفت بتاؤ؟	۵۸
۲۲	اس جہان کی دانائی سے خدا کی دانائی کا مقابلہ کرو؟	۵۸
۲۳	خدا کی سب تدبیریں کس وقت نکالی گئیں؟	۵۸
۲۴	روح القدس کا حاصل ہونا کب۔ کیسے۔ کیوں۔ کہاں اور کس قدر ہوتا ہے؟	۵۸
۲۵	منادو اور واعظ انجیل کی باتوں کو ثابت کرنے کے لیے لوگ عموماً کیا غلطی کرتے ہیں؟	۵۹
۲۶	کتاب مقدس کے الفاظ کا الہامی ہونا ثابت کرو؟	۵۹
۲۷	مسیح کی تعلیم کے سمجھنے میں ترقی کرنے کے کون سے وسیلے ہیں؟	۶۰
	تیسرا باب آیت ۱ تا ۲۳	
۱	پولوس نے کرنتھی مسیحیوں کی کیوں تعریف کی؟	۶۲
۲	جسمانی مسیحیوں سے کیا مراد ہے؟	۶۳
۳	کرنتھی مسیحیوں میں سے بعضوں نے پولوس کی تعلیم پر یہ اعتراض	

نمبر سوالات	تیسرا باب - آیت ۱ تا ۲۳	صفحہ
	کہا کہ اس کی تعلیم گہری باتوں سے خالی ہے۔ تو پولوس نے اس اعتراض کا کیا جواب دیا؟	۶۳
۴	رومی کاتھولک کلیسیا کے بزرگوں کا یہ قول کہ جو مسیحی عقل و علم اور تجربہ میں لڑکوں کے مثل ہیں ان کو پوری بائبل نہ پڑھنی چاہئے۔ ان کے اس قول کا کیا جواب ہے؟	۶۴
۵	کرنتھی مسیحیوں کی روحانی کمزوری کی وجہ کیا تھی؟	۶۵
۶	کرنتھی مسیحی آپس میں کن باتوں پر جھگڑتے اور فساد کرتے تھے؟	۶۵
۷	ثابت کرو کہ اس خط کے باب ۱: ۵ میں اور تیسرے باب کی ۱ تا ۳ میں کچھ اختلاف نہیں ہے؟	۶۶
۸	کیا پولوس اور اپلوس کی تعلیم کے اصول میں کچھ فرق تھا؟	۶۷
۹	ان کے بیان کے طرز میں کیا فرق تھا؟	۶۸
۱۰	پولوس کس لئے اپنے آپ کو مسیحی درخت کا لگانے والا کہتا ہے؟	۶۸
۱۱	اپلوس کون تھا؟	۶۸
۱۲	الٰہی تعلیم اور الہامی استاد کی ایک جانچ آیت ۷ میں پائی جاتی ہے۔ اس کا بیان کرو۔	۶۹ و ۷۰
۱۳	آٹھویں آیت میں پولوس کے اس قول سے کہ خدا بڑھانے والا ہے دو نتیجے نکلتے ہیں ان کا بیان کرو؟	۷۰
۱۴	عدالت کے وقت مسیح کے خادموں سے کیا پوچھا جائیگا؟	۷۰ و ۷۱
۱۵	آٹھویں آیت میں اجر سے کیا مراد ہے؟	۷۱
۱۶	نویں آیت میں خدا کی کھیتی اور خدا کی عمارت سے کیا مراد ہے؟	۷۲

نمبر سوالات	تیسرا باب - آیت ۱ تا ۲۳	صفحہ
۱۷	بنی آدم کونسی زمین کی مانند ہیں؟	۷۲
۱۸	دانا معمار کی جانچ آیت ۱۰ سے ۱۵ ویں تک میں کیسی بتلائی گئی ہے۔	۷۳
۱۹	بارھویں آیت میں سونے۔ چاندی۔ بیش قیمت پتھر سے اور لکڑی۔ گھاس۔ بھوس سے کونسی تعلیم مراد ہے؟	۷۴ و ۷۵
۲۰	مسیح کے کون خادم کلیسیا کو گھاس۔ بھوس اور لکڑی سے بناتے ہیں؟ اور ان کی ایسی نادانی کا ابراہیم کی بیوی سارہ کی نادانی سے مقابلہ کرو۔	۷۶
۲۱	رومی کاتھولک کلیسیا کے پادری مسیحی مُردوں کی حالت کو پرگٹوری بتلاتے ہیں اس کا مطلب لکھو؟	۷۷
۲۲	ثابت کرو کہ جو تعلیم رومی کاتھولک کے استاد پرگیٹوری کی نسبت بتاتے ہیں۔ وہ غلط ہے۔	۷۷
۲۳	جس کا کام جانچنے کے بعد قائم رہیگا۔ وہ خدا سے کونسی بابت اجر پائیگا؟	۷۸
۲۴	پندرھویں آیت میں لکھا ہے "لیکن وہ خود بچ جائیگا مگر جلتے جلتے" اس کے معنی بتلاؤ؟	۷۹
۲۵	مسیحی خادم الدین اور پاسبان جو مسیحی جماعت سے تعلق رکھتے ہیں وہ کیا ہیں؟	۸۰
۲۶	اگر کوئی کہے کہ نجات اعمال پر موقوف نہیں ہے۔ خیر۔ جب نجات ملتی ہے تو نیک اعمال کی کچھ ضرورت نہیں۔ بلکہ	

نمبر سوالات	تیسرا باب۔ ۱ تا ۲۳	صفحہ
	ہم کو اختیار ہے۔ چاہے نیکی کریں یا بدی۔ صرف مسیح پر ایمان لانے سے نجات ملتی ہے۔ اس اعتراض کا کیا جواب ہے؟	۸۲
۲۷	مسیحی خدا کا مقدس کیوں کہلاتا ہے؟	۸۳
۲۸	"اگر کوئی خدا کے مقدِس کو برباد کریگا" (آیت ۱۷)۔ اس کے کیا معنی ہیں؟	۸۴
۲۹	"اگر کوئی اپنے آپ کو حکیم سمجھے" (آیت ۱۸) اس کے معنی بتاؤ؟	۸۵
۳۰	جو لوگ کلیسیا کو خراب کرتے ہیں تو خدا اُن سے کیا سلوک کریگا (آیت ۱۷-۲۰)؟	۸۵ و ۸۶
۳۱	"ساری چیزیں تمہاری ہیں" (آیت ۲۱) اس کے کیا معنی ہیں؟	۸۷
۳۲	رومی کلیسیا کے پوپ کا یہ دعویٰ کہ مجھے کل کلیسیا پر اختیار دیا گیا ہے آیت ۲۱-۲۳ سے ثابت کرو کہ یہ دعویٰ بے بنیاد ہے۔	۸۸
۳۳	"خواہ زندگی خواہ موت" (آیت ۲۲) سے کیا مراد ہے؟	۸۸ و ۸۹
۳۴	آیت ۲۳ میں لکھا ہے کہ مسیح خدا کا ہے۔ اس کے معنی بتاؤ؟	۹۰
	چوتھا باب۔ آیت ۱-۵	
۱	باب چوتھے کی پہلی آیت میں جس لفظ کا ترجمہ خادم کیا گیا ہے اس کے اصلی معنی کیا ہیں؟	۹۳ و ۹۴
۲	"خُدا کے بھیدوں کا مختار" (آیت ۱) اس کے معنی کیا ہیں؟	۹۴
۳	تیسری آیت میں لکھا ہے "میں خود بھی اپنے آپ کو نہیں پرکھتا" اس کے معنی بتاؤ۔	۹۵
۴	آیت پانچویں میں لکھا ہے کہ "وقت سے پہلے کسی بات کا فیصلہ	

نمبر سوالات	چوتھا باب۔ آیت ۱-۵	صفحہ
	نہ کرو" اس کے معنی بتاؤ۔	۹۷
۵	ثابت کرو کہ پولوس کی غرض یہ نہیں ہے کہ مسیحی جماعتیں استادوں کی تعلیم میں کچھ امتیاز نہ کریں۔ یا اُنکی تعلیم کے جانچنے میں لاپرواہ ہو جائیں	۹۷
۶	اس چوتھے باب کی پہلی پانچ آیتوں سے ۶ نتیجے نکلتے ہیں ان کا بیان کرو؟	۹۸ و ۱۰۰
	چوتھا باب۔ آیت ۶-۱۳	
۱	آیت ۶ سے ۱۳ ویں تک میں کن شخصوں کا مقابلہ کیا جاتا ہے؟	۱۰۱
۲	جو کچھ پولوس نے باب ۳ کی پانچویں آیت سے باب ۴ کی پانچویں آیت تک میں کہا تھا سو کس طور پر کہا تھا؟	۱۰۲
۳	آیت ۶ میں "لکھے ہوئے" کے کیا معنی ہیں؟	۱۰۲
۴	پولوس آٹھویں آیت میں کس طور پر کرنتھی مسیحیوں سے گفتگو کرتا ہے؟	۱۰۳
۵	آیت آٹھویں میں لفظ "پہلے ہی سے" کیا معلوم ہوتا ہے؟	۱۰۳
۶	"کاش کہ تم بادشاہی کرتے" (آیت ۸) اس جملے میں پولوس کس زمانے کی طرف اشارہ کرتا ہے؟	۱۰۳ و ۱۰۴
۷	طنز آمیز نصیحت سے فائدہ کب ہوگا؟	۱۰۴
۸	جو جو مصیبتیں پولوس نے اپنے اوپر مسیح کی خاطر اُٹھائیں۔ اُن کا کچھ حال بیان کرو۔ دیکھو آیت ۹-۱۳	۱۰۴ و ۱۰۵
۹	کس سبب سے پولوس تماشا بننے کے لئے تیار اور خوش تھا؟	۱۰۵
۱۰	پولوس کو کس بات پر تعجب تھا؟	۱۰۵ و ۱۰۶

نمبر سوالات	چوتھا باب - آیت ۶-۱۳	صفحہ
۱۱	جس وقت پولوس کرنتھی مسیحیوں کو یہ خط لکھ رہا تھا اُس وقت وہ افسس میں کس مصیبت میں مبتلا تھا؟	۱۰۶
۱۲	جو مزاج پولوس نے رکھا۔ دنیا داروں کی نظر میں وہ کس بات کا نشان ہے؟	۱۰۷و۱۰۸
۱۳	ہر ایک مسیحی اُستاد اور رہنما کی تعلیم کس کسوٹی پر جانچی جا سکتی ہے؟	۱۰۹
۱۴	کرنتھی مسیحیوں میں شیخی کی وجہ کیا تھی؟	۱۱۰
۱۵	لوگوں کے سمجھانے اور سدھارنے کے لئے طعنہ دینا کس وقت واجب و مفید ہوگا؟	۱۱۰
۱۶	مسیح کے شاگرد کس وقت سلطنت کریں گے؟	۱۱۱
۱۷	کرنتھی مسیحیوں کی کیا غلطی تھی۔ کہ انہوں نے دنیا میں اپنی سرفرازی اور آسودگی ڈھونڈی؟	۱۱۱
۱۸	پولوس کا سختی اور طنز کے طور پر کرنتھی مسیحیوں سے بولنے کا کیا سبب تھا؟	۱۱۲
۱۹	انسان کا دل مسیح کی طرف اکثر کن کن وسیلوں سے رجوع کیا جاتا ہے؟	۱۱۳
۲۰	مسیح نے اپنے شاگردوں سے کہا "اور کہ زمین پر کسی کو اپنا باپ مت کہو۔ کیونکہ تمہارا ایک ہی باپ ہے جو آسمان پر ہے" (متی ۲۳ : ۹) مگر پولوس آیت ۱۵ ویں میں اپنے آپ کو کرنتھی مسیحیوں کا باپ کہتا ہے ثابت کرو کہ پولوس کے کلام اور مسیح کے حکم میں اختلاف نہیں پایا جاتا ہے۔	۱۱۴و۱۱۵

نمبر سوالات	چوتھا باب - آیت ۶-۱۳	صفحہ
۲۱	ثابت کرو کہ رومی کاتھولک کلیسیا کے شرکا کا دستور جو اپنے تمام پادریوں کو باپ کہتے ہیں۔ سو غلط ہے۔	۱۱۵
۲۲	پولوس نے تمطاؤس کو کرنتھی مسیحیوں کے پاس کیوں بھیجا؟	۱۱۶
۲۳	بعض کرنتھی مسیحیوں نے پولوس کے شہر کرنتھس میں نہ آنے کے کیا جھوٹے اسباب مشہور کئے تھے؟	۱۱۷
۲۴	پولوس نے کرنتھی شیخی بازوں کی باتوں کو کس کسوٹی پر جانچ کر جھوٹا ٹھہرایا؟	۱۱۷
۲۵	اگر مسیحی خادم کی خدمت اور منادی سے لوگوں کے دل مسیح کی طرف رجوع نہ کئے جائیں تو اس کو کس بات پر غور کرنا چاہئیے؟	۱۱۸تا۱۲۰
۲۶	مسیح میں کسی کو سرتو پیدا کرنے کے لئے کونسی دو باتوں کی ضرورت ہے؟	۱۲۰
۲۷	مسیح کے خادموں کے جانچنے میں کیا دریافت کرنا چاہئیے؟	۱۲۰
۲۸	قصوروار کے ساتھ چاہے ہم سختی سے بولیں یا نرمی سے ہماری کیا غرض ہو؟	۱۲۱
	پانچواں باب - آیت ۱ تا ۱۳	
۱	مسیحی کلیسیا سے ناپاک لوگوں کا نکالنا اور اُن سے کچھ سروکار نہ رکھنا۔ اس کے بارے میں پولوس نے اس باب میں کیا حکم دیا؟	۱۲۲و۱۲۳
۲	کرنتھی کلیسیا کی حالت کہاں تک خراب تھی اور اس کے شرکاء کہاں تک بے شرم تھے؟	۱۲۳

نمبر سوالات	پانچواں باب۔ آیت ۱ تا ۱۳	صفحہ
۳	کس وجہ سے کرنتھی مسیحیوں نے اُس حرامکار کو کلیسیا سے علیحدہ نہیں کیا تھا؟	۱۲۴
۴	پولوس ان ۳ تا ۵ آیتوں میں ہم کو ایسے حرامکاروں کو سزا دینے کا کیا طریقہ بتلاتا ہے؟	۱۲۵
۵	حرامکار مسیحی کس غرض سے شیطان کے حوالے کئے جاتے ہیں؟	۱۲۵
۶	ثابت کرو کہ شیطان بیماری کا بیج ہے۔	۱۲۵ و ۱۲۶
۷	اگر کوئی پوچھے کہ آج کل بھی کوئی شیطان کے سپرد کیا جاتا ہے تو اس کا کیا جواب اور ثبوت دوگے؟	۱۲۶
۸	بتاؤ کہ سزا کن وجوہات سے دی جائے؟	۱۲۶-۱۲۷
۹	"تھوڑا سا خمیر سارے گوندھے ہوئے آٹے کو خمیر کر دیتا ہے" اس کے معنی بتاؤ؟	۱۲۷
۱۰	خداوند یسوع نے فریسیوں اور صدوقیوں کے خمیر کے بارے میں کیا کہا؟	۱۲۷ و ۱۲۸
۱۱	گناہوں کی جو دو قسمیں محمدی بتلاتے ہیں۔ کیا ان کا کچھ ذکر پاک نوشتوں میں پایا جاتا ہے؟	۱۲۸
۱۲	آیت ۷ میں پرانے خمیر سے کیا مراد ہے؟	۱۲۸
۱۳	کن وجوہات سے مسیح ہماری فسح ٹھہرتا ہے؟	۱۲۸ و ۱۲۹
۱۴	آیت نویں سے ثابت کرو کہ پولوس کا کوئی خط کھو یا گیا تھا؟	۱۳۰ و ۱۳۱
۱۵	مسیح کے شاگردوں کو حرامکاروں کے ساتھ کھانا کھانا جائز ہے یا نہیں؟	۱۳۱

نمبر سوالات	پانچواں باب۔ آیت ۱ تا ۱۳	صفحہ
۱۶	اگر حرامکار مسیحیوں کا حقہ پانی بند کر دیا جائے تو کلیسیا کو نقصان ہوگا یا فائدہ؟	۱۳۳
۱۷	اس امر میں ہندوستان کے مسیحیوں میں کیا دستور ہے؟	۱۳۳
۱۸	غیر مسیحیوں اور باہر والوں کے فیصلے کے بارے میں تیرھویں آیت میں کیا لکھا ہے؟	۱۳۴
۱۹	بعضوں کا خیال ہے کہ جو کلیسیا مسیح کے رسولوں کے ذریعے سے مقرر ہوئیں وہ پاک اور بے عیب تھیں ثابت کرو کہ خیال غلط ہے؟	۱۳۵ و ۱۳۶
۲۰	جب کلیسیا کے افسر مسیحیوں کو کسی خراب حالت میں دیکھیں تو انکا کیا فرض ہے؟	۱۳۶
۲۱	کلیسیا کی طرف سے جو تنبیہ قصوروار مسیحی کو دی جاتی ہے اس کے تین مقصد بتاؤ؟	۱۳۷
۲۲	ثابت کرو کہ کلیسیا کو قصوروار مسیحیوں کو تنبیہ دینے کا اختیار ہے؟	۱۳۷
۲۳	جو نتائج پانچویں باب کی پہلی آیت سے ۱۳ ویں تک حاصل کلام کے طور پر نکالے جا سکتے ہیں وہ بتاؤ؟	۱۳۵-۱۳۷
	چھٹا باب۔ آیت ۱ تا ۱۱	
۱	ان آیتوں میں مسیحیوں میں مقدمہ بازی کی ملامت کا کیا بیان ہے؟	۱۳۹
۲	مسیحیوں کو اپنے مقدمات فیصلہ کروانے کے واسطے کن شخصوں کے سامنے جانا شرم کا باعث ہے؟	۱۳۹

نمبر سوالات	چھٹا باب - آیت ۱ تا ۱۱	صفحہ
۳	ہمارا خداوند خود ہمارے مقدمات کے فیصلہ کرنے کا کیا طریقہ بتلاتا ہے؟	۱۳۹
۴	یہودیوں میں مقدمہ کے فیصلہ کرنے کا کیا طریقہ تھا؟	۱۳۹
۵	کن پانچ وجہوں سے مسیحیوں کو آپس میں غیر مسیحیوں کے حاکم کے سامنے لڑنا بیجا ہے؟	۱۳۹ و ۱۴۰
۶	جہاں مسیحی عملداری اور مسیحی حاکم ہوں کیا ان کے سامنے مسیحیوں کو مقدمہ لیجانے کی ممانعت ہے؟	۱۴۰ و ۱۴۱
۷	مقدس لوگ کس وقت دنیا کا انصاف کرینگے؟	۱۴۱
۸	ثابت کرو کہ مسیحی لوگ فرشتوں کا انصاف کرینگے؟	۱۴۱ و ۱۴۲
۹	آیت ۴ میں یہ لکھا ہے کہ "جو کلیسیا میں حقیر سمجھے جاتے ہیں" جن شخصوں کا ذکر پولوس یہاں کرتا ہے ان کے بارے میں علما کی کیا کیا مختلف رائیں ہیں؟	۱۴۲
۱۰	چھٹویں آیت میں کرنتھی مسیحیوں کی تین طرح کی تقصیروں کا ذکر ہے انہیں بیان کرو؟	۱۴۴
۱۱	کن اسباب سے لوگوں کے ظلم کی برداشت کرنا اور اپنا نقصان اٹھانا آپس کی داد و فریاد سے بہتر ہے؟	۱۴۵
۱۲	گیارھویں آیت میں لکھا ہے کہ "تم خدا کی روح سے دھل گئے"، ثابت کرو کہ یہاں بپتسمہ کی طرف اشارہ نہیں ہے۔	۱۴۷
۱۳	ان گیارہ آیتوں کے حاصل کلام میں جو سات نتیجے نکلتے ہیں وہ بتاؤ؟	۱۴۸

نمبر سوالات	چھٹا باب - آیت ۱۲ تا ۲۰	صفحہ
۱	کونسا گناہ مسیحی کو خداوند یسوع مسیح سے جدا کرتا ہے؟	۱۵۰ و ۱۵۱
۲	بعض کرنتھی مسیحی کہتے ہیں کہ ہم کو ہر طرح کا کھانا جائز ہے جس چیز کے کھانے کو ہمارا جی چاہے وہ ہمارے واسطے جائز ہے پولوس اس کے خلاف کیا فرماتا ہے؟	۱۵۱
۳	حرامکاری سب گناہوں میں سے کیوں سب سے زیادہ نفرتی قرار دیجاتی ہے؟	۱۵۱ و ۱۵۳
۴	آیت اٹھارھویں میں لکھا ہے کہ "حرامکاری سے بھاگو" بھاگنے کی ضرورت ظاہر کرو؟	۱۵۴
۵	۱۸ ویں آیت میں لکھا ہے "حرامکار اپنے بدن کا بھی گنہگار ہے" اس کے معنی بتاؤ؟	۱۵۵
۶	آیت ۱۹ ویں میں لکھا ہے کہ "تمہارا بدن روح القدس کا مقدس ہے" اس سے کیا نتیجے نکلتے ہیں؟	۱۵۵
۷	۱۹ ویں آیت میں حرامکاری دو وجہوں سے سخت گناہ قرار دی جاتی ہے وہ دونوں وجہیں بتلاؤ	۱۵۶
۸	افلاطون اور دوسرے فیلسوف بدن کو کیا کہتے تھے؟	۱۵۶
۹	۲۰ ویں آیت میں لکھا ہے کہ "تم قیمت سے خریدے گئے" اس کے معنی بتاؤ۔ یہ قیمت کس کو دی گئی؟	۱۵۶
۱۰	کن چھ وجہوں سے پولوس بدن کی قدر کو ثابت کرتا ہے؟	۱۵۷ و ۱۵۸
۱۱	ہندوستان کے بعض سادھو بدن کی صفائی سے بے پروا ہوتے ہیں اس میں ان کی غلط فہمی ثابت کرو؟	۱۵۸

نمبر سوالات	ساتواں باب - آیت ۱ تا ۱۱	صفحہ
۱	کرنتھی مسیحیوں نے پولوس سے بیاہ کرنے کے بارے میں کیا سوال کیا تھا؟ اور اس نے ان کے سوال کا کیا جواب دیا تھا؟	۱۵۹-۱۶۰
۲	کرنتھی مسیحیوں نے مجرد رہنا کیوں بہتر سمجھا؟	۱۶۰
۳	یہودیوں اور یونانیوں میں مجرد رہنے کی نسبت جو مختلف خیالات تھے رد بتاؤ؟	۱۶۰
۴	کن پانچ باتوں کے لحاظ سے بیاہ کرنا مجرد رہنے سے بہتر ثابت ہوتا ہے؟	۱۶۰ و ۱۶۱
۵	آیت دوسری میں لکھا ہے کہ ہر مرد اپنی بیوی رکھے۔ اس کے معنی بتاؤ؟	۱۶۲
۶	فریسیوں نے خداوند سے سوال کیا کہ کیا ہر ایک سبب سے اپنی بیوی کو چھوڑ دینا جائز ہے؟ مسیح نے اس کے جواب میں کیا کہا؟	۱۶۲-۱۶۳
۷	خصم اور جورو کو الگ رہنا کن تین شرطوں پر واجب ہے؟	۱۶۳
۸	۳ تا ۵ آیتوں سے ثابت کرو کہ جورو اور خصم کے ساتھ رہنے سے باطنی زندگی میں کچھ خلل نہیں ہوتا؟	۱۶۳
۹	رومی کیتھولک کلیسیا کس طرح کی تعلیم سے بہتیرے جوان مردوں اور عورتوں کو بیاہ کرنے سے روکتی ہے؟	۱۶۳
۱۰	پولوس رسول اس قسم کی تعلیم اور طریقے کے خلاف کیا کہتا ہے؟	۱۶۴

نمبر سوالات	ساتواں باب - آیت ۱ تا ۱۱	صفحہ
۱۱	آیت چھٹویں میں لکھا ہے "لیکن یہ میں اجازت کے طور پر کہتا ہوں نہ حکم کے طور پر" اس کے معنی بتاؤ؟	۱۶۵-۱۶۶
۱۲	آٹھویں آیت سے بعض نتیجے ایسے نکالتے ہیں کہ پولوس کا کبھی بیاہ نہیں ہوا ثابت کرو کہ یہ نتیجہ بے بنیاد ہے؟	۱۶۶-۱۶۷
۱۳	دسویں آیت میں پولوس کہتا ہے کہ "مگر جن کا بیاہ ہو گیا ہے ان کو میں نہیں خداوند حکم دیتا ہے کہ بیوی اپنے شوہر سے علیحدہ نہ ہو" اس کے معنی بتاؤ؟	۱۶۷
۱۴	پولوس کے زمانے میں رومیوں اور یونانیوں میں عورت کو طلاق دینے کا کیا طریقہ تھا؟	۱۶۸
۱۵	اس زمانے کا ایک نامور رومی مورخ جُووینل طلاق دینے کے بارے میں کیا کہتا ہے؟	۱۶۹
۱۶	گیارھویں آیت سے بزرگ آگستین کیا غلط نتیجہ نکالتا ہے؟	۱۶۹
۱۷	ان کل گیارہ آیتوں میں سے بیاہ کے بارے میں حاصل کلام کے طور پر کونسے چار نتیجے نکلتے ہیں؟	۱۷۰
۱۸	بیاہ نہ کرنا اور اکیلا رہنا کونسی تین شرطوں پر موقوف ہے؟	۱۷۰
	ساتواں باب - آیت ۱۲ تا ۲۴	
۱	آیت بارھویں میں لکھا ہے کہ "میں ہی کہتا ہوں نہ کہ خداوند" اس کے معنی بتاؤ؟	۱۷۲
۲	اگر غیر مسیحی عورت اپنے مسیحی خصم کے ساتھ یا غیر مسیحی مرد اپنی مسیحی بیوی کے ساتھ رہنے پر راضی ہو جیسے بیوی اور شوہر کو مناسب ہے تو خدا کا کیا حکم ہے؟	۱۷۲

نمبر سوالات	ساتواں باب - آیت ۱۲ تا ۲۴	صفحہ
۳	کیا مسیحی کو غیر مسیحی کے ساتھ بیاہ کرنا خدا کو پسندیدہ ہے؟	۱۷۳
۴	اگر کسی مسیحی عورت کا غیر مسیحی شوہر اپنی بیوی یا کسی مسیحی مرد کی غیر مسیحی بیوی اپنے شوہر کو بلا وجہ چھوڑ دے۔ اور پھر آنے کی کچھ امید نہ ہو تو کیا اس مسیحی مرد یا اس عورت کو پھر بیاہ کرنے کی اجازت ہونی چاہئے؟	۱۷۴
۵	ایسی حالت میں دوسرے بیاہ کی اجازت کونسی چار وجہوں سے درست معلوم ہوتی ہیں؟	۱۷۴
۶	اگر کوئی اعتراض کرے کہ کیا مسیح نے ایسے بیاہ کو منع نہیں کیا۔ کیا اس نے نہیں فرمایا کہ زنا کے سوا کسی اور وجہ سے اپنی بیوی کو چھوڑ کر کسی دوسرے سے بیاہ کرنیکی اجازت نہیں ہے؟ تو اس اعتراض کا کیا جواب ہے؟	۱۷۵
۷	بعض لوگ پولوس کی اس تعلیم کے خلاف کیا کہتے تھے؟ بعض پولوس کی اس تعلیم کے خلاف یہ کہتے تھے کہ جب کسی مسیحی بھائی کی بیوی اُسے چھوڑ کے چلی جائے تو پھر وہ بیاہ نہ کرے۔ تو پولوس نے آیت پندرھویں اور سولھویں میں اس اعتراض کا کیا جواب دیا؟	۱۷۶
۸	آیت ۱۷ ویں میں لفظ "مگر" سے پولوس کے کس خوف کی طرف اشارہ ہے؟	۱۷۶
۹	اگر کسی کے بارے میں یہ یقین ہو کہ وہ صرف اپنے بیاہ کے پرانے رشتے کے توڑنے کی غرض سے مسیحی ہونا چاہتا ہے تو اس کے بپتسمے کے بعد جو نتیجے نکلتے ہیں وہ بتاؤ؟	۱۷۶-۱۷۷

نمبر سوالات	ساتواں باب - آیت ۱۲ تا ۲۴	صفحہ
۱۰	آیت ۱۷ ویں میں لکھا ہے "میں ساری کلیسیاؤں میں ایسا ہی مقرر کرتا ہوں" اس سے کیا ظاہر ہوتا ہے؟	۱۷۸
۱۱	۱۸ ویں آیت میں لکھا ہے۔ کہ جو نامختونی کی حالت میں بلایا گیا وہ مختون نہ ہو جائے اس کے معنی کیا ہیں؟	۱۷۹
۱۲	انیسویں آیت میں لکھا ہے "نہ ختنہ کوئی چیز ہے نہ نامختونی بلکہ خدا کے حکموں پر چلنا ہی سب کچھ ہے" اس کے معنی بتاؤ؟	۱۸۰
۱۳	جب کوئی شخص مسیحی ہو جائے تو کیا وہ یہ خیال کرے۔ کہ اب مجھے نیا پیشہ اختیار کرنا ہے؟	۱۸۰-۱۸۱
۱۴	بعض لوگ خیال کرتے ہیں کہ مسیحی ہونا اور چھوٹے کام کے چھوڑ دینے میں کچھ لازمی تعلق ہے۔ ثابت کرو کہ یہ خیال پولوس کے کہنے کے خلاف ہے؟	۱۸۱
۱۵	مسیحیوں کو اپنا قدیم پیشہ چھوڑنا دو وجہوں سے نامناسب ٹھہرتا ہے۔ ان کا بیان کرو؟	۱۸۲
۱۶	اکیسویں آیت میں آیت بیسویں کی جو نظیر غلام ہونے کے بارے میں ہے وہ بتاؤ؟	۱۸۳
۱۷	آیت اکیسویں میں جو لکھا ہے "اگر تو آزاد ہو سکے۔ تو اسی کو اختیار کر" جس لفظ کا ترجمہ "اختیار" کر دیا گیا ہے اس کا دوسرا ترجمہ کیا ہو سکتا ہے؟	۱۸۳
۱۸	اس لفظ یعنی اختیار کر کا کونسا ترجمہ پولوس کے مطلب سے موافقت رکھتا ہے؟	۱۸۳

نمبر سوالات	ساتواں باب - ۱۲ تا ۲۴	صفحہ
۱۹	اگر پولس ان مسیحیوں کو جو غلام تھے - یہ نصیحت کرتا کہ وہ آزاد ہونے کی کوشش کریں - تو ایسی تعلیم سے کلیسیا کو کس قسم کا نقصان ہوتا - سو یہ نقصان بتاؤ؟	۱۸۴
۲۰	اگر کوئی پوچھے کہ کیا سبب ہے کہ پولس نے رومی حکام کو غلاموں پر سختی نہ کرنے کے بارے میں نصیحت نہیں کی - بلکہ برخلاف اس کے غلاموں کو سمجھایا - تو اس سوال کے پانچ جواب بتاؤ؟	۱۸۵ تا ۱۸۶
۲۱	مسیح کا غلام کس لئے آدمی کی غلامی کو برداشت کر سکتا ہے؟	۱۸۷
۲۲	اگر کوئی کسی مسیحی سے یہ پوچھے کہ تم نیچ اور ذلیل پیشے میں کیوں رہتے ہو تو وہ اس کا کیا جواب دے؟	۱۸۸
۲۳	ثابت کرو کہ پولس کی جو تعلیم بارھویں آیت میں ہے اس میں اور مسیح کی تعلیم میں کچھ اختلاف نہیں ہے -	۱۸۹
۲۴	ثابت کرو کہ طلاق دینے کے دو واجب سبب ہو سکتے ہیں؟	۱۹۰
۲۵	ثابت کرو کہ مسیحی مذہب انسان کے خاندانی رشتوں کو نہیں توڑتا؟	۱۹۰
۲۶	جو شخص جس حالت میں مسیحی ہوا ہو تو کیا اس کو اسی میں قناعت کرنی چاہیے یا نہیں؟	۱۹۰ تا ۱۹۱
	ساتواں باب - آیت ۲۵ تا ۳۴	
۱	کنواریوں کے حق میں کہ آیا ان کا بیاہ کرنا بہتر ہے یا نہیں ہمارے خداوند نے کوئی حکم کیوں نہیں دیا؟	۱۹۳
۲	اس امر میں کہ آیا کنواری بیاہ کرے یا نہ کرے پولس رسول نے کیا فرمایا؟	۱۹۳ - ۱۹۴

نمبر سوالات	ساتواں باب - آیت ۳۵ تا ۴۰	صفحہ
۳	جن باتوں کی نسبت خداوند یسوع مسیح نے کوئی خاص حکم نہیں دیا - ایسے معاملوں کے فیصلے کے لئے کن سے ہدایت طلب کی جائے؟	۱۹۴
۴	پولس کہتا ہے کہ "اگر تیری بیوی نہیں تو بیوی کی تلاش نہ کر" (آیت ۲۷)، اس نے کس کو اور کس لئے یہ صلاح دی؟	۱۹۵
۵	اگر کوئی شخص آیت چونتیسویں سے یہ نتیجہ نکالے - کہ بے بیاہی عورت بیاہی سے زیادہ پاک اور مقدس ہے تو کون سے پانچ سببوں سے یہ نتیجہ غلط ٹھہرتا ہے؟	۱۹۸ تا ۱۹۹
۶	کئی ایک مسیحی کلیسیاؤں میں یہ دستور ہے کہ بعض جوان مرد اور عورتیں مجرد رہنے کی منت مانتے ہیں اور اس سبب سے وہ ان کلیسیاؤں میں زیادہ پاک گنے جاتے ہیں پینتیسویں آیت میں پولس رسول اس دستور کو کیوں پسند کرتا ہے؟	۲۰۰
۷	چھتیسویں آیت میں پولس لڑکیوں کے بیاہ کے بارے میں ایک شرط کرتا ہے - اس کا بیان کرو -	۲۰۰
۸	یونانی قوم کے لوگ اپنی لڑکیوں کا بیاہ کس برس سے کم عمر میں نہیں کرتے تھے؟	۲۰۰
۹	اگر کوئی مرد یا عورت بے بیاہی رہنے کا قصد کرے - تو اس کو کن چار باتوں کا خیال رکھنا چاہیے؟	۲۰۲
۱۰	آیت اڑتیسویں میں لکھا ہے کہ "جو اپنی کنواری لڑکی کو بیاہ دیتا ہے وہ اچھا کرتا ہے" اس کی تائید میں کونسی باتیں ہو سکتی ہیں؟	۲۰۳

نمبر سوالات	ساتواں باب - آیت ۲۵ تا ۴۰	صفحہ
۱۱	اٹھتیسویں آیت میں یہ بھی لکھا ہے "اور جو بیاہ نہیں کر دیتا وہ اور بھی اچھا کرتا ہے" اس کی تائید میں کونسی باتیں ہو سکتی ہیں؟	۲۰۳
۱۲	کیا بیوہ کو بیاہ کرنے کی اجازت ہے؟	۲۰۳
۱۳	پولوس کہتا ہے کہ جس طرح اور رسولوں میں خداوند کی روح ہے ویسے ہی مجھ میں بھی ہے (آیت ۴۰) یہ کہنے سے اس کی کیا مراد ہے؟	۲۰۴
۱۴	بیاہ کے بارے میں جو باریکیاں پولوس نے ان آیتوں میں بیان کی ہیں وہ رسولوں کے اور کون سے خطوں کے مقابلہ کرنے سے اوصاف ظاہر ہونگی؟	۲۰۴
۱۵	بیاہ کرنا یا ترک کرنا کس بات پر موقوف ہے؟	۲۰۵
۱۶	لڑکیوں کے بیاہ کی نسبت والدین کو کن چار باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہے؟	۲۰۵
۱۷	کلیسیا کے افسروں کو ملک کے دستورات میں دست اندازی کرنی چاہئے یا نہیں؟	۲۰۵
	آٹھویں باب کے سوالات	
۱	کرنتھی کلیسیا میں گوشت کھانے کے بارے میں کیا حجت تھی؟	۲۰۸
۲	انہوں نے گوشت کھانے کے بارے میں پولوس سے کیا سوال کیا اور اس نے ان کے سوال کا کیا جواب دیا؟	۲۰۸
۳	علم جو دل پر موثر ہے وہ کسی کا غلام بن سکتا ہے؟	۲۰۹
۴	الٰہی علم حاصل کرنیکے لئے سب سے بہتر استاد کونسے مدرسے میں ملتا ہے؟	۲۱۰

نمبر سوالات	آٹھویں باب کے سوالات	صفحہ
۵	چوتھی آیت میں لکھا ہے کہ "بت دنیا میں کوئی چیز نہیں" تو پھر بت ہے کیا چیز؟	۲۱۰ تا ۲۱۱
۶	قرآن میں خدا کے جو ننانوے نام لکھے ہوئے ہیں ان میں کونسا نام نہیں پایا جاتا؟	۲۱۱
۷	کس وجہ سے بعضوں کی تمیز اور ضمیر بت کے اختیار میں ہے اور ان کو ملامت کرتی ہے؟	۲۱۲
۸	کمزور دل سے کیا مراد ہے؟ (آیت ۷)	۲۱۲
۹	تمیز ہر فعل کو کس کسوٹی پر پرکھی جا سکتی ہے؟ کہ کون جائز ہے اور کون ناجائز۔	۲۱۳
۱۰	ثابت کرو کہ کھانا ہمیں خدا سے نہیں ملائیگا۔ (آیت ۸)	۲۱۳
۱۱	پولوس بت کے چڑھائے ہوئے گوشت کے کھانے کو کس طرح جائز ٹھہراتا ہے؟	۲۱۳ تا ۲۱۴
۱۲	آیت نویں میں پولوس بت کے ذبیحے کے کھانے والوں کو کیا نصیحت اور آگاہی دیتا ہے؟	۲۱۵
۱۳	دسویں آیت میں کمزور شخص سے کونسا آدمی مراد ہے؟	۲۱۵
۱۴	تمیز کے خلاف کوئی کام کرنے سے جو جو برے نتیجے پیدا ہوتے ہیں وہ بتاؤ۔	۲۱۵
۱۵	اگر کوئی گیارھویں آیت کے اس کلام پر کہ "وہ کمزور بھائی جس کی خاطر مسیح موا ہلاک ہو جائیگا" یہ اعتراض کرے۔ کہ جن کے لئے مسیح مرا وہ کیونکر ہلاک ہو سکتے ہیں؟ تو اس کا کیا جواب دو گے؟ اور	

نمبر سوالات	آٹھویں باب کے سوالات	صفحہ
	بجا ذکی نظیر سے اس کے معنی بتاؤ؟	۲۱۵ تا ۲۱۶
۱۶	کمزور مسیحی کو تکلیف پہنچانا کیوں بڑا گناہ سمجھا جاتا ہے؟ (آیت ۱۲)	۲۱۷
۱۷	پولوس کس سبب سے اور کس شرط پر ہر قسم کے گوشت کے کھانے سے پرہیز کرنے کو تیار تھا؟	۲۱۷
۱۸	جن باتوں سے انجیل کی بنیادی باتوں کے بگاڑ کا ڈر تھا۔ کیا ان میں پولوس کسی کا لحاظ و رعایت کرتا تھا؟ اور اس کی نظیر دو۔	۲۱۷ تا ۲۱۸
۱۹	اس بات سے جو چار باتیں حاصل کلام کے طور پر نکلتی ہیں وہ بتاؤ؟	۲۱۹ تا ۲۲۰
	نواں باب آیت ۱ تا ۱۴	
۱	بعض کرنتھی مسیحی پولوس کے رسول ہونے پر کس وجہ سے شک کرتے تھے؟	۲۲۲
۲	پولوس کے رسول ہونے کے ثبوت میں چند دلیلیں پیش کرو؟	۲۲۲
۳	کتنی مرتبہ خداوند یسوع پولوس کو دکھائی دیا؟ انکا کچھ حال لکھو۔	۲۲۳
۴	پولوس نے پہلی آیت میں کرنتھی مسیحیوں سے کہا کہ ”کیا تم خداوند میں میرے بنائے ہوئے نہیں ہو؟ اس کے معنی بتاؤ۔	۲۲۳
۵	کسی چیز پر مہر لگانے سے کیا مراد ہے؟ اور پولوس پر خدا کے سچے رسول ہونے کی کونسی مہر لگی تھی؟	۲۲۴
۶	کرنتھی مسیحیوں نے پولوس پر کیا الزام لگایا اور اس میں اُن کی کیا شرم کی بات تھی؟	۲۲۵
۷	آیت تیسری سے جو چار نتیجے نکلتے ہیں۔ وہ بتاؤ؟	۲۲۵
۸	خداوند مسیح نے اپنے بھیجے ہوئے خادموں کی پرورش کیلئے کیا حکم دیا؟	۲۲۶

کل خط کی تفسیر پر سوالات

نمبر سوالات	نواں باب۔ آیت ۱ تا ۱۴	صفحہ
۹	آیت پانچویں میں پولوس کہتا ہے کہ ”کیا ہم کو یہ اختیار نہیں کہ کسی بہن کو بیاہ کر لئے پھریں۔ جیسا اور رسول“؟ اس سے کونسی چار باتیں ظاہر ہوتی ہیں؟	۲۲۶
۱۰	آیت پانچویں میں مسیح کے بھائیوں کا کیا ذکر ہے؟ اور ان بھائیوں کے بارے میں جو تین مختلف خیال پیدا ہوتے ہیں وہ بتاؤ؟	۲۲۷
۱۱	آیت پانچویں میں پولوس برنباس کا نام کن خاص وجوں سے لیتا ہے؟	۲۲۷
۱۲	آیت ساتویں میں پولوس تین مثالوں سے کلیسیا سے اپنی پرورش پانے کا حق ظاہر کرتا ہے اس لئے وہ مثالیں بتاؤ؟	۲۲۸
۱۳	آیت نویں میں لکھا ہے کہ ”خدا کو بیلوں کی فکر ہے“ پولوس اس سے کیا نتیجہ نکالتا ہے؟	۲۲۹
۱۴	آیت دسویں میں لکھا ہے کہ ”ہاں یہ ہمارے واسطے لکھا گیا“ اس سے جو پانچ نتیجے نکلتے ہیں سو بتاؤ۔	۲۳۰
۱۵	پولوس کرنتھی کلیسیا سے پرورش پانے کا اختیار کام میں کیوں نہیں لایا؟ (آیت ۱۲)	۲۳۱
۱۶	خدا نے موسیٰ کی توریت میں کاہنوں اور ہیکل کے خدمتگذاروں کی پرورش کے لئے کیا حکم دیا؟ اور اس سے پولوس کیا نتیجہ نکالتا ہے؟	۲۳۲
۱۷	اگر کوئی شخص انجیل کے کسی مناد یا پاسبان پر یہ الزام لگائے کہ وہ کلیسیا سے پرورش پاتا ہے تو وہ الزام لگانیوالا درحقیقت کس پر الزام لگاتا ہے؟	۲۳۳

نمبر سوالات	نواں باب - آیت ۱ تا ۱۴	صفحہ
۱۸	ثابت کرو کہ ہر ایک مسیحی پاسبان اور مناد کلیسیا سے پرورش پانے کا حقدار ہے - اس بات کے پانچ ثبوت دو۔	۲۳۴
۱۹	مسیح کے تخت کے سامنے کرنتھی مسیحیوں کو کس بات کی یاد سے شرمندگی اٹھانی پڑیگی؟	۲۳۶
۲۰	مسیح کے رسولوں کو بیاہ کرنے کا اختیار تھا اور نہ صرف اختیار ہی تھا بلکہ انہوں نے بیاہ کیا بھی - اس سے کیا نتیجے نکلتے ہیں؟	۲۳۶
	نواں باب - آیت ۱۵ تا ۲۳	
۱	آیت پندرھویں میں پولس کہتا ہے کہ ”میں نے اس غرض سے یہ نہیں لکھا کہ میرے واسطے ایسا کیا جائے“ تو پھر کس غرض سے اس نے ایسا لکھا؟	۲۳۹
۲	”میرا مرنا ہی اس سے بہتر ہے“ (آیت ۱۵) کس سے بہتر ہے؟	۲۳۹
۳	آیت پندرھویں میں پولس کہتا ہے کہ ”کوئی میرا فخر کھو دے“ وہ کس بات پر فخر کرنے کی طرف اشارہ کرتا ہے؟	۲۴۰
۴	انجیل کا خادم کس حساب کے موافق اجر پائیگا؟	۲۴۱
۵	کن پانچ پھلوں کے حاصل کرنے کے لئے پولس رسول نے مسیح کی خوشخبری بلا مزدوری سنائی؟	۲۴۱
۶	کس مراد اور امید سے پولس غلام ہونے پر راضی تھا؟	۲۴۲
۷	آیت بیسویں میں لکھا ہے کہ ”میں یہودیوں کے لئے یہودی بنا“ اس کے معنی بتاؤ اور اس کی نظیر بھی دو؟	۲۴۳
۸	”میں شریعت کے ماتحت بنا“ (آیت ۲۰) - پولس نے شریعت	

نمبر سوالات	نواں باب - آیت ۱۵ تا ۲۳	صفحہ
	کی کن باتوں کو مانا - اور کس غرض سے؟	۲۴۳
۹	آیت اکیسویں میں لکھا ہے کہ ”بے شرع لوگوں کے لئے بے شرع بنا“ اس کے معنی بتاؤ اور نظیر بھی۔	۲۴۳
۱۰	”کمزوروں کے لئے کمزور بنا“ (آیت ۲۲) - اس کی نظیر دو۔	۲۴۴
۱۱	آیت بائیسویں میں لکھا ہے کہ ”میں سب آدمیوں کے لئے سب کچھ بنا ہوا ہوں“ بزرگ آگسٹین اور جیروم کے درمیان اس آیت کے معنی کی نسبت - جو بحث ہوئی - اس کا مفصل بیان کرو۔	۲۴۴
۱۲	ثابت کرو کہ دغا فریب یا کسی طرح کا جھوٹ کسی وقت اور کسی حالت میں یہاں تک کہ نیک کام میں بھی جائز نہیں ہے اور اس کے ناجائز ہونے کی چار دلیلیں پیش کرو۔	۲۴۵
۱۳	آیت پندرھویں سے تیئیسویں تک میں جو پانچ نتیجے بطور حاصل کلام نکلتے ہیں - وہ بتاؤ۔	۲۴۶
	نواں باب - آیت ۲۴ تا ۲۷	
۱	مسیحی دوڑ میں دوڑنے والا کس کی نظر میں اور کس کی ہدایت سے اور کس مراد سے دوڑتا ہے؟	۲۴۸
۲	یونانی کشتی لڑنے والے پولس کے دنوں میں کن چیزوں سے پرہیز کر کے کس طرح سے کشتی کے واسطے تیار ہوتے تھے؟	۲۴۹
۳	یونانی دوڑنے والوں کو اپنی دوڑ پر کیا شک رہتا تھا؟ اور مسیحی دوڑنے والے کو کیا یقین ہے؟	۲۵۰

نمبر سوالات	نواں باب - آیت ۲۶ تا ۲۷	صفحہ
۴	آیت چھبیسویں میں پولوس کہتا ہے کہ "میں اسی طرح مکّوں سے لڑتا ہوں" اس کے کیا معنی ہیں؟	۲۵۱
۵	پولوس کہتا ہے "میں اپنے بدن کو مارتا کوٹتا" (آیت ۲۷)۔ اس کے معنی بتاؤ۔	۲۵۲
۶	چھبیسویں آیت سے ستائیسویں آیت تک میں کون سے چھ نتیجے حاصل کلام کے طور پر نکلتے ہیں؟	۲۵۳ تا ۲۵۵
	دسواں باب - آیت ۱ تا ۱۴	
۱	پرانے عہدنامے کی باتیں (اور خاص کر اس کی تواریخی باتیں) کس کی مدد سے اچھی طرح سمجھ میں آتی ہیں؟	۲۵۷
۲	پولوس کرنتھی مسیحیوں کو بنی اسرائیل کی غفلت اور ہلاکت سے کس طرح آگاہ کر کے خوف دلاتا ہے؟	۲۵۷
۳	آیت دوسری میں موسیٰ کے بپتسمہ سے کیا معنی اور مراد ہے؟	۲۵۸
۴	آیت دوسری میں پولوس موسیٰ اور مسیح کے بپتسمہ کا مقابلہ کر کے ہم کو کیا بتاتا ہے؟	۲۵۸
۵	جو خوراک اور پانی بنی اسرائیل کو بیابان میں ملا۔ وہ کس کی طرف ایک تمثیلی طور سے اشارہ کرتا ہے؟	۲۵۹
۶	آیت چوتھی میں لکھا ہے کہ بنی اسرائیل روحانی چٹان میں سے پانی پیتے تھے اس کے بارے میں بعض روحانی عالم کیا خیال کرتے ہیں؟	۲۵۹
۷	آیت ۳ و ۴ سے جو چار نتیجے نکلتے ہیں وہ بتاؤ؟	۲۶۰

نمبر سوالات	دسواں باب - آیت ۱ تا ۱۴	صفحہ
۸	جن اسرائیلیوں نے موسیٰ کا بپتسمہ پایا۔ اُن میں سے کتنے ملکِ موعود میں پہنچے؟	۲۶۱
۹	ہم بنی اسرائیل کے کل ماجروں کی طرف دیکھ کر اپنے آپ کو گویا کس میں دیکھ سکتے ہیں؟	۲۶۱
۱۰	اسرائیلیوں نے موسیٰ کی غیر حاضری میں کس کی پوجا کی؟	۲۶۲
۱۱	بعض کرنتھی مسیحی بھی ویسا ہی گناہ کرتے تھے جیسا اسرائیلیوں نے بیابان میں کیا تھا۔ اس کا کچھ حال بیان کرو۔	۲۶۲
۱۲	ثابت کرو کہ بت پرستی ایک بڑا گناہ ہے؟	۲۶۳
۱۳	ثابت کرو کہ بت پرستی سے حرامکاری پیدا ہوتی ہے۔	۲۶۴
۱۴	گنتی کی کتاب کے پچیسویں باب کی چوتھی آیت میں لکھا ہے کہ چوبیس ہزار اسرائیلی مارے گئے اور یہاں آٹھویں آیت میں لکھا ہے کہ تئیس ہزار مارے گئے ثابت کرو کہ ان باتوں میں کچھ اختلاف نہیں ہے۔	۲۶۴
۱۵	سانپوں سے ڈسے ہوئے اسرائیلیوں نے کس طرح صحت پائی؟	۲۶۵
۱۶	بنی اسرائیل کی ایک خاص بدعادت کا کچھ بیان کرو۔	۲۶۶
۱۷	خدا نے اسرائیلیوں کے لاکھوں واقعات میں سے انتخاب کر کے یہ واقعات لکھوائے تو بتاؤ کہ موسیٰ کو ان کے لکھتے وقت کیا خیال پیدا ہوا ہوگا؟	۲۶۷
۱۸	کون مسیحی زیادہ خبردار رہے۔ (آیت ۱۲)+	۲۶۹
۱۹	آیت تیرھویں میں پولوس آزمائش میں پڑے ہوئے مسیحیوں	

نمبر سوالات	دسواں باب۔ آیت ۱ تا ۱۴	صفحہ
	کو کونسی تین خاص تسلی بخش باتیں کہتا ہے۔	۲۷۰
۲۰	آیت چودھویں میں لکھا ہے کہ "تم بت پرستی سے بھاگو"۔ بتاؤ کہ پولس کس طرح کی بت پرستی کی طرف اشارہ کرتا ہے۔	۲۷۱
۲۱	مسیحیوں کا قیام اور ان کی ثابت قدمی اور سلامتی خاص کر کن تین باتوں پر موقوف ہے؟	۲۷۳
۲۲	بنی اسرائیل کی غفلت اور لاپروائی کی وجہ بتاؤ۔	۲۷۳
۲۳	آیت ۱ تا ۱۴ سے جو پانچ نتیجے حاصل کلام کے طور پر نکلتے ہیں وہ بتاؤ۔	۲۷۲ تا ۲۷۳
	دسواں باب۔ آیت ۱۵ تا ۳۳ و ۱۱ باب آیت ۱	
۱	پولس رسول نے کرنتھی مسیحیوں کو اپنی سکھائی ہوئی تعلیم کو جانچنے اور پرکھنے سے منع کیوں نہیں کیا؟	۲۷۶
۲	آیت سولھویں میں لکھا ہے کہ "وہ روٹی جسے ہم توڑتے ہیں"۔ بزرگ کیلون نے اس سے کیا نتیجہ نکالا؟	۲۷۶
۳	آیت سترھویں میں لکھا ہے کہ "ہم جو بہت سے ہیں ایک بدن ہیں"۔ بتاؤ کہ لفظ "بہت" سے کون لوگ مراد ہیں؟	۲۷۷
۴	بت کے سامنے چڑھائے ہوئے گوشت کو جو کھاتا ہے وہ کس کو مانتا ہے؟	۲۷۸
۵	بعض کرنتھی مسیحیوں نے یہ اعتراض کیا کہ جب مورت کوئی چیز نہیں ہے تو اُن کے چڑھاوے کے گوشت کھانے میں کیا نقصان ہے؟ تو اس کا کیا جواب ہے؟	۲۷۸

نمبر سوالات	دسواں باب۔ آیت ۱۵ تا ۳۳ و ۱۱ باب آیت ۱	صفحہ
۶	عشائے ربانی کس لئے خدائے زندہ کا دسترخوان یا میز کہلاتی ہے؟	۲۸۰
۷	زندہ خدا کو چھوڑ کر مورت کی پرستش کرنا کب گناہ ہے؟	۲۸۱
۸	کسی کرنتھی مسیحی نے پولس کی تعلیم پر یہ اعتراض کیا کہ جس حال کھانے پینے کی چیزیں نہ ہمیں خدا سے ملاتی اور نہ اس سے جدا کراتی ہیں۔ تو جس چیز کو ہم چاہیں کھائیں اور جس چیز کو نہ چاہیں نہ کھائیں۔ پولس نے اس اعتراض کا کیا جواب دیا؟	۲۸۱ تا ۲۸۲
۹	کرنتھی مسیحیوں نے پولس سے دریافت کیا کہ جو گوشت بازار میں بکتا ہے کیا اس کی نسبت ہم قصابوں سے پہلے دریافت کر لیا کریں؟ کہ یہ گوشت بت پر چڑھایا گیا ہے یا نہیں یا بغیر پوچھے سوال اسے کھائیں؟ پولس نے اس سوال کا کیا جواب دیا؟	۲۸۳
۱۰	آیت ستائیسویں میں یہ لکھا ہے کہ "اگر بے ایمانوں میں سے کوئی تمہاری دعوت کرے اور تم جانے پر راضی ہو تو جو کچھ تمہارے آگے رکھا جائے۔ اُسے کھاؤ اور دینی امتیاز (کانشنس) کے سبب کچھ نہ پوچھو"۔ ان باتوں سے کون سے تین نتیجے نکلتے ہیں؟	۲۸۵
۱۱	آیت اٹھائیسویں میں لکھا ہے کہ "اگر کوئی تم سے کہے کہ یہ گوشت قربانی کا ہے تو اس کے سبب جس نے تمہیں جتایا اور دینی امتیاز کے سبب نہ کھاؤ"۔ بتاؤ کہ لفظ کوئی سے کون مراد ہے؟ مسیحی یا غیر مسیحی؟	۲۸۵
۱۲	آیت انتیسویں میں لکھا ہے کہ "دینی امتیاز (کانشنس) سے میرا مطلب تیری امتیاز (کانشنس) نہیں بلکہ اس دوسرے کی۔	

نمبر سوالات	دسواں باب - آیت ۵ تا ۳۳ - ۱۱ باب آیت ۱	صفحہ
	بھلا میری آزادی دوسرے شخص کی امتیاز کانشنس، سے کیوں پرکھی جائے؟ اس سے کون سے دو نتیجے نکلتے ہیں؟	۲۸۶
۱۳	کسی کرنتھی مسیحی نے پولوس سے یہ سوال کیا۔ کہ جب میں کھانے کو خدا کی و نعمت سمجھتا اور کھانے وقت اسکا شکر ادا کرتا ہوں۔ تو ایسی چیز کے کھانے سے کہ جس پر اس کا شکر ادا کیا گیا ہیں کیوں بدنام کیا جاتا اور بت پرستوں میں شمار کیا جاتا ہوں؟ تو پولوس اس سوال کا کیا جواب دیتا ہے؟	۲۸۷
۱۴	آیت بتیسویں میں لکھا ہے کہ کھانے پینے میں غیر مسیحی یونانی اور یہودیوں کا لحاظ کرنا چاہیئے۔ اس کی وجہ بتاؤ؟	۲۸۸
۱۵	آیت بتیسویں میں یہ بھی لکھا ہے۔ کہ "تم خدا کی کلیسیا کی ٹھوکر کے باعث نہ ہو۔" اس کے معنی کیا ہیں۔ اس کے معنی صاف کرنے کے لئے بزرگ آگستین کی خدا پرستانہ کی نظیر دو؟	۲۸۸
۱۶	آیت تینتیسویں میں پولوس کہتا ہے کہ "میں بھی سب باتوں میں سب کو خوش کرتا ہوں۔" اس قول کے معنی بتاؤ؟	۲۸۹
۱۷	گیارھویں باب کی پہلی آیت کیوں دسویں باب کی آخری آیت سمجھی جاسکتی ہے؟	۲۹۱
۱۸	وہ آٹھ نصیحت اور نتیجے کی باتیں بتاؤ۔ جو حاصل کلام کے طور پر سترھویں آیت سے تینتیسویں آیت تک نکلتی ہیں۔	۲۹۱ تا ۲۹۳
	گیارھواں باب - آیت ۲ تا ۱۶	
۱	نصیحت کو موثر کرنے کے لئے پولوس کا کیا قاعدہ تھا؟	۲۹۵

نمبر سوالات	گیارھواں باب - آیت ۲ تا ۱۶	صفحہ
۲	آیت تیسری میں لکھا ہے کہ "ہر مرد کا سر مسیح ہے،" اس میں سر سے کیا مراد ہے؟	۲۹۵
۳	جس وقت کوئی شخص مسیح کے نام سے بپتسمہ پاتا ہے تو وہ علانیہ اس کو کیا قرار دیتا ہے؟ اور جس وقت عورت مرد سے بیاہ کرتی ہے۔ تو اس مرد کو وہ کیا قرار دیتی ہے؟	۲۹۶
۴	ثابت کرو کہ اگرچہ شوہر خدا کے انتظام سے اپنی بیوی کا سر ہے۔ تو بھی شوہر لونڈی کی طرح اپنی بیوی کے ساتھ سلوک نہ کرے۔	۲۹۶
۵	آیت تیسری میں لکھا ہے کہ "مسیح کا سر خدا ہے،" اس کے معنی بتاؤ؟	۲۹۷
۶	خاندان کی پائیداری اور کلیسیا کی ترقی کس بات پر موقوف ہے؟	۲۹۸
۷	پولوس کے زمانے میں مسیحی سر کھول کے دعا مانگتے اور پیشنگوئی کرتے تھے۔ اس کی وجہ بتاؤ؟	۲۹۸
۸	آیت چوتھی میں لکھا ہے کہ "جو مرد نبوت کرتا ہے" نبوت کے ٹھیک معنی کیا ہیں؟	۲۹۹
۹	کلیسیا میں سر ڈھانپ کے بیٹھنا کس بات کی گواہی دیتا ہے اور سر کھلا رکھنا کس بات پر دلالت کرتا ہے؟	۲۹۹
۱۰	کس بات کا لحاظ کر کے عبادت کیوقت مرد و نکو سر ننگا دعا مانگنا چاہیئے؟	۲۹۹
۱۱	پولوس کے زمانے میں عورت کا بال کٹوانا یا سر منڈانا (آیت ۶) کن عورتوں کا نشان تھا؟	۳۰۰

نمبر سوالات	گیارھواں باب - آیت ۲ - ۱۶	صفحہ
۱۲	پولوس نے کرنتھی مسیحی عورتوں کی نادانی کو کس طرح کی طعنہ زنی سے دور کرنا چاہا ؟ (آیت ۶) -	۳۰۰
۱۳	کیا مسیح کے آگے نجات کے بارے میں مرد اور عورت میں کچھ فرق ہے ؟	۳۰۱
۱۴	کیا سبب ہے کہ عورت کلیسیا میں مردوں کے اوپر حکومت کرنے کا درجہ نہ پاسکے ؟	۳۰۲
۱۵	آیت دسویں میں لکھا ہے کہ "فرشتوں کے سبب سے عورت کو چاہیئے کہ اپنے سر پر محکوم ہونے کی علامت رکھے"۔ اس آیت میں فرشتوں سے کیا مراد ہے ؟ اور محکوم ہونے کی علامت سے کیا مراد ہے ؟	۳۰۳
۱۶	ثابت کرو کہ ان نصیحت آمیز باتوں سے پولوس حقارت نہیں کرتا (آیت ۱۱ و ۱۲)	۳۰۴
۱۷	پولوس کے دنوں میں عورتوں کو بغیر سر ڈھانپے مسیحی جماعت میں خدا کی بندگی کرنا کیوں نامناسب سمجھا گیا ؟	۳۰۵
۱۸	ثابت کرو کہ جو دستور یا عادت یا کام انسانی اخلاق و شائستگی کے خلاف ہو یا عام طبیعت کے خلاف ہو وہ نامناسب گنا جانا چاہیئے - (آیت ۱۳ - ۱۴) -	۳۰۶
۱۹	ثابت کرو کہ خدا عام طبیعت کے ذریعے سے ہماری ہدایت کرتا ہے اور اس کی مثال دو -	۳۰۶
۲۰	خدا کی ہر مخلوق کی زینت کس بات میں ہے ؟	۳۰۷

نمبر سوالات	گیارھواں باب - آیت ۲ - ۱۶	صفحہ
۲۱	جو تعلیم یا نصیحت پولوس نے کرنتھی مسیحیوں کو دی - کیا اس نے اکیلے یہ دی ؟ یا اور رسولوں نے بھی ایسی تعلیم دی ؟	۳۰۷
۲۲	کیا پولوس کی اس نصیحت سے کرنتھی مسیحیوں کے دلوں اور دستوروں پر کچھ اثر ہوا ؟	۳۰۸
۲۳	ان سولہ آیتوں سے جو آٹھ نتیجے - حاصل کلام کے طور پر نکلتے ہیں وہ بتاؤ -	۳۰۸ تا ۳۱۰
	گیارھواں باب - آیت ۱۷ تا ۳۴	
۱	کرنتھی مسیحی عشائے ربانی کی رسم کو کس طرح مانتے تھے - کہ جس کی وجہ سے ان میں جھگڑا اور جدائی ہو گئی ؟ اس کا کچھ حال بیان کرو ؟	۳۱۲
۲	خدا کی بندگی میں کس طرح نقصان ہو سکتا ہے ؟ (آیت ۱۷ اور ۱۸)	۳۱۳
۳	آیت انیسویں میں لکھا ہے کہ "بدعتوں کا ہونا ضروری ہے" اس کے معنی بتاؤ -	۳۱۴
۴	مسیح نے ٹھوکر کھلانے والی چیزوں کے بارے میں کیا آگاہی بخشی ہے ؟	۳۱۴
۵	کرنتھی مسیحی عشائے ربانی کے کھانے میں کیسے برتاؤ کرتے تھے ؟	۳۱۶
۶	پولوس کے زمانے میں بعض مسیحی عشائے ربانی لینے سے پہلے کھانا تک و تہیں پیتے تھے ؟	۳۱۷
۷	بعض مسیحی کہتے ہیں کہ رسولی کلیسیا کی روایات کی بہت قدر کرنی چاہیئے اور ہم ان کو اپنے لئے نمونہ سمجھیں - کیا انکے اس قول یا عقیدہ کو ہم	

نمبر سوالات	گیارھواں باب۔ آیت ۱۷ تا ۳۴	صفحہ
	قبول کریں ؟	۳۱۷
۸	کرنتھی مسیحیوں کے عشائے ربانی کے ماننے میں جو تین طرح کے عیب تھے وہ بتاؤ ؟	۳۱۸
۹	آیت تیئیسویں میں لکھا ہے۔ کہ یہ بات خداوند سے مجھے پہنچی ۔ کس طور سے یا کس وسیلے سے خدا نے یہ بات پولوس پر ظاہر کی ؟	۳۱۸
۱۰	عشائے ربانی میں کس قسم کی روٹی استعمال کی جائے خمیری یا بےخمیری ؟	۳۱۹
۱۱	کیا روٹی کے عوض میں کوئی اور چیز جیسے میوہ یا آلو وغیرہ خداوند کی عشاء میں استعمال کی جائیں ؟	۳۱۹
۱۲	بعض مسیحی کہتے ہیں کہ جو روٹی عشائے ربانی میں استعمال کی جاتی ہے وہ پریسٹ یا پادری کی دعا سے مسیح کا حقیقی بدن بن جاتی ہے۔ اس خیال کو غلط ثابت کرو۔	۳۲۰
۱۳	کیا مسیح کے شاگردوں کے سوا کسی اور کو عشائے ربانی میں شریک ہونے کی اجازت ہو ؟	۳۲۰
۱۴	کیا کوئی حکم ہے کہ سال میں اتنی دفعہ عشائے ربانی کی رسم مانی جائے ؟	۳۲۰
۱۵	آیت پچیسویں میں لکھا ہے کہ مسیح نے فرمایا کہ یہ پیالہ میرے خون کا نیا عہد ہے۔ یہ عہد کیوں نیا کہلاتا ہے ؟ اور اس میں اور پرانے عہد میں کیا فرق ہے ؟	۳۲۱
۱۶	کب تک عشائے ربانی کی رسم کو ماننے کا حکم ہے ؟	۳۲۱
۱۷	عشائے ربانی کی رسم کے وسیلے سے کس بات کی منادی ہوتی ہے ؟	۳۲۲

نمبر سوالات	گیارھواں باب۔ آیت ۱۷ تا ۳۴	صفحہ
۱۸	آیت ستائیسویں میں لکھا ہے کہ جو نامناسب طور پر خداوند کی روٹی کھائے۔ کس طور پر کھانا نامناسب سمجھا جائے ؟	۳۲۲
۱۹	عشائے ربانی کے ماننے میں کرنتھی مسیحیوں کی غفلت اور بے پروائی کے سبب سے۔ خدا نے تین طرح سے اُن پر اپنی ناراضگی ظاہر کی۔ ان سزاؤں کا کچھ حال بیان کرو۔	۳۲۳
۲۰	کرنتھی مسیحیوں کی غفلت کی وجہ کیا تھی ؟ (آیت ۳۱)	۳۲۴
۲۱	عشائے ربانی کی ضیافت اور دوسری ضیافتوں میں کیوں فرق رکھنا چاہیے ؟	۳۲۵
۲۲	عشائے ربانی میں شریک ہونے سے پہلے کونسی تین باتیں ہم میں ہونی چاہئیں ؟	۳۲۶
۲۳	آیت سترھویں سے چونتیسویں تک عشائے ربانی کے بارے میں کونسی چھ نصیحت کی باتیں اور نتیجے حاصل کلام کے طور پر نکلتے ہیں ؟	۳۲۵ تا ۳۲۶
	بارھواں باب۔ آیت ۱ تا ۱۱	
۱	کرنتھی مسیحیوں میں روحانی نعمتوں کی نسبت کیا بحث اور حجت ہوئی ؟	۳۲۷
۲	آیت دوسری میں پولوس کرنتھی مسیحیوں کو اُن کی پچھلی حالت کی کونسی چار باتیں یاد دلاتا ہے ؟	۳۲۸
۳	آیت تیسری میں پولوس سچے مسیحی کی شناخت اور اُس کی جانچ کا کونسا طریقہ بتلاتا ہے ؟	۳۲۸

بارھواں باب - آیت ۱ تا ۱۱

نمبر سوال	بارھواں باب - آیت ۱ تا ۱۱	صفحہ
۴	نعمتوں سے کونسی خاص قوتیں مراد ہیں؟ (آیت ۴)	۳۲۹
۵	چونکہ ہر ایک مسیحی میں رُوح کی کوئی نہ کوئی خدمت یا تاثیر ظاہر ہوتی ہے اس سے کیا نتیجے نکلتے ہیں؟ (آیت ۷)۔	۳۳۰
۶	ہر ایک مسیحی کو کس مقصد سے کوئی نہ کوئی نعمت ملی ہے؟	۳۳۱
۷	ہم کس ذریعے سے ہر نعمت اور خدمت کو جانچ سکتے ہیں کہ آیا وہ جسم کی طرف سے ہے یا کہ روح پاک کی طرف سے؟	۳۳۱
۸	آیت آٹھویں میں "حکمت کے کلام" اور علمیت کے کیا معنی ہیں؟	۳۳۱
۹	آیت نویں میں لکھا ہے کہ کسی کو اسی روح سے ایمان عنایت ہوتا ہے۔ پولوس یہاں کس طرح کے ایمان کا ذکر کرتا ہے؟	۳۳۲
۱۰	روح القدس کی کرامتوں کی دو پہچانیں کونسی ہیں؟	۳۳۲
۱۱	آیت دسویں میں لکھا ہے کہ کسی کو روحوں کی امتیاز عنایت ہوتی ہے اس کے کیا معنی ہیں؟	۳۳۳
۱۲	آیت دسویں میں لکھا ہے کہ "کسی کو طرح طرح کی زبانیں" مسیحی علما اس کے کیا کیا مختلف معنی بتاتے ہیں؟	۳۳۴
۱۳	آیت پہلی سے گیارھویں تک جو چار نتیجے حاصل کلام کے طور پر نکلتے ہیں وہ بتاؤ	۳۳۶

بارھواں باب - آیت ۱۲ تا ۳۱

نمبر سوال	بارھواں باب - آیت ۱۲ تا ۳۱	صفحہ
۱	انسان کا بدن کیسا بنتا ہے؟ اور مسیح کا بدن کیسا؟	۳۳۸
۲	کلیسیا اور مسیح میں کیسی یگانگت ہے؟	۳۳۹
۳	ہر قوم کے مسیحی خواہ یہودی ہوں خواہ یونانی۔ وہ کس طرح	

نمبر سوالات	بارھواں باب - آیت ۱۲ تا ۳۱	صفحہ
	سے ایک ہی بدن بنتے ہیں؟	۳۳۹
۴	اِن آیتوں میں لفظ بدن سے کیا مراد ہے؟۔	۳۴۰
۵	آیت تیرھویں میں لکھا ہے کہ "ہم سب کو ایک ہی رُوح پلایا گیا" اس کے کیا معنی ہیں؟	۳۴۰
۶	ثابت کرو کہ جو فرق مسیحیوں میں نعمتوں کے بارے میں ہے وہ اتفاقیہ نہیں بلکہ خدا کی مرضی کے مطابق ہے۔ (آیت ۱۸)	۳۴۲
۷	کرنتھی مسیحی کونسی نعمت کی حد سے زیادہ قدر اور تعریف کرتے تھے؟ اور پولوس ان کی اس نادانی کی کیا مثال دیتا ہے؟	۳۴۲
۸	"ناز یبا اعضا" سے کیا مراد ہے؟ اور زیبا اعضا سے کیا؟ (آیت ۲۳ و ۲۴)۔	۳۴۴
۹	آیت اٹھائیسویں میں لکھا ہے کہ "خدا نے کلیسیا میں الگ الگ شخص مقرر کئے" یہ کونسے اشخاص ہیں؟	۳۴۷
۱۰	پولوس طرح طرح کی زبانیں بولنے کی نعمت کو اور سب نعمتوں سے نیچے لکھتا اور اس کی کچھ تعریف نہیں کرتا اس کی کیا وجہ ہے؟	۳۴۹
۱۱	ثابت کرو کہ خدا کو یہ پسند آیا کہ کلیسیا میں مسیحیوں کو جدا جدا خدمتیں اور متفرق عہدے دئے جائیں۔	۳۴۹
۱۲	اکتیسویں آیت میں لکھا ہے کہ "تم بڑی سے بڑی نعمتوں کی آرزو رکھو" اور گیارھویں آیت میں لکھا ہے "لیکن یہ سب تاثیریں وہی روح کرتا ہے اور جسکو جو چاہتا ہے بانٹتا ہے" ثابت کرو ان دو آیتوں کی تعلیم میں کچھ اختلاف نہیں ہے۔	۳۵۰

نمبر سوالات	بارھواں باب۔ آیت ۱۲ تا ۳۱	صفحہ
۱۳	”بڑی سے بڑی نعمتوں کی آرزو رکھو“ (آیت ۳۱)۔ اِس سے کن نعمتوں کی طرف اشارہ ہے؟	۳۵۱
۱۴	پولوس نے کرنتھی مسیحیوں کو بڑی سے بڑی نعمتیں حاصل کرنے کی کونسی سب سے عمدہ راہ دکھلائی ہے؟ (آیت ۳۱)۔	۳۵۱
۱۵	کلیسیا کے اندر ہر ایک مسیحی کا درجہ اور مرتبہ کس بات کے لحاظ سے مقرر ہو؟	۳۵۲
۱۶	جو پانچ نتیجے حاصل کلام کے طور پر ۱۲ویں سے ۳۱ویں آیت تک سے نکلتے ہیں وہ بتاؤ۔	۳۵۲ تا ۳۵۳
	تیرھویں باب پر سوالات	
۱	آیت پہلی میں لکھا ہے ”اگر میں آدمیوں اور فرشتوں کی زبانیں بولوں“۔ اس کے کیا معنی ہیں؟	۳۵۵
۲	دوسری آیت میں لفظ ”نبوت“ اور ”بھیدوں“ اور ”کل علم“ سے کیا مراد ہے؟	۳۵۶
۳	خیرات لینے والے اور دینے والے دونوں کو کب خوشی اور فائدہ ہوتا ہے؟	۳۵۷
۴	آیت پانچویں میں لکھا ہے کہ ”محبت نازیبا کام نہیں کرتی“ نازیبا کام کے کیا معنی ہیں؟	۳۵۸
۵	آیت پانچویں میں لکھا ہے کہ ”محبت جھنجھلاتی نہیں“، کیا اس کے معنی یہ ہیں کہ ہم بد آدمی سے اسی طرح گفتگو اور سلوک کریں جس طرح نیک آدمی سے؟ مسیح اور پولوس کے نمونے سے	

نمبر سوالات	تیرھویں باب پر سوالات	صفحہ
	اس کی مثال دو (متی ۲۳: ۱۳ و ۱۴ + اعمال ۱۳: ۸ تا ۱۲ + ۱۵: ۳۸ + ۱۸: ۲ + ۲۳: ۱ تا ۵)۔	۳۵۹
۶	جب سچائی اور ناراستی کے درمیان لڑائی ہوتی ہے تو محبت اُس کو دیکھ کر کیا کہتی ہے؟	۳۶۰
۷	آیت نویں میں لکھا ہے کہ ”ہمارا علم ناقص ہے“ اِس بات کا ثبوت اور اُس کی نظیر دو؟	۳۶۱
۸	آیت دسویں میں لکھا ہے کہ ”جب کامل آئیگا“ بتاؤ وہ کامل زمانہ کب آئیگا؟	۳۶۱
۹	جن نعمتوں سے کرنتھی مسیحی بہت خوش ہوتے تھے۔ خاصکر زبانیں بولنے کی نعمتیں وہ آنے والے زمانے میں ان کی نظر میں کیسی معلوم ہونگی؟	۳۶۲
۱۰	دنیا کے علم ناقص ہونے کی ایک مثال ۱۲ویں آیت میں پائی جاتی ہے۔ وہ کیا ہے؟	۳۶۲
۱۱	کس وقت ہمارا علم دھندلے آئینے سے حاصل نہیں کیا جائیگا؟	۳۶۲
۱۲	کونسی نعمتیں کبھی بھی جاتی نہ رہینگی؟	۳۶۳
۱۳	خدا کے روح کا پہلا پھل کیا ہے؟	۳۶۳
۱۴	ثابت کرو کہ محبت اور بات ہے اور خیرات دینا اور بات ہے؟	۳۶۴
۱۵	مسیح نے اپنے شاگردوں کے پہچاننے کا کیا خاص نشان بتایا؟	۳۶۴
۱۶	جن چار وجوہات سے محبت کل نعمتوں سے افضل شمار کی جاتی ہے وہ بتاؤ۔	۳۶۵

نمبر سوالات	تیرھویں باب پر سوالات	صفحہ
۱۷	اگر کوئی معلوم کرنا چاہے کہ آیا میں خدا کی پہچان میں ترقی پا تا ہوں یا نہیں۔ تو اس کو اپنے آپ کو کس کسوٹی پر پرکھنا چاہئے؟	۳۶۶
۱۸	محبت میں ترقی کرنے کا ایک عمدہ وسیلہ کیا ہے؟	۳۶۶
۱۹	محبت کی نسبت یوحنا رسول کی ایک روایت سناؤ؟	۳۶۷
	چودھواں باب ۔ آیت ۱ تا ۲۵	
۱	آیت پہلی میں یہ ہدایت ہے کہ "محبت کے طالب ہو"۔ جن پانچ وجوں سے محبت کے طالب ہونے کی ضرورت ہے وہ بتاؤ؟	۳۷۰
۲	روحانی نعمتوں سے کیا مراد ہے؟	۳۷۱
۳	نبوت کرنے سے کیا مراد ہے؟	۳۷۱
۴	آیت دوسری اور تیسری میں زبانیں بولنے اور نبوت کرنے کا جو مقابلہ کیا جاتا ہے وہ بتاؤ؟	۳۷۱
۵	بیگانی زبان بولنے سے کس کی تسلی اور ترقی ہوتی ہے؟ اور نبوت کرنے والے سے کس کی؟ (آیت ۴)۔	۳۷۲
۶	بیگانی زبانیں بولنے سے کلیسیا کی ترقی کب ہوگی؟ (آیت ۵)	۳۷۲
۷	"مکاشفہ" سے کونسی باتیں مراد ہیں؟ (آیت ۶)	۳۷۳
۸	آیت ساتویں آٹھویں اور نویں میں کئی طرح کی مثالوں سے پولوس اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ بیگانی زبان بولنے والوں سے کلیسیا کو کچھ فائدہ نہیں ہوتا ہے۔ وہ مثالیں بتاؤ؟	۳۷۳
۹	آیت دسویں میں پولوس کس دلیل سے جماعت کے سامنے مختلف زبانیں بولنے سے کرنتھی مسیحیوں کو منع کرتا ہے؟	۳۷۴

نمبر سوالات	چودھواں باب ۔ آیت ۱ تا ۲۵	صفحہ
۱۰	جو بیگانی زبان میں باتیں کرتا ہے وہ کیا دعا مانگے؟ (آیت ۱۳)	۳۷۵
۱۱	آیت چودھویں میں لکھا ہے کہ "اگر میں کسی بیگانی زبان میں دعا مانگوں تو میری روح دعا مانگتی ہے مگر میری عقل بیکار رہے"۔ اس کے معنی سمجھنا کیوں مشکل ہے؟	۳۷۵
۱۲	پولوس کی جو دو دعائیں اس قسم کی دعا کی طرف اشارہ کرتی ہیں اُن کا کچھ بیان کرو۔ (رومیوں ۸: ۲۶ و ۲۷ + ۲ - کرنتھیوں ۱۲: ۱تا ۴)	۳۷۶
۱۳	رُوح اور عقل سے گانے کے کیا معنی ہیں؟ (آیت ۱۵)۔	۳۷۷
۱۴	آیت سولھویں میں لکھا ہے کہ "ورنہ اگر تو رُوح ہی سے حمد کریگا تو ناواقف آدمی تیری شکرگذاری پر آمین کیونکر کہیگا"۔ اس سے کونسی تین باتیں ظاہر ہوتی ہیں؟	۳۷۸
۱۵	ہر ایک نعمت اور دستور کی جانچ کیا ہے؟ (آیت ۱۷)	۳۷۹
۱۶	ہر واعظ کو پولوس کی نصیحت اور نمونے کے موافق عبادت کے وقت کونسی زبان میں دعا مانگنی اور تعلیم دینی چاہئے؟ (آیت ۱۹)	۳۷۹
۱۷	کس بات میں کرنتھی مسیحی بچوں کی مانند قرار پائے (آیت ۲۰)	۳۸۰
۱۸	جس لفظ کا ترجمہ بیسویں آیت میں جوان کیا گیا ہے اس کا ترجمہ اور بہت سی جگہوں میں کیا کیا گیا ہے؟ اور اس سے کیا نتیجہ نکلتا ہے؟	۳۸۰
۱۹	آیت اکیسویں میں لکھا ہے کہ "خداوند کہتا ہے کہ میں بیگانی زبان اور بیگانے ہونٹوں سے اس اُمت سے باتیں کرونگا تو بھی وہ میری نہ سنینگے"۔ اس کے کیا معنی ہیں؟ اور بنی اسرائیل کو بابل میں بیگانی زبان سننے سے کیا نتیجہ ہوا؟	۳۸۱

نمبر سوالات	چودھواں باب۔ آیت ۱ تا ۲۵	صفحہ
۲۰	ثابت کرو کہ بیگانی زبان میں باتیں کرنا خدا کی ناراضی کا نشان ہے اور اس کی نظیر دو؟	۳۸۲
۲۱	بیگانی زبانیں ایمان داروں کے لئے ہیں یا بے ایمانوں کیلئے؟	۳۸۲
۲۲	تیئیسویں۔ چوبیسویں اور پچیسویں آیتوں میں پولوس زبانیں بولنے اور نبوت کرنے کے کونسے علیحدہ علیحدہ نتیجے بتاتا ہے؟	۳۸۲
۲۳	آیت ۲۵ ویں میں لکھا ہے کہ "سب وہ اقرار کریگا کہ بے شک خدا تم میں ہے" یہاں کس شخص کی طرف اشارہ ہے؟	۳۸۴
۲۴	کیا یہ ضرور ہے کہ جماعت کی بندگی ایسے طریقے سے کی جائے کہ غیر مسیحی اور ان پڑھے بھی اس سے فائدہ اٹھا سکیں؟	۳۸۴
۲۵	پہلی آیت سے پچیسویں تک جو چار نتیجے حاصل کلام کے طور پر نکلتے ہیں۔ وہ بتاؤ؟	۳۸۴ تا ۳۸۵
	چودھواں باب۔ آیت ۲۶ تا ۴۰	
۱	کرنتھی مسیحیوں میں بندگی کرتے وقت کیا عیب تھا؟	۳۸۷
۲	آیت ستائیسویں میں لکھا ہے "ایک شخص ترجمہ کرے" اس کے معنی کیا ہیں؟	۳۸۷
۳	آیت اٹھائیسویں میں نبیوں سے کونسے اُستاد یا واعظ مراد ہیں؟	۳۸۹
۴	جو تعلیم ہم کسی اُستاد یا واعظ سے سُنیں ہم اُس کو کس سے مقابلہ کرکے قبول کریں؟	۳۸۹
۵	پولوس کے دنوں کی بندگی کے طریقے میں بہ نسبت آجکل کے طریقے کے کسقدر زیادہ آزادگی تھی؟	۳۸۹

نمبر سوالات	چودھواں باب۔ آیت ۲۶ تا ۴۰	صفحہ
۶	اگر کوئی کہے کہ میں خدا کے پیغام اور اُس کی روح سے معمور ہوں یہاں تک کہ میں اپنے کو دوسرے نبی یا اُستاد کے خاموش ہونے تک ضبط نہیں کرسکتا۔ بلکہ اسی کے کلام کے درمیان میں بھی الہامی پیغام سُناؤنگا۔ تو پولوس اس کے جواب میں کیا کہتا ہے؟ (آیت ۳۲)۔	۳۹۰
۷	آیت تینتیسویں میں جو نشان ایک سچے نبی کا ہے وہ کیا ہے؟	۳۹۰
۸	کرنتھی کلیسیا میں یہ دستور ہے کہ ان کی عورتیں عام جماعت میں کلام کرتی تھیں۔ پولوس ان کو کن دو وجہوں سے اس دستور کے چھوڑ دینے کا حکم دیتا ہے؟	۳۹۱
۹	آیت چونتیسویں میں لکھا ہے کہ عورتیں کلیسیا کے مجمع میں خاموش رہیں کیونکہ اُنھیں بولنے کا حکم نہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ پولوس باب ۱۱ ویں کی چوتھی آیت سے ۱۳ ویں تک عورتوں کو جماعت میں بولنے سے منع نہیں کرتا۔ ثابت کرو کہ ان کا یہ خیال چار وجہوں سے قابل تسلیم نہیں ہے؟	۳۹۲
۱۰	آیت پینتیسویں میں لکھا ہے کہ "عورت کا کلیسیا کے مجمع میں بولنا شرم کی بات ہے" کن تین وجہوں سے یہ شرم کی بات قرار پائی ہے؟	۳۹۵
۱۱	آیت چھتیسویں میں لکھا ہے کہ "کیا خدا کا کلام تم میں سے نکلا؟ یا صرف تم ہی تک پہنچا ہے" اس کے معنی بتاؤ؟	۳۹۵
۱۲	کیا پولوس کے دنوں میں کرنتھی مسیحیوں کو چھوڑ کر اور کسی کلیسیا میں	

نمبر سوالات	چودھواں باب - آیت ۲۶ تا ۴۰	صفحہ
	جماعت کے روبرو عورتوں کے کلام کرنے کا رواج تھا؟ اور اس سے کیا نتیجے نکلتے ہیں؟	۳۹۵
۱۳	آیت اڑتیسویں میں لکھا ہے "اگر کوئی نہ جانے تو نہ جانے" اس کے معنی بتاؤ۔ اور اس سے مسیحی اُستاد اور مناد کے لئے کیا ہدایت ہے؟	۳۹۷
۱۴	ثابت کرو کہ خدا کی عبادت میں چلانا۔ اچھلنا۔ کودنا۔ ناچنا۔ وغیرہ سب بیجا اور غیر مناسب ہیں۔	۳۹۸
۱۵	عورتوں کا کلیسیا کی جماعت میں مردوں پر حکومت کرنا خدا کی طرف سے منع کیا گیا ہے اس کی چار وجوہات بتاؤ؟	۳۹۹
۱۶	آیت چھبیسویں میں چالیسویں تک جو کچھ نتیجے حاصل کلام کے طور پر نکلتے ہیں وہ بتاؤ؟	۳۹۹ تا ۴۰۰
	پندرھواں باب آیت ۱ تا ۱۱	
۱	جو بات پولوس نے اس باب میں مسیح اور مسیحیوں کی قیامت کے بارے میں لکھی ہے اسے وہ کیوں انجیل یعنی خوشخبری کی بات کہتا ہے؟	۴۰۲
۲	آیت تیسری میں لکھا ہے کہ "مسیح کتاب مقدس کے بموجب ہمارے گناہوں کے لئے موا" کس کتاب کی طرف اشارہ ہے؟	۴۰۲
۳	پولوس نے مسیح کی کن باتوں کو سب سے اول سمجھا؟ (آیت ۳، ۴)	۴۰۳
۴	مسیح قبر سے زندہ نکلنے کے بعد کس کس کو دکھائی دیا؟	۴۰۴
۵	آیت چھٹویں میں لکھا ہے "پھر پانچ سو سے زیادہ بھائیوں	

نمبر سوالات	پندرھواں باب - آیت ۱ تا ۱۱	صفحہ
	کو دکھائی دیا" یہ کون تھے؟	۴۰۵
۶	جس یعقوب کا ذکر ساتویں آیت میں کیا گیا ہے وہ کونسا یعقوب اور کس کا بیٹا تھا؟	۴۰۶
۷	آیت آٹھویں میں لکھا ہے کہ "اور سب سے پیچھے مجھ کو جو گویا ادھورے دنوں کی پیدائش ہوں۔ دکھائی دیا۔" اس کے کیا معنی ہیں؟	۴۰۶
۸	پولوس کو کتنی مرتبہ مسیح دکھائی دیا؟ اور ان کا کچھ حال بیان کرو	۴۰۷
۹	آیت دسویں میں لکھا ہے کہ "میں نے اُن سب سے زیادہ محنت کی" پولوس کی محنت کا کچھ بیان کرو؟	۴۰۸
۱۰	مسیحی مذہب کی جو دو بنیادی باتیں آیت تیسری اور چوتھی میں لکھی ہوئی ہیں وہ بتاؤ؟	۴۱۰
۱۱	ثابت کرو کہ پولوس کا مسیحی ہونا مسیح کے جی اُٹھنے کا ایک کامل ثبوت ہے۔	۴۱۰
۱۲	مسیح کے مرنے اور جی اُٹھنے کی پیشینگوئی کن کتابوں میں پائی جاتی ہے؟	۴۱۱
۱۳	خداوند یسوع مسیح کی موت کا خاص مقصد کیا تھا؟	۴۱۱
۱۴	آیت پہلی سے گیارھویں تک جو سات نتیجے حاصل کلام کے طور پر نکلتے ہیں وہ بتاؤ۔	۴۱۰ تا ۴۱۲
	پندرھواں باب ۔ آیت ۱۲ تا ۳۴	
۱	بعض کرنتھی مسیحی جو قیامت کے منکر تھے ان کا کیا خیال تھا؟	۴۱۴

نمبر سوالات	پندرھواں باب ۔ آیت ۱۲ تا ۳۴	صفحہ
۲	اُنھوں نے یہ غلط تعلیم کہاں سے پائی تھی ؟	۴۱۴
۳	اگر کوئی مسیح کی قیامت کا منکر ہو تو اس کے انکار کی وجہ کیا ہے ؟	۴۱۵
۴	جب پولوس نے اتھینی کے عالموں کو قیامت کی خبر دی تو انہوں نے کیا کہا ؟	۴۱۵
۵	یونانی عالموں میں سے بعضوں نے کیا خیال کیا کہ موت کے بعد روح کا کیا حال ہوگا ؟ اور افلاطون نے اس کے بارے میں کیا خیال کیا ؟	۴۱۵
۶	تیرھویں آیت میں اگر یونانی عالموں کا یہ قیاس کہ قیامت نہ ہوگی صحیح ہے تو پولوس کے کہنے کے بموجب کیا نتیجے نکلتے ہیں ؟	۴۱۶
۷	قیامت کا انکار کرنے سے کیا پولوس اور دوسرے رسول جھوٹے گواہ ٹھہرتے ہیں یا صرف دھوکہ کھانے والے ؟	۴۱۷
۸	مُردوں کی قیامت اور مسیح کا جی اُٹھنا ان دو باتوں میں کیا تعلق ہے ؟	۴۱۸
۹	اگر مسیح نہیں جی اُٹھا تو اُس پر ایمان لانا کیوں بے فائدہ اور لاحاصل قرار پاتا ہے ؟	۴۱۸
۱۰	اگر مُردے نہیں جی اُٹھتے ۔ تو جتنے نبی اور نیک لوگ دنیا کی پیدایش سے آج تک مرے ۔ اُن کا حال کیا ہوگا ؟	۴۱۹
۱۱	اگر ہماری یہ امید کہ مسیح زندہ ہے عبث اور باطل ہو تو ہم سب سے زیادہ کمبخت ہیں ۔ اس کی چار وجوہات بتاؤ ؟	۴۲۰
۱۲	آیت بیسویں میں لکھا ہے " لیکن فی الواقع مسیح مُردوں میں	

نمبر سوالات	پندرھواں باب ۔ آیت ۱۲ تا ۳۴	
	سے جی اُٹھا ہے اور جو سو گئے ہیں اُن میں پہلا پھل ہوا " پہلا پھل کس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے اور وہ کس بات کا بیعانہ ٹھیرا ؟	۴۲۱
۱۳	آدم کی نسل میں شریک ہونے سے کل بنی آدم کس طرح سے گنہگار اور سزاوار ہوئے ؟ (آیت ۲۱) ۔	۴۲۱
۱۴	بنی آدم کس طرح سے ہمیشہ کی زندگی کے لائق ٹھیر سکتے ہیں ؟	۴۲۳
۱۵	آیت بائیسویں میں لکھا ہے " جیسے آدم میں سب مرتے ہیں ویسے ہی مسیح میں سب زندہ کئے جائینگے " جن تین دلیلوں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ سب جو مسیح میں شامل ہیں وے پہلی قیامت میں زندہ کئے جائینگے ۔ وہ بتاؤ ؟	۴۲۲
۱۶	آیت تیئیسویں میں لکھا ہے " لیکن ہر ایک اپنی اپنی باری سے ۔ پہلا پھل مسیح ۔ پھر اس کے آنے پر اس کے لوگ " مسیح کیوں قیامت کا پہلا پھل ٹھیرتا ہے ؟	۴۲۳
۱۷	قیامت کب شروع ہوگی ؟ کیا قیامت کے شروع میں سب مُردے زندہ کئے جائینگے ؟	۴۲۴
۱۸	آیت چوبیسویں میں لکھا ہے " اس کے بعد آخرت ہوگی اُس وقت وہ ساری حکومت اور سارا اختیار اور قدرت نیست کرکے بادشاہت کو خدا یعنی باپ کے حوالے کر دیگا " آخرت سے کیا مراد ہے ؟ اور ساری حکومت ۔ سارا اختیار اور قدرت سے کس کی ریاست مراد ہے ؟	۴۲۵
۱۹	مسیح بادشاہت کو کس وقت اور کس لئے خدا باپ کے حوالے کر دیگا ؟	۴۲۵

نمبر سوالات	پندرھواں باب آیت ۱۲ تا ۳۴	صفحہ
۲۰	آیت پچیسویں میں "سارے دشمنوں" سے کون کون مراد ہیں؟	۴۲۶
۲۱	سب سے آخری دشمن جو نیست کیا جائیگا۔ وہ کون ہے یا کیا ہے؟	۴۲۷
۲۲	بعض لوگ موت کو ہمارے دوستوں میں شمار کرتے ہیں۔ ثابت کرو کہ ان کا یہ خیال غلط ہے؟	۴۲۷
۲۳	آیت اٹھائیسویں میں لکھا ہے "جب سب کچھ اس کے تابع ہو جائیگا تو بیٹا خود اس کے تابع ہو جائیگا جس نے سب چیزیں اس کے تابع کر دیں" ان باتوں سے جو چار معنی نکلتے ہیں وہ بتاؤ؟	۴۲۸ تا ۴۳۰
۲۴	بعض کرنتھیوں میں یہ رواج تھا کہ جب ان کا کوئی دوست بغیر بپتسمہ پائے مر جاتا تھا تو ایک مسیحی اس کا نام لیکر اس کے عوض میں بپتسمہ لیتا تھا۔ تو پولوس نے قیامت کے منکروں کو ان کے اس رسم و رواج سے کس طرح سے قائل کیا؟	
۲۵	ثابت کرو کہ کرنتھی مسیحیوں کا یہ دستور پولوس کو پسند نہ تھا؟	۴۳۰ تا ۴۳۲
۲۶	اکتیسویں آیت میں پولوس کہتا ہے کہ "میں ہر روز مرتا ہوں" اس کے کیا معنی ہیں؟	۴۳۲ تا ۴۳۳
۲۷	پولوس کہتا ہے کہ "اگر میں انسان کی طرح افسس میں درندوں سے لڑا تو مجھے کیا فائدہ؟" کیا پولوس حقیقت میں درندوں سے لڑا۔ یا صرف مثال کے طور پر یہ کہتا ہے؟	۴۳۴
۲۸	اچھی عادتیں کس طرح سے بگڑ جاتی ہیں۔ (آیت ۳۳)	۴۳۵
۲۹	بعض کرنتھی مسیحی یونانی عالموں کے ساتھ صحبت رکھنے سے	

نمبر سوالات	پندرھواں باب۔ آیت ۱۲ تا ۳۴	صفحہ
	کیسی حالت میں پڑ گئے تھے؟	۴۳۶
۳۰	پاک چال چلن کا حاصل ہونا کس بات پر موقوف ہے؟	۴۳۸
۳۱	آیت ۱۲ویں سے ۳۴ویں تک جو نو نتیجے حاصل کلام کے طور پر نکلتے ہیں وہ بتاؤ؟	۴۳۹
	پندرھواں باب۔ آیت ۳۵ تا ۵۳	
۱	آیت پینتیسویں میں یہ لکھا ہے "اب کوئی یہ سوچیگا کہ مردے کس طرح سے جی اٹھتے ہیں اور کیسے جسم کے ساتھ آتے ہیں" کس نے یہ سوال کیا ہوگا؟	۴۴۱
۲	پولوس اس اعتراض کرنے والے کو کس لئے نادان کہتا ہے؟ (آیت ۳۶)۔	۴۴۱
۳	کس مثال سے یہ نتیجہ صاف نکلتا ہے کہ قیامت میں بدن بدل جائینگے؟ (آیت ۳۷ و ۳۸)	۴۴۲
۴	جس طرح سے ہم ہر ایک بیج کی صورت کے دیکھنے سے اس کی آئندہ کی صورت اور حالت کو نہیں معلوم کر سکتے تو اس سے قیامت والے بدن کی نسبت کیا خیال اور نتیجہ پیدا ہوتا ہے؟	۴۴۲
۵	قیامت میں ہر ایک کو کس کے مطابق خاص بدن بخشا جائیگا؟	۴۴۳
۶	"آسمانی بھی جسم ہے" (آیت ۴۰) بعض عالم آسمانی جسم سے کیا مراد سمجھتے ہیں؟	۴۴۴
۷	ثابت کرو کہ قیامت میں ایمانداروں کی رونق اور مرتبہ میں فرق ہوگا۔ (آیت ۴۱ و ۴۲)۔	۴۴۴ تا ۴۴۵

نمبر سوالات	پندرھواں باب - آیت ۱۲ تا ۴۴	صفحہ
۸	پہلی اور مبارک قیامت میں کون شرکت پائینگے؟	۴۴۶
۹	روحانی جسم سے کونسا بدن مراد ہے؟ (آیت ۴۴)۔	۴۴۸
۱۰	ہمارے اس بدن اور قیامت والے بدن میں کتنا فرق ہوگا؟ (آیت ۴۳ و ۴۴)۔	۴۴۸
۱۱	آیت پینتالیسویں میں لکھا ہے "پہلا آدمی یعنی آدم زندہ نفس بنا" اس کے کیا معنی ہیں؟	۴۴۹
۱۲	بعض کرنتھی مسیحیوں نے پولوس کی اس تعلیم کو سُن کر کہ جسم و خون خدا کی بادشاہت کے وارث نہیں ہو سکتے۔ اس سے یہ سوال کیا کہ جس وقت مسیح آئیگا اور قیامت ہوگی تو ہم مسیحیوں کا جو کہ جیتے اور اس وقت جسم اور خون رکھتے ہونگے کیا حال ہوگا؟ پولوس نے اس سوال کا کیا جواب دیا؟ (آیت ۵۱ و ۵۲)۔	۴۵۱ تا ۴۵۳
۱۳	آیت باونویں میں لکھا ہے کہ ہم ایک دم میں ہم بدل جائینگے اس سے خداوند یسوع کی نسبت کیا ظاہر ہے؟	۴۵۳
۱۴	قیامت کے شروع میں جو تین بڑے واقعات سلسلہ وار ظاہر ہونگے وہ بتاؤ؟	۴۵۳ تا ۴۵۴
۱۵	آیت ۳۵ سے ۵۳ تک میں جو چھ نتیجے حاصل کلام کے طور پر نکلتے ہیں اُن کا کچھ بیان کرو؟	۴۵۵
	پندرھواں باب آیت ۵۴ تا ۵۸	
۱	کیا اس زمانے میں مسیحی یہ کہہ سکتے ہیں کہ فتح نے موت کو نگل	

نمبر سوالات	پندرھواں باب - آیت ۵۴ تا ۵۸	صفحہ
	لیا۔ یا موت فتح کا لقمہ ہو گئی؟ (آیت ۵۴) اگر نہیں تو پھر وہ کب یہ کہہ سکینگے؟	۴۵۶ تا ۴۵۷
۲	جب تک مسیح پھر نہ آئے موت کس کی مانند ہوگی؟ (آیت ۵۵)	۴۵۷
۳	۵۵ ویں آیت میں جس یونانی لفظ کا ترجمہ موت کیا گیا ہے اس کے دوسرے معنی کیا ہیں؟	۴۵۸
۴	آیت چھپنویں میں لکھا ہے کہ موت کا ڈنک گناہ ہے۔ اس کے معنی بتاؤ؟	۴۵۸
۵	جن تین وجوہات سے مسیحیوں کو خداوند کی خدمت میں ثابت قدم اور پائیدار رہنا چاہئے۔ وہ بتاؤ؟ (آیت ۵۸) +	۴۵۹
۶	آیات ۵۴ سے ۵۸ تک میں جو نصیحت کی باتیں حاصل کلام کے طور پر درج ہیں۔ وہ بتاؤ؟	۴۶۰ تا ۴۶۱
	سولھواں باب - آیت ۱ تا ۲۴	
۱	جس چندہ کا ذکر پہلی آیت میں ہے وہ کس شہر اور کس قوم کے لوگوں کے لئے جمع کیا جاتا تھا؟	۴۶۴
۲	دوسری آیت میں چندہ جمع کرنے کے باب میں پولوس کے جو چار حکم ہیں وہ بتاؤ؟	۴۶۵
۳	کس کے ہاتھ سے پولوس نے یروشلم کے غریب مسیحیوں کی مدد کے لئے کرنتھی مسیحیوں کا چندہ پہنچا دیا (آیت ۳)؟	۴۶۷
۴	جو نا اتفاقی یہودی مسیحیوں اور غیر یہودی مسیحیوں میں ہوا کرتی تھی کس طریقہ سے پولوس نے اُس کو مٹانے کی کوشش کی؟ (آیت ۳)۔	۴۶۷

نمبر سوالات	سولھواں باب - آیات ۱ تا ۲۴	صفحہ
۵	جس لفظ کا ترجمہ آیت تیسری میں خیرات کیا گیا ہے۔ اصل یونانی زبان میں اُس کے کیا معنی ہیں؟	۴۶۸
۶	کس لئے پولوس نے اکیلے کرنتھی مسیحیوں کا چندہ یروشلم کے مقدسوں کو پہنچانا مناسب نہیں سمجھا؟ اُسمیں اُسکا خادم الدین کے لئے کیا عمدہ نمونہ ہے؟	۴۶۸
۷	پولوس نے پہلے کرنتھس میں آنیکا ارادہ ظاہر کیا؟ پھر کس لئے اُس نے اپنے اس پہلے ارادہ کو بدل دیا؟ اور کرنتھس کے اکثر مسیحیوں نے اس ارادے کے بدلنے کی وجہ سے پولوس پر کیا الزام لگایا؟	۴۶۹
۸	پولوس کے ارادے بدل دینے سے جو تین نتیجے نکلتے ہیں۔ وہ بتاؤ؟	۴۷۰
۹	آیت نویں میں لکھا ہے "کیونکہ میرے لئے ایک وسیع اور کارآمد دروازہ کھلا ہے اور مخالف بہت سے ہیں"؟ وسیع دروازہ سے کیا مراد ہے؟ اور کارآمد دروازہ سے کیا مُراد ہے؟	۴۷۱ تا ۴۷۲
۱۰	پولوس افسس میں رہنے کی ایک اور وجہ بتلاتا ہے۔ کہ "مخالف بہت سے ہیں" (آیت ۹) رسولوں کے اعمال کی کتاب سے ثابت کرو کہ موقعے اور مخالفت دونوں ساتھ ہیں اور دونوں سے مسیح کی کلیسیا کو فائدہ پہنچتا ہے؟	۴۷۳
۱۱	آیات دسویں اور گیارھویں میں تیمتھیس کا کیا بیان ہے؟ اور پولوس نے کرنتھی مسیحیوں کو کیوں سمجھایا کہ کوئی تیمتھیس کو حقیر نہ جانے؟	۴۷۳ تا ۴۷۵

کل خط کی تفسیر پر سوالات

نمبر سوالات	سولھواں باب - آیات ۱ تا ۲۴	صفحہ
۱۲	پولوس نے اپلوس کو طیطس اور اراسطس بھائیوں کے ساتھ اس خط کو دیکر شہر کرنتھس میں کن تین وجہوں سے بھیجنا چاہا؟ (آیت ۱۲)	۴۷۵
۱۳	اپلس کن تین وجہوں سے کرنتھی مسیحیوں کے بیچ میں جانے پر مطلق راضی نہ ہوا؟ اور وہ کیوں راضی نہ ہوا؟ (آیت ۱۲)	۴۷۶
۱۴	ثابت کرو کہ اپلس نے پولوس کی اس التماس کو نامنظور کر کے غلطی کی؟	۴۷۶
۱۵	اگر کوئی پوچھے کہ جس حال کے پولوس رسول تھا اور اُس کو اس عہدے کی وجہ سے بڑا اختیار تھا تو اُس نے کیوں اپلس کو کرنتھس میں جانے کا حکم نہیں دیا تو اُسکے تین جواب بتاؤ؟	۴۷۷
۱۶	آیت تیرھویں میں لکھا ہے کہ "جاگتے رہو" ہر مسیحی کے جاگتے رہنے کی تین ضرورتیں بتلاؤ	۴۷۸
۱۷	مسیح کی کونسی صفت مثل سنہلی سوت کے سب صفتوں کو آپس میں باندھتی ہے (آیت ۱۴)۔	۴۷۹
۱۸	کن دو وجوہات سے پولوس کرنتھی مسیحیوں کو آگاہ کرتا ہے کہ ستفنس کا خاندان عزت اور تعریف کے لائق ہے؟	۴۸۱
۱۹	جو لوگ کرنتھی مسیحیوں کی طرف سے پولوس کے پاس آئے تھے انہوں نے اُس کی روح کو کس طرح تازہ اور خوش کیا؟ (آیات ۱۷-۱۸)۔	۴۸۴
۲۰	پولوس کہتا ہے کہ وہ ستفنس اور فرتوناتس اور اخیکس کو مانو" (آیت ۱۸) کن چار وجوں سے وے ماننے جانیکے لائق تھے؟	۴۸۴

نمبر سوالات	سولھواں باب ۔ آیات ۱ تا ۲۴	
۲۱	آیت انیسویں میں لکھا ہے کہ "ایشیا کی کلیسیائیں تم کو سلام کہتی ہیں" جن سات کلیسیاؤں کا ذکر مکاشفہ کے دوسرے اور تیسرے باب میں پایا جاتا ہے۔ اُن کے نام بتاؤ؟	۴۸۵
۲۲	پولوس کس سبب سے اکولہ اور پرسکلا کو بہت عزیز رکھتا تھا؟ رومیوں ۱۶: ۳-۵ +	۴۸۶
۲۳	آیت بیسویں میں لکھا ہے کہ "تم پاک بوسہ لیکر آپس میں سلام کرو" پولوس کے زمانہ میں بوسہ دینا اور بوسہ لینا کس بات کا نشان تھا؟	۴۸۷
۲۴	پولوس نے کس کے ہاتھ سے یہ خط لکھوایا اور اپنے ہاتھ سے نہ لکھنے کی وجہ کیا تھی؟	۴۸۸
۲۵	آیت بائیسویں میں لکھا ہے کہ "جو کوئی خداوند کو عزیز نہیں رکھتا ملعون ہو! ہمارا خداوند آنیوالا ہے۔" اسکے کیا معنی ہیں؟	۴۸۸
۲۶	کن سات وجوہات سے ہر ایک مسیحی مسیح کے لوٹ آنے کی انتظاری کرے؟	۴۹۹
۲۷	کس جگہ سے پولوس اکثر اپنے خطوں کو ختم کیا کرتا ہے (آیت ۲۴)؟	۴۹۱
۲۸	آیت پہلی سے چوبیسویں تک جو سبق ملتے ہیں اور نتائج حاصل کلام کے طور پر نکلتے ہیں وہ بتاؤ؟	۴۹۳ تا ۵۰۰
۲۹	اس کل خط کی آخری بات کیا ہے؟	۴۷۳

کرنتھیوں کے پہلے خط کی تفسیر

پہلا باب

آیت ۱-۹-(۱) پولوس کی طرف سے جو خدا کی مرضی سے یسوع مسیح کا رسول ہونے کے لئے بلایا گیا اور بھائی سوستھنیس کی طرف سے (۲) خدا کی اُس کلیسیا کے نام جو کرنتھس میں ہے یعنی اُن کے نام جو مسیح یسوع میں پاک کئے گئے اور مقدس لوگ ہونے کے لئے بلائے گئے ہیں اور اُن سب کے نام بھی جو ہر جگہ ہمارے اور اپنے خداوند یسوع مسیح کا نام لیتے ہیں۔ (۳) ہمارے باپ خدا اور خداوند یسوع مسیح کی طرف سے تمہیں فضل اور اطمینان حاصل ہوتا رہے (۴) میں تمہارے بارے میں خدا کے اُس فضل کے باعث جو مسیح یسوع میں تم پر ہوا ہمیشہ اپنے خدا کا شکر کرتا ہوں (۵) کہ اُس میں ہو کر سب باتوں میں کلام اور علم کی ہر طرح کی دولت سے دولتمند ہو گئے ہو (۶) چنانچہ مسیح کی گواہی تم میں قائم ہوئی۔ (۷) یہاں تک کہ تم کسی نعمت میں کم نہیں۔ اور ہمارے خداوند یسوع مسیح کے ظہور کے منتظر ہو (۸) جو تم کو آخر تک قائم بھی رکھیگا۔ تاکہ تم ہمارے خداوند یسوع مسیح کے دن بے الزام ٹھہرو

(۹) خدا سچا ہے جس نے تمہیں اپنے بیٹے ہمارے خداوند یسوع مسیح کی شراکت کے لئے بلایا ہے +

ان آیتوں میں کل خط کا دیباچہ پایا جاتا ہے:-

(۱) پولوس اپنے کو مسیح کا مقرر کیا ہوا ایلچی قرار دیتا ہے۔ دیکھو آیت ۱

(۲) وہ کرنتھی مسیحیوں کو مسیح میں پاک کیا ہوا جان کر اُن کو مقدس کہتا ہے دیکھو آیت ۲ +

(۳) وہ اُن کے واسطے فضل اور اطمینان کی برکتیں مانگتا ہے۔ دیکھو آیت ۳ +

(۴) وہ حتی الامکان اُن کی تعریف کرتا اور خدا کا شکر بجا لاتا ہے کہ اُس نے اُن پر اپنا فضل ظاہر کیا اور اُنہیں طرح طرح کی نعمتیں بخش کر انجیل کی سچائی کو ثابت کیا۔ دیکھو آیت ۴-۷ +

(۵) وہ اُس بات پر اپنا یقین ظاہر کرتا ہے کہ وہ مسیح کے آنے تک قایم اور ثابت قدم رہینگے۔ اِس لئے کہ خدا قادر ہے دیکھو آیت ۸ و ۹ +

یسوع مسیح کا رسول ہونے کے لئے بلایا ہوا۔ آیت ۱۔

جیسے اور رسول چنے ہوئے تھے ویسے ہی پولوس بھی تھا لیکن شاید اُس کے بعض مخالف اُس کو رسول نہیں سمجھتے تھے اِس واسطے کہ وہ اور رسولوں کی مانند مسیح کے ساتھ نہیں رہا۔ نہ مسیح سے اوروں کی طرح تعلیم پائی نہ دوسرے رسولوں کی طرح بلایا گیا۔ اِس واسطے وہ اِس بات پر زور دیتا ہے کہ میں بھی مسیح کا چنا اور بلایا ہوا رسول ہوں۔

میں بھی خدا کی مرضی سے اس عظیم خدمت کے واسطے مخصوص کیا گیا ہوں۔ یعنے اپنی خوشی سے یا نہ دوسرے رسولوں کے انتخاب یا اُن کی رائے سے اس عہدے کو نہیں پایا۔ بلکہ صرف خدا کی مرضی سے اس بڑی خدمت کو حاصل کیا۔ دیکھو ۲-کرنتھیوں ۳:۱ و ۵:۱۲ و ۱۰:۲ و ۷ و ۱۰۔ گلتیوں ۱:۱ اور ۱۲-۱۶۔ افسیوں ۱:۱۔ کلسیوں ۱:۱۔ ۱-تمتھیس ۱:۱-۲۔ ۲-تمتھیس ۱:۱-

اس کے علاوہ ذیل کی دلیلوں سے پولوس کا رسول ہونا بخوبی ثابت ہوتا ہے۔

(۱) پہلی دلیل یہ ہے کہ مسیح اپنے جی اُٹھنے کے بعد خاص طور پر اُس کو دکھائی دیا اور رسالت کے واسطے اُس کو مخصوص کیا۔ دیکھو اعمال ۹:۱۵ و ۲۲:۲۱ و ۲۶:۱۷-۱۸ +

(۲) دوسری دلیل یہ ہے کہ رسالت کے نشان اُس کے ہاتھ سے دکھائی دئے۔ کیونکہ خدا نے اُس کے وسیلے سے بڑے بڑے معجزے دکھائے یہاں تک کہ اُس کو مُردوں کے زندہ کرنے کی قدرت بخشی گئی۔ دیکھو اعمال ۱۴:۳ و ۱۹:۱۱ و ۲۰:۹-۱۲ و ۱-کرنتھیوں ۹:۱-۳ و ۱۵:۸-۱۰ +

(۳) تیسری دلیل یہ ہے کہ اُس نے خداوند ہی سے تعلیم پائی نہ کہ رسولوں سے) دیکھو گلتیوں ۱:۱۱-۱۲ و ۱-کرنتھیوں ۱۱:۲۳ و ۱۵:۳۔ افسیوں ۳:۱-۵۔ ۱-تھسلنیکیوں ۴:۱۵ +

(۴) چوتھی دلیل یہ ہے کہ اور رسولوں نے اُس کی رسالت کو منظور و قبول کیا۔ دیکھو گلتیوں ۲:۹ و ۲-پطرس ۳:۱۵-۱۶ و اعمال ۱۵:۴ و ۲۵-۲۶ +

(۵) پانچویں دلیل یہ ہے کہ اُس نے بار بار اپنی رسالت کا دعویٰ کیا اور

کل کلیساؤں نے بلا حجت اُس کو منظور کیا اور اُس کے خطوط اور احکام کو ایسا مانا جیسا دوسرے رسولوں کے احکام کو۔ رومیوں ۱:۱ و ۵۔ گلتیوں ۱:۱ و ۲ و ۱-تھسلنیکیوں ۲:۱۳ +

خدا کی مرضی سے۔ یعنی نہ اپنی خوشی سے نہ کلیسیا اور دوسرے رسولوں کے چُننے اور اتفاق کرنے سے وہ رسول ہوا بلکہ خدا کی مرضی سے اُس کو یہ عہدہ ملا۔ دیکھو گلتیوں ۱:۱۵۔ پولوس کو اِس خیال اور تسکین سے کہ میں خدا کی مرضی سے اس خدمت کے واسطے الگ کیا گیا ہوں بڑی تسلی تھی۔ اُس کو اِس بات کا یقین تھا کہ جو کام میں کرتا ہوں وہ اپنی طرف سے نہیں بلکہ خدا کی طرف سے کرتا ہوں۔ کاش کہ ہر ایک مسیحی جس کام میں وہ مصروف ہو۔ چاہے وہ دینی ہو یا دنیاوی اپنے دل میں یہ یقین کرے کہ میرا کام خدا کی مرضی کے مطابق اور اُس کو پسندیدہ ہے +

"**اور بھائی سوستھنیس کی طرف سے**"۔ سوستھنیس مسیحی ہونے سے پہلے شہر کرنتھس کے عبادت خانے کا سردار تھا دیکھو اعمال ۱۸:۱۷ اغلب ہے کہ وہ پولوس کے ذریعہ سے مسیح کا شاگرد ہوا۔ بعض گمان کرتے ہیں کہ پولوس نے اُسی کی معرفت یہ خط لکھا یعنی وہ رسول کا محرر تھا وہ بھائی کہلاتا ہے نہ کہ رسول۔ وہ عہدے اور اختیار میں پولوس کے برابر نہیں تھا لیکن اغلب ہے کہ وہ کرنتھی کلیسیا کا ایک دینی استاد رہا ہو۔ دیکھو افسیوں ۴:۱۱۔ اور شاید اُس کو کلیسیا کے اکثر لوگوں نے پولوس کے پاس کچھ باتیں دریافت کرنے کو بھیجا تھا کیونکہ کلیسیا کے نزدیک وہ معتبر اور عزیز تھا۔ پولوس کی جو تعلیم اس خط میں مندرج ہے وہ اُس کو بھی منظور تھی لہذا پولوس نے اُسکو کرنتھی کلیسیا کا معزز اور اپنا ہمخیال اور متفق الرائے

جان کے اپنے خط کے دیباچے میں اپنے سلام اور دعا کے ساتھ اُس کے بھی سلام اور دعا کو شامل کیا۔ وہ اِس طور سے اپنے خط کی تعلیم و نصیحت پر سوستھنیس کی منظوری کی گویا مہر لگاتا ہے۔ اس وجہ سے یہ خط اُن کو زیادہ پسند اور قابل غور ہوا +

"**خدا کی اُس کلیسیا کے نام جو کرنتھس میں ہے**"۔ آیت ۲۔ دیکھو اِس خط کا ۱۰:۳۲ و ۱۱:۱۶ و ۱۵:۹۔ ۲-کرنتھیوں ۱:۱۔ گلتیوں ۱:۱۳ +

خدا کی کلیسیا سے وہ لوگ مراد ہیں جو مسیح پر اعتقاد لائے اور اُس کے شاگرد ہوئے۔ جہاں دو یا تین مسیح کے سچے شاگرد اُس کے نام پر اکٹھے ہوئے وہاں ایک حقیقی کلیسیا قائم ہوئی کیونکہ کلیسیا کے معنے بلائے ہوئے کے ہیں۔ پس جتنے لوگ خدا کے فضل سے بُلائے گئے اور خداوند یسوع مسیح کو اپنا نجات دہندہ جانتے اور اُس کی پرستش کرتے ہیں۔ وہ بھی کلیسیا ہے۔ اِس کے علاوہ دو اور سببوں سے وہ خدا کی کلیسیا کہلاتے ہیں۔ پہلے یہ کہ وہ اُس کی میراث و ملکیت ہیں۔ اور دوسرے یہ کہ وہ اُس سے مول لئے گئے ہیں دیکھو اعمال ۲۰:۲۸ و ۱-کرنتھیوں ۱۰:۳۲ و ۱۱:۱۶ و ۲۲ و ۱۵:۹۔ رومیوں ۱۵:۱۶ +

"مسیح یسوع میں ہو کے پاک کئے گئے اور مقدس لوگ ہونے کے لئے بلائے گئے ہیں"۔ آیت ۲۔ بغیر مسیح کے یعنی اُس سے الگ ہو کے کوئی پاک نہیں ہو سکتا۔ بلکہ اُس سے ملا رہنا ہی پاک ہونے کی راہ ہے۔ جس قدر کوئی اُس سے ملا رہیگا اُسی قدر وہ پاک کیا جائیگا۔ دیکھو اعمال ۱۵:۹۔ یوحنا ۱۷:۱۷ و ۱۹۔ عبرانیوں ۱۰:۱۰ و ۲۹۔ یسعیاہ ۱۰:۱۷۔ مسیح نہ صرف ہماری راستبازی ہے بلکہ ہماری پاکیزگی بھی ہے +

"جو ہر جگہ ہمارے اور اپنے خداوند یسوع مسیح کا نام لیتے ہیں"
مسیح کے سب شاگرد جس ملک یا قوم کے ہوں ایک ہی گروہ ایک ہی اُمّت
ایک ہی خاندان اور ایک ہی بدن کے ہیں کیونکہ سب مسیحی مل کے مسیح کا
بدن بنتے ہیں۔ چاہے اُن میں دوسری باتوں میں فرق ہو تو ہو لیکن مسیح
میں ہو کے آپس میں یگانگت اور اتفاق رکھتے ہیں۔ اس طرح اُن سبھوں
سے ذات کی غلامی اور پابندی بالکل ٹوٹ جاتی اور باہم دیگر الفت اور محبت
پیدا ہوتی ہے کیونکہ اُن سبھوں کا ایک ہی خداوند ہے۔ مسیح سب قوموں کا ملانے
والا ہے۔ اُسی کے وسیلے سے سب قومیں ایک ہونگی۔ اور اُن سبھوں میں
یگانگت پیدا ہوگی۔ یہی مسیح کی شاگردی کا نشان ہے۔ جو لوگ مسیح کا نام
نہیں لیا کرتے یا جو اُس کا نام لینے سے شرمندہ ہوتے یا اور کسی وجہ
سے اُس کے شاگردوں کے ساتھ مل کے اُس کی پرستش نہیں کرتے
وہ اُس کے شاگرد نہیں ہیں۔ اور یہ مسیح کی الوہیت کا بھی ایک ثبوت
ہے کہ وہ مختلف قوموں اور زبانوں کو ایک بنا دیتا ہے ٭

"فضل اور اطمینان"۔ فضل سے نالائقوں پر خدا کا احسان مراد ہے۔
اطمینان فضل کا ایک نتیجہ ہے۔ اِن دونوں کا بانی خدا باپ اور خداوند یسوع
مسیح ہے اور چونکہ یہ برکتیں الٰہی ہیں۔ لہذا اُن کا بانی بھی الٰہی ہوگا۔ خدا ہمارا
باپ کہلاتا ہے نہ صرف اس لئے کہ ہم اُس سے پیدا ہوئے اور پرورش
پاتے ہیں بلکہ خاصکر اس لئے کہ ہم اُس کے فضل سے خداوند یسوع مسیح
کے وسیلے نئی پیدایش پاتے ہیں۔ یوحنا ۱: ۱۲ و ۱۳ ٭

لفظ فضل اور اطمینان مقامات ذیل میں بھی پائے جاتے ہیں۔ دیکھو
رومیوں ۱: ۷۔ گلتیوں ۱: ۳۔ افسیوں ۱: ۲۔ کلسیوں ۱: ۲ و ۱ تھسلنیکیوں ۱: ۱

و ۲ تھسلنیکیوں ۱: ۲۔ فلپیوں ۱: ۲۔ مکاشفہ ۱: ۴ و ۲ کرنتھیوں ۱: ۲۔ جن
چیزوں کی احتیاج ہم سب رکھتے یعنی فضل اور اطمینان کی وہ خدا باپ
اور خداوند یسوع مسیح سے مفت ملتی ہیں ٭

جو خوبیاں کرنتھی مسیحیوں میں تھیں اُن کا بیان پولوس سب سے پہلے
کرتا ہے۔ آیت ۴۔ یہ ہمارے لئے اچھا نمونہ ہے یعنی جو نیک باتیں ہم
اپنے بھائیوں میں پائیں اُن کا زیادہ لحاظ کریں۔ فضل خدا ہی سے ملتا ہے
فضل کی نعمتیں ہم میں موجود ہیں۔ مگر یہ سب نعمتیں صرف مسیح میں شامل ہونے
کے سبب سے ہم کو دی گئی ہیں۔ کیونکہ مسیح سے علیحدہ ہو کر خدا کا فضل کسی
کو نہیں پہنچتا۔ پس جس طرح تندرستی اور اقبالمندی وغیرہ حاصل کرکے
خدا کا شکر کرنا چاہئے۔ اُسی طرح روحانی نعمتوں کو بھی پا کر اُس کا شکر بجا
لانا چاہئے۔ اور جو نعمتیں بھائیوں کو دی گئی ہیں اُن کے واسطے بھی
ہم کو اُن کا شکر گذار ہونا چاہئے۔ جو روحانی نعمتیں اُن کو ملیں وہ علم اور
بولنے کی طاقت تھی۔ اور وہ اِن دونوں نعمتوں میں غنی تھے۔ روحانی
نعمت ایک دولت ہے۔ اُن میں سے بعض نبی تھے بعض اُستاد بعض
طرح طرح کی زبانیں بولتے تھے۔ باب ۱۲: ۱۰ ٭

"علم" اکیلا لاحاصل ہے جب تک کہ بولنے والا نہ ہو اور بولنا یا بیان
کرنا بھی بغیر علم کے لاحاصل ہے لہذا دونوں ساتھ مل کر فائدہ مند
ہوتے ہیں۔ کرنتھی مسیحی پہلے غنی تھے لیکن اب آپس کی نااتفاقی اور رنجش
کے باعث غنی نہ رہے۔ یہاں پولوس کرنتھی مسیحیوں کی گذشتہ حالت
کا بیان کرتا ہے نہ کہ موجودہ حالت کا۔ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ
روحانی نعمتوں کے کھوئے جانے کا بھی امکان ہے۔ پس جو نعمت یافتہ

ہیں وہ اگر اُن نعمتوں کو خدا کی خدمت اور جلال کے واسطے خرچ نہ کریں تو اُن سے وہ نعمت لے لی جائے گی۔ غرضیکہ علم سے مسیحی تعلیم کی پہچان مراد ہے ٭

پولوس کرنتھی مسیحیوں سے کہتا ہے کہ جو گواہی ہیں نے مسیح کے حق میں دی اُس نے تم میں جڑ پکڑی آیت ۶ اور چونکہ اُنہوں نے خدا کی گواہی مسیح کے حق میں قبول کی لہٰذا اُن کو روحانی نعمتیں باکثرت ملیں۔ بلکہ جس قدر وہ گواہی اُن کے دلوں میں اثر کر گئی اُسی قدر وہ بولنے کی نعمتوں میں غنی ہوتے گئے۔ جو وعدہ اُن سے کیا گیا اُس کا تجربہ اُن کو حاصل ہوا اور اُن کا یہ تجربہ مسیح کے قول کو سچا اور اُس کے وعدوں کو برحق ثابت کرتا ہے یہ تجربہ گویا ایک پانچویں انجیل ہو کے چاروں انجیل کی سچائی پہ مُہر لگاتا ہے۔ لہٰذا مسیحیوں کو اپنا اپنا تجربہ بیان کرنا چاہئے۔ کیونکہ وہ انجیل کی باتوں کو ثابت کرتا ہے ٭

آیت ۷ میں بھی کرنتھی مسیحیوں کی پہلی حالت کا ذکر ہے پہلے وہ دوسری کلیسیاؤں کے مسیحیوں سے کسی نعمت میں کم نہ تھے۔ مگر اب بسبب نااتفاقی کے نہایت کمزور اور پریشان حال ہو گئے تھے۔ وہ پہلے مسیح کے آنے کا بہت انتظار کرتے تھے لیکن اب ان میں سے بعض اُس کی آمد ثانی کے منکر ہو گئے۔ مسیح کے ظہور کا منتظر ہونا رسولی کلیسیا کا ایک نشان تھا۔ دیکھو رومیوں ۸: ۱۹۔ کلسیوں ۳: ۴۔ فلپیوں ۳: ۲۰، ا تھسلنیکیوں ۱: ۱۰۔ ططس ۲: ۱۳ و ۲ تمتھیس ۴: ۸۔ مسیح کے آنے کی خواہش روحانی زندگی کی ترقی کا ایک ثبوت ہے۔ پس اگر پولوس کے زمانے کے مسیحی مسیح کے آنے کے ایسے خواہشمند تھے تو ہم کو کتنی ہی زیادہ اُس کے

آنے کی خواہش رکھنی چاہئے۔ اور اگر اُس کے آنے کی خواہش اور اُمید کسی وقت کسی کے دل میں نہ ہو تو اس کا سبب یا تو یہ ہوگا کہ وہ خدا کو اپنے وعدوں میں سُست سمجھتا ہے اور یا اِس بات کو بھول گیا کہ خدا کے نزدیک ایک ہزار برس ایک دن کے برابر اور ایک دن ایک ہزار برس کے برابر ہے۔ کاشکہ اِس زمانے کے مسیحی مثل رسولی کلیسیا کے مسیح کے آنے کی راہ تاکتے رہیں۔ کاشکہ پیارے رسول یوحنا کے ساتھ ہم سب ایکدل ہو کر یہ عرض کریں کہ آ اے خداوند یسوع جلد آ۔ مکاشفہ ۲۲: ۲۰ ٭

"آخر تک" آیت ۸۔ یعنی خداوند یسوع مسیح نہ صرف تمہاری زندگی تک بلکہ زمانے کی تمامی تک ہم لوگوں کا حافظ رہیگا۔ وہ تم کو کبھی نہ چھوڑیگا نہ اس زمانے میں نہ اُس زمانے میں۔ جن کو یہ روحانی نعمتیں دی گئی ہیں اُن کے واسطے یہ آخر تک سلامت رہنے کا نشان اور آنے والی میراث کا بیعانہ ہے۔ دیکھو افسیوں ۱: ۱۴ و ۲ کرنتھیوں ۱: ۲۱ و ۲۲ اس آٹھویں آیت کی تفسیر فلپیوں ۱: ۶ میں پائی جاتی ہے۔ جس نے ہمارے دل میں نیک کام کرنا شروع کیا ہے اُس کو وہ ہرگز ناتمام اور ناکمل نہ چھوڑیگا۔ افسیوں ۵: ۲۷ رومیوں ۸: ۳۰ ٭

"خداوند یسوع مسیح کے دن" آیت ۸ دن سے یہاں وہ دن مراد ہے جب خداوند پھر آئیگا دیکھو ۵: ۵ و ا تھسلنیکیوں ۵: ۲۳ و ۲ پطرس ۱: ۱۳ و ۴: ۷ و ۲ کرنتھیوں ۱: ۱۴ ٭

"بے الزام" آیت ۸ کوئی بھی مسیح کے سامنے اُس وقت ہم پر الزام نہ لگا سکیگا دیکھو رومیوں ۸: ۲۹-۳۴۔ لیکن ابھی ہم بے الزام نہیں

ٹھیر سکتے یہاں تک کہ پولوس نے کرنتھی مسیحیوں میں بھی کمی پائی۔ لیکن مسیح کے ظہور کے دن جب ہم بھی اُس کے ساتھ جلال میں ظاہر ہوں گے تب کوئی ہم میں کچھ عیب نہ پائیگا اور نہ الزام لگانے کی جرأت کریگا کلسیوں ۳:۴۔ اِس لئے کہ شیطان بھی جو مسیحیوں پر الزام لگانے والا ہے۔ اُس دن جہنم میں ڈال دیا جائیگا اور ہم پر کچھ تہمت نہ لگا سکیگا۔ کاشکہ وہ دن جلد آئے مکاشفہ ۲۰:۲-۱۰ ۔

"خدا سچا ہے" آیت ۹۔ خدا کی سچائی یہی ہماری سلامتی اور قیام کی ایک خاص وجہ ہے۔ جو کام خداوند شروع کرتا ہے اُس کو وہ آدمیوں کی طرح ناتمام نہیں چھوڑتا ہے دیکھو باب ۱۰- آیت ۱۳- فلپیوں ۱:۶ و ۱ تھسلنیکیوں ۵:۲۴- ۲ تھسلنیکیوں ۳:۳- رومیوں ۱۱:۲۹- ۱ پطرس ۴:۱۹- مکاشفہ ۱:۵ و ۳:۱۴۔

"خداوند یسوع مسیح کی شراکت کے لئے بلایا" آیت ۹- مسیحیوں کی بلاہٹ کی غرض یہ ہے کہ وہ مسیح میں اِس طرح پیوستہ کئے جائیں کہ اُس کی زندگی اُن میں در آئے دیکھو گلتیوں ۲:۲۰- مسیح کی شراکت و رفاقت سے خدا کے فرزندوں کے ساتھ اُن کی خوشی و جلال میں شامل ہونا مراد ہے۔ دیکھو رومیوں ۸:۱۷ و ۲۱ و ۲۳ و ۲ تھسلنیکیوں ۲:۱۴۔ پولوس نے جو اس بات کا یقین کر لیا کہ کُل ایماندار آخر تک پائیدار اور ثابت قدم رہینگے سو اس سبب سے نہیں کہ وہ مستحکم دل یا مصمم ارادہ رکھتے ہیں یا یہ کہ اُن کے دل میں کچھ نیکی یا خدا کی محبت ہے بلکہ خاص کر اس سبب سے کہ اُس کو اس بات کا یقین تھا کہ وہ خدا وفادار ہے۔ عبرانیوں ۱۰:۲۳- رومیوں ۸:۲۹-۳۹۔

"مسیح کی شراکت" سے یگانگت اور پاک صحبت مراد ہے۔ ہم مسیح کے عضو ہیں۔ ہم میں اور اُس میں ایک ہی زندگی اور ایک ہی رُوح ہے۔ اِس واسطے ہم آخر تک قائم رہینگے اور آخرکار بے الزام ٹھیرینگے۔

حاصل کلام

(۱) پولوس اور سب رسول ایک خاص طور سے بلائے گئے تھے۔ اُن کا عہدہ ایک خاص اور اعلےٰ اور بے مثل عہدہ تھا۔ لہذا اگر کوئی رسول ہونے کا دعویٰ کرے تو اُس میں رسول کے نشان خوب صاف طور پر ظاہر ہونے چاہئیں۔ نہیں تو اُس کا دعویٰ جھوٹا ہوگا دیکھو آیت ۱- ۲ کرنتھیوں ۱۱:۴-۶ و ۱۲:۱۱-۱۲۔

(۲) خادم الدین کو اس یقین سے کہ میں اس خاص خدمت کے واسطے خدا کی مرضی سے چنا گیا ہوں بڑی تسلی اور دلیری حاصل ہوتی ہے۔ پس ہر ایک خادم الدین کو چاہئے کہ وہ اپنے کو خدا کا ایلچی جان کر پیغام سُنائے۔ اور ہمیشہ اِس بات کا یقین رکھے کہ میں اس کام پر اُسی کی طرف سے بھیجا گیا ہوں نہیں تو وہ بالکل بے دل اور بیکار ہو جائیگا دیکھو آیت ۱۔ اعمال ۱۳:۲-۴ و ۲۶:۱۶-۱۸- افسیوں ۳:۷-۸ و ۴:۱۱-۱۲۔

(۳) خدا کی کلیسیا سے صرف پاک اور مقدس لوگ مراد ہیں لہذا جو آدمی ناپاک ہیں وہ کلیسیا سے خارج کئے جائیں نہیں تو کلیسیا کی بدنامی اور ابتری ہوگی دیکھو آیت ۲- متی ۱۸:۱۵-۱۸ و ۲ تمتھیس ۳:۶ اور ۱۴ آیت۔

(۴) اگرچہ کرنتھس ایک خراب شہر تھا مگر پھر بھی اُس میں خدا کی ایک سچی کلیسیا تھی لہذا ہم کسی مقام پر چاہے وہ کیسا ہی خراب کیوں نہ ہو ناامیدی کے ساتھ کام نہ کریں دیکھو آیت ۲- یوحنا ۱:۴۵-۴۶ و ۱ کرنتھیوں ۶:۹-۱۱

افسیوں ۲: ۲-۲ طیطس ۳: ۳ +

(۵) جو لوگ خداوند یسوع مسیح کا نام لیا کرتے اور حمد و ستایش کیا کرتے ہیں وہ ہی مسیحی کہلائے جانے کے لائق ہیں دیکھو آیت ۲- اعمال ۲۲: ۱۶- رومیوں ۱۰: ۱۳ +

(۶) فضل اور اطمینان خدا باپ اور بیٹے کی طرف سے پیدا ہوتے ہیں یہ دونوں مسیح کے ذریعے سے ہم کو ملتی ہیں- کیونکہ بغیر مسیح کے یہ عظیم برکتیں کسی کو نہیں حاصل ہوتیں- دیکھو آیت ۳- یوحنا ۱: ۱۷ و ۱۵: ۲۴- افسیوں ۲: ۷-۹- گلتیوں ۶: ۱۸ +

(۷) خداوند یسوع مسیح کی الوہیت اس طرح ثابت ہوتی ہے کہ جو تعریف خداوند کو دینی واجب ہے وہ کتاب مقدس میں مسیح کو بھی دی جاتی ہے- دیکھو آیت ۲ و ۳ و ا تھسلنیکیوں ۳: ۱۱ و ۲ تھسلنیکیوں ۲: ۱۶- ۱۷- یسعیاہ ۹: ۶-۷ +

(۸) مسیحیوں کی دولت مسیح میں چھپی ہوئی ہے- دیکھو آیت ۴-۵- علم اور بولنے کی قوت اور مسیح کے آنے کا انتظار کرنا اور اُس سے پاک صحبت رکھنا یہ سب مسیحیوں کی دولت میں شامل ہیں- دیکھو ۲ کرنتھیوں ۲: ۱۰ +

(۹) جو نعمتیں ہم کو ملیں ہیں وہ ہمارے دل میں مسیح کو دیکھنے کا اشتیاق پیدا کرتی ہیں- دیکھو آیت ۷- کیونکہ اُس کے آنے اور دیدار پانے پر بہت سی اور نعمتوں کا حصول موقوف ہے یہاں تک کہ جب ہم اُس کو دیکھیں گے تو اُس کی مانند ہو جائینگے- دیکھو ا یوحنا ۳: ۱-۳- کلسیوں ۳: ۴ +

(۱۰) سچے مسیحی کی ایک شناخت یہ ہے کہ اُس کے دل میں اُس کے آنے کی آرزو اور دیدار کا شوق ہو- کیونکہ جس کے دل میں اُس کے آنے

کی آرزو اور دیدار کی خواہش نہیں ہے اُس کے دل میں اُس کی محبت کہاں ہے! دیکھو آیت ۷- ا تھسلنیکیوں ۱: ۱۰- طیطس ۲: ۱۳- متی ۲۵: ۱-۱۳- فلپیوں ۳: ۲۰ و ۲ پطرس ۳: ۱۲ +

(۱۱) مسیح کے ساتھ شراکت و رفاقت رکھنی یہ ہماری بلاہٹ کی غرض ہے- دیکھو آیت ۹- اگر کوئی دریافت کرنا چاہے کہ آیا میں خدا کے بلائے ہوؤں میں ہوں یا نہیں تو وہ اس طرح دریافت کر سکتا ہے کہ آیا میں مسیح سے پاک رفاقت رکھتا ہوں یا نہیں- کلسیوں ۳: ۱-۳ و ا یوحنا ۱: ۳-۶- یوحنا ۱۵: ۷- فلپیوں ۱: ۱۱ +

(۱۲) جو باتیں مسیحی بھائیوں میں تعریف کے لائق ہو ویں اُن کو منظور کرنا اور اُن کے سبب اُن کی تعریف اور خدا کا شکر کرنا چاہئے- دیکھو آیت ۴-۷- کیونکہ پولوس بھی جب اپنے بھائیوں کو نصیحت کرتا تھا تو پہلے حتی الامکان اُن کی تعریف کرتا تھا- لہذا نصیحت کے ساتھ تعریف بھی کرنی چاہئے مگر اُسی قدر جتنی درست اور مناسب ہو- رومیوں ۱۶: ۱-۱۲- افسیوں ۶: ۲۱- کلسیوں ۱: ۷ و ۴: ۱۱-۱۳ +

آیت ۱۰-۱۷- (۱۰) اب اے بھائیو میں یسوع مسیح جو ہمارا خداوند ہے اُس کے نام کے وسیلے سے تم سے التماس کرتا ہوں کہ سب ایک ہی بات کہو- اور تم میں تفرقے نہ ہوں- بلکہ باہم یک دل اور یک رائے ہو کر کامل بنے رہو- (۱۱) کیونکہ اے بھائیو تمہاری نسبت مجھے خلوئے کے گھر والوں سے معلوم ہوا کہ تم میں جھگڑے ہو رہے ہیں- (۱۲) میرا یہ مطلب ہے کہ تم میں سے کوئی تو اپنے آپ کو پولوس

کا کہتا ہے۔ کوئی اپلوس کا۔ کوئی کیفا کا۔ کوئی مسیح کا۔ (۱۳) کیا مسیح بٹ گیا؟ کیا پولوس تمہاری خاطر صلیب دیا گیا؟ یا تم نے پولوس کے نام پر بپتسمہ لیا (۱۴) خدا کا شکر کرتا ہوں کہ کرسپس اور گیُس کے سوا میں نے تم میں سے کسی کو بپتسمہ نہیں دیا۔ (۱۵) تاکہ کوئی یہ نہ کہے کہ تم نے میرے نام پر بپتسمہ لیا۔ (۱۶) ہاں ستفناس کے خاندان کو بھی میں نے بپتسمہ دیا۔ باقی نہیں جانتا کہ میں نے کسی اور کو بپتسمہ دیا ہو (۱۷) کیونکہ مسیح نے مجھے بپتسمہ دینے کو نہیں بھیجا۔ بلکہ خوشخبری سنانے کو۔ اور وہ بھی کلام کی حکمت سے نہیں تاکہ مسیح کی صلیب بے تاثیر نہ ہو جائے +

کرنتھی کلیسیا میں جو نااتفاقی اور جھگڑے پڑ گئے تھے اُنکی ملامت

"یسوع مسیح کے نام کے واسطے التماس کرتا ہوں" آیت ۱۰۔ یہ نام مسیحیوں میں میل کرنے کا باعث ہے۔ وہ سب اس نام سے کہلائے گئے ہیں۔ اور اس نام کی نیکنامی یا بدنامی کے باعث ہیں۔ اس نام کو یاد کرنے سے اُن کی آپس کی مخالفت دُور ہو جائے گی اور جو جدائی اور مغروری۔ علم یا دولت یا ذات کے سبب پیدا ہوتی ہے وہ مسیح کے نام اور پہچان سے یا تو دور ہو جائیگی یا بالکل کم ہو جائیگی۔ پولوس یہ نہیں کہتا کہ میری خاطر سے آپس میں میل اور محبت رکھو۔ بلکہ یہ کہتا ہے کہ مسیح کی خاطر سے آپس میں ملے رہو۔ لہذا اُس کی خاطر سے مسیحیوں کو آپس میں

میل اور محبت رکھنا چاہئے۔ چونکہ اوپر کی نو آیتوں میں پولوس نو دفعہ مسیح کا ذکر کرتا ہے۔ اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نام کی بہت بڑی قدر ہے۔ لہذا ہم سب اُس کے نام کی خاطر ایک دوسرے سے میل اور محبت رکھیں۔ اور جو پھوٹ مسیحیوں میں ہو۔ وہ مسیح کے نام سے دفعہ کی جائے۔ متی ۱: ۲۱ و ۱۸: ۲۰ مکاشفہ ۲: ۳۔ فلپیوں ۲: ۹-۱۰۔ رومیوں ۱۲: ۱۶ و ۱۵: ۵ و ۲ کرنتھیوں ۱۳: ۱۱ +

خلوئے ایک مسیحی عورت تھی۔ جس سے کرنتھی مسیحی خوب واقف تھے اسی واسطے پولوس اُس کی شہادت لاتا ہے۔ تاکہ یہ الزام کہ اُن میں جھگڑے تھے بے بنیاد نہ معلوم ہو۔ آیت ۱۱: یہ جھگڑے اُن کے اُستادوں کے بارے میں تھے۔ یہ بات پورے طور پر ظاہر نہیں ہے کہ اس جھگڑے کی خبر پولوس کو خلوئے کے گھر والوں میں سے کس سے ملی کیونکہ "خلوئے کے گھر والوں سے" آیت ۱۱۔ نوکر یا لڑکے یا شاگرد یا رشتہ دار مراد ہو سکتے ہیں +

جھگڑے کا باعث یہ تھا۔ کہ بعض اپنے کو پولوس کے شاگرد کہتے تھے اور بعض کیفا کے اور بعض مسیح کے +

جو پولوس کے شاگرد تھے وہ خاصکر ذیل کی باتوں پر زور دیتے تھے

(۱) نجات کے واسطے یہودی رسموں کا بجالانا ضرور نہیں ہے۔ گلتیوں ۴: ۹ و ۵: ۲۔ اعمال ۱۵: ۱-۲ +

(۲) نجات صرف مسیح مصلوب کے وسیلے سے بغیر اعمال کے حاصل ہوتی ہے۔ افسیوں ۲: ۹۔ گلتیوں ۲: ۱۶ +

(۳) انسان کی حکمت اور فصاحت انجیل کی منادی میں کچھ کارآمد نہیں۔ ۱ کرنتھیوں ۲: ۴-۵ و ۱ تھسلنیکیوں ۱: ۵ +

(۴) کتنی چیزیں یہودیوں کے لیئے ناپاک اور ناجائز تھیں جن کی ممانعت مسیحیوں کو نہیں تھی گلتیوں ۲: ۱۱-۱۴ +

"اپلوس"- آیت ۱۲-اعمال ۱۸: ۲۴ و ۱۹: ۱-جو اپلوس کے شاگرد تھے وہ خاصکر دنیوی دانائی اور فیلسوفی وفصاحت کی ازحد قدر کرتے تھے چونکہ اپلوس خود فصیح تھا۔ اس سبب سے وہ پولوس کی سادی گفتگو کو ناچیز سمجھتے تھے۔ کیونکہ اُن کا یہ خیال تھا کہ دنیوی علم اور حکمت اور فصاحت سے انجیل کی تعلیم کو مدد ملیگی۔ اور انسان کے دل پر فصیح کلام زیادہ اثر کریگا۔ چونکہ اپلوس اکثر فصاحت کے ساتھ انجیل کی منادی کیا کرتا تھا۔ اِسی سبب سے بہت سے لوگ اُس کی باتیں سُنکر مسیحی ہو گئے تھے۔ لہذا وہ اُس کو اپنا ہادی جانکر اُس کے شاگرد ہوئے تھے +

"کیفا" یوحنا ۱: ۴۲۔ کیفا کے شاگرد یہودیوں کی رسموں پر عمل کرتے اور اُن کی ازحد قدر کرتے تھے۔ وہ کیفا کی بہت زیادہ عزت تین سببوں سے کرتے تھے (۱) اِس سبب سے کہ اُس نے خداوند کو دیکھا تھا اور خداوند نے اُسے عزت کی رو سے بہتر کیا۔ متی ۱۶: ۱۷-۱۹ و (۲) اس سبب سے کہ کلیسیا کی طرف سے اُس کی پرورش بھی ہوتی تھی دیکھو ۱-کرنتھیوں ۹: ۴-۶ و ۲-کرنتھیوں ۱۱: ۹-(۳) وہ بہ نسبت پولوس کے موسیٰ کی شریعت کی طرف زیادہ مائل تھا۔ گلتیوں ۲: ۷-۸ +

جو مسیح کے شاگرد تھے۔ وہ شاید اپنے دل میں یا تو اِس بات پر فخر کرتے رہے ہونگے۔ کہ ہم نے مسیح کو دیکھا اور اُس کی زبان سے اُس کا کلام سُنا ہے۔ اور یا اس بات پر فخر کرتے رہتے ہونگے کہ ہم کسی آدمی کے مثل پولوس یا اپلوس یا کیفا کے شاگرد نہیں ہیں۔ اِس سبب سے ہم صرف مسیح کو اپنا

ہادی اور رہبر سمجھتے ہیں اور اُس کے سوا کسی دوسرے کو نہ مانینگے شاید ۲-کرنتھیوں ۱۰: ۷-۱۱ میں انہی لوگوں کی طرف اشارہ ہے۔ اِن مسیحیوں کا قصور یہ نہیں تھا کہ وہ آپس میں مختلف خیالات رکھتے تھے کیونکہ جب کچھ لوگ کسی بات پر غور اور فکر کریں۔ تو چاہے وہ چھوٹی ہی بات کیوں نہ ہو۔ مگر اُن میں ضرور اختلاف ہوگا۔ بلکہ اُن کے دو قصور تھے۔ ایک تو یہ کہ وہ ایک دوسرے کی باتوں کی برداشت نہیں کرتے تھے۔ بلکہ ہمیشہ آپس میں جھگڑتے اور نااتفاقی رکھتے تھے۔ حالانکہ یہ مسیحیوں کے واسطے کسی حال میں جائز نہیں ہے۔ اور اُن کا دوسرا قصور یہ تھا کہ انہوں نے اپنے اُستادوں میں سے بعضوں کو ازحد بزرگ اور صاحبِ قدر سمجھا اور بعضوں کو بالکل حقیر و ناچیز جانا اور یہ دونوں باتیں بے جا اور ناروا تھیں "کیا مسیح بٹ گیا؟" آیت ۱۳۔ واضح ہو کہ مسیحی کلیسیا مثل بدن کے ہے۔ لہذا اُن میں سے اگر کوئی جھگڑا اور نفاق پیدا کرے۔ تو گویا وہ مسیح کے بدن کے ٹکڑے کرنا چاہتا ہے۔ پس مناسب ہے کہ مسیحیوں میں اس طرح میل اور اتفاق ہو جیسا کہ بدن کے اعضا میں ہوتا ہے۔ اگرچہ ہر ایک آدمی میں باعتبار علم و عقل و تجربے و دولت وغیرہ کے فرق ضرور رہیں مگر پھر بھی میل ہو سکتا ہے۔ جیسا انسان کے اعضا میں باوجود فرق کے میل بھی ہے۔ افسیوں ۱: ۲۲-۲۳ و ۴: ۱۲ و ۵: ۲۹-۳۰ و رومیوں ۱۲: ۴-۸ +

"کیا پولوس تمہاری خاطر صلیب دیا گیا؟" آیت ۱۳۔ جیسا تمہارے جھگڑے سے ظاہر ہوتا ہے۔ جس کے شاگرد تم ہو وہی گویا تمہارے لیئے صلیب پر کھینچا گیا ہوگا! کیوں میرا نام لیتے ہو؟ کیوں مسیح کو چھوڑ کر

میری طرف دیکھنے لگے؟ اگر تم پولوس کے نہیں بلکہ مسیح کے شاگرد ہو۔ تو کیوں اپنے کو پولوس کے کہتے ہو؟

"یا تم نے پولوس کے نام پر بپتسمہ لیا" آیت ۱۳۔ بپتسمہ سے ہم مسیح کو اپنا ہادی و نجات دہندہ قرار دیتے ہیں۔ مگر جس کے ہاتھ سے بپتسمہ پاتے ہیں۔ وہ بپتسمہ دینے کے سبب سے ہم پر کچھ اختیار نہیں رکھتا۔ اور نہ ہمیں کوئی نعمت بخش سکتا ہے۔ کلیسیا کا کوئی فرقہ پولوس کے نام سے نہیں کہلایا گیا۔ لیکن اگر وہ اپنے دوستوں اور شاگردوں کو اس طرح ملامت نہ کرتا تو شاید اس کے نام سے اب تک کوئی فرقہ مشہور ہو جاتا۔ مگر اس نے پہلے ہی سے پھوٹ اور جھگڑے کی جڑ کو کاٹ ڈالا +

"کرسپس" دیکھو اعمال ۱۸: ۸۔ کرسپس عبادت خانے کا سردار تھا۔ اس نے پولوس کی تعلیم سن کر اس کے ہاتھ سے بپتسمہ پایا تھا +

"گیس" کرنتھس میں پولوس اس کے گھر میں مہمان ہوا۔ رومیوں ۱۶: ۲۳ +

واضح ہو کہ بپتسمہ نجات کا باعث نہیں ہے۔ ورنہ پولوس تھوڑے لوگوں کو بپتسمہ دینے کے سبب سے خدا کا شکر نہ کرتا۔ اگر بپتسمہ سے نجات حاصل ہوتی تو پولوس یوں نہ لکھتا۔ پھر کسی کو بپتسمہ دینا اس پر اختیار رکھنے کا باعث نہیں ہے۔ وہ بپتسمہ دینے والے کا شاگرد نہیں ہو جاتا۔ بپتسمہ سے ہم مسیح کی طرف اپنا ایمان اور پیار ظاہر کرتے اور اسے اپنا مالک قرار دیتے ہیں۔ دیکھو اعمال ۲: ۳۸ و ۹: ۱۸ و ۱۶: ۳۰-۳۱۔ رومیوں ۶: ۳-۴ + پھر پولوس نے جن لوگوں کو بپتسمہ دیا ان کا

شمار نہیں کیا اور نہ کسی رسولی کلیسیا میں شرکاء کا شمار کیا گیا۔ اس امر میں اس زمانے کی اور آجکل کی کلیسیاؤں میں بڑا فرق ہے۔ کیونکہ آجکل بپتسمہ پانے والوں کا ہر سال ہر کلیسیا میں شمار کیا جاتا ہے اور جس کلیسیا میں ان کا شمار زیادہ ہے۔ اس کی بڑی قدر ہے۔ یہاں تک کہ بعض مسیحی عالموں کے دلوں میں یہ خوف پیدا ہوا کہ شاید بعض کلیسیاؤں میں مسیحیوں کے شمار کا اس قدر خیال ہوتا ہے۔ کہ ان کا شمار بڑھانے کے واسطے چند بے جا طریقے بھی استعمال کئے جاتے ہیں +

خدا کا انتظام کیسا عجیب ہے کہ اس نے پولوس کو ایسی ہدایت کی کہ اس نے خود اپنے ہاتھ سے بپتسمہ نہ دینے سے اپنے آپ کو بڑے الزام سے بچایا۔ اگر پولوس لوگوں کو اپنے ہی ہاتھ سے بپتسمہ دیتا تو اس الزام کی بظاہر کچھ نہ کچھ بنیاد معلوم ہوتی کہ وہ اپنے ہاتھ اور نام سے بپتسمہ دیکر لوگوں کو اپنا تابعدار کرتا ہے۔ پولوس کی اس دور اندیشی سے ہم کو یہ تعلیم حاصل ہوتی ہے کہ ہر صورت سے اپنے کو دشمنوں کے الزام سے بچانا چاہئے۔ اور اس سے یہ بات بھی ظاہر ہے۔ کہ چھوٹی چھوٹی باتوں میں بھی خدا کا انتظام نظر آتا ہے۔ حقیقت میں خدا کی نظر میں کوئی بات چھوٹی نہیں ہے اگر کوئی کہے کہ آیا پولوس نے اپنے ہی ہاتھ سے بپتسمہ دیا یا کسی دوسرے سے دلوایا تو یہ ایک چھوٹی بات ہے۔ اس کا یہ جواب ہے کہ اس چھوٹی بات کے وسیلے سے آخرکار اس نے اپنے آپ کو بڑے بھاری الزام سے بچایا +

پولوس کہتا ہے کہ ستفنس کے خاندان کے سوا میں نہیں جانتا کہ میں نے کسی اور کو بھی بپتسمہ دیا ہے۔ آیت ۱۶۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ

پولوس نے جن کو اپنے ہاتھ سے بپتسمہ دیا۔ اُن کی فہرست نہیں رکھی۔ اور نہ کسی گمنام شاگرد کے ہاتھ سے پانے کی نسبت رسول کے ہاتھ سے بپتسمہ پانے کو زیادہ برکت کا باعث قرار دیا۔

ستفنس کا اور بیان اس خط کے ۱۶ باب کی ۱۵ اور ۱۶ و ۱۷ آیتوں میں پایا جاتا ہے۔ وہ شہر کرنتھس کے مسیحیوں میں سے ایک مشہور اور معزز شخص تھا۔

جس وقت پولوس یہ خط لکھ رہا تھا ستفنس اُس کے ساتھ تھا۔

"کیونکہ مسیح نے مجھے بپتسمہ دینے کو نہیں بھیجا بلکہ خوشخبری سنانے کو"

آیت ۱۷ پولوس حقارت سے بپتسمہ کا بیان نہیں کرتا اور نہ اُس نے اِس رسم کو حقیر اور بے فائدہ سمجھا اسواسطے کہ پہلے اُس نے خود کتنوں ہی کو بپتسمہ دیا تھا۔ اعمال ۱۹: ۱-۵۔ دوسرے اُس نے اِس رسم کو مسیح اور اُس کے لوگوں کی یگانگت کا نشان ٹھیرایا۔ دیکھو رومیوں ۶: ۳ اور گلتیوں ۳: ۲۷۔ تیسرے جتنے مسیحی رسولی کلیسیا میں تھے سب بپتسمہ یافتہ تھے اعمال ۲: ۴۱۔ چوتھے اُس نے خود بپتسمہ پایا تھا اعمال ۹: ۱۸۔

بپتسمہ کے ایک معنی یہ بھی ہیں کہ بپتسمہ یافتہ اُس کے وسیلے سے مسیح کو اپنا اُستاد قرار دیتا ہے۔ کیونکہ وہ شاگردی کا نشان ہے۔ مسیح نے بپتسمہ دینے کا حکم دیا ہے۔ دیکھو متی ۲۸: ۱۹۔ بپتسمہ لینا یا نہ لینا مسیح کے شاگرد کی خوشی پر موقوف نہیں ہے بلکہ اگر کوئی بپتسمہ لینے سے انکار کرے یا اِس رسم کو حقیر سمجھے تو سخت گناہ ہے پولوس کے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ انجیل سنانا میرا خاص کام ہے اور یہ کام ہر واسطے سب کاموں سے مقدم ہے۔ جس رسم و رواج کی از حد قدر کرنے سے انجیل سنانے

میں سستی یا غفلت پیدا ہو اُس کی طرف لوگوں کو زیادہ رجوع کرنا بیجا ہے گلتیوں ۴: ۱۰-۱۱۔

غرضیکہ پولوس نے یہ چاہا کہ اِس مقدم کام میں کسی طرح ہرج نہ ہو۔

انجیل سنانے سے مسیح کے ذریعے نجات کی خوشخبری دینا مراد ہے یہ کچھ فیلسوفی کی بات نہیں ہے بلکہ خاص خدا کی طرف سے پیغام ہے۔ اِسی واسطے پولوس نے کلام کی فصاحت اور حکمت پر بھروسہ نہیں رکھا تاکہ "مسیح کی صلیب بے تاثیر نہ ہو" آیت ۱۷۔ چونکہ کرنتھی مسیحیوں میں سے کتنوں نے پولوس کی منادی پر یہ الزام لگایا تھا کہ وہ فصاحت سے نہیں بولتا اور نہ فلسفیانہ کلام سے صلیب کی تعلیم کو ثابت کرتا ہے لہذا پولوس اُن کے جواب میں فرماتا ہے کہ میں نے قصداً ایسی باتیں اور ایسا طریقہ منادی میں نہیں رکھا تاکہ ایسا نہ ہو کہ ایسی باتوں سے صلیب کی تعلیم باطل قرار دی جائے۔ گلتیوں ۶: ۱۴۔ پولوس نے گواہ کی مانند کلام کرنا چاہا نہ افلاطون کے طور پر اور نہ منطقی قاعدے سے اور یونانی علماء کے طور سے۔ اُس نے یہ بھی نہیں چاہا کہ سننے والے اُس کی طرف یا اُس کے علم اور فصاحت کی طرف متوجہ ہوں۔ بلکہ یہ چاہا کہ صرف مسیح مصلوب کی طرف رجوع ہوں۔ کاش کہ سب مسیحی منادیوں ہی کلام کریں تاکہ لوگ مسیح کی طرف دل لگائیں اور مناد کی فصاحت اور علم اور لیاقت کا کچھ خیال نہ کریں۔ اتسلنیکیوں ۱: ۵ و ۲: ۳-۵۔

حاصل کلام

۱۔ ان آیتوں سے کلیسیا کی یکتائی اور یگانگت معلوم ہوتی ہے مگر

کرنتھی مسیحیوں کے جھگڑوں سے یہ بات چھپ جاتی ہے۔ لہٰذا ان جھگڑوں کو اور اس کے علاوہ جس سبب سے اس یکجائی اور یگانگت میں فرق آئے وہ گناہ ہے چاہئے کہ وہ جلد دور کیا جائے افسیوں ۴: ۱-۶۔

۲۔ کلیسیا میں پھوٹ کی خاص وجہ یہ ہے کہ مسیحیوں کو جو عزت اور تعظیم مسیح کو دینی واجب ہے۔ وہ دوسروں کو دیتے ہیں جیسے کہ کرنتھی مسیحیوں نے کیا۔ جو تعظیم صرف مسیح کو دینی واجب تھی وہ انہوں نے پطرس یا پولوس یا اپلوس کو دی۔ ایسی ہی وجہوں سے محبت ٹھنڈی ہو جاتی ہے۔

۳۔ اگر مسیحیوں میں کچھ تفرقہ واقع ہو تو اس کا علاج یہ ہے کہ فوراً مسیح کی طرف ان کا خیال لگایا جائے۔ خادم الدین کا فرض ہے کہ سب کو مسیح کی طرف رجوع کرے تاکہ ان میں سے جھگڑا دور ہو جاوے اور میل بنا رہے۔

۴۔ مسیح اکیلا کلیسیا کا سر اور سردار ہے۔ اور اس کا کوئی دوسرا قائم مقام نہیں۔ ہم صرف اسی کے نام کے بلائے ہوئے ہیں۔ لہٰذا ہمیں اسی ہی کی طرف دیکھنا چاہئے۔

۵۔ انجیل کی منادی کرنا سب کاموں سے مقدم ہے۔ بپتسمہ دینے کا اختیار اس کے برابر نہیں ہے جس کسی کو انجیل سنانے کی خدمت سونپی گئی ہے۔ اس کو بڑی عزت اور جلال کا کام دیا گیا ہے۔ چنانچہ اسی سبب سے پولوس نے انجیل کی منادی کے مقابلہ میں بپتسمہ دینے کے کام کو کم خیال کیا۔

۶۔ مسیح مصلوب کی تعلیم دنیوی علم و حکمت و منطق و فلسفہ وغیرہ کی مدد سے پایہ ثبوت کو نہیں پہنچتی بلکہ روح کی قدرت سے۔ ہم گواہ کے طور پر گواہی دیتے ہیں کہ مسیح گنہگاروں کی نجات کے واسطے مصلوب ہوا۔ اور جو کوئی اسے ایمان اور پیار کی آنکھ سے دیکھیگا وہ نجات پائیگا۔

۷۔ خدا کا انتظام اکثر ماجروں کے تمام ہونے کے بعد نظر آتا ہے۔ چنانچہ جب پولوس نے شہر کرنتھس میں بہت تھوڑے لوگوں کو بپتسمہ دیا تھا۔ وہ نہیں جانتا تھا۔ کہ اس انتظام الٰہی سے کچھ نیک اور عجیب نتیجہ ظہور میں آئیگا۔ لیکن آخر کار اس نے اس کام میں خدا کا ہاتھ پہچان کر اس کا شکریہ ادا کیا۔ جس انتظام کا ہم اس وقت کچھ مطلب نہیں سمجھتے۔ نہ اس کو خیال میں لاتے ہیں۔ شاید بعد چند روز کے اسی کے وسیلے سے خدا عجیب طور سے اپنی مرضی پوری کریگا۔

۸۔ بپتسمہ پانے سے کسی کی سر نو پیدائش نہیں ہوتی نہیں تو پولوس صرف تھوڑے لوگوں کو بپتسمہ دینے سے خدا کا شکر نہ کرتا۔ اور نہ کبھی یہ کہتا کہ مسیح نے مجھے بپتسمہ دینے کو نہیں بھیجا۔ علاوہ اس کے اگر بپتسمہ ہی سے سر نو پیدائش اور نجات ہوتی ہے تو یہ خرابی لازم آتی ہے۔ کہ پولوس بہت تھوڑوں کی نجات کا باعث ہوا۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ ان وجہوں سے معلوم ہوتا ہے کہ جو لوگ بپتسمہ کو سر نو پیدا ہونا سمجھتے ہیں ان کا ایسا خیال غلط اور بے بنیاد ہے۔

آیت ۱۸-۲۵۔ (۱۸) کیونکہ صلیب کا پیغام ہلاک ہونے والوں کے نزدیک تو بیوقوفی ہے۔مگر ہم جیسے نجات پانے والوں کے نزدیک خدا کی قدرت ہے۔ (۱۹) کیونکہ لکھا ہے کہ

"میں حکیموں کی حکمت کو نیست اور عقلمندوں کی عقل کو رد کرونگا"۔

(۲۰) کہاں کا حکیم؟ کہاں کا فقیہ! کہاں کا اس جہان کا بحث کرنے والا؟ کیا خدا نے دُنیا کی حکمت کو بیوقوفی نہیں ٹھیرایا؟ (۲۱) اس لئے کہ جب خدا کی حکمت کے مطابق دُنیا نے اپنی حکمت سے خدا کو نہ جانا۔ تو خدا کو یہ پسند آیا۔کہ اس منادی کی بیوقوفی کے وسیلہ سے ایمان لانے والوں کو نجات دینا اچھا ہے (۲۲) چنانچہ یہودی نشان چاہتے ہیں اور یُونانی حکمت تلاش کرتے ہیں (۲۳) مگر ہم اُس مسیح مصلوب کی منادی کرتے ہیں۔جو یہودیوں کے نزدیک ٹھوکر اور غیر قوموں کے نزدیک بیوقوفی ہے۔ (۲۴) لیکن جو بلائے ہوئے ہیں یہودی ہوں یا یُونانی اُن کے نزدیک مسیح خدا کی قدرت اور خدا کی حکمت ہے۔ (۲۵) کیونکہ خدا کی بیوقوفی آدمیوں کی حکمت سے زیادہ حکمت والی ہے اور خدا کی کمزوری آدمیوں کے زور سے زیادہ زور آور ہے +

مسیح مصلوب کی منادی سے خدا کی دانائی اور قدرت کا ظہور۔

پولوس مسیح مصلوب کی منادی کو صحیح اور موثر ثابت کرتا ہے۔ وہ یہ مانتا ہے کہ ہلاک ہونے والوں کے نزدیک اُس کی منادی کچھ حقیقت نہیں رکھتی۔بلکہ اُن کی سمجھ میں وہ بیوقوفی ہے۔ دیکھو آیت ۱۸۔ اعمال ۱۷: ۱۸ و ا۔کرنتھیوں ۲: ۱۴۔ پس جو مسیح مصلوب کی منادی کو حقیر جانتے ہیں۔ اُن کو یاد رکھنا چاہئے۔کہ خدا نے اس بات کی منادی کو اپنی قدرت ٹھیرائی ہے۔ اُس نے علم یا فصاحت یا عقلی دلیلوں یا علم منطق وغیرہ کو نجات بخشنے کا وسیلہ نہیں ٹھیرایا۔ بلکہ مسیح مصلوب کی منادی کو نجات کے لئے کافی وسیلہ مقرر کیا ہے۔کاشکہ ہر مسیحی خاصکر ہر واعظ اس بات کو بخوبی سمجھے۔کہ جو مسیح مصلوب کی طرف ایمان اور بھروسہ کی آنکھ سے نہ دیکھیگا وہ ہلاک ہوگا۔ دیکھو ۲کرنتھیوں ۲: ۱۵ و ۴: ۳ و ا۔تھسلنیکیوں ۲: ۱۰۔ ایک ہی صلیب سبھوں کے سامنے کھڑی کی جاتی ہے۔مگر بعضوں کے واسطے وہ مثل بادل کے ستون کے ہے اور بعضوں کے واسطے مثل روشنی کے ستون کے۔ دیکھو خروج ۱۴: ۱۹-۲۰ جیسے جس تپش سے ایک پھول کا درخت سوکھ جاتا ہے۔اُسی سے دوسرا پھولتا اور پھلتا ہے۔ اور جس سورج کی طرف الو دیکھ نہیں سکتا۔ اُسی کی طرف عقاب خوشی سے دیکھ کر اڑتا ہے۔اسی طرح مسیح کی صلیب خدا کی قدرت اور دانائی کا سب سے بڑا ظہور ہے۔ اگرچہ دنیا اُس کو بے وقوفی کہتی ہے۔مگر آئندہ زمانے میں یہ بات بخوبی ظاہر ہو جائیگی

کہ آیا دنیا کا کہنا صحیح ہے یا خدا کا۔ مرقس ۸: ۳۸۔ نجات پانے والے اپنے تجربے سے جانتے ہیں کہ صلیب کی تعلیم اور منادی کے وسیلے سے خدا دل پر اثر کرتا ہے۔ یہ تعلیم خیالی بات نہیں بلکہ خدا کی قدرت اُس کے ساتھ شامل ہے۔ مگر ہلاک ہونے والے اُس بیمار کی مانند ہیں۔ جسے تندرست کرنے والی خوراک بے مزہ معلوم ہوتی ہے۔ دیکھو رومیوں ۱: ۱۶۔ افسیوں ۴: ۲۲-۲۴۔ کلسیوں ۳: ۹-۱۰ ✤

"لکھا ہے" آیت ۱۹۔ یعنی یسعیاہ ۲۹: ۱۴ میں۔ پولوس اپنی اس تعلیم کو پرانی تعلیم ٹھہراتا ہے۔ وہ کہتا ہے۔ کہ میں کوئی نئی بات تم کو نہیں بتاتا۔ بلکہ جو باتیں خدا نے شروع میں کہی ہیں۔ وہی میں تم سے کہتا ہوں۔ ایوب ۵: ۱۲-۱۳۔ یرمیاہ ۸: ۹۔ خدا گنہگاروں کو اپنی طرف رجوع کرنے میں انسان کے علم اور حکمت کی باتوں کو عمل میں نہیں لاتا کیونکہ اس کام میں یہ چیزیں بالکل ہیچ اور ناچیز ہیں۔ اعمال ۴: ۱۱-۱۲

پولوس دنیا کی تواریخ کو بطور گواہ کے ٹھہراتا ہے۔ آیت ۲۰۔ تواریخ سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ حکیموں اور فقیہوں اور بحث کرنے والوں سے کوئی عمدہ تدبیر دنیا کی نجات کے واسطے نہیں نکالی گئی بلکہ اُن کی کُل تدبیریں اس امر میں ناقص قرار دی گئیں۔ اگرچہ خدا نے اُن کی تدبیریں استعمال کرنے کے لئے ہر طرح کا موقع دیا۔ مگر وہ سب بیوقوفی ٹھہریں ✤

"حکیم" سے دنیوی عالم مراد ہیں ✤

"فقیہ" سے توریت کے سکھانے والے مراد ہیں ✤

"بحث کرنے والے" سے یونانی اُستاد مراد ہیں۔ دیکھو اعمال ۶: ۹ و ۹: ۲۹ ✤

پولوس علم کو حاصل کرنے یا عقلی قوت بڑھانے سے منع نہیں کرتا اور نہ علم اور عقل کے خلاف وہ خود کچھ کہتا ہے۔ بلکہ اُس کے کہنے کی غرض یہ ہے۔ کہ رُوحانی زندگی یا دانائی حاصل کرنے کے واسطے دُنیوی علم یا عقل کی تیزی کچھ کام نہیں کرتی۔ دیکھو یسعیاہ ۳۳: ۱۸ و ۴۴: ۲۵

خدا کی مرضی یہ تھی۔ کہ دُنیا اُس کی پہچان علم اور عقل سے ڈھونڈے مگر نہ پا سکے۔ یوں عقل اور علم دونوں اس امر میں حقیر اور ناقص ٹھہرائے گئے۔ کیونکہ خدا کی شناخت ان کے ذریعے سے نہیں حاصل ہوتی ✤

"خدا کو یہ پسند آیا" کہ عقل کے ذریعے سے اُس کی حقیقت نہ کھلے۔ دیکھو آیت ۲۱۔ متی ۱۱: ۲۵۔ لوقا ۱۰: ۲۱۔ کرنتھیوں ۱: ۱۵۔ کلسیوں ۱: ۱۹ ✤

"منادی کی بیوقوفی کے وسیلے سے" آیت ۲۱۔ اس کا ترجمہ اس طرح بھی ہو سکتا ہے کہ بیوقوفی کی منادی سے۔ مسیح مصلوب کی تعلیم انجیل کا خلاصہ ہے۔ اس تعلیم کی منادی گنہگاروں کو نجات دینے کے واسطے ایک عظیم الٰہی وسیلہ ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ کس طرح خدا نے دنیا کی دانائی کو بیوقوفی ٹھہرایا۔ جو کام دنیا اپنی دانائی سے نہ کر سکی۔ اُسے خدا نے ایسے طریقے سے کروایا۔ جو دنیا کی نظر میں بیوقوفی ہے۔ خدا کو پہچاننا مقدم ہے۔ مگر علم یا عقل کے وسیلے سے دنیا اُس کو نہیں پہچان سکتی۔ بلکہ صرف مسیح مصلوب کے وسیلے سے۔ کیونکہ خدا نے اپنی خاص ذات وصفات اُسی کے وسیلے سے ظاہر کی ہیں۔ "چنانچہ یہودی کوئی نشان چاہتے اور یونانی حکمت کی تلاش میں ہیں"

"نشان" آیت ۲۲۔ دیکھو متی ۱۲: ۳۸ و ۱۶: ۱۔ لوقا ۱۱: ۱۶۔ یوحنا ۲: ۱۸ و ۶: ۳۰۔ اگرچہ یہودی نشان چاہتے اور یونانی حکمت کی تلاش میں پھرتے

ہیں تو بھی ہم مسیح مصلوب کی منادی سے باز نہ رہینگے۔ اگرچہ یوں منادی
کرنے سے یہودی ٹھوکر کھائیں اور یونانی ہم کو بیوقوف سمجھیں۔ تو بھی
ہم اُس کی منادی سے باز نہ آئینگے۔ کہ خدا نے اِسی کو اپنی خاص قدرت
ٹھہرایا ہے۔ اور اسی کے وسیلے سے نجات پانے والے ہمیشہ کی
زندگی پائینگے۔ اگرچہ عقلمندوں کی نظر میں یہ منادی بیوقوفی سمجھی جاتی
ہے۔ مگر خدا کی بیوقوفی آدمیوں کی دانائی سے بہتر اور اُس کی کمزوری
آدمیوں کے زور سے زورآور ہے۔ یہاں دو قوموں کا مقابلہ ہے
ایک طرف تو یہودی اور یونانی دانائی اور قدرت کی تلاش میں
ہیں۔ اور دوسری طرف پولوس مسیح مصلوب کی منادی سے
الٰہی دانائی اور قدرت دکھاتا ہے۔ یہودی مسیح کے شاہانہ طور
پر آنے کا ارادہ دیکھتے تھے۔ مگر جب پولوس نے اُس کا مصلوب ہونا
ثابت کیا۔ تو وہ ٹھوکر کھانے لگے۔ انسان کی خرابی کے دو بڑے
سبب ہیں۔ ایک کمزوری دوسرے نادانی۔ یہودی خدا سے قدرت
اور زور کے طالب تھے اور یونانی دانائی کے۔ مسیح نے صلیب پر
چڑھ کے ان دونوں کی حاجتوں اور خواہشوں کو پورا کیا۔ پس جب
یہودی اور یونانی دونوں اپنی تلاش میں ناکامیاب تھے۔ تو ہم مسیح مصلوب
کو پیش کرتے ہیں۔ تاکہ اُس کے ذریعے سے اُن کے دل کی مراد پوری ہو۔
"بلائے ہوئے" سے وہ لوگ مراد ہیں۔ جو روح القدس سے سرنو پیدا
ہوئے ہیں۔ یعنی ایمان والے۔ دیکھو آیت ۲: ۲۴۔ رومیوں ۱: ۷ و ۸: ۲۸۔
یہوداہ ۱۔ مکاشفہ ۱۷: ۱۴۔ چونکہ خدا کی قدرت اور دانائی ازلی و ابدی
ہے۔ لہٰذا مسیح بھی خدا کی دانائی اور قدرت ہو کے ازلی و ابدی ہے۔

اور چونکہ دنیا کی دانائی اور قدرت سے آدمیوں کو نجات نہیں حاصل ہوئی۔
بلکہ صرف مسیح مصلوب سے لہٰذا مسیح مصلوب دنیا کی دانائی اور قدرت سے
اعلیٰ اور افضل ہے۔ یہ نتیجہ آیت ۲۵ سے صاف نکلتا ہے۔ کلسیوں ۱: ۱۹
و ۲: ۳ و ۹۔ یوحنا ۱: ۴ اور ۱۸ ✱

حاصل کلام

۱۔ مسیح مصلوب کی تعلیم اور منادی ہر زمانے میں انسانی عقل کو بیوقوفی
معلوم ہوتی ہے اسی وجہ سے دنیا کے علما اکثر انجیل کو حقیر جانتے
ہیں آیت ۱۸۔ اعمال ۱۷: ۱۸ و ۳۲ ✱

۲۔ کوئی آدمی عقلی دلیلوں اور منطقی باتوں سے مسیح مصلوب کی باتوں
کی خوبیوں کو دریافت نہیں کرسکتا۔ اور نہ کوئی مناد کسی عقلی دلیلوں
سے اس بات کو ثابت کرسکتا ہے۔ آیت ۲۱۔ لوقا ۲۴: ۲۵-۴۶ ✱

۳۔ انسان کو عقل کے ذریعے سے خدا کی شناخت حاصل کرنا ناممکن
ہے۔ نہیں تو یونانی جو بڑے عالم تھے۔ اُس کی پہچان سے محروم نہ
رہتے۔ اور مرد و عورت کی پوجا کرکے گناہ میں نہ پھنستے۔ آیت ۲۱۔ اعمال
۱۷: ۲۳-۲۵ ✱

۴۔ مسیح مصلوب کی منادی ضرور ہے۔ کیونکہ خدا کو پسند آیا۔ کہ
اسی کے ذریعے سے گنہگار نجات پائیں۔ روح القدس اس منادی پر
تاثیر بخشتی اور اپنی قدرت کو اُس میں شامل کرتی ہے۔ آیت ۲۱ ✱

۵۔ چونکہ مسیح مصلوب کی منادی کو عقل انسانی کے نزدیک پسندیدہ
بنانا غیر ممکن ہے۔ لہٰذا اگر کوئی مناد اس میں کوشش کرنا چاہے۔ تو

اُس کی منادی الٰہی قدرت سے خارج ہوگی۔ وہ ہی منادکامیاب ہوتگے۔ جو مسیح مصلوب کی منادی پر پورا بھروسہ رکھتے ہیں۔ چنانچہ ملک گرینلینڈ میں منادوں نے پہلے عقلی دلیلوں سے لوگوں کو مسیح کی طرف رجوع کرنا چاہا تھا۔ اور سات برس تک برابر اُس میں کوشش کی۔ لیکن ایک شخص بھی مسیحی نہ ہوا۔ آخرکار وہ لوگ مسیح مصلوب کی منادی کرنے لگے۔ تو فوراً خدا نے اپنی قدرت دکھا کے اُن کی منادی کے وسیلے سے بہتوں کو گناہ سے قائل کرکے مسیح کی طرف رجوع کروایا۔ یاد رکھنا چاہئے کہ خدا اِس امر میں جواب دِہ ہے۔ وہی اپنے کلام کی منادی کو قدرت بخشیگا۔ جو اُس کی عزت کریگا وہ اُس کی عزت کریگا۔ ہمیں اس بات کی منادی کرتے ہوئے یقین کرنا چاہئے کہ یوں ہی خدا اپنی قدرت و دانائی دِکھائیگا۔ دنیا کی حکمت سے مسیح مصلوب کی منادی باطل ٹھیرتی ہے۔ لہذا خدا اِس حکمت کی عزت نہ کریگا۔ آیت ۳ ہ یسعیاہ ۵۵: ۱۰-۱۱+

۶۔ یہودیوں نے مسیح کو اس وجہ سے قبول نہیں کیا کہ وہ لوگ سمجھتے تھے۔ کہ مسیح عظیم الشان بادشاہ کی صورت میں آئیگا۔ مگر جب اُنہوں نے اُس کو ذلیلوں اور پست حالوں کی صورت میں دیکھا۔ تو اُس کو قبول نہ کیا۔ اور یونانی علم و حکمت اور فصاحتِ کلام کے مشتاق تھے۔ سو جب اُنہوں نے اُس کو تمثیلوں اور سہل باتوں میں کلام کرتے سُنا۔ تو اُسے کچھ خیال میں نہ لائے۔ غرضیکہ اِن دونوں قوموں نے چاہا تھا۔ کہ خدا کی ذات و صفات کو عقل کے زور سے معلوم کریں مگر جب مسیح نے یہ ظاہر کیا۔ کہ خدا کی پہچان عقل کے زور سے نہیں

ہو سکتی۔ تو وہ لوگ اُس سے متنفر اور ناراض ہو گئے۔ آیات ۲۲ و ۲۳+

۷۔ مسیح کی صلیب کے وسیلے سے گنہگاروں کے دلوں میں اپنے گناہوں کے باعث ندامت اور پشیمانی اور حقیقی حلیمی و عاجزی پیدا ہوتی مگر مسیح کا بے حد پیار دیکھ کر اُن لوگوں کے دلوں میں عجیب طرح کا پیار پیدا ہوتا ہے۔ کیا دنیوی علم اور فیلسوفی سے بھی ایسا اثر ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ برخلاف اُس کے مغروری شیخی اور فخر پیدا ہوتا ہے۔ آیت ۲۴ گلتیوں ۶: ۱۴+

عقل کی پرستش سے خبردار رہنا چاہئے۔ عقل کی تیزی اور دل کی نیکی میں امتیاز کرو۔ یہ بات غور طلب ہے۔ کہ خداوند یسوع مسیح فیلسوفوں یا عالموں کی صورت میں نہیں آیا۔ جب کلیسیاء کے شرکا اپنے پاسبان یا واعظ سے عقلی باتوں کی خواہش کریں یا ایسا وعظ سُننا چاہیں کہ جس سے اُن کی عقل کو خوشی اور کانوں کو سرور حاصل ہو تو جاننا چاہئے کہ پاسبان یا واعظ خطرے میں ہے۔ لہذا اُن کو وہ تعلیم دینی واجب ہے۔ کہ جس سے اُن کے دل پاک بن جائیں۔ نہ یہ کہ صرف اُن کے کانوں کو خوشی اور عقل کو تیزی پہنچے آیات ۲۲ و ۲۳ و ۲ تمتھیس ۴: ۳ و ۴+

آیات ۲۶-۳۱۔ (۲۶) اے بھائیو اپنے بلائے جانے پر تو نگاہ کرو۔ کہ جسم کے لحاظ سے بہت سے حکیم۔ بہت سے اختیار والے بہت سے اشراف نہیں بلائے گئے۔ (۲۷) بلکہ خدا نے دنیا کے بیوقوفوں کو چن لیا۔ کہ حکیموں کو شرمندہ کرے اور خدا نے دنیا

کے کمزوروں کو چن لیا۔ کہ زور آوروں کو شرمندہ کرے (۲۸) اور خدا نے دُنیا کے کمینوں اور حقیروں کو بلکہ بے وجودوں کو چن لیا کہ موجودوں کو نیست و نابود کرے (۲۹)، تاکہ کوئی بشر خدا کے سامنے فخر نہ کر سکے (۳۰) لیکن تم اُس کی طرف سے مسیح یسوع میں ہو۔ جو ہمارے لئے خدا کی طرف سے حکمت قرار دیا گیا ہے۔ یعنی راستبازی اور پاکیزگی اور مخلصی۔ (۳۱) تاکہ جیسا لکھا ہے ویسا ہی ہو۔ کہ جو فخر کرے وہ خداوند پر فخر کرے ✦

مسیح مصلوب کی تعلیم اور منادی سے انسان کے دل سے غرور کا نیست ہونا

"بُلاہٹ" سے وہ قاعدہ مراد ہے جس کے مطابق خدا اُن کو جو دُنیا کی نظر میں حقیر ہیں بُلا کر اُن کے ذریعے سے اپنی دانائی اور قدرت دکھاتا ہے ✦

"چن لیا" چونکہ اس لفظ کو پولوس آیات ۲۷ اور ۲۸ میں تین مرتبہ استعمال کرتا ہے لہذا یہ مطلب سے خالی نہیں ہے۔ ایسے لوگوں کا چن لینا محض خدا کے فضل پر موقوف ہے۔ بذاتہ تو وہ لوگ دوسروں سے بہتر نہ تھے۔ بلکہ فقط خدا کو پسند آیا کہ اُن کے ذریعے سے اوروں کو اپنی قدرت اور دانائی دکھائے۔ دیکھو رومیوں ۹: ۱۴-۱۶ افسیوں ۱: ۴-۶ ✦

پولوس مسیحیوں کے تجربے سے اس بات کو ثابت کرتا ہے۔ کہ علم اور

عقل کی باتوں سے نہیں بلکہ مسیح مصلوب پر ایمان لانے سے مسیحی نجات پاتے ہیں۔ وہ گویا ہر ایک مسیحی سے پوچھتا ہے۔ کہ بھائی تم عقلی دلیلوں کے سبب سے اپنے گناہوں سے قائل ہو کے مسیح پر ایمان لائے ہو یا مسیح کو صلیب پر کھینچا ہوا دیکھ کر؟ مسیحی تجربہ خود پولوس کی اس تقریر کا ثبوت ہے۔ گلتیوں ۳: ۱ و ۲

"حکیم" سے وہ لوگ مراد ہیں جنہوں نے روح القدس کی مدد پر کچھ بھروسہ نہ کر کے علم و حکمت کو حاصل کرنا چاہا تھا۔ پولوس کے زمانہ میں بہت غریب اور غلام مسیحی ہو گئے تھے۔ اگر خدا دُنیا کو علم اور فیلسوفی کے ذریعے سے اپنی طرف رجوع کرنا چاہتا تو وہ کمزوروں۔ کمینوں۔ اور حقیروں کو نہ بلاتا بلکہ عالموں اور فیلسوفوں کو۔ اور اُن میں سے بہتوں کو اپنا رسول اور ایلچی بناتا لیکن اُس نے ایسا نہیں کیا۔ بلکہ برخلاف اس کے اُس نے مچھوؤں اور محصول لینے والوں اور اُن لوگوں کو جو دنیا کی نظر میں حقیر سمجھے جاتے تھے چنا۔ یوں اُس نے علم اور فیلسوفی اور حکمت کی باتوں کو نجات کے مقدمے میں ہیچ اور ناچیز ٹھہرایا۔ خدا کی غرض اس میں یہ تھی۔ کہ کوئی اس بات پر فخر نہ کرے۔ اور اپنے دل میں یہ خیال نہ لائے۔ کہ عقل یا علم کے ذریعے سے نجات حاصل ہو سکتی ہے۔ یا از خود خدا کی شناخت کوئی کر سکتا ہے۔ بلکہ نجات دینے والا صرف خدا ہی ہے۔ انسان اپنے علم یا عقل یا نیکی سے خدا کی پہچان نہیں کر سکتا۔ لہذا انسان کو چاہئے کہ سوائے خدا کے اور کسی کی حمد وستایش نہ کرے۔ جس تدبیر سے خدا کی طرف زیادہ ہو سکے اور انسان فروتن بنے وہی تدبیر الہٰی ہے۔ یوں نجات کی ہر ایک تدبیر کو ہم تجربے جانچ

سکتے۔ اور دریافت کرسکتے ہیں کہ آیا وہ الٰہی ہے یا انسانی۔ اور جس تدبیر سے غرور یا فخر پیدا ہو وہ خدا کی طرف سے نہیں۔ دیکھو زبور ۱۴۳: ۲۔ یرمیاہ ۹: ۲۳ و ۲۴ +

جن چیزوں کے یہودی اور یونانی شروع سے متلاشی تھے۔ یعنی دانائی۔ راستبازی۔ پاکیزگی و مخلصی کے۔ انہی چیزوں کا خداوند مسیح خزانہ ہے اور اُس کے وسیلے سے وہ چیزیں حاصل ہوسکتی ہیں۔ یوحنا ۳: ۳۴ +

"خدا کی حکمت مسیح ہمارے لئے ٹھہرا" آیت ۳۰۔ کیونکہ باپ کو یہ پسند آیا کہ سارا کمال مسیح ہیں بسے جس میں حکمت اور معرفت کے سارے خزانے چھپے ہوئے ہیں۔ کلسیوں ۱: ۱۹ و ۲: ۳۔ دیکھو آیت ۱۹ و باب ۲: ۷ +

"راستبازی" آیت ۳۰۔ یعنی مسیح کی صلیبی موت کے ذریعے سے صادق ٹھہرایا جانا رومیوں ۴: ۱۰۔ وہ راستی جو خدا کی طرف سے ہے سو اُس ہیں ظاہر ہوئی۔ لہٰذا اُس پر ایمان لانے سے ہر ایک کو یہ راستبازی ملتی ہے جیسا کہ لکھا ہوا ہے۔ کہ راستباز ایمان سے جیتا رہیگا۔ سو وہ اُس کے فضل سے اُس مخلصی کے سبب جو مسیح یسوع سے ہے مُفت راستباز گنے جاتے ہیں۔ رومیوں ۱: ۱۷ و ۳: ۲۴ +

"پاکیزگی" مسیح کے وسیلے سے اور اُس ہیں قائم ہونے سے ہم پاک بنتے جاتے ہیں۔ یہ پاکیزگی خدا کی روح کا کام ہے گلتیوں ۵: ۲۲۔ جیسا مسیحی خداوند مسیح کے ذریعے سے صادق ٹھہرتا ہے۔ ویسا ہی اُس کے وسیلے سے پاک بھی کیا جاتا ہے۔ رومیوں ۶: ۲۲ و ۸: ۱-۱۱ +

"مخلصی" آیت ۳۰۔ ہم اُس میں ہوکے اُس کے خون کے وسیلے سے چھٹکارہ یعنی گناہوں کی معافی اُس کے فضل کی دولت کے موافق پاتے ہیں۔ افسیوں ۱: ۷ +

خدا کی حکمت اور دانائی سے تین ایسے عمدہ نتیجے نکلتے ہیں۔ جو انسانی حکمت اور دانائی سے نہ آج تک حاصل ہوئے اور نہ کبھی حاصل ہوسکتے ہیں۔ اول یہ کہ اس سے گنہگار کو ایسی راستبازی حاصل ہوتی ہے کہ جو خدا کو دیکھنے اور قبول کرنے کے لائق ہے۔ رومیوں ۱: ۱۷ و ۲ کرنتھیوں ۵: ۲۱ +

دوسرے یہ کہ اس سے ایسی پاکیزگی حاصل ہوتی ہے۔ کہ جس میں خدا کی نظر کوئی داغ و دھبہ نہیں دیکھتی۔ افسیوں ۵: ۲۷ +

تیسرے یہ کہ اس سے ایسی مخلصی حاصل ہوتی ہے۔ کہ ہم شیطان غلامی اور گناہ کے بند سے آزادی پاتے ہیں۔ عبرانیوں ۲: ۹-۱۸ +

"یسوع مسیح میں ہو کے" یعنی جیسے کل انسان آدم میں ہو کر گنہگار ٹھیرے۔ ویسے ہی مسیحی مسیح میں ہو کر راستباز اور پاک بنے۔ دیکھو باب ۱۵: ۲۲۔ رومیوں ۵: ۱۲ جس طرح درخت میں ڈالیاں پیوند رہتی ہیں اُسی طرح مسیح میں وابستہ ہیں۔ دیکھو یوحنا ۱۵: ۱-۸۔ اور چونکہ ایمان کے ذریعے سے مسیح کے ساتھ پیوستگی حاصل ہوتی ہے اسی سبب سے پاک نوشتوں میں ایمان کی بہت تعریف لکھی ہے۔ یاد رکھنا چاہئے کہ راستی۔ پاکیزگی اور مخلصی۔ ایمان سمیت۔ جو کہ انسان کی ضروریات ہیں صرف خدا کے فضل اور اُس کی عجیب حکمت سے مسیح مصلوب کے وسیلے سے حاصل ہوتی ہیں۔ کلسیوں ۲: ۱۰ +

اکتیسویں آیت یرمیاہ کی کتاب سے انتخاب کی گئی ہے۔ دیکھو یرمیاہ ۹: ۲۳و۲۴۔ اگر مسیح سے کلیسیا کو ساری نعمت اور فضیلت حاصل ہوئی۔ تو اُسی کی تعریف ہونی چاہئے۔ خدا کی اس تدبیر کا نتیجہ یہ ہے کہ بچے ہوؤں کے دل شکرگذاری اور خدا کی ستائش سے بھر جاتے ہیں۔ اس تدبیر سے خدا کی بزرگی ظاہر ہوتی اور اسی سے اُس کی سچائی کا ثبوت بھی ہوتا ہے۔ نجات کی اور کل تدبیروں سے انسان کے دل میں فخر پیدا ہوتا ہے لیکن اس سے عاجزی اور فروتنی ✦

حاصل کلام

۱۔ مسیحی مناد کی باتیں اُس وقت موثر ہوتی ہیں جس وقت وہ مسیح مصلوب کا بیان اس طرح کرے۔ کہ سننے والے مسیح کی محبت کو پہچانیں آیت ۲۶۔ ۲-کرنتھیوں ۵: ۱۴-۱۵ ✦

۲۔ کوئی یہ خیال نہ کرے۔ کہ خدا کے نزدیک نادان یا بیوقوف آدمی زیادہ پیارا ہے۔ ورنہ خدا میں طرفداری پائی جائیگی۔ نجات کے واسطے نہ دنیوی علم کی کچھ ضرورت ہے۔ اور نہ بےعلمی اور ذاتی نادانی و بیوقوفی کچھ روک ٹوک کا باعث ہے۔ آیات ۲۶۔ ۲۹۔ رومیوں ۱۰: ۱۲ و ۱۳ ✦

۳۔ ہم نے مسیح سے نجات اس لئے نہیں پائی کہ ہم اوروں سے بہتر ہیں۔ بلکہ اس واسطے کہ خدا نے ہم کو چن لیا۔ آیت ۲۷ و ۲۸۔ افسیوں ۱: ۴ و ۵۔ ۱-پطرس ۱: ۲۔ ہمارے بلائے جانے میں خدا کی دو غرض ہیں اول یہ کہ ہم عاجز ہیں۔ اور دوم یہ کہ ہم خدا کی بزرگی کریں۔ آیات ۲۹: ۳۱ ✦

۴۔ یہودی اور یونانی اعتراض کرنے والوں کے لئے خدا کا کافی جواب صرف مسیح تھا۔ خدا اُس کی طرف اشارہ کر کے فرماتا ہے۔ کہ وہ میری دانائی اور قدرت ہے۔ آیت ۳۰۔ رومیوں ۹: ۳۳-۳۶ ✦

۵۔ سچی دانائی بیش قیمت ہے۔ مگر یاد رکھنا چاہئے کہ وہ دنیوی علم یا عقل کی تیزی کے ذریعے سے حاصل نہیں ہوتی۔ بلکہ خداوند یسوع مسیح کے وسیلے سے ملتی ہے۔ سچی دانائی کا خزانہ اُس میں ہے۔ اُس کی صلیب کے نیچے کھڑے ہو کر اس دانائی کی خوبی پہلے ہماری نظر میں آتی ہے۔ دیکھو آیت ۳۰۔ پس اُسی سے اُس کو ڈھونڈو ✦

۶۔ گنہگار انسان کی مخلصی کے بارے میں خدا اور انسان کے خیالات میں بڑا فرق ہے۔ چنانچہ انسان کے خیال کے موافق گنہگار کی مخلصی اُس کے نیک اعمال پر موقوف ہے۔ مگر پولوس اس کے برخلاف کہتا ہے۔ کہ ہر ایک کی مخلصی صرف خدا کے فضل اور اُس کے چن لینے پر موقوف ہے۔ آیات ۲۶-۳۱ ✦

۷۔ دنیادار اپنی عقلمندی۔ شرافت۔ نیکی اور علم وغیرہ پر پھول جاتے ہیں۔ اس سبب سے وہ مسیح کی صلیب کو حقیر جانتے۔ اور اُس میں خدا کا فضل اور اُس کی دانائی اور قدرت کو نہیں پہچانتے۔ آیات ۲۰ و ۲۱۔ یوحنا ۹: ۳۹-۴۱ ✦

۸۔ جو کمزور اور حقیر ہیں خدا ایسوں کو دانائی اور پاکیزگی و مخلصی کے لباس سے آراستہ کرنے سے خوش ہوتا ہے۔ اے دنیا کی نظر میں حقیر اور ذلیلو بےدل نہ ہو۔ چونکہ لکھا ہے کہ خدا مغروروں کا سامنا

کرتا پر فروتنوں کو فضل بخشتا ہے یعقوب ۴: ۶- دیکھو زبور ۱۱۳: ۷ و ۸ ✦

دوسرا باب

آیت ۱-۵- (۱) اور اے بھائیو جب میں تمہارے پاس آیا- اور تم میں خدا کے بھید کی منادی کرنے لگا- تو اعلیٰ درجے کی تقریر اور حکمت کے ساتھ نہیں آیا (۲) کیونکہ میں نے یہ ارادہ کر لیا تھا- کہ تمہارے درمیان یسوع مسیح بلکہ مسیح مصلوب کے سوا اور کچھ نہ جانوں گا- (۳) اور میں کمزوری اور خوف اور بہت تھرتھرانے کی حالت میں تمہارے پاس رہا- (۴) اور میری تقریر اور میری منادی میں حکمت کی لبھانے والی باتیں نہ تھیں- بلکہ وہ روح اور قدرت سے ثابت ہوتی تھی- (۵) تاکہ تمہارا ایمان انسانوں کی حکمت پر نہیں بلکہ خدا کی قدرت پر موقوف ہو ✦

پولوس رسول کی منادی کا طریقہ

پولوس نے مسیح مصلوب کی منادی کے صحیح طریقے کو اپنے نمونے سے ظاہر کیا- اُس نے انجیل کی منادی میں دنیوی حکمت اور عقل و دلایل یا فصاحت پر کبھی کچھ بھروسہ اور تکیہ نہیں کیا- اُس نے اپنی منادی کے طریقے سے ظاہر کیا- کہ اُس کا بھروسہ ان چیزوں پر نہیں تھا- ۲-کرنتھیوں ۱۰: ۱۰ و ۱۱: ۶ و ۱-تھسلنیکیوں ۱: ۵ ✦

"خدا کی بھید کی منادی"۔ دیکھو باب ۱: ۶ و ۱۵: ۱۵ و ۲-تیمتھیس ۱: ۸- متی ۱۷: ۵ و ۱-یوحنا ۵: ۸-۱۱ ✦

رسول اور گواہ کا کام یہ تھا- کہ جو کچھ خدا اُس کو فرمائے اُسے وہ بے کم و کاست اور بلا تغیر و تبدل لوگوں سے بیان کرے- گواہ کو فصاحت کی ضرورت نہیں ہے- کیونکہ وہ فصاحت سے کلام کر کے اپنی شہادت کی صداقت کو ثابت نہیں کر سکتا- بلکہ عجب نہیں کہ اس طرح کے کلام سے سننے والوں کو اُس کی صداقت پر شک ہو- خدا جو گواہی مسیح کے حق میں دیتا تھا پولوس صرف اُسی کی منادی کرنے کا ارادہ رکھتا تھا- اس کہنے سے پولوس کی غرض یہ ہے کہ میرے بولنے کا طریقہ انجیل کی تعلیم کے موافق ہے- گلتیوں ۶: ۱۴- ۲-کرنتھیوں ۶: ۴- ۱-تھسلنیکیوں ۲: ۴-۶ ✦ جس ارادے سے پولوس شہر کرنتھس میں آیا- اُس کو وہ آیت ۲ میں ظاہر کرتا ہے- وہ خداوند یسوع مسیح کو نیک اُستاد- یا کامل نمونہ یا بے مثل آدمی ثابت نہیں کرنا چاہتا تھا بلکہ اُس کا ارادہ صرف یہ تھا- کہ اس بات کی منادی کرے کہ اُس نے گنہگاروں کے عوض صلیب پر اپنی جان دی- دیکھو ۱: ۱۷ و ۲۳- فلپیوں ۲: ۸ و ۳: ۸- پولوس نے بلا سوچے سمجھے اس عظیم خدمت کے کرنے کا ارادہ نہیں کیا تھا- بلکہ بہت غور اور تامل کے بعد یہ مبارک ارادہ اس کے دل میں پیدا ہوا- کاش کہ ہر ایک مناد ایسا ہی ارادہ رکھے- جب تک کہ گنہگار مسیح مصلوب کو نہ دیکھ لے- تب تک وہ اپنے گناہوں کی حقیقت اور بُرائی کو نہیں پہچان سکتا- اور نہ یہ یقین کر سکتا ہے- کہ وہاں میرے گناہ معاف کئے گئے- اور سب خداوند یسوع مسیح کے حساب میں لکھے گئے ہیں- ۲-کرنتھیوں ۵: ۱۹-۲۱- یسعیاہ ۵۳: ۴-۶- عبرانیوں

۹: ۲۸ ٭

اگرچہ پولوس رسول تھا۔ مگر وہ آدمی بھی تھا۔ اُس نے اپنی کمزوری کو پہچانا۔ دیکھو فلپیوں ۳: ۱۲۔ اعمال ۱۸: ۹ و ۱۰ و ۲ کرنتھیوں ۴: ۷-۲ و ۱۰: ۱-۱۰۔ وہ اپنے مخالفوں کی دشمنی سے واقف تھا۔ وہ یہ بھی جانتا تھا۔ کہ عالموں کے سامنے میری منادی بے لطف اور بیوقوفی معلوم ہوتی ہے۔ وہ مانتا ہے کہ جو اثر میری منادی سے ہوا۔ وہ میرے زور سے نہیں ہوا کیونکہ میں کمزوری اور خوف کے ساتھ تمہارے درمیان منادی کرتا تھا۔ بلکہ مسیح مصلوب کی منادی کے سبب سے خدا نے مجھ میں اپنا زور دکھلایا۔ اور اس طرح تم پر منادی کا اثر پیدا ہوا ٭

بعض عالم خیال کرتے ہیں کہ پولوس کو کچھ بیماری تھی۔ جس کی وجہ سے اُس میں کمزوری اور بے دلی پیدا ہو گئی۔ چنانچہ اس بیماری اور کمزوری کا بہت جگہ ذکر ہے۔ دیکھو ۲ کرنتھیوں ۹: ۱۰ و ۱۱: ۳۰ و ۱۲: ۵-۱۰۔ گلتیوں ۴: ۱۳ و ۱۴۔ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ پولوس نے جسمانی زور اور عقلی دلیلوں اور کلام کی فصاحت سے انجیل کی منادی نہیں کی۔ پولوس اپنی اس بھاری خدمت کی جوابدہی سے ڈرتا اور کانپتا تھا۔ ہر ایک سچے مناد کے دل میں خاص کر منادی کرتے وقت اکثر عجیب طرح کا خوف اور اندیشہ پیدا ہوتا ہے۔ چنانچہ بزرگ مارٹن لوتھر صاحب بھی فرماتے ہیں کہ بہت بڑی جماعت کے سامنے وعظ کرنے سے پہلے اکثر اسہال کا درد مجھ کو ہوا کرتا تھا۔ جب پولوس شہر کرنتھس میں انجیل کی منادی کرنے لگا۔ تو بہت سی مشکلات اُس کو پیش آئیں بلکہ اُس کو تو ایسا اندیشہ ہوا۔ کہ خداوند یسوع مسیح نے خواب یا رویا کے ذریعے سے اُس کی دلجمعی

کی۔ دیکھو اعمال ۱۸: ۱-۱۰ و ۲۳: ۱۱ و ۲۷: ۲۴ ٭

پولوس نے اپنی دلیلوں پر بھروسہ نہیں رکھا۔ بلکہ روح القدس کی گواہی اور قدرت پر رکھا۔ خدا کی روح کا ظہور پولوس کے ذریعے سے ہوا۔ رومیوں ۱: ۱۶ و ۱۵: ۱۹ و ۲ کرنتھیوں ۴: ۵-۷ و ۱ تھسلنیکیوں ۱: ۵۔ وہ چوتھی آیت میں اپنی خدمت اور کامیابی کی وجہ بتاتا ہے۔ اگر کوئی پولوس رسول کی کامیابی کی وجہ دریافت کرنا چاہے۔ تو وہ اس باب کی پہلی چار آیتوں پر غور کرے ٭

"روح اور قدرت سے" یہ مراد ہے۔ کہ روح القدس انجیل کی باتوں کو ایسا صاف و پسندیدہ اور مقبول طبیعت کر دیتا ہے۔ کہ جس کے دل پر اُس کا اثر ہوتا ہے وہ فوراً خوشی سے مسیح مصلوب کو اپنا نجات دہندہ قبول کر لیتا ہے۔ دیکھو متی ۱۱: ۲۵-۲۷ و ۱۶: ۱۷۔ یوحنا ۱۴: ۱۷ و ۲۰: ۲۲ و ۱۵: ۲۶ و ۱۶: ۱۳ و ۲ کرنتھیوں ۳: ۶۔ افسیوں ۱: ۱۸ ٭

پولوس کے زمانے کے بعض لوگ یہ اعتراض کرتے تھے۔ کہ مسیحی مناد اپنی منادی کی باتوں کو عقلی دلیلوں سے نہیں ثابت کرتے۔ بلکہ صرف ایمان لانے کی ضرورت پر زور دیتے ہیں۔ کیونکہ وہ یہی پکارا کرتے تھے۔ کہ مسیح مصلوب کو دیکھو۔ مسیح مصلوب کی طرف ایمان اور پیار کی آنکھ سے دیکھو۔ دیکھو خدا کا برہ جو جہان کے گناہ اُٹھائے جاتا ہے۔ یہی اُن کی منادی کا شروع اور آخر تھا۔ اور اسی بات کی منادی کے ذریعے روح القدس کی قدرت سے ہر قوم میں سے بہتیرے لوگ مسیحی ہو گئے۔ اعمال ۲: ۴۱ و ۱۰: ۴۴-۴۸ و ۱ تھسلنیکیوں ۱: ۵-۶ ٭

اب پولوس پانچویں آیت میں اپنے اس سادے طریقے سے منادی

کرنے کا مقصد یہ بتاتا ہے کہ ایسا نہ ہو۔ کہ مسیحیوں کا ایمان کچی بنیاد پر قائم کیا جائے۔ کیونکہ جو ایمان آدمی کی دانائی یا عقلی دلیلوں پر قائم ہوتا ہے اُس کو بہت جلد لغزش ہوتی ہے۔ مگر جو ایمان اس بات سے پیدا ہوتا ہے۔ کہ یہ خدا کی سچائی ہے۔ چاہے وہ عقل کے سامنے دانائی معلوم ہو یا بیوقوفی۔ وہ پختہ اور مضبوط ہوتا ہے پولوس نے اپنے نومریدوں اور سب مسیحیوں میں اسی طرح کا ایمان دیکھنا چاہا۔ ایمان کا بانی روح القدس ہے۔ نہ کہ عقلی و منطقی باتیں۔ ایمان یہ نہیں کہتا۔ کہ میری باتیں ثابت ہو سکتیں یا عقل سے موافقت رکھتی ہیں۔ بلکہ وہ یہ کہتا ہے۔ کہ میری باتیں خدا کو مقبول اور پسندیدہ ہیں۔ چاہے عالم کی نظر میں سچی ہوں یا جھوٹی۔ دانائی کی ہوں یا بیوقوفی کی۔ اگر ایمان عقلی دلیلوں پر موقوف ہو۔ تو ہر ایک عقلمند ہمارے ایمان کو کمزور کر سکیگا۔ اور ہمیشہ ہم مخالف مذہب کے عقلمندوں کی باتوں سے شک میں پڑے رہینگے۔ گلتیوں ۱: ۱۳ و ۵: ۷ و افسیوں ۴: ۱۴ کلسیوں ۲: ۱۶۔ ۲۳۔ پولوس لفظ "تاکہ" سے ظاہر کرتا ہے۔ کہ ایمان کے پیدا کرنے کا یہ طریقہ خدا کے انتظام کے موافق تھا۔ آیت ۵۔ یہ طریقہ پولوس نے نہیں نکالا۔ بلکہ خدا کو خود یہی پسند آیا۔ اگر پولوس چاہتا تو مسیحی مذہب کی فضیلت دوسرے مذہبوں پر بخوبی ثابت کر سکتا تھا۔ اور دوسرے مذہبوں سے مسیحی مذہب کا مقابلہ بھی کر سکتا۔ لیکن اُس کو خدا نے یہ سکھایا کہ ایسے طریقے سے سچا اور پختہ ایمان نہیں پیدا ہوتا۔ بلکہ جو ایمان روح القدس کی قدرت کے سوا اور کسی حکمت سے پیدا ہوتا ہے۔ وہ ناقص اور کچا ہوتا ہے۔ جو ایمان روح کی قدرت اور گواہی سے پیدا ہوتا ہے۔ وہ نجات بخشنے والا اور پائیدار اور دل کو پاک کرنے والا ہوتا ہے۔ وہ ایمان

بے پھل نہیں رہتا۔ بلکہ زندگی بخش اور ترقی پذیر اور فتح دینے والا ہوتا ہے۔ اس واسطے پولوس اُسی ایمان کی تعریف کرتا ہے۔ جو روح القدس کی تاثیر اور قدرت سے پیدا ہوتا ہے۔ گلتیوں ۵: ۶ و ۱ تھسلنیکیوں ۱: ۴۔ کاشکہ سب مسیحی مناد اور پاسبان اس بات کو بخوبی سمجھ لیں۔ کہ سچا ایمان خدا کی قدرت اور روح القدس کے ذریعے سے پیدا ہوتا ہے۔ کاشکہ ہم سب انجیل کی منادی اسی طرح کریں۔ جس سے لوگوں کے دلوں پر ہماری منادی مؤثر ہو۔ کاشکہ ہم کسی دنیوی حکمت اور عقلی دلیلوں یا انسان کی بچھانے والی باتوں پر تکیہ نہ کریں۔ اور نہ اُن کو زندہ ایمان پیدا کرنے کی امید اور مراد سے کام میں لائیں ٭

حاصلِ کلام

۱۔ مسیحی مناد کو صرف یہ خیال کر لینا۔ اور زبان سے کہہ دینا۔ کہ عقل اور فصاحت سے گنہگار کا دِل خدا کی طرف نہیں رجوع ہو سکتا کافی نہیں ہے۔ بلکہ وہ اپنے دل میں مصمم ارادہ رکھے۔ کہ میں ایسی باتوں پر اس امر میں کبھی بھروسہ نہ کرونگا۔ دیکھو آیت ۱ ٭

۲۔ مسیح مصلوب کی تعلیم اور منادی میں کسی صورت سے کمی و کوتاہی نہ کی جائے جس واعظ کی بنیاد اس پر نہ ہو۔ وہ روح کی قدرت اور خدا کی برکت سے خالی ہے۔ دیکھو آیت ۲ ٭

۳۔ انجیل کی منادی کی خدمت کے واسطے انسان اپنے آپ کو ایسا نالائق اور ناچار جانے۔ کہ دل میں ڈر اور بدن میں کپکپی پیدا ہو۔ یہ پولوس اور بہت اور وفادار واعظوں کا تجربہ ہے۔ دیکھو

آیت ۳-چنانچہ بزرگ ڈاکٹر چامرس کا یہ قول ہے کہ جب تک مسیحی واعظ اپنے زور اور عقل اور علم پر بھروسہ رکھنا بالکل چھوڑ نہیں دیتا۔ تب تک خدا اُس کے وسیلے سے کچھ نہیں کرتا۔ بلکہ اُس کی خدمت بے پھل اور بے تاثیر رہتی ہے +

۴-پولوس میں انجیل کی منادی کی تین صفتیں تھیں۔ پہلی یہ کہ اُس نے مسیح کے نجات دہندہ ہونے کے بارے میں قیاس یا گمان یا شک کو کچھ دخل نہیں دیا۔ بلکہ یہ یقین رکھا۔ کہ وہ اکیلا نجات دہندہ اور اُس کو چھوڑ کے کسی دوسرے سے نجات نہیں ہوتی۔ بعضوں کا ایمان سچّا تو ہوتا ہے۔ مگر تھوڑے ہی میں کمزور بھی ہو جاتا ہے۔ لیکن پولوس کا ایمان ایسا نہ تھا جب تک کہ واعظ خود اپنے دل سے ایمان اور یقین نہیں لاتا۔ تب تک وہ اوروں میں ایمان اور یقین نہیں پیدا کر سکتا۔ ایمان سے ہی ایمان پیدا ہوتا ہے جب سُننے والوں نے دیکھا۔ کہ پولوس کا کیسا پختہ اور قوی ایمان ہے تب اُن کے دلوں پر اُس کی منادی کا بہت اثر ہوا۔ لہٰذا اگر تم کسی کو یقین دلانا چاہتے ہو تو پہلے آپ ہی یقین کرو +

دوسری بات جو پولوس کی منادی میں غور طلب ہے۔ سو اُس کی خود انکاری ہے۔ وہ اپنا کچھ خیال نہیں کرتا تھا۔ بلکہ اُس کے کل خیالات مسیح کی طرف لگے ہوئے تھے۔ وہ اپنی عزّت اور آرایش اور خوشی کا کبھی خیال نہیں کرتا تھا۔ بلکہ ایسی چیزوں کو اُس نے ہیچ جانا۔ فلپیوں ۳: ۴-۸ +

اور تیسری بات جو پولس میں لحاظ کے لائق ہے وہ اُس کی حقیقی

عاجزی اور فروتنی ہے۔ افسیوں ۳: ۸- وہ اپنے رسولی مرتبے اور درجے کی وجہ سے کسی کو حقیر نہیں جانتا تھا اُس نے بے جا طور سے کلیسیا میں کچھ نہیں کیا۔ اگرچہ وہ کلیسیا کا ایک معزز اور بزرگ افسر تھا۔ تو بھی وہ حاکمانہ مزاج نہیں رکھتا تھا۔ بلکہ بھائی یا دوست یا خادم کے طور پر کلیسیا کے ممبروں سے خواہ وہ بڑے ہوں یا چھوٹے پیش آتا تھا۔ تھسلنیکیوں ۲: ۷-۱۱ کاش کہ پولوس کی طرح یہ تینوں صفتیں ہر واعظ بلکہ ہر مسیحی میں پائی جائیں +

۵-ہمیشہ واعظ کو روح پاک کی ضرورت رہتی ہے۔ دیکھو آیت ۴-روح کی قدرت سے بولنا۔ یہ ہی ایمان کو پیدا کرتا ہے جب تک روح القدس بولنے والے کے ساتھ نہ بولے اور اُس کو نہ سمجھائے یا زندہ ایمان اُس میں نہ پیدا کرے۔ تب تک اُس کا بولنا ایسا بے تاثیر اور بے فائدہ ہے جیسا سیٹی بجانا یا ہوا سے باتیں کرنا۔ یقین کرنا چاہیئے کہ ایمان کا بانی روح القدس ہے۔ دیکھو آیت ۵ +

۶-مسیح کے سچّے خدمت گذار کی جانچ اِن پانچ آیتوں میں پائی جاتی ہے۔ جس کی خدمت روح القدس کے بیان اور قدرت سے ہے۔ وہ مسیح کا سچّا خادم ہے۔ بغیر اِس قدرت کے ظہور کے اُس کی خدمت عبث ہے۔ کاش کہ ہر ایک خادم الدین بلکہ ہر ایک مسیحی اِس بات کو سمجھ لے۔ اور خدا باپ اور بیٹے سے ہمیشہ روح القدس کی موجودگی اور قدرت کو مانگے۔ تب کلام اللہ کا سُنانا ایسا پُر تاثیر ہوگا کہ ہر ایک سُننے والا مانیگا کہ بے شک خدا موجود ہے اور کہ روح ہی بولنے والا ہے۔ کاش کہ ہماری کل کلیسیاؤں میں سے خدا

جلد باکثرت ایسے خادم برپا کرکے دُنیا پر اپنا فضل اور زور دکھائے
باب ۱۴: ۲۵ - متی ۹: ۳۸ - اعمال ۱: ۸ و ۱۳: ۳ و ۴ عبرانیوں ۱۲: ۴

آیات ۶-۱۶-(۶) پھر بھی کاملوں میں ہم حکمت کی باتیں کہتے ہیں۔ لیکن اِس جہان کی اور اِس جہان کے نیست ہونیوالے سرداروں کی حکمت نہیں۔ (۷) بلکہ ہم خدا کی وہ پوشیدہ حکمت بھید کے طور پر بیان کرتے ہیں۔ جو خدا نے جہان کے شروع سے پیشتر ہمارے جلال کے واسطے مقرر کی تھی (۸) جسے اِس جہان کے سرداروں میں سے کسی نے نہ سمجھا۔ کیونکہ اگر سمجھتے۔ تو جلال کے خداوند کو صلیب نہ دیتے (۹) بلکہ جیسا لکھا ہے۔ ویسا ہی ہوا۔ کہ

جو چیزیں نہ آنکھوں نے دیکھیں۔ نہ کانوں نے سُنیں
نہ آدمی کے دل میں آئیں

وہ سب خدا نے اپنے محبت رکھنے والوں کے لئے تیار کردیں (۱۰) لیکن ہم پر خدا نے اُن کو روح کے وسیلے سے ظاہر کیا۔ کیونکہ رُوح ساری باتیں۔ بلکہ خدا کی تہ کی باتیں بھی دریافت کرلیتا ہے۔ (۱۱) کیونکہ انسانوں میں سے کون کسی انسان کی باتیں جانتا ہے۔ سوا انسان کی اپنی روح کے جو اُس میں ہے؟ اِسی طرح خدا کی روح کے سوا کوئی خدا کی باتیں نہیں جانتا (۱۲) مگر ہم نے دنیا کی رُوح۔ بلکہ وہ روح پایا۔ جو خدا کی طرف سے ہے۔ تاکہ اُن باتوں کو جانیں۔ جو خدا نے ہمیں عنایت

کی ہیں (۱۳) اور ہم ان باتوں کو اُن الفاظ میں نہیں بیان کرتے جو انسانی حکمت نے ہم کو سکھائے ہوں۔ بلکہ اُن الفاظ میں جو روح نے سکھائے ہیں۔ اور روحانی باتوں کا روحانی باتوں سے مقابلہ کرتے ہیں۔ (۱۴) مگر نفسانی آدمی خدا کے روح کی باتیں قبول نہیں کرتا۔ کیونکہ وہ اُس کے نزدیک بیوقوفی کی باتیں ہیں۔ اور نہ وہ اُنہیں سمجھ سکتا ہے۔ کیونکہ وہ روحانی طور پر پرکھی جاتی ہیں۔ (۱۵) لیکن روحانی شخص سب باتوں کو پرکھ لیتا ہے۔ مگر خود کسی سے پرکھا نہیں جاتا۔ (۱۶) خداوند کی عقل کو کس نے جانا۔ کہ اُس کو تعلیم دے سکے؟ مگر ہم میں مسیح کی عقل ہے ٭

صرف روحانی تمیز سے انجیل کی دانائی کی شناخت

"کاملوں" سے خدا کے وہ سچے بندے مراد ہیں۔ جو روحانی باتوں میں مثل بچوں کے نادان نہیں ہیں۔ بلکہ تجربہ کار ہوکر روحانی آدمی کہلائے جانے کے لائق ہیں۔ دیکھو باب ۳: ۱ و ۲ و ۱۴: ۲۰ و فلپیوں ۴: ۱۳-۱۴ و عبرانیوں ۵: ۱۳-۱۴۔ جو مسیح میں خوب پیوستہ اور اُس کے حکموں پر قائم ہیں۔ وہ کتابِ مقدس کے موافق کامل ہیں۔ اُس کا مطلب یہ نہیں ہے۔ کہ وہ بالکل بے گناہ ہیں۔ یا اُن سے کوئی خطا نہیں ہوتی۔ کیونکہ دنیا میں کوئی ایسا شخص نہیں ہے۔ بلکہ پولوس اُن کو کامل کہتا ہے۔ جو روح القدس سے پیدا ہوئے۔ اور جن کا ایمان

مضبوط اور زندہ ہے۔ جو روحانی علم اور تجربے میں کمزور تھے۔ وہ پولس کے نزدیک لڑکے اور جسمانی تھے۔ اور جو ان صفات میں مضبوط اور بڑھے ہوئے تھے اُن کو وہ کامل کہتا ہے۔ افسیوں ۴: ۱۳-۱۴۔ کلسیوں ۱: ۲۸ +

"کاملوں میں" یعنی تجربے کار مسیحیوں کی نظر میں۔ فلپیوں ۳: ۱۵۔ عبرانیوں ۵: ۱۲-۱۴ +

"ہم حکمت کی باتیں کہتے" یعنی وہ دانائی جو صرف کامل یعنی تجربے کار مسیحیوں میں مقبول ہے۔ نہ کہ وہ دانائی جو دنیوی عالموں اور غیر مسیحیوں میں رائج ہے۔ اس دانائی کے سمجھنے کے واسطے رُوح پاک کی پیدا کی ہوئی سمجھ چاہیئے۔ اسی سبب سے پولس کی حکمت آمیز اور نجات بخش باتیں دنیوی سرداروں اور عالموں کی نظر میں حکمت اور دانائی کی معلوم نہ ہوئیں۔ دیکھو باب ۱: ۱۸-۲۰ و ۳: ۱۸ و ۱۹ +

"اس جہان کے نیست ہونے والے سرداروں" سے وہ لوگ مراد ہیں۔ جن کا ذکر ۱: ۱۸-۲۵ میں پایا جاتا ہے۔ ایسے لوگ خدا کی بادشاہت میں شامل نہیں کیونکہ اُس بادشاہت میں داخل ہونے کی صرف ایک ہی راہ ہے یعنی روح القدس سے سر نو پیدا کیا جانا۔ یوحنا ۳: ۳-۷۔ گلتیوں ۶: ۱۵۔ جس دانائی کی منادی پولس کرتا تھا۔ وہ اس جہان کی دانائی کو نیست کرتی تھی۔ مسیح میں ایک پوشیدہ دانائی کا خزانہ تھا۔ سو پولس اُس کو کھول کر دوسروں کو دکھانا چاہتا تھا چاہے اس جہان کے سردار اور عالم اُس کو مانیں یا نہ مانیں۔ اور اُس کو دانائی سمجھیں یا نہ سمجھیں۔ مگر اُس کو یقین تھا۔ کہ ہم دانائی کا کلام کرتے

ہیں۔ ۲ کرنتھیوں ۴: ۵-۱۳ +

"حکمت" (آیت ۷) جس حکمت یا دانائی کا بیان پولس کرتا تھا۔ اُس کی یہ صفات ہیں۔ پہلے وہ الٰہی دانائی ہے۔ وہ انسانی عقل کا پھل نہیں ہے۔ دوسرے وہ پوشیدہ ہے۔ یعنی آج تک کوئی انسان اپنی عقل کے زور سے اُس کو دریافت نہ کر سکا۔ وہ صرف آدمیوں سے ہی نہیں۔ بلکہ مختار فرشتوں اور آسمانی مقدور والوں سے بھی پوشیدہ ہے۔ رومیوں ۱۶: ۲۵۔ افسیوں ۳: ۱۰۔ ۱ پطرس ۱: ۱۲۔ تیسرے وہ پرانی ہے۔ وہ عالم کے شروع سے پیشتر (آیت ۷) خدا کی طرف سے مقرر ہوئی ہے۔ وہ اُن نئی دانائیوں میں سے نہیں ہے۔ جو حال میں نکالی گئی ہیں۔ وہ خدا کی دانائی ہے۔ جسے اُس نے انسان کی پیدائش سے پہلے اپنی دانائی قرار دیا۔ یعنی وہ ہمارے خداوند یسوع مسیح کے مصلوب ہونے کی منادی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسیح مصلوب کے ذریعے سے انسان کی نجات زمانوں سے پہلے خدا ہی کی مقرر کی ہوئی ہے۔ اعمال ۲: ۲۳ و ۴: ۲۸ و افسیوں ۳: ۹۔ کلسیوں ۱: ۲۶۔ مکاشفہ ۱۳: ۸۔ چوتھے اس دانائی سے نہ صرف خدا ہی کا جلال ظاہر ہوگا۔ بلکہ مسیحیوں کا بھی جس حکمت و دانائی سے بڑے عجیب اور مفید نتیجے نکلتے ہوں۔ اُس کو الٰہی دانائی و حکمت کہنا بہت بجا اور درست ہے۔ واہ! خدا کی دولت و حکمت اور دانش کیسی گہرائی ہے۔ اُس کی راہیں پتا ملنے سے کیا ہی دور ہیں۔ رومیوں ۱۱: ۳۳۔ اس پوشیدہ دانائی کے بارے میں دیکھو رومیوں ۱۶: ۲۵ - افسیوں ۱: ۹ و ۳: ۴ و ۵: ۲۲ و ۶: ۱۹۔ کلسیوں ۱: ۲۶۔ متی ۱۳: ۱۱ و ۱ تیمتھیس ۳: ۹ و ۱۶۔ اس جہان کے سرداروں کا جلال نیست ہونے

والا ہے۔ مگر ہمارا جلال قائم رہنے والا ہے۔ بلکہ مسیح کے ظہور کے وقت ہم اُس کے جلال میں شریک ہونگے۔ کلسیوں ۳: ۴۔ رومیوں ۸: ۱۸ و ۲۱ و ۹: ۲۳ و ۱-تھسلنیکیوں ۲: ۱۲ و ۲-تیمتھیس ۲: ۱۰ ✦

"اس جہان کے سرداروں میں سے کسی نے" خدا کی دانائی جو مسیح مصلوب میں چھپی ہوئی تھی۔ نہیں پہچانی۔ آیت ۸۔ شاید شہر کرنتھس کی کلیسیا کے بعض شرکاء مقدور والوں اور اشرافوں کے خیالات کی ازحد تعظیم کرتے تھے۔ سو پولوس اُن کی نسبت یہ کہتا ہے۔ کہ ایسے لوگوں نے مسیح کو نہیں پہچانا۔ بلکہ برخلاف اس کے انہوں نے اُس کو صلیب دی۔ جبکہ پلاطوس رومی سردار اور ہیرودیس یہودی سردار اور فریسی اور صدوقی عالموں نے خدا کی دانائی جو مسیح مصلوب میں پوشیدہ تھی نہیں پہچانی۔ بلکہ اس الٰہی دانائی کے ظہور کو حقیر جانا تو اس زمانے کے سرداروں اور عالموں کا اُسے حقارت کی نظر سے دیکھنا کچھ نئی مخالفت اور تعجب کی بات نہیں ہے۔ آٹھویں آیت میں پولوس اس بات کو ثابت کرتا ہے۔ کہ عقل اور علم سے خدا کی گہری باتیں دریافت نہیں ہوتیں۔ کیونکہ اگر ان سے وہ دریافت ہو سکتیں۔ تو اس جہان کے سردار اور عالم مسیح کو ضرور قبول کرتے۔ دو واقعات سے پولوس ظاہر کرتا ہے کہ الٰہی و انسانی دانائی میں سخت مخالفت ہے۔ پہلے یہ۔ کہ دنیا کے عالموں نے خدا کی دانائی کو بیوقوفی خیال کیا۔ دوسرے یہ کہ جس کے وسیلے سے خدا کی دانائی کا ظہور ہوا۔ اُس کو انہوں نے حقیر جانکر صلیب دی۔ اس سے یہ نتیجہ صاف نکلتا ہے۔ کہ بغیر روح القدس کی روشنی اور ہدایت کے کوئی انسان چاہے وہ کیسا ہی ذہین اور علم سے معمور

کیوں نہ ہو۔ خدا کی پہچان تک نہیں پہنچ سکتا۔ اور نہ اُس کی دانائی کو سمجھ سکتا ہے ✦

"جلال کے خداوند کو" آیت ۸۔ یوحنا ۱۷: ۵۔ لوقا ۲۳: ۲۴ و ۲۴: ۲۶ و اعمال ۳: ۱۵ و افسیوں ۱: ۱۷ و فلپیوں ۳: ۲۰۔ کلسیوں ۳: ۱-۴۔ یہ لقب خداوند یسوع کی الوہیت کو ظاہر کرتا ہے۔ جلال ایک الٰہی صفت اور خوبی ہے۔ دیکھو زبور ۲۴: ۱۰ و ۲۹: ۱ و ۲ و اعمال ۷: ۲۔ جس کو سرداروں نے مصلوب کیا وہ ایک الٰہی شخص تھا۔ اگر کوئی اعتراض کرے کہ کیا کوئی الٰہی شخص مصلوب ہو سکتا ہے۔ تو اس کا ایک جواب یہ ہے۔ کہ موت سے مسیح کی الٰہی ذات کو کچھ خلل اور ضرر نہیں پہنچا جیسا کہ انسان کی موت سے اُس کی روح کو خلل نہیں ہوتا۔ پولوس یہاں خداوند کے جلال کو اُس کی صلیب کی ذلت اور بے حرمتی سے مقابلہ کرتا ہے۔ اُس کے جلال اور صلیب میں جو فرق تھا۔ اُس کا مقابلہ کون کر سکتا ہے۔ عبرانیوں ۱۲: ۲ ✦

پولوس نے نویں آیت کا مطلب یسعیاہ نبی کے ۶۴: ۴ سے انتخاب کیا ہے۔ دیکھو یسعیاہ ۵۲: ۱۵ و ۶۵: ۱۷۔ پولوس یسعیاہ نبی کی گواہی سے اپنے اُس قول کو جو ساتویں آیت میں درج ہے ثابت کرتا ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ صرف پولوس ہی کے زمانے میں یہ الٰہی دانائی پوشیدہ نہیں تھی۔ بلکہ یسعیاہ نبی کے دنوں میں بھی چھپی ہوئی تھی۔ اب دیکھنا چاہیے کہ یہ الٰہی اور پوشیدہ دانائی کیونکر حاصل ہو سکتی ہے۔ اور کس طرح یہ خدا اُسے ظاہر کریگا۔ سو وہ اُسے نہ دنیوی عالموں اور نہ اس جہان کے سرداروں بلکہ خاص اپنے پیار کرنے والوں پر ظاہر کریگا۔ پس پیار سے الٰہی علم اور دانائی حاصل ہوتی ہے۔ نہ کہ آنکھوں کے دیکھنے اور کان کے سننے اور دل کے

سوچ و فکر سے۔ غرضیکہ خداشناسی پیار ہی سے حاصل ہوتی ہے۔ دیکھو ۱-کرنتھیوں ۱۳: ۹ و ۱۲ و افسیوں ۳: ۱۸۔ اِس نویں آیت میں پولوس بہشت یا آنے والی برکتوں کی طرف اشارہ نہیں کرتا۔ بلکہ حال کی موجودہ برکتوں کا ذکر کرتا ہے۔ یوحنا ۱۴: ۲۶ و ۱-یوحنا ۲: ۲۰ و ۲۷۔

جو چیزیں آنکھ اور عقل اور کان سے دریافت نہیں ہو سکتیں۔ وہ خدا کے روح سے ہم پر ظاہر کی جاتی ہیں۔ آیت ۱۰۔ وہ انسان کے دل پر خدا کے کلام کی خوبی اور فضیلت ظاہر کرتا ہے۔ وہ خدا کی گہری باتوں سے ایسی واقفیت رکھتا ہے۔ جیسے آدمی اپنے دل کی باتوں سے۔ وہ خدا کی گہری باتوں کو انسان کے دل پر ایسے صاف طور سے ظاہر کر دیتا ہے کہ انسان اُن کو نہایت خوشی سے بلا دلیل و حجت قبول کر لیتا ہے۔ یوحنا ۱۶: ۱۳۔ افسیوں ۱: ۱۷ و ۳: ۳ و ۵: ۱ و ۱-کرنتھیوں ۱۲: ۱۱ و ۱۴: ۶۔ اِس سے روح القدس کی شخصیت اور الوہیت دونوں ظاہر ہوتی ہیں۔

"دریافت کر لیتا ہے" آیت ۱۰ یعنی کامل طور سے جانتا ہے۔ روح القدس کا علم کامل اور پورا ہے۔ دریافت کر لینے سے یہ مراد نہیں ہے کہ روح القدس کا علم ناقص یا ناتمام ہے۔ بلکہ صرف کہ یہ الٰہی علم و دانائی جو اس وقت تک پوشیدہ تھی۔ اب اُس کے وسیلے سے ظاہر کی گئی۔ رومیوں ۸: ۲۷۔ زبور ۱۳۹۔ اِس پوشیدہ دانائی کو ظاہر کرنا اُسی کا کام ہے وہ ایسی عمدہ تدبیروں سے اس دانائی کو ظاہر کرتی ہے کہ جن سے دل پر اثر ہوتا۔ اور خدا کی گہری باتیں معقول اور پسندیدہ معلوم ہوتی ہیں۔ اور جو باتیں عقل کے نزدیک بیوقوفی یا ٹھوکر کی باتیں معلوم ہوتی ہیں اُن کا مطلب وہ ایسا صاف اور قابل تسلیم کر دیتا ہے کہ عقل اور دل دونوں

اُن باتوں کی تعظیم کرتے ہیں۔ غرضیکہ جو بات عقل کی روشنی میں بیوقوفی معلوم ہوتی ہے وہ روح القدس کی روشنی میں پسندیدہ ٹھہرتی ہے متی ۱۳: ۱۱ و ۱۶: ۱۷۔

گیارھویں آیت میں جو مثال ہے اُس سے پولوس یہ ثابت کرتا ہے کہ بغیر رُوح کی ہدایت کے کوئی خدا کے احوال نہیں جان سکتا۔ یعنی جس طرح کوئی آدمی کسی دوسرے آدمی کے خیالات کو جب تک وہ خود نہ بتائے نہیں جان سکتا۔ اُسی طرح بغیر رُوح کی ہدایت کے کوئی خدا کے احوال نہیں جان سکتا۔ غرضیکہ سوا خدا کے کوئی خدا کے احوال نہیں بتا سکتا۔ مگر رُوح القدس بتا سکتی ہے۔ کیونکہ وہ خدا ہے۔ یوحنا ۱۴: ۱۷ و ۱۵: ۲۶ و ۱-یوحنا ۵: ۵-۷۔

"دُنیا کی رُوح" سے شیطان مراد ہے۔ آیت ۱۲۔ وہ اِس دنیا کا خدا ہے۔ ۲-کرنتھیوں ۴: ۴ دنیا کی رُوح کے پانے سے شیطان کے بس میں ہونا مراد ہے۔ "ساری دُنیا بُرائی میں پڑی رہتی ہے" ۱-یوحنا ۵: ۱۹۔ اِس آیت کا مطلب افسیوں کے ۲: ۲ سے ظاہر ہوتا ہے۔ دُنیا کی رُوح یہ کہتی ہے کہ ہم بغیر خدا کی ہدایت کے سب کچھ دریافت کر سکتے ہیں۔ ہم اُس کی مدد کے محتاج نہیں ہیں۔ مگر یہ رُوح خدا کی مخالف اور مسیحیوں کی دشمن ہے۔ اِس سے ہم کو ڈرنا چاہیئے کیونکہ اِس کے وسیلے سے اِنسان کا دِل بگڑتا اور بھٹک جاتا ہے۔ افسیوں ۶: ۱۱ و ۱۲۔ یوحنا ۱۲: ۳۱ و ۱-یوحنا ۴: ۳ و ۵: ۱۹۔

"اُن باتوں کو جانیں جو خدا نے ہمیں عنایت کی ہیں" آیت ۱۲ یعنی جو تعلیم مسیح مصلوب کے حق میں پولوس اور دوسرے رسولوں نے دی تھی یا خدا کی جو اور گہری باتیں ہم دریافت کرنا چاہتے ہیں خدا کی رُوح جو

ہمارے اندر ہے اُن کے سمجھنے اور دریافت کرنے کی طاقت ہم کو بخشتی ہے

"اِن باتوں کو" آیت ۱۳- یعنی خدا کی وہ گہری باتیں جو مسیح مصلوب کی تعلیم سے تعلق رکھتی ہیں۔ پولوس یہ تعلیم انسان کی دانائی یا اُن کی عقلی دلیلوں سے نہیں سکھاتا تھا۔ بلکہ اُس کی تعلیم اور دلیلیں الہامی اور الٰہی تھیں۔ اُس کی تعلیم اور طریقہ دونوں آپس میں مطابقت رکھتے تھے۔ جو تعلیم اُس نے روح القدس سے پائی۔ اُس کو عقلی دلیلوں سے ثابت کرنے کی خواہش نہیں کی۔ کیونکہ روحانی حقیقتیں روحانی باتوں سے ثابت کی جاتی ہیں۔ انجیل کی تعلیم رُوح القدس کی گواہی سے ثابت ہوتی ہے نہ کہ انسان کی عقل و حکمت سے۔ بزرگ ڈاکٹر چارلس ہوج (Dr. Charles Hodge) صاحب فرماتے ہیں کہ آیت ہذہ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ کتابِ مقدس کے الفاظ رُوح القدس کے سکھائے ہوئے ہیں۔ خدا کی روح نے لکھنے والوں کو صرف انجیل مقدس کی تعلیم ہی نہیں سکھائی بلکہ اُس تعلیم کے لکھنے کے واسطے اُن کو الفاظ بھی بتائے۔ تاکہ ایسا نہ ہو کہ وہ غلط باتیں لکھیں۔ اکثر مسیحی عالموں کا یہ قول ہے کہ خدا نے انجیلِ مقدس کے لکھنے والوں پر یہاں تک اپنا اثر دکھایا کہ جو الفاظ خدا کی رُوح کو پسندیدہ تھے وہی لکھنے والوں کو پسند آئے اور وہی لکھے بھی گئے۔ میرے نزدیک اُن کا یہ قول درست ہے کیونکہ اگر خدا لکھنے والوں پر ایسا اثر نہ کرتا تو ہمیشہ ہم کو شک رہتا کہ آیا اُن کی تعلیم صحیح ہے یا نہیں۔ اِس واسطے کہ تعلیم کی سچائی الفاظ کی صحت پر موقوف ہے۔ اِسی سبب سے پولوس گلتیوں ۳: ۱۶ میں اِس بات پر زور دیتا ہے کہ روح القدس نے لفظ نسلوں نہیں لکھا بلکہ نسل لکھا

ہے اور اِس لفظ کی جمع نہ ہونے سے وہ اپنے مطلب کو ثابت کرتا ہے۔ لہٰذا جناب ہوج صاحب کا یہ قول کہ انجیل مقدس کی تعلیم ہی صرف الہامی نہیں ہے بلکہ اُس کے الفاظ بھی الہامی ہیں بہت درست ہے کیونکہ اگر وہ دونوں الہامی نہ ہوتے تو ہم پاک کلام کے لفظوں پر کچھ زور نہیں دے سکتے تھے دیکھو ۲ تیمتھیس ۳: ۱۶ و ۲ پطرس ۱: ۲۰ و ۲۱ +

"نفسانی آدمی" سے وہ آدمی مراد ہے جو خدا کی روح سے سرِنو پیدا نہیں ہوا۔ ایسا آدمی اگرچہ عقل سے بہت سی باتیں دریافت کر سکتا اور دُنیا کی نظر میں عاقل اور عالم معلوم ہوتا ہے مگر روح کی باتوں سے مطلق واقفیت نہیں رکھتا۔ وہ روح القدس سے نئی پیدایش کا محتاج ہے۔ جیسے نقودیمس جو کہ بڑا عالم اور موسیٰ کی شریعت سے بخوبی واقف بلکہ اُس میں اُستاد تھا مگر مسیح کی تعلیم سے بالکل ناواقف تھا ایسی اس طرح کے لوگ پولوس اور پاک کلام کے محاورے کے مطابق نفسانی تصور کئے جاتے ہیں۔ دیکھو یوحنا ۳: ۳-۸ و رومیوں ۸: ۵-۸ +

"وہ نہیں قبول کرتا" دیکھو لوقا ۸: ۱۲ و ۱۳- اعمال ۱۳: ۴۵ و ۱۷: ۳۲ و ۲۴: ۲۵ و ۲۶: ۲۸ و ۲ تھسلنیکیوں ۲: ۱۰ +

"بیوقوفی کی باتیں" آیت ۱۴- جس یونانی لفظ (moros) کا ترجمہ یہاں بیوقوفی کیا گیا ہے اُسکے اصلی معنی بے مزہ پھیکا یا بے لطف ہیں۔ جو روح سے پیدا نہیں ہوا اُسکو پولوس نفسانی کہتا ہے اُسکو روح کی باتیں بے مزہ - بے لُطف (بے معنی اور بیوقوفی معلوم ہوتی ہیں جبتک کہ وہ سرِنو پیدا نہ ہو تبتک وہ رُوح کی باتوں کی خوبی اور سچائی کو پہچان نہیں سکتا جیسا کہ بہرا بغیر کان کے باجے کی خوش آوازی اور اندھا پھول کی خوبصورتی کو نہیں معلوم کر سکتا غرضیکہ روحانی حقیقتیں صرف روحانی طور سے سمجھی

جاتی ہیں جیسا کہ دیکھنے کی چیزیں صرف آنکھ سے اور سُننے کی چیزیں صرف کان سے معلوم ہوتی ہیں۔ کاش کہ ہم سب روح القدس سے پیدا کئے جانے کی ضرورت کو پہچانیں اور نفسانی آدمیوں پر بھی اُس کی حاجت کو ثابت کریں جیسا خداوند یسوع نے نقودیمس اور حواریوں پر ظاہر کیا۔ یوحنا ۳: ۳-۶ و ۷: ۳۴-۳۹ +

"روحانی شخص" آیت ۱۵۔ یعنی وہ جو روح القدس سے پیدا ہوا۔ اور جس کے اندر خدا کی روح قیام کرتی ہے۔ ایسا آدمی صرف خدا کی باتوں کو نہیں بلکہ اُن سب باتوں کو بھی جو اُس کے فرائض سے تعلق رکھتی ہیں دریافت کر سکتا ہے۔ دیکھو ا یوحنا ۲: ۲۰ و ۲۷ و ۴: ۱۔ اور تھسلنیکیوں ۵: ۲۱ +

"مگر خود کسی سے پرکھا نہیں جاتا" سوائے روحانی آدمی کے اور کوئی ان باتوں کی حقیقت کو نہیں جان سکتا۔ اگر کوئی نفسانی یا دنیادار آدمی کسی مسیحی سے یہ کہے کہ جو تعلیم انجیل میں لکھی ہے اُس کی سچائی کو تم مجھ پر ثابت کرو تو وہ مسیحی اس سوال کے جواب میں پندرھویں آیت کو پیش کر سکتا ہے اور اُس سے یہ کہہ سکتا ہے کہ تم اس بات کو نہیں سمجھ سکتے کیونکہ ان باتوں کی تحقیقات کرنے کے واسطے روحانی سمجھ بلکہ روحانی آدمی چاہئے۔ جب تک کہ تم کو روح سے نیا دل اور نئی سمجھ نہ حاصل ہوگی جو کہ ایسی باتوں کے سمجھنے اور جانچنے کے لئے ضروری ہے تب تک تم اِن کو نہ سمجھ سکو گے +

یاد رکھنا چاہئے کہ دنیاداروں کا خیال مسیحی تعلیم کی نسبت بہت ناقص ہے۔ لہذا کسی مسیحی کو ایسے لوگوں کے اعتراض پر زیادہ توجہ نہ کرنا چاہئے بلکہ اُن کو اُس اندھے کے مثل تصور کرنا چاہئے جو تصویر کو دیکھ نہیں سکتا مگر اُس میں عیب نکالتا اور مصور پر اعتراض کرتا ہے۔ دنیادار مسیح مصلوب کی تعلیم کی نسبت کچھ دریافت نہیں کر سکتا۔ لہذا یہ مناسب نہیں کہ ایسا آدمی کلیسیا کے کسی انتظام یا پاسبان یا قسیس کے انتخاب کرنے میں رائے یا ووٹ دینے پائے۔ کیونکہ وہ اِس بات کو نہیں سمجھ سکتا کہ کون پاسبان یا واعظ پاک کلام کی تعلیم کے مطابق سُناتا ہے اور کون نہیں۔ جس کلیسیا میں ایسے لوگ رائے دیتے اور حکومت کرتے ہیں اُس کی صفائی اور ترقی نہیں ہو سکتی اور نہ ایسے لوگوں سے تعلیم کی سچائی۔ اور واعظ کی قابلیت کی تحقیق ہو سکتی ہے اس سے صاف یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ کلیسیا کے کُل افسر روحانی آدمی ہوں۔ نہیں تو وہ اپنے کام کو انجام تک پہنچانے کے قابل نہ ہونگے +

"خداوند کی عقل کو کس نے جانا کہ اُس کو تعلیم دے سکے"؟ آیت ۱۶۔ یہ آیت یسعیاہ نبی کے ۴۰: ۱۳ سے اقتباس کی گئی ہے۔ اس کا اصل ترجمہ یہ ہے کہ کس نے خداوند کی روح کو ناپا ہے۔ اِس آیت کو یرمیاہ نبی کے ۲۳: ۱۸ و ۸: ۲۰ سے مقابلہ کرو۔ جب خدا نے مسیح مصلوب کے ذریعے سے نجات کی تدبیر نکالی تو اُس نے انسان کی عقل سے صلاح نہیں لی پس اِس امر میں عقل سے مشورہ لینا یا اُس پر بھروسہ کرنا گویا خدا کی دانائی پر الزام لگانا اور اس کو سمجھانا یا صلاح دینا یا اپنے آپ کو اُسکا اُستاد مقرر کرنا ہے رومیوں ۱۱: ۳۴-۳۶ +

شاید پولوس کے کسی مخالف نے طنز کی راہ سے اُس پر یہ اعتراض کیا کہ کیا تم خدا کی عقل کو سمجھے؟ کیا تم ہم سے زیادہ جانتے ہو؟ سو پولوس اُسی کے جواب میں کہتا ہے کہ ہاں ہم کو خدا کی مرضی اور تدبیر سے واقفیت ہوگئی"

اس واسطے کہ مسیح کی عقل ہم میں ہے"۔ غرضیکہ جس کو مسیح کی عقل مل گئی وہ سب روحانی باتوں کو دریافت کرسکتا ہے +

حاصل کلام

۱۔ ذیل کی باتوں میں اس جہان کی دانائی کا خدا کی دانائی سے مقابلہ کرو۔ (۱) خدا کی دانائی روح القدس کے پیدا کئے ہوؤں سے ثابت کی جاتی ہے۔ دیکھو آیت ۶۔ (۲) وہ دنیاداروں سے نہیں پہچانی جاتی آیت ۸۔ (۳) وہ دنیاداروں کو بالکل بےمزہ اور بےوقوفی معلوم ہوتی ہے۔ آیت ۱۴۔ (۴) وہ عقل کے وسیلے سے نہیں دریافت کی جاتی۔ آیت ۱۴۔ (۵) وہ روحانی دلیلوں سے ظاہر کی جاتی ہے۔ آیت ۱۳۔ اس جہان کی دانائی (۱) نیست ہونے والی ہے۔ آیت ۶۔ (۲) وہ خدا کی دانائی اور مسیح کے مخالف ہے۔ آیت ۸۔ (۳) وہ خدا کی باتوں کو نہیں دریافت کرسکتی۔ آیت ۱۵۔ (۴) وہ شیخی اور غرور پیدا کرنے والی ہے۔ آیت ۱۴ و ا کرنتھیوں ۸: ۱ +

۲۔ خدا کی کل تدبیریں دنیا کی پیدائش سے پہلے ٹھہرائی گئیں۔ آیت ۷۔ وہ کبھی کسی ناگہانی بات سے حیران نہیں ہوتا۔ کوئی واقعہ چاہے وہ کیسا ہی عجیب اور خلافِ عقل کیوں نہ ہو۔ مگر اُس کی تدبیر و انتظام سے باہر نہیں ہے +

۳۔ روح القدس کا ظہور و الہام کیسا عجیب اور تسکین دہ و تسلی بخش ہے! دیکھو آیت ۹ و ۱۰ +

۴۔ روح القدس کا حاصل ہونا کب۔ کیسے۔ کیوں۔ کہاں اور

کس قدر ہوتا ہے۔ ان باتوں پر غور کرنا چاہئے۔ دیکھو آیت ۱۰-۱۴ +

۵۔ صرف یہ کافی نہیں ہے کہ ہماری تعلیم صحیح اور سچی ہو بلکہ ہمارے دلائل بھی درست ہوں۔ یعنی مسیح کی تعلیم کو صحیح اور سچی ٹھہرانے کے واسطے کوئی ایسی دلیل یا مثال کام میں نہ لائی جائے۔ جو درحقیقت صحیح اور سچی نہ ہو۔ کیونکہ روح پاک ایسی دلیل اور نظیر کو تاثیر بخش نہ بنائیگی۔ منّاد اور واعظ اس امر میں کبھی کبھی بےخبر ہوتے ہیں۔ وہ انجیل کی باتوں کو ثابت کرنے میں کبھی کبھی ایسی دلیلیں اور مثالیں پیش کرتے ہیں۔ جو درست نہیں ہوتیں۔ مگر اس طرح سے وعظ کرنا خدا کی روح کو ناپسند ہے۔ دیکھو آیت ۱۳ +

۶۔ چونکہ دنیادار روح القدس کے انعام سے محروم ہے لہٰذا وہ مسیحیوں کے دینی مقدمات کے فیصل کرنے میں دخل نہ پائے۔ اُس کو پاسبانوں کے انتخاب کرنے میں کچھ اختیار نہ دیا جائے اس واسطے کہ بغیر روح القدس کی ہدایت کے اُس کی رائے بالکل غلط اور ناقص ہوگی۔ علاوہ اس کے اُس کے وسیلے سے کلیسیا کے انتظام میں خلل بھی ہوگا۔ دیکھو آیت ۱۵ و ۱۶ +

۷۔ کتاب مقدس کے الفاظ کا الہامی ہونا ثابت ہوسکتا ہے۔ آیت ۱۳۔ کیونکہ جب خدا انسان کے دل کو یہاں تک اپنے قبضے میں لاسکتا ہے کہ اُس سے اپنی مرضی کو پوری کرائے تو کیا مشکل ہے کہ اُس سے اپنی مرضی کے موافق کتاب مقدس کے الفاظ بھی لکھوائے؟ الہام سے لکھوانے والا کبھی الفاظ اور محاورات کے لئے اپنی عقل پر تکیہ نہ کریگا اگر فصاحت سے لکھنے والا ہے تو فصاحت سے لکھیگا اور سادگی سے

لکھنے والا ہے سادگی سے لکھیگا مگر اُس کے الفاظ اور محاورے کو
ہادی روح القدس ہوگا۔ چاہے وہ فصاحت سے لکھے یا سادگی سے
لہذا وہ ٹھیک ٹھیک روح القدس کی سکھائی ہوئی باتیں لکھیگا۔ متی
۱۰ : ۱۹ و ۲۰ - مرقس ۱۳ : ۱۱ - لوقا ۱۲ : ۱۲ و ۲۱ : ۱۴ - اعمال ۶ : ۱۰ - ۱-کرنتھیوں
۴ : ۱۲ - یسعیاہ ۵۰ : ۴ - یرمیاہ ۱ : ۹ +

۸- جس قدر مسیحی روحانی باتوں میں ترقی پائیگا اور اُن کو استعمال کریگا
اُسی قدر وہ مسیح مصلوب میں خدا کی خاص دانائی پہچانیگا۔ آیت ۵ و ۶
کلسیوں ۱ : ۲۵ - ۲۷ و ۲ : ۹ +

۹ مسیح کی تعلیم کے سمجھنے میں ترقی کرنے کے یہ وسیلے ہیں۔ پاک کلام
کا شوق سے پڑھنا سرگرمی سے دعا مانگنا۔ آپس میں برادرانہ الفت
رکھنا۔ دنیوی عزت کی طرف سے بےپروا رہنا۔ جس میں یہ باتیں باکثرت
پائی جائینگی وہ ضرور مسیح کی باتوں کے سمجھنے میں ترقی کریگا۔ دیکھو آیت ۱۰۔
متی ۱۱ : ۲۵ - ۲۷ - اعمال ۴ : ۱۳ و ۱۷ : ۱۱ - افسیوں ۳ : ۱۷ و ۲۸ - فلپیوں
۳ : ۸ +

تیسرا باب

آیات ۱-۱۵- (۱) اور اے بھائیو میں تم سے اِس طرح کلام
نہ کرسکا جس طرح روحانیوں سے بلکہ جیسے جسمانیوں سے اور اُن
سے جو مسیح میں بچے ہیں (۲) میں نے تمہیں دودھ پلایا اور
کھانا نہ کھلایا۔ کیونکہ تم کو اُس کی برداشت نہ تھی بلکہ اب بھی برداشت

نہیں (۳) کیونکہ ابھی تک جسمانی ہو۔ اِس لئے کہ جب تم میں حسد
اور جھگڑا ہے تو کیا تم جسمانی نہ ہوئے اور انسانی طریق پر نہ چلے؟
(۴) اِس لئے کہ جب ایک کہتا ہے میں پولوس کا ہوں اور دوسرا
کہتا ہے کہ میں اپلوس کا ہوں تو کیا تم انسان نہ ہوئے؟ (۵) اپلوس
کیا چیز ہے؟ اور پولوس کیا؟ خادم جن کے وسیلے سے تم ایمان
لائے اور ہر ایک کی وہ حیثیت ہے جو خداوند نے اُسے بخشی (۶) میں
نے درخت لگایا اور اپلوس نے پانی دیا مگر بڑھایا خدا نے (۷) پس
نہ لگانے والا کچھ چیز ہے نہ پانی دینے والا مگر خدا جو بڑھانے والا
ہے (۸) لگانے والا اور پانی دینے والا۔ دونوں ایک ہیں لیکن
ہر ایک اپنا اجر اپنی محنت کے موافق پائیگا (۹) کیونکہ ہم خدا کے
ساتھ کام کرنے والے ہیں۔ تم خدا کی کھیتی اور خدا کی عمارت ہو
(۱۰) میں نے اُس توفیق کے موافق جو خدا نے مجھے بخشی دانا معمار
کی طرح نیو رکھی اور دوسرا اُس پر عمارت اُٹھاتا ہے پس ہر ایک خبردار
رہے کہ وہ کیسی عمارت اُٹھاتا ہے۔ (۱۱) کیونکہ سوا اُس نیو کے جو
پڑی ہوئی ہے اور وہ یسوع مسیح ہے کوئی دوسری نہیں رکھ سکتا
(۱۲) اور اگر کوئی اس نیو پر سونا یا چاندی یا بیش قیمت پتھروں یا لکڑی
یا گھاس یا بھوسے کا ردا رکھے (۱۳) تو اُس کا کام ظاہر ہو جائیگا
کیونکہ جو دن آگ کے ساتھ ظاہر ہوگا وہ اُس کام کو بتا دیگا اور وہ
آگ خود ہر ایک کا کام آزمالیگی کہ کیسا ہے (۱۴) جس کا کام اُس پر
بنا ہوا باقی رہیگا وہ اجر پائیگا (۱۵) اور جس کا کام جل جائیگا وہ
نقصان اُٹھائیگا۔ لیکن خود بچ جائیگا مگر جلتے جلتے +

روحانی ترقی میں کرنتھی مسیحیوں کی کمی کی وجہ اور خادمانِ دین کا خدا کے ساتھ ہم خدمت ہونا

"اے بھائیو!" اگرچہ کرنتھس کلیسیا کے بعض مسیحی جسمانی مزاج رکھتے اور روحانی علم میں بچوں کی مانند نادان تھے مگر مسیح میں شامل ہونے کے سبب بھائی ٹھہرے اسی سبب سے پولوس اُن کو برادرانہ طور سے ملامت اور بھائی کہہ کر نصیحت کرتا ہے۔ یہ ہمارے واسطے اچھا نمونہ ہے۔ اِس سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ جو روحانی علم اور تجربے میں مثل لڑکوں کے کمزور رہیں اُن کو ہم حقیر جان کر اُن کے ساتھ سختی سے نہ پیش آئیں بلکہ اُن کو بھائی کی طرح سمجھائیں۔ گلتیوں ۶: ۱ و ۲ +

"میں تم سے اِس طرح کلام نہ کر سکا جس طرح روحانیوں سے" اِس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اگرچہ پولوس نے اُن سے مثل روحانیوں کے گفتگو کرنی چاہی بلکہ کی بھی لیکن چونکہ وہ اپنی کم فہمی سے اُس کے کلام کو نہ سمجھے اور نہ اُس کو قبول کیا اِس سبب سے اُس کو دوسری طرح سے کلام کرنا پڑا۔ مرقس ۶: ۶ کیونکہ لڑکوں کے ساتھ بولنے کا دوسرا طریقہ ہے اور تجربہ کار آدمیوں کے ساتھ گفتگو کرنے کا دوسرا۔ عبرانیوں ۵: ۱۳ و ۱پطرس ۲: ۲۔ پس واعظ کو سُننے والوں کی روحانی اور حقیقی حالت کا لحاظ کرنا چاہئے تاکہ اُن کی سمجھ اور طاقت کے موافق اُن کو سمجھائے۔ اکثر واعظ اِس بات کا کچھ خیال نہ کر کے ایسی باتیں سُناتے اور ایسے طریقے سے وعظ کرتے ہیں کہ جس سے سُننے والوں کو کچھ فائدہ نہیں ہوتا۔ رُوح

کی گہری باتیں اُن مسیحیوں کو سُنانا فضول اور بے فائدہ ہے جن کے دل دنیا کی طرف زیادہ مائل ہیں اور جو مسیح کی تعلیم اور تجربے کے سمجھنے میں مثل لڑکوں کے نادان ہیں۔ انسان کی اندرونی حالت سے واقف ہونے کے لئے روح القدس کی ہدایت نہایت ضروری ہے کیونکہ نیم واقفیت کے لوگوں کو وعظ سُنانا اکثر اُسی طرح بے تاثیر اور بیفائدہ ہوتا ہے جیسے لڑکوں کے سامنے مشکل باتیں بیان کرنا۔ پولوس اسواسطے اُن کو ملامت نہیں کرتا کہ وہ اپنے مسیحی ہونے کے وقت بچے تھے بلکہ اس واسطے کہ مسیحی ہونے کے بہت عرصہ بعد بھی اُن میں وہی بچپن کی حالت قائم رہی اور روحانی باتوں میں اُن کی کچھ ترقی نہ ہوئی +

"جسمانی" مسیحیوں سے وہ مسیحی مراد ہیں جو اب تک رُوح القدس کی باتوں سے کم واقفیت رکھتے اور سچ اور جھوٹ میں اچھی طرح امتیاز نہیں کر سکتے اور جسم کی آواز کو اکثر زیادہ سُنتے ہیں۔ پولوس یہاں مسیحیوں اور غیر مسیحیوں کا نہیں بلکہ صرف مسیحیوں کا آپس ہی میں مقابلہ کرتا ہے یعنی بعض تو روحانی باتوں میں نہایت تجربہ کار اور ہوشیار ہیں اور بعض جسمانی اور لڑکوں کے مانند نادان ہیں +

بعضوں نے پولوس کی تعلیم پر یہ اعتراض کیا تھا کہ اُس کی تعلیم گہری باتوں سے خالی ہے۔ لہذا اُس نے اِس اعتراض کا یہ جواب دیا کہ میں اِس امر میں مجبور تھا۔ کیونکہ جب تم نے لڑکوں کا سا مزاج دکھایا تو مجھے مجبوراً اِس طرح بولنا پڑا +

دوسری آیت میں پولوس فرماتا ہے کہ تعلیم و تربیت کا میرا طریقہ اُنہی کی سمجھ کے موافق تھا۔ عبرانیوں ۵: ۱۱ و ۱۲ +

"بلکہ اب بھی برداشت نہیں" چونکہ پولوس نے اُن میں روحانی باتوں کی کچھ ترقی نہیں پائی لہذا اُن ہی کی سمجھ کے موافق اُس کو انہیں سمجھانا پڑا +

اِس سے رومی کیتھلک کلیسیا کا یہ نتیجہ نکالنا کہ مسیحیوں کو پوری بائبل نہ پڑھنی چاہیئے بے جا اور بے بنیاد ہے اور اِس کے متعلق اُن کی یہ دلیل بھی محض لغو ہے کہ چونکہ بہت سے اِس کے ساتھ مسیحی عقل و علم اور تجربہ میں لڑکوں کے مثل ہیں۔ لہذا اُن کو پوری بائبل نہ پڑھانی چاہیئے کیونکہ اس سے اُن کو اُس کُل کے پڑھنے سے کچھ فائدہ نہ ہوگا بلکہ ایسے ویسا ہی نقصان کا باعث ہوگا جیسا کمزور لڑکے کو جوان آدمی کا کھانا کھلانے سے نقصان ہوا کرتا ہے۔ کیونکہ بائبل میں ہر قسم کی روحانی غذا ہر شخص کے فائدے کے لئے موجود ہے۔ رومی کیتھلک کے اس خیال کے مطابق سوا پریسٹ اور پادریوں کے کُل مسیحی لڑکے ہیں اس واسطے وہ اُن کو بائبل نہیں پڑھنے دیتے۔ مگر یہ بات بائبل کے خلاف ہے کیونکہ اُس کے پڑھنے سے روحانی تعلیم اور تجربہ حاصل ہوتا اور لڑکوں کا سا مزاج دفعہ کیا جاتا اور مسیح جیسا مزاج پیدا ہو کر ترقی پاتا جاتا ہے۔ روح القدس بائبل کے ذریعے سے ہر ایک مسیحی کو تعلیم دیتا اور سدھارتا اور مسیح میں آدمی بناتا ہے یوحنا ۱۵: ۳۔ افسیوں ۵: ۲۶۔ لہذا ہم رومی کیتھلک کا یہ قول غلط سمجھ کر اُس کو رد کرتے ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ جہاں اس کلیسیا کے اِس قول نے رواج پایا وہاں کے مسیحی مسیح میں چھوٹے بچوں کی مانند کمزور ہو گئے۔ پس ہم کو اُن کے اِس قول کی کچھ قدر نہ کرنی چاہیئے +

تیسری آیت سے پولوس آیت ۲ کو ثابت کرتا ہے۔ کرنتھی مسیحیوں کی

روحانی کمزوری کی وجہ یہ تھی کہ اُن میں ڈاہ جھگڑے اور جدائیاں تھیں +

"حسد" جسم کا ایک پھل ہے۔ دیکھو گلتیوں ۵: ۲۰ +

"جھگڑا" اِس سے کرنتھی مسیحیوں میں پھوٹ پیدا ہوئی۔ وہ آپس میں دینی باتوں کی نسبت جھگڑتے تھے۔ چنانچہ وہ کہتے تھے کہ پولوس۔ کیفا۔ اپلوس وغیرہ میں کون بڑا ہے۔ اور روح القدس کی نعمتوں میں سے کونسی نعمت بڑی ہے۔ آیا طرح طرح کی زبانیں بولنا یا نبوّت کرنا یا روحوں کی پہچان یا کرامتوں کی قدرت یا چنگا کرنے کی نعمت۔ دیکھو باب ۱۲: ۸-۱۰۔
اِس سے یہ غور طلب نتیجہ نکلتا ہے کہ دینی باتوں میں بھی حجت کرنا ڈاہ اور جھگڑے اور جدائی کا باعث ہو سکتا ہے +

مذہبی بحث کا شوق جسمانی مزاج کے غلبے کا نشان ہے اور ایسی حجت میں مزا پانا خدا کی گہری باتوں کو سمجھنے میں روک کا باعث ہے۔ اِسی سبب سے کرنتھس کے مسیحیوں میں روحانی باتوں کے سمجھنے کی طاقت نہ تھی +

حجتی مسیحی گو کہ مذہبی باتوں ہی میں حجت کرے لیکن تیسری آیت کی تعلیم کے موافق وہ جسمانی ہے +

"اِنسانی طریق پر چلتا ہے" یعنی اُس کی اِس حجتی چال سے ڈاہ جھگڑے اور پھوٹ پیدا ہوتے ہیں۔ کاشکہ ہر ایک مسیحی استاد اور واعظ اِس بات کو سمجھ لے کہ حجت سے مخالف نہ تو اپنے گناہوں سے قائل ہوتا اور نہ مسیح مصلوب کی قدر و خوبی پہچانتا ہے بلکہ جو استاد بحث اور حجت میں بہت خوش ہوتا ہے وہ بچے کا سا مزاج دکھاتا ہے +

اِس جگہ یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ باب ۱: ۵ میں جن مسیحیوں کا ذکر ہے وہ بلائے ہوئے مقدس ہیں اور ہر بات میں خواہ سب طرح کے بیان میں خواہ

سارے علم میں غنی ہو گیا انہی مسیحیوں کا ذکر اس آیت میں بھی ہے؟ اگر اُن
ہی کا ذکر اس میں بھی ہے تو کیا اختلاف نہیں کیونکہ کیا بُلائے ہوئے
جسمانی کہلا سکتے ہیں؟ کیا وہ آدمی کی چال پر چل سکتے ہیں؟ کیا یہ ممکن
ہے؟ سو اس کا جواب یہ ہے کہ سچے مسیحیوں میں دو ذاتیں یا طبیعتیں
ہوتی ہیں۔ ایک جسمانی تو پیدایش سے ملتی ہے وہ پرانی ذات یا انسانیت
کہلاتی اور دنیا کی طرف مائل رہتی ہے۔ دوسری ذات و طبیعت روحانی
ہے جو روح القدس سے پیدا ہوتی ہے۔ وہ نئی اور پاک ذات یا انسانیت
کہلاتی ہے۔ یہ دونوں ذاتیں اور طبیعتیں پُرانی اور نئی جسمانی و روحانی
ہر وقت مسیحی کے اندر موجود رہتی ہیں۔ رومیوں ۷: ۲۱-۲۳ و ۸: ۵-۱۳۔
گلتیوں ۵: ۱۷۔ پس جس قدر وہ مسیح مصلوب کی رُوح کو حاصل کر کے اُس
کو مانیگا اُسی قدر پاک اور روحانی بنتا جائیگا اور جسقدر وہ جسم اور دنیا کی باتوں
پر خیال کریگا اُسی قدر جسمانی اور دُنیا دار ہوتا جائیگا۔ جو شخص مسیح کی روح
کو حاصل کر کے اُس کو مانے گا وہ بے شک روحانی زندگی اور مزاج میں
ترقی پاتا جائیگا لیکن جسم اور دُنیا میں رہنے کے سبب اُن کا کسی قدر
اثر بھی اُس پر ضرور ہوگا یہاں تک کہ اگر ذرا بھی وہ غافل ہوگا تو اُن کے
بس میں ہو جائیگا۔ چنانچہ ایسا ہی شہر کرنتھس کے مسیحیوں میں بھی ایک
وقت روحانی مزاج تھا سو اُس وقت کی حالت دیکھ کر پولوس نے باب
۱: ۵-۷ میں اُن کی تعریف لکھی ہے۔ اُس کے کچھ عرصہ بعد ڈاہ اور جھگڑے
کے سبب سے جب اُن میں جسمانی مزاج بڑھ گیا تو اُس نے تیسرے باب کی
۱-۳ میں اُن کو ملامت کی۔ پس اب صاف ثابت ہوا کہ دونوں آیتوں میں
کچھ اختلاف نہیں ہے ٭

چوتھی آیت میں پولوس کرنتھی مسیحیوں کی نادانی اور اُن کی ناتجربہ کاری
کا بیان کرتا ہے۔ واضح ہو کہ پولوس اور اپلوس میں از حد دوستی اور محبت تھی
اُن دونوں کی تعلیم کے اصولوں میں کچھ فرق نہیں تھا کیونکہ وہ دونوں مسیح
مصلوب کی منادی کرتے اور اُسی کو اپنی تعلیم کی جڑ سمجھتے تھے لیکن اُن
کے بیان کے طرز میں البتہ فرق تھا۔ کیونکہ پولوس اپنے بیان میں فصاحت
کا کچھ خیال نہیں کرتا تھا۔ اور اپلوس چونکہ خوش تقریر تھا اس سبب سے
اُس کا کلام بہ نسبت پولوس کے زیادہ فصیح ہوتا تھا لیکن فصاحت
روحانی باتوں میں فوقیت اور فضیلت کا باعث نہیں ہے۔ لہٰذا پولوس
کرنتھی مسیحیوں کو ملامت کرتا ہے کہ جب اُستادوں کی تعلیم مسیح کی تعلیم کے
موافق اور روح پاک کی ہدایت کے مطابق ہے۔ تو ایک کو دوسرے پر
فضیلت دینا یا ایک کی تعظیم دوسرے سے زیادہ کرنا اور یہ کہنا کہ میں
پولوس کا ہوں یا اپلوس کا بالکل بے جا اور نامناسب ہے۔ بلکہ یہ تمہارے
جسمانی مزاج کی علامت ہے ٭

رسول اور مناد خواہ وہ پولوس اور اپلوس کے برابر ہوں مگر صرف مسیح کے
خدمت کرنے والے ہیں۔ ۲ کرنتھیوں ۶: ۴۔ کلسیوں ۱: ۷ و ۲۳۔ رومیوں ۱: ۱
و ۱۵: ۱۶۔ اُن پر کوئی نجات کے لئے ایمان نہ لاوے۔ کرنتھی مسیحی اُن سے
مسیح کی خبر پا کر اُس پر ایمان لائے۔ خادم الدین یا مناد کی خدمت کی غرض
یہ ہے کہ اُن کے وسیلے سے مسیح مصلوب کی بشارت اِس طرح سُنائی جائے
کہ سُننے والے اُس کی قدر اور خوبی کو پہچان کر اُس پر ایمان لائیں۔ رومیوں ۱:
۵۔ یہ خدمت ایک الٰہی خدمت اور عہدہ ہے۔ یہ خدمت آدمیوں کے لئے
مسیح کا انعام ہے۔ یہ خدمت مسیح نے بہتوں کو اس واسطے دی کہ کلیسیا

کے لوگ اُن کے وسیلے سے روحانی باتوں میں آراستہ اور کامل کئے جائیں
افسیوں ۴: ۱۱-۱۶-۲کرنتھیوں ۴: ۱-۴ +

"تم ایمان لائے" یعنی تم مسیحی ہوئے۔ مسیح پر ایمان لانے سے آدمی مسیحی ہوتا ہے لیکن اس ایمان میں بہت درجے ہیں۔ مقابلہ کرو یوحنا ۲: ۱۱ و ۱۱: ۱۵- رومیوں ۱۳: ۱۱ ۱کرنتھیوں ۱۵: ۲۔ گلتیوں ۲: ۲۰ آیت +

"جو خداوند نے اُسے بخشی" یعنی خداوند نے ہر ایک خدمت کرنے والے کو خاص خاص کام سونپا۔ دیکھو آیت ۶۔ رومیوں ۱۲: ۲-۶ ۱کرنتھیوں ۱۲: ۷-۱۸ و ۲۸-۳۰ +

پولوس کے وسیلے سے شہر کرنتھس میں کلیسیا کی بنیاد ڈالی گئی۔ اُس نے پہلے انجیل کی خوشخبری سُنائی اور ڈیڑھ برس تک وہاں اس مبارک کام میں بڑی مصیبت اور مشقت اٹھائی۔ اعمال ۱۸: ۱-۱۱- اُس کی منادی اور محنت کے وسیلے سے بہت سے کرنتھی ایمان لائے اور بپتسمہ پایا۔ اعمال ۱۸: ۸- اِس لئے وہ اپنے آپ کو کرنتھس میں مسیحی درخت کا لگانے والا کہتا ہے۔ جب وہ کرنتھس سے چلا گیا تو اپلوس وہاں آیا اور انجیل کی بشارت سُنانے لگا۔ "پھر اپلوس نام ایک یہودی اسکندریہ کی پیدائش خوش تقریر اور کتاب مقدس کا ماہر افسس میں پہنچا" اعمال ۱۸: ۲۴- اُس نے اُن کرنتھی مسیحیوں کی "جو فضل کے سبب ایمان لائے تھے بڑی مدد کی" اعمال ۱۸: ۲۷- اِس لئے پولوس اُس کو سینچنے والا کہتا ہے۔ اگرچہ لگانے والے اور سینچنے والے کے کام میں فرق ہے لیکن دونوں کا ہونا ضروری ہے۔ اسی طرح اگرچہ مبشر کا کام اور ہے اور پاسبان کا کام اور ہے لیکن دونوں کلیسیا کی ترقی اور مضبوطی کے لئے ضروری ہیں +

"پر خدا نے بڑھایا" گوکہ پولوس نے محنت کرکے اور مصیبت اٹھا کے اُس درخت کو لگایا اور اپلوس نے کوشش کرکے اُسے سینچا تب بھی اُن کی عزت اور تعریف اِس سبب سے نہ کرنی چاہئے کہ اُنہوں نے اِس کام کو اپنی قدرت اور دانائی سے کیا بلکہ یہ سمجھنا چاہئے کہ وہ اِس کام میں صرف وسیلے تھے۔ اِس جملے سے پولوس کی یہی غرض ہے کہ میری اور اپلوس کی عزت اور تعظیم نہ کرنی چاہئے بلکہ صرف خدا کی۔ وہ ہر وقت خدا کے جلال کا شائق تھا۔ یہ الٰہی تعلیم اور الہامی اُستاد کی ایک جانچ ہے۔ جس تعلیم اور اُستاد سے خدا کی تعریف پیدا نہ ہو وہ خدا کی طرف سے نہیں ہے۔ ہر ایک مسیحی کو خدا کی طرف سے کوئی نہ کوئی خاص کام سونپا گیا ہے۔ مثلاً لگانا یا سینچنا وغیرہ۔ کاشکہ ہر ایک مسیحی خدا سے دریافت کرے کہ مجھے کونسا کام سونپا گیا ہے اور دریافت کرنے کے بعد اُس کو خدا ہی کے ہاتھ سے پایا ہُوا سمجھ کے اُس کے انجام دینے میں ایسی کوشش و سرگرمی کرے کہ خدا کی نظر میں مقبول ہو۔ ۲کرنتھیوں ۵: ۹ و ۱۰ و ۱۰: ۱۳ و ۱۴ +

درخت کا لگانا اور سینچنا آدمی کا کام ہے لیکن اُس کا زندگی پانا اور بڑھنا خدا کی مرضی و مہربانی پر موقوف ہے۔ جس طرح آدمی بیج کو بو سکتا اور درخت کو لگا سکتا ہے لیکن اُس کو بڑھا نہیں سکتا۔ کیونکہ یہ اُس کی قدرت سے بالکل باہر ہے وہ اس میں مجبور ہے اسی طرح کلیسیا کو زندگی بخشنا اور بڑھانا خدا کا خاص کام ہے۔ یہ کام اُس نے پولوس یا اپلوس یا رسولوں اور نبیوں یا کسی فرشتے اور آدمی کو نہیں سونپا۔ ۲کرنتھیوں ۳: ۵ و فلپیوں ۲: ۱۳ +

رسول اور استاد اور واعظ کیسا ہی لائق اور فصیح اور محنتی کیوں نہ ہو مگر کسی

کو نجات بخشنے کا کچھ اختیار نہیں ہے۔ پس پولوس یا اپلوس کی اس طرح تعریف کرنی کہ وہ گویا کلیسیا کے سرا ور ہادی تھے بالکل بے جا تھی۔ اگر خدا اُن کی مدد نہ کرتا تو اُن کی ساری محنت بے فائدہ اور بے پھل ہوتی پس ہر ایک مسیحی کو یہ سمجھنا اور اپنی نسبت کہنا چاہئے کہ میں کچھ نہیں ہوں۔ پر مسیح سب کچھ اور سب میں ہے۔ کلسیوں ۳: ۱۱ و ۲ کرنتھیوں ۱۲: ۱۱۔ گلتیوں ۶: ۳۔ اپیل ۳: ۸ و ۱تیمتھیس ۱: ۱۶

آٹھویں آیت میں پولوس کے اس قول سے کہ خدا بڑھانے والا ہے دو نتیجے نکلتے ہیں۔ پہلے یہ کہ لگانے والے اور سینچنے والے خود کچھ نہیں ہیں۔ اور دوسرے یہ کہ اُن دونوں کی خدمت کا مقصد ایک ہی ہے۔ سب مل کر ایک ہی اعلیٰ و افضل کام کو انجام تک پہنچاتے ہیں۔ اور باوجود کام کی موافقت کے ہر ایک خادم کو خاص کام اور اجر دیا جاتا ہے۔ مسیح کی خدمت میں خادموں کی یکتائی کے علاوہ بلکہ اُن کے کاموں میں خصوصیت اور علیحدگی بھی ہے۔ پس کوئی خادم اپنے آپ کو دوسرے خادم سے اعلیٰ اور بہتر نہ سمجھے کیونکہ خدا ہی نے اُس کو وہ خدمت سونپی ہے اور جو کامیابی یا ترقی اُس نے اُس میں حاصل کی ہے سو خدا ہی کی طرف سے ہے۔ لہٰذا مسیحی خادم میں غرور کا ہونا بالکل بے جا اور محض بیوقوفی ہے۔ ہر ایک خادم کی جدا جدا جوابدہی ہے۔ خدا ہر ایک کی محنت کو الگ الگ جانچیگا۔ متی ۱۶: ۲۷ و ۲۵: ۱۴-۳۰ و ۲ کرنتھیوں ۵: ۱۰

یاد رکھنا چاہئے کہ خدا کسی کو علم یا فصاحت کی وجہ سے یا صرف بکثرت لوگوں کو بپتسمہ دینے کے سبب سے اجر نہ دیگا بلکہ ہر ایک کو اُس کی محنت و وفاداری کے موافق بدلہ دیگا۔ رومیوں ۲: ۶-۹۔ مکاشفہ ۲: ۲۳۔ عدالت

کے وقت خادموں سے یہ نہ پوچھا جائیگا کہ تم نے کتنے لوگوں کو بپتسمہ دیا یا کتنے روپے خیرات کئے یا کہاں تک پاک کلام کو حفظ کیا یا کلیسیا میں تم نے کونسا بڑا عہدہ حاصل کیا بلکہ یہ سوال کیا جائیگا کہ کس قدر اور کس غرض سے تم نے مسیح کی خدمت میں محنت و مشقت کی لوقا ۱۹: ۱۲-۲۶

"اجر" سے نجات یعنی گناہوں کی معافی مراد نہیں ہے کیونکہ نجات اجر کے طور پر یا محنت کی وجہ سے نہیں دی جاتی بلکہ مفت خدا کے فضل سے بغیر اعمال سے حاصل ہوتی ہے۔ افسیوں ۲: ۹-۲ تیمتھیس ۱: ۹۔ طیطس ۳: ۵۔ کوئی اپنی محنت و مشقت سے نجات نہیں حاصل کر سکتا۔ بلکہ جب مسیح کے فضل سے کسی کے گناہ بخشے جاتے ہیں تو اُس کو نجات حاصل ہوتی ہے۔ وہ مسیح کی خدمت میں جانفشانی کر کے خدا کی بادشاہت میں کوئی اعلیٰ درجہ یا رتبہ حاصل کر سکتا ہے۔ اجر کے یہی معنی پاک کلام کے محاورے کے مطابق ہیں۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ پولوس یہاں اُن مسیحیوں کو لکھتا ہے جن کے گناہ بخش دئے گئے اور جن کو روح القدس کا انعام مل چکا۔ کیونکہ وہ جب غیر مسیحیوں کا ذکر کرتا ہے تو اُن کو محنت کے وسیلے سے اجر پانے کی امید نہیں دیتا بلکہ ایسوں کو مسیح پر ایمان لانے کی ضرورت بتاتا ہے۔ اس واسطے کہ جب تک وہ مسیح پر ایمان نہ لائینگے تب تک نہ اُن کو روح القدس کا انعام مل سکتا ہے اور نہ مسیح کی خدمت اُن سے ہو سکتی ہے۔ اعمال ۲: ۳۸ و ۱۹: ۱-۳۔ رومیوں ۳: ۲۸ و ۴: ۲-۸۔ گلتیوں ۳: ۲۔ ۶ یہ اجر مسیح کی آمد کے وقت ہم کو دیا جائیگا باب ۴: ۵ و ۱تھسلنیکیوں ۲: ۱۹۔ متی ۲۵: ۲۱ و ۱پطرس ۵: ۴ و ۱یوحنا ۳: ۲۔ کلسیوں ۳: ۴۔ مکاشفہ ۲۲: ۱۲

"کیونکہ" نویں آیت میں آیت آٹھ کا ثبوت ہے۔

"خدا کے ساتھ کام کرنے والے" یعنی مسیح کے باغ میں لگانے والے سینچنے والے دونوں خدا کے ساتھ کام کرنے والے ہیں۔ اعمال ۱۵: ۴ و ۲کرنتھیوں ۳: ۶ و ۶: ۱ و افسیوں ۳: ۷۔ کلسیوں ۱: ۲۵ و ۲۹
یہاں سے مسیحی خادموں کی یگانگت اور اُن کے مرتبے کی بلندی اور خدا کے نزدیک اُن کا عزیز ہونا ظاہر ہوتا ہے خدا اپنے خادموں کے وسیلے سے اپنی قدرت دکھاتا ہے۔ اعمال ۲۶: ۱۶-۱۸ و افسیوں ۴: ۱۱-۱۳۔

"خدا کی کھیتی اور خدا کی عمارت" سے مسیح کے لوگ مراد ہیں۔ دیکھو یوحنا ۱۵: ۱۔ افسیوں ۲: ۲۰ و عبرانیوں ۶: ۷ و یسعیاہ ۶۰: ۲۱-۲کرنتھیوں ۵: ۱۔ رومیوں ۱۴: ۲۰ عبرانیوں ۳: ۶
خدا مسیحیوں سے اسطرح سلوک کرتا ہے جسطرح مالک اپنے کھیت سے۔ وہ ان سے مثل کھیت کے پھل حاصل کرنا چاہتا ہے۔ لوقا ۱۳: ۶-۱۰ و ۲۰: ۹ و ۱۰
اگرچہ ہم بذاتہٖ اُس زمین کی مانند ہیں مگر اُس کے فضل سے رُوح کے پھل لاتے ہیں۔ گلتیوں ۵: ۲۲۔ اس آیت میں جس لفظ پر زیادہ غور کرنا چاہئے وہ لفظ خدا ہے۔ اِس واسطے کہ تین دفعہ اس آیت میں پولوس نے اِس لفظ کو استعمال کیا ہے۔ رومیوں ۱۱: ۳۶۔ گلتیوں ۱: ۵ و ۲کرنتھیوں ۳: ۵۔

"خدمت۔ کھیتی۔ عمارت" یہ تینوں چیزیں پولوس یا اپلوس یا کسی اور آدمی کی نہیں ہیں۔ بلکہ خدا ہی کی ہیں۔ اس سے پولوس کرنتھی مسیحیوں کی نادانی ظاہر کرتا ہے گو کہ وہ خدا کی کھیتی و عمارت تھے مگر اپنے کو کسی دوسرے کے نام سے کہتے تھے اگرچہ شہر کرنتھس میں بڑی بڑی عالیشان عمارتیں تھیں مگر اُن میں سے کسی میں خدا سکونت نہیں کرتا تھا اعمال ۷: ۴۸ و ۱۷: ۲۴۔ جس عمارت میں خدا رہتا ہے اُس کی حقیقی شان

و شوکت اور پائیداری اور سلامتی کیا ہی بڑی ہے۔ کون اس عمارت کو نقصان پہنچا سکتا ہے۔ کون اُسے برباد کر سکتا ہے؟ کوئی نہیں۔ ۲کرنتھیوں ۶: ۱۶۔ رومیوں ۸: ۳۳۔

پولوس نے آیت ۹ میں کلیسیا کو عمارت سے تشبیہ دی تھی۔ اب آیت ۱۰ میں وہ کہتا ہے کہ خدا نے مجھ کو شہر کرنتھس میں کلیسیا کی بنیاد ڈالنے کی خدمت عنایت کی۔ یہ خدمت اُس کو خدا کے فضل سے ملی نہ کہ اُس کی لیاقت کی وجہ سے۔ رومیوں ۱۲: ۳ و ۱۵: ۱۵۔ گلتیوں ۲: ۹۔ افسیوں ۳: ۲ و ۷۔ کلسیوں ۱: ۲۵۔ خدا نے اُس کو اس کام کے لئے تیار کیا تھا اور جو عقل اس عمارت کی تعمیر کے لئے درکار تھی وہ اُس کے فضل سے اُس کو عنایت ہوئی۔ خدا نے اپنی رُوح کے وسیلے سے اِس روحانی عمارت کی نیو ڈالنے کا طریقہ پولوس پر ظاہر کیا تھا۔

"دانا معمار" اُس کی جانچ عمارت کی بنیاد سے ہوتی ہے کہ آیا اُس نے بالو پر اُس کی نیو ڈالی ہے یا پتھر پر۔ لوقا ۶: ۴۹۔ متی ۷: ۲۴-۲۷۔ پولوس کو یقین ہوا کہ غیر قوموں میں کلیسیا کی نیو ڈالنے کے لئے مسیح نے اُس کو بلایا اور علیحدہ کیا تھا۔ اعمال ۲۶: ۱۷۔ رومیوں ۱۵: ۲۰۔ جیسی عمارت ہو ویسی بنیاد بھی ہو یعنی اُن دونوں میں موافقت ہو۔ جس طرح مسیح مصلوب اِس عمارت کی بنیاد ہے ویسے ہی وہ اُس کا رڈا بھی ہو تاکہ کُل عمارت بنیاد سے کونے کے سرے والے پتھر تک مسیح مصلوب پر بنائی جائے۔

پولوس مسیحی خادموں کو جتاتا ہے کہ وہ بے سوچے سمجھے اپنا کام نہ کریں کیونکہ اس روحانی عمارت کے بنانے میں جو تعلیم یا تربیت خدا کی مرضی کے خلاف ہوگی وہ کسی کام کی نہ ہوگی بلکہ برعکس اس کے نقصان کا باعث

ٹھیر یگی - جیسے سنگِ مرمر کی عالیشان عمارت میں پھونس یا مٹی کا ردا لگانا بالکل نازیبا ہے ویسے ہی کلیسیا کی ترقی کے لئے فیلسوفی یا منطقی باتیں مثل پھونس اور مٹی کے کسی کام کی نہیں ہیں - کلسیوں ۲: ۶-۹ و ۱-تیمتھیس ۱: ۴؛ ۶: ۴ و ۲۰ و ۲-تیمتھیس ۴: ۳ و ۴ +

گیارھویں آیت ہمارے ایمان کا مختصر عقائد نامہ ہے یسعیاہ ۲۸: ۱۶ متی ۱۶: ۱۸ - ۲-کرنتھیوں ۱۱: ۴ +

کوئی دوسری نیو ڈال نہیں سکتا یعنی جس طرح عمارت کی صرف ایک ہی نیو ہوتی ہے - اُسی طرح کلیسیا کی بھی صرف ایک ہی نیو ہے - وہ یسوع مسیح ہے - اعمال ۴: ۱۱ و ۱۲ و ۱-پطرس ۲: ۶ و ۱-تیمتھیس ۳: ۶ فلپیوں ۲: ۱۱ و افسیوں ۲: ۲۰ - متی ۲۱: ۴۲ - زبور ۱۱۸: ۲۲ +

مسیح جو پڑی ہوئی ہے "(آیت ۱۱) یعنی مسیح مصلوب پر - یہ نیو اُس وقت ڈالی گئی جب وہ مصلوب ہوا - جو اس بات کو نہیں مانتا وہ کلیسیا کی نیو کو نہیں جانتا - اگر مسیح نیو ہے تو پولوس اور اپلوس کو اُس طرح ماننا جیسے کرنتھی مسیحی مانتے تھے گویا کلیسیا کی نئی نیو ڈالنا ہے - کوئی اس نیو کو جس پر کلیسیا قائم ہے نہ ہٹا سکتا نہ بدل سکتا ہے - یوحنا ۱۰: ۷ و ۱۴: ۶؛ گلتیوں ۱: ۷-۱۲ +

"وہ سونے چاندی بیش قیمت پتھر" سے سچی تعلیم مراد ہے - اور "لکڑی گھاس پھونس" سے غلط تعلیم - اگر کوئی خادم غلط تعلیم یا بیجا وسیلے یا نامناسب غرض سے لوگوں کو مسیح کی طرف رجوع کرنا یا کلیسیا کو بڑھانا چاہے تو گویا وہ گھاس پھونس اور لکڑی سے گھر بنایا چاہتا ہے جو ایک نہ ایک دن جل جائیگا - جس طرح عالیشان پائیدار عمارت

میں جس میں سونے روپے کی اینٹیں اور بیش قیمت پتھر لگے ہیں گھاس پھونس وغیرہ لگانا بیجا معلوم ہوتا ہے اِسی طرح مسیح مصلوب کی تعلیم میں جو سونے روپے کی اینٹوں اور بیش قیمت پتھروں کی مانند ہے منطقی اور فیلسوفی باتوں کو ملانا بالکل بے تکلف اور محض نامناسب ہے - اس سے ایک اور نتیجہ نکلتا ہے کہ صرف کلیسیا کے شرکاء کی تعداد بڑھانے کے لئے ہر شخص کو بپتسمہ دینا اور اُس کی پروا نہ کرنا کہ آیا وہ دل سے مسیحی ہوتا ہے یا کسی دنیوی غرض سے بالکل بے جا ہے - بعض مسیحی خادم اِس ہدایت و آگاہی کے سخت محتاج ہیں - اُن کی یہ خواہش اور کوشش کہ کل ہندوستان کے لوگ جلد مسیحی ہو جائیں - بہت ہی درست اور تعریف کے لائق ہے مگر اس بات کی کم پروا رکھنا کہ آیا کوئی دل سے یا کسی دنیوی غرض سے بپتسمہ لیکر مسیحی ہوتا ہے - یہ ہر صورت سے نامناسب ہے - اِس سے کل کلیسیا کا نقصان ہوتا اور غیر مسیحیوں میں خداوند یسوع مسیح کے پاک نام کی تحقیر کی جاتی ہے درحقیقت ایسے خادم کلیسیا کو گھاس پھونس اور لکڑی سے بنانا چاہتے ہیں - اُن کی ایسی نادانی ہے جیسی سرا کی پیدایش ۱۶: ۱-۵ کو گلتیوں ۴: ۳۰ سے مقابلہ کرو - غرض ہم کلیسیا کے بڑھانے کے لئے لوگوں کے سامنے کوئی ایسی دلیل پیش نہ کریں یا کوئی ایسا وسیلہ عمل میں نہ لائیں کہ جس سے سُننے والے کے دل میں لالچ پیدا ہو - اگر کوئی روپیہ یا نوکری یا عزت کا لالچ دیکر یا کسی اور بے جا وسیلے سے لوگوں کو مسیحی کرکے کلیسیا کی ترقی کرائے تو یقین جانو کہ اُس کا یہ کام بالکل ناقص اور وہ خود اُس بیوقوف آدمی کی مانند ہے جو عالیشان مکان کی تعمیر میں گھاس پھونس کا ردا لگاتا ہے +

"وہ ہر ایک کا کام ظاہر ہو گا" دیکھو آیت ۱۳۔ یعنی خدا ہر ایک خادم
اور استاد سے الگ الگ اُس کے کام کے مطابق سلوک کرتا ہے۔ مگر ہم
اِس وقت بمشکل سے خادموں اور استادوں کی تعلیم اور کام کو جانچ
سکتے ہیں کہ آیا وہ خالص سونے کی مانند ہے یا بھوس کی مانند آیا وہ
خدا کی عمارت بنانے کے لائق ہے یا نہیں۔ لیکن آئندہ وہ دن
اُس کو ظاہر کر دیگا (آیت ۱۳) یعنی خداوند یسوع مسیح کے ظاہر ہونے
کا دن۔ ۲ تھسلنیکیوں ۱: ۸ و ۱۰ و ۲: ۸۔ رومیوں ۲: ۱۶ و ۲ کرنتھیوں
۵: ۱۰ و ۱ کرنتھیوں ۴: ۵ و ۱ پطرس ۱: ۷ و ۴: ۱۷ و ۲ تیمتھیس ۴: ۸ عبرانیوں
۱۰: ۲۵ و ۱۲: ۲۹ و ۱ تھسلنیکیوں ۵: ۴۔ دانیل ۷: ۹ جھوٹی تعلیم اور
اُس کے پھل مسیح کے ظہور کی تیز روشنی میں اس طرح جل جائینگے جیسے
لکڑی۔ گھاس۔ بھوس وغیرہ جلتے ہوئے تنور میں جل جاتے ہیں۔ جو
کچھ مسیحی خادموں کی خدمت میں نقص ہوا وہ سب اُس وقت ظاہر ہوگا
اور اِس طرح الگ کیا جائیگا جس طرح سونے روپے کی میل آگ میں
ڈالنے سے الگ ہو جاتی ہے۔ یسعیاہ ۴: ۴۔ ملاکی ۳: ۱-۳۔ متی ۳:
۱۲ و ۱۳: ۳۰ +

ہر ایک کا کام جیسا کہ ہے آگ ہی پرکھیگی دیکھو آیت ۱۳۔ اس سے یہ
نتیجہ نکلتا ہے کہ ہر ایک کی خدمت کی حد اور قدر سوا خدا کے کوئی نہیں
جانتا۔ عبرانیوں ۶: ۱۰۔ متی ۱۰: ۴۲ و ۲۵: ۴۰۔ رومیوں ۲: ۱۶ و ۱ تھسلنیکیوں
۱: ۶ و ۷ +

واضح ہو کہ رومی کیتھلک کلیسیا کے پادری مسیحی مُردوں کی ایک حالت
موت اور عدالت کے درمیان میں بتاتے اور اُس کا نام پرگٹری

(Purgatory) رکھتے ہیں۔ ان کا عقیدہ یہ ہے کہ موت
کے بعد ہی بہتیرے مسیحیوں کو جب تک کہ وہ بالکل پاک نہ ہوں کچھ نہ کچھ
سزا اُٹھانی پڑیگی اور اپنے اِس عقیدے کے ثبوت میں اس تیرھویں آیت
کو پیش کرتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ پولوس اِس آیت میں اُسی آنیوالی تنبیہ
کی طرف اشارہ کرتا ہے جس سے مسیحی پاک ہونگے۔ چنانچہ اُن کے ایک
پوپ مسمّی گرگری (Gregory) اعظم نے اِس آیت پر بھروسہ
کرکے لوگوں کو یہی تعلیم دی اور ۱۴۳۹ء میں "دی کونسل آف فلورنس"
(The Council of Florence) یعنی
رومی کیتھلک کلیسیا کے افسروں نے ایک عظیم الشان جلسے میں پرگٹری
کی اس تعلیم کی سچائی کو اِسی تیرھویں آیت پر موقوف کیا۔ لیکن اُن کا یہ
گمان کئی وجہوں سے باطل ہے۔ (۱) یہ کہ پولوس اس آیت میں
مسیحیوں کی موت کے بعد کا کچھ حال یا اُن کی پاکی اور ناپاکی کا بیان نہیں
کرتا۔ (۲) یہ کہ جس آگ کا ذکر اس آیت میں ہے وہ مسیحیوں کو نہ پرکھیگی
بلکہ صرف اُن کی تعلیم و تربیت کو جانچیگی کہ آیا وہ سچی تھی یا نہیں (۳) "وہ
دن" سے مسیح کے ظہور کا دن مراد ہے نہ کہ مسیحیوں کی وہ حالت جو موت
اور عدالت کے دن کے بیچ میں ہے۔ (۴) یہ کہ اس آیت سے ثابت ہوتا
ہے کہ ہر ایک مسیحی کی خدمت پرکھی جائیگی۔ اور رومی کیتھلک کلیسیا کے قول
سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ پرگٹری میں یعنی موت کے بعد پاک صاف ہونے
کے واسطے صرف وہی مسیحی تنبیہ پائینگے اور انہیں کے کام پرکھے جائینگے
جن کی بدیاں اُن کی نیکیوں سے زیادہ ہیں۔ حالانکہ یہ صریحاً باطل ہے۔
پس اُن کا عقیدہ پرگٹری کی نسبت بے بنیاد اور باطل ہے +

جس کا کام اِس آگ کے شعلوں میں پرکھے جانے کے بعد قائم رہیگا وہ خدا سے یہ اُجرت میں پائیگا (آیت ۱۴) (۱) یہ کہ جو تعلیم اُس نے اِس جہان میں لوگوں کو مسیح کی صلیب کے بارے میں دی۔ وہ اُس وقت خالص سونے کی طرح خدا کو منظور ہوگی اور وہ خدا کی دانائی ٹھیرگی (۲) اُس تعلیم کے وسیلے سے وہ بے شمار لوگوں کو بہشت کے جلال میں دیکھیگا۔ (۳) اُس کو اُس وقت اُس معمار کی مانند خوشی حاصل ہوگی جس کی عمارت جلتی ہوئی آگ میں نہ جلے۔ (۴) وہ مسیح کے تخت کے آگے سچا اور وفادار خادم ٹھیریگا اور مسیح خود اُس کو مبارک کہیگا۔ متی ۲۵: ۲۱ و ۱ تھسلنیکیوں ۲: ۱۹ و ۲۰۔ فلپیوں ۲: ۱۵ (۵) یہ بھی اُن کی اُجرت میں سے ایک اُجرت ہے کہ بعض دس شہر پر بعض پانچ پر ہر ایک اپنی وفاداری کے مطابق اُس بادشاہت میں اختیار پائے گا۔ متی ۱۹: ۲۸۔ لوقا ۱۹: ۱۱-۱۹ و ۲ تیمتھیس ۴: ۸۔ دانیل ۱۲: ۳+

"وہ اجر پائیگا" (آیت ۱۴) سے نجات یا گناہوں کی بخشش مراد نہیں ہے کیونکہ اجر کے طور سے نجات نہیں ملتی بلکہ صرف خدا کی بخشش سے حاصل ہوتی ہے۔ گناہ کی مزدوری موت ہے۔ پر خدا کی بخشش ہمارے خداوند یسوع مسیح کے وسیلے سے ہمیشہ کی زندگی ہے۔ رومیوں ۶: ۲۳۔ متی ۲۰: ۸-۱۶+

"وہ نقصان اٹھاویگا" (آیت ۱۵) اُس کی ساری محنت بے فائدہ اور بے پھل ہوگی اور جو اجر و درجہ حاصل کرنے کی وہ امید رکھتا تھا اُسے نہ ملیگا۔ ۲ یوحنا ۸ آیت۔ وہ آسمان کی بادشاہت میں چھوٹا درجہ پائیگا۔ وہ پہلوں میں نہ گِنا جائیگا۔ بلکہ پچھلوں میں۔ متی ۱۹: ۳۰ و ۲۰: ۱۶

دمرقس ۱۰: ۳۱۔ معلوم ہوتا ہے کہ پولوس یہاں اُس آگ کی طرف اشارہ کرتا ہے جو چند برس ہوئے کہ شہر کرنتھس میں لگی تھی۔ اِس آگ سے شہر مذکور کے چند عالیشان مستحکم مکانوں کے سوا باقی جتنے گھاس پھوس وغیرہ سے بنے تھے سب جل گئے تھے۔ جو مکانات اِس آگ میں قائم رہے اُن کے معماروں کی بڑی تعریف کی گئی۔ اور جو مکانات جل گئے اُن کے مالکوں کا بڑا نقصان اور معماروں کی سخت بدنامی ہوئی "لیکن وہ خود بچ جائیگا" (آیت ۱۵) اگرچہ وہ مکان جو گھاس پھوس وغیرہ سے بنا ہے مع کل اسباب کے جل جائیگا اور مالک کی ساری محنت ایک دم میں برباد ہوگئی لیکن وہ اُس مکان کے ساتھ ہلاک نہ ہوگا بلکہ بچ جائیگا۔ اِس سے صاف یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ کسی کی نجات اعمال پر موقوف نہیں ہے۔ رومیوں ۴: ۲-۸۔ گلتیوں ۳: ۱۱ و افسیوں ۲: ۹ مخفی نہ رہے کہ ہماری نجات ہمارے کاموں کی خوبی کے سبب سے نہیں بلکہ خدا کے فضل سے اور مسیح مصلوب پر ایمان لانے سے حاصل ہوتی ہے +

"مگر جلتے جلتے" (آیت ۱۵) یعنی مشکل سے۔ جیسے مالکِ مکان اپنے جلتے ہوئے مکان سے بمشکل تمام بھاگ کے اپنی جان بچاتا ہے۔ ۱ پطرس ۳: ۲۰ و ۴: ۱۸۔ یہوداہ ۱: ۲۳۔ زکریاہ ۳: ۲۔ عموس ۴: ۱۱۔ اِس سے صاف یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ آسمانی بادشاہت میں سب مسیحیوں کی عزت و سرفرازی اور سرداری ایک ہی درجے کی نہ ہوگی بلکہ جیسے ستاروں میں فرق ہے ویسا ہی اُس وقت اُن میں بھی ہوگا۔ دیکھو باب ۱۵: ۴۱+

حاصلِ کلام

۱- خادم الدین کی تعلیم اور منادی سننے والوں کی حالت کے مطابق ہونی چاہیئے۔ اِس کے لئے اُس کو اُن کی اندرونی حالت سے واقفیت ہونی ضرور ہے۔ نہیں تو اُس کی تعلیم اور منادی اکثر لاحاصل ہوا کریگی۔ دیکھو آیت ۱ +

۲- روحانی زندگی میں ترقی پانا ایک ضروری امر ہے۔ اگر کوئی مسیحی ہر ایک نیک بات میں ترقی نہ پائے تو جاننا چاہیئے کہ بے شک وہ کسی نہ کسی ایسے گناہ میں مبتلا ہے۔ جس کی وجہ سے خدا کی رُوح اُس سے رنجیدہ ہے۔ اور اسی سبب سے پاک کلام کے پڑھنے اور دعا مانگنے سے وہ کچھ طاقت اور ترقی حاصل نہیں کرتا۔ اُس کو دُعا کے ساتھ اپنے دل کو اکثر جانچنا چاہیئے۔ تاکہ ترقی نہ کرنے کی وجہ معلوم ہو۔ مسیحی کو لازم ہے کہ مسیح کی مانند بنے اور اگر ایسا بننے میں ترقی نہ کرسکے یا تھوڑی ترقی کرے تو یہ اُس کے لئے ایسی شرم کی بات ہے جیسے کوئی علم و ہنر کو حاصل کرنے میں ترقی نہ کرے یا کم ترقی کرے۔ دیکھو آیت ۱ و ۲ +

۳- خدا کی گہری باتوں اور روح القدس کی سکھائی ہوئی باتوں کو سمجھنا ہماری اندرونی حالت پر موقوف ہے۔ دنیادار آدمی یا ناتجربہ کار مسیحی خدا کی روح کی باتیں نہیں سمجھ سکتا۔ دیکھو آیت ۱ و ۲ +

۴- مسیحیوں میں پُرانی انسانیت کی موجودگی سے نئی انسانیت کو نقصان پہنچتا ہے اِس سے مسیحیوں میں ڈاہ جھگڑے اور جدائیاں

پیدا ہوتی ہیں۔ دیکھو آیت ۳ +

۵- خادم الدین اور پاسبان جو رشتے بانسبت مسیحی جماعت کے ساتھ رکھتے ہیں وہ یہ ہیں (۱) وہ مسیحیوں کو مسیح کے وسیلے سے نجات پانے کی خوشخبری پہنچاتے ہیں۔ وہ اُن کے ذریعے سے ایمان لاتے ہیں۔ آیت ۵- (۲) وہ اُن کے مالک نہیں ہیں بلکہ مسیح کی خاطر اُن کے خادم ہیں۔ آیت ۵- (۳) وہ کلیسیا کے سردار نہیں ہیں اِس لئے اُن کے نام سے کوئی مسیحی جماعت نہ کہلائی جائے۔ آیت ۷- (۴) وہ انسان کے خادم نہیں بلکہ خدا کے خادم ہیں۔ آیت ۹- (۵) وہ اپنی اپنی خدمت خدا سے پاتے ہیں۔ آیت ۱۰- (۶) وہ خدا کے جواب دِہ ہیں نہ جماعت کے۔ آیت ۱۰ رومیوں ۱: ۵- اعمال ۱۳: ۲ و ۴ +

۶- کلیسیا کی بنیاد فقط مسیح ہے۔ دیکھو آیت ۱۱۔ خادم الدین کلیسیا کی بنیاد نہ سمجھے جائیں۔ آیت ۷ +

۷- ہر ایک مسیحی کا کام آخر میں جانچا جائیگا۔ ہر ایک مسیحی کو پاک کلام کی کسوٹی پر روح القدس کی روشنی میں اکثر اپنے اپنے کاموں کو جانچنا چاہیئے دیکھو آیت ۸ و ۱۳ و ۱۵- زبور ۱۳۹: ۲۳ و ۲۴ +

۸- جس کلیسیا میں ڈاہ۔ جھگڑے اور جدائیاں ہوں اُس سے ایسا سلوک کرنا چاہیئے جیسا پولوس نے کرنتھی مسیحیوں سے کیا۔ دیکھو آیت ۱ و ۲- اُن کو اُن کی حالت اور سمجھ اور لیاقت کے موافق سمجھانا چاہیئے یعنی مسیحی روحانی امور کو سمجھنے میں مثل بچوں کے ہوں تو اُن کو بچوں کی طرح سمجھانا چاہیئے۔ اور اگر وہ تجربہ کار اور صاحبِ فہم ہوں تو اُن کو اُسی طرح سمجھانا چاہیئے۔ اُن کی حقیقی حالت کی تشخیص کرنے کے لئے روح القدس

کی ہدایت ضروری ہے۔ کاش کہ یہ ہدایت ہم کو ملے۔ ۱-یوحنا ۲: ۲۰ و ۲۷ و ۴: ۶ ۔

۹۔ نجات: اعمال پر موقوف نہیں ہے لیکن کوئی اس سے یہ نتیجہ نہ نکالے کہ جب نجات مفت ملتی ہے تو نیک اعمال کی کچھ ضرورت نہیں ہے بلکہ ہم کو اختیار ہے چاہے نیکی کریں یا بدی صرف مسیح پر ایمان لانے سے نجات مل جائیگی مجھ کو یقین ہے کہ کوئی سچا مسیحی ایسا خیال نہ کریگا کیونکہ ہم میں سے ہر ایک جانتا ہے کہ ہمارا خداوند یسوع مسیح گناہ سے نفرت کرتا ہے پس جس کام سے وہ نفرت کرتا ہے کیا ہم میں سے کوئی اُس کام کو کر کے خداوند کو آزردہ کریگا؟ کیا اُس نئی اور پاک طبیعت سے جو مسیح پر ایمان لانے سے ہم کو حاصل ہوئی ہے ہر طرح کا گناہ گھنونا معلوم نہ ہوگا؟ بے شک ہم کو اس نئی طبیعت سے مسیح کے پسند آنے کے لائق کام کرنے کا شوق اور آسمان کی بادشاہت میں اُجرت پانے کی خواہش پیدا ہوگی اور نیکی کرنے میں دل لگائیں گے۔ اور بدی سے پرہیز کرینگے۔ پس کوئی خادم الدین اس بات کی منادی سے کہ نجات مفت ملتی ہے ہرگز یہ خوف نہ کرے کہ لوگ نیک اعمال کے کرنے میں غفلت کریں گے بلکہ اس بڑی تعلیم کو برابر سناتا رہے خدا اپنی برکت اُس کو بخشیگا۔ مسیح کا کوئی سچا شاگرد خدا کی بے حد اور بے پایاں محبت کو پہچان کر گناہ کی طرف ہرگز رغبت نہ کریگا۔ رومیوں ۶: ۱ و ۲ و ۱۴ و ۱۵ و ۸: ۱۲ و ۱۳۔ گلتیوں ۲: ۲۰ و ۲۱ ۔

آیات ۱۶-۲۳۔ (۱۶) کیا تم نہیں جانتے کہ تم خدا کا مقدس ہو اور

خدا کا روح تم میں بسا ہوا ہے؟ (۱۷) اگر کوئی خدا کے مقدس کو برباد کریگا۔ خدا اُس کو برباد کریگا کیونکہ خدا کا مقدس پاک ہے اور وہ تم ہو (۱۸) کوئی اپنے آپ کو فریب نہ دے اگر کوئی تم میں اپنے آپ کو اس جہان میں حکیم سمجھے تو بیوقوف بنے تاکہ حکیم ہو جائے۔ (۱۹) کیونکہ دنیا کی حکمت خدا کے نزدیک بیوقوفی ہے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ وہ حکیموں کو اُن ہی کی چالاکی میں پھنسا دیتا ہے۔ (۲۰) اور یہ بھی کہ خداوند حکیموں کے خیالوں کو جانتا ہے کہ باطل ہیں (۲۱) پس آدمیوں پر کوئی فخر نہ کرے کیونکہ ساری چیزیں تمہاری ہیں۔ (۲۲) خواہ پولس ہو خواہ اپلوس۔ خواہ کیفا خواہ دنیا۔ خواہ زندگی خواہ موت۔ خواہ حال کی چیزیں خواہ استقبال کی۔ (۲۳) سب تمہاری ہیں اور تم مسیح کے ہو اور مسیح خدا کا ہے ۔

مسیحی خدا کی ہیکل ہیں

"تم خدا کے مقدس ہو" یہ ایک حقیقت ہے جس کا تعلق مسیحیوں کی حالت سے ہے۔ پولس یہ نہیں کہتا کہ تم کو خدا کی ہیکل ہونا چاہئے۔ یا کسی وقت تم خدا کی ہیکل ہوگے بلکہ ابھی تم خدا کی ہیکل ہو۔ کرنتھی مسیحی اپنے اس حقیقی رتبے کو یا تو بھول گئے یا اُس سے بالکل بے پروا ہو گئے تھے اسی واسطے پولس اُن کو یوں یاد دلاتا ہے۔ جیسا ہیکل خدا کی بندگی اور خدمت کے واسطے مخصوص کی گئی ہے۔ ویسے ہی مسیحی بھی اُس کی عبادت کے واسطے مخصوص کئے گئے ہیں اور جیسے ہیکل کو بگاڑنا سخت گناہ تھا ویسے

ہی کسی مسیحی کا گناہ میں پڑنا گویا خدا کی ہیکل کو بگاڑنا ہے ❖

"خدا کی رُوح تم میں بسی ہوئی ہے" جس میں خدا کی رُوح بستی ہے وہ ہیکل ہے۔ اُسی کی حضوری سے ہیکل پاک گنی گئی ہے۔ ورنہ ہیکل کی کچھ پاکیزگی اور عظمت نہ ہوتی۔ ۲-کرنتھیوں ۶:۱۶-افسیوں ۲:۲۲ (آیت ۱۶) اس آیت سے روح القدس کی الوہیت اور شخصیت ثابت کی جاتی ہے۔ پولوس یہاں تثلیث کے تیسرے اقنوم کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ جو ہر ایک مسیحی میں بستا ہے اسی سبب سے مسیحی روحانی ہیکل کہلاتے ہیں۔ جس میں وہ نہیں ہے وہ مسیحی نہ شمار کیا جائے۔ رومیوں ۸:۹ و ۱۱ و ۱-تیمتھیس ۳:۱۵ و ۲-تیمتھیس ۱:۱۴-عبرانیوں ۳:۶ ❖

"اگر کوئی خدا کے مقدس کو برباد کریگا" (آیت ۱۷) یعنی اگر کوئی غلط تعلیم دیکر یا بدنمونہ دکھا کے یا کسی اور بے جا وسیلے سے مسیح کے شاگردوں کو خراب کرے تو خدا اُس جھوٹے اور بدکردار اُستاد کو کسی نہ کسی طرح سے سزا دیگا یا ہلاک کریگا یہی حکم خدا نے موسیٰ کے ذریعے سے ہیکل کے خراب کرنے والوں کی نسبت بھی دیا تھا کہ جو کوئی خیمے یا ہیکل کو خراب کرے وہ جان سے مارا جائے۔ خروج ۸:۳-۴-احبار ۱۶:۲ و ۲-سموئیل ۶:۶ و ۷۔ مسیح کے شاگرد خدا کی نظر میں ہیکل ہو کر کیسے عزیز اور بیش قیمت ہیں کہ خدا اُن کے بگاڑنے والوں کو سزا دیگا۔ وہ اپنے بندوں کو اپنی جلال والی میراث سمجھ کر اُن کی ایسی محافظت کرتا ہے جیسا وارث اپنی میراث کی۔ افسیوں ۱:۱۸ و ۱-پطرس ۲:۹۔ پولوس اس آیت میں جھوٹے اُستادوں کو آگاہ کرتا ہے کہ وہ کوئی ایسی تعلیم نہ دیں جس سے مسیحیوں کے دل مسیح مصلوب سے برگشتہ ہو کے خراب ہو جائیں۔

گلتیوں ۳:۱ ❖

"خدا کا مقدس پاک ہے اور وہ تم ہو" (آیت ۱۷) چونکہ خدا کی ہیکل پاک ہے اور تم وہی پاک ہیکل ہو لہذا تم کو ضرور پاک بننا چاہیئے ❖

پولوس فرماتا ہے کہ ہم اپنے نام اور خطاب اور درجے و مرتبے کے لائق چال چلیں اور مثل ہیکل کے پاک بنیں۔ تم خدا کی سکونت کے لائق ہو سکا تاکہ ہم سب مسیحی خدا کی ہیکل ہو کر پاک بنے رہیں۔ افسیوں ۴:۱-۴ و ۱-پطرس ۲:۵

"کوئی آپ کو فریب نہ دے" (آیت ۱۸) پولوس کرنتھی مسیحی اُستادوں کو جتاتا ہے کہ کلیسیا کی بنیاد ڈالنے اور اُس کے بڑھنے میں بجز مسیح مصلوب کی تعلیم کے اور کوئی دوسری تعلیم چاہے وہ کیسی ہی عمدہ کیوں نہ ہو نہ دی جائے۔ پس اگر کوئی گمان کرے کہ دنیوی دانائی یا منطقی دلیلوں سے کلیسیا کی ترقی ہو سکتی ہے تو یقیناً وہ آپ کو فریب دیتا ہے۔ پس دنیوی عالموں کی ازحد تعظیم اور تعریف کرنے سے نہ خدا خوش ہوتا اور نہ کلیسیا کو فائدہ پہنچتا ہے۔ دیکھو باب ۱:۱۵-۳۳۔ کوئی اپنے کو دانشمند نہ سمجھے کیونکہ غرور یا شیخی سے خدا کی ہیکل نہیں بنتی "اُن پر واویلا ہے جو اپنی آنکھوں میں آپ کو دانشمند اور اپنی نگاہ میں آپ کو صاحب امتیاز جانتے ہیں" یسعیاہ ۵:۲۱ یرمیاہ ۹:۲۳ و عاموس ۴:۷ و ۶:۱۳ ❖

"بیوقوف بنے تاکہ حکیم ہو جائے" (آیت ۱۸) یعنی کوئی دنیوی علم یا عقل کی تیزی یا منطقی قوت پر کچھ بھروسہ نہ رکھے۔ اس لئے کہ یہ چیزیں خدا کی نظر میں کچھ حقیقت نہیں رکھتیں۔ جو کوئی ان چیزوں کی زیادہ قدر کریگا وہ خدا کی دانائی سے محروم رہیگا۔ پس اپنے کو خدا کی باتوں کے دریافت کرنے میں بالکل نادان اور کمزور سمجھنا چاہیئے۔ پولوس کے کہنے کی غرض یہ

ہے کہ مسیحیوں میں کلیسیا کی ترقی کے لئے دنیوی ہمتوں کا دخل اور رواج پانا ناقص اور نامناسب ہے۔ متی ۱۱: ۲۵-۲۷۔ کلسیوں ۲: ۴ و ۸ و ۹ و ۱۸۔ عبرانیوں ۱۳: ۹ +

پولس آیت ۱۹ میں سے اس بات کو ثابت کرتا ہے کہ جو لوگ غلط تعلیم اور دنیوی طریقوں اور تدبیروں سے خدا کی ہیکل کو خراب کرتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ نجات کے معاملے میں اس جہان کی حکمت و دانائی کی بے ثباتی اور بے بنیادی اور بطلان کو نہیں پہچانتے لہذا وہ اپنے آپ کو فریب میں ڈالتے ہیں +

"لکھا ہے" یعنی ایوب ۵: ۱۳ میں۔ ایوب کے دنوں سے یعنی شروع ہی سے خدا کی نظر میں آدمی کی دانائی ہیچ و ناقص تھی۔ لفظ لکھا ہے سے پولس گویا اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ میں کوئی نئی بات تم کو نہیں بتاتا بلکہ ہمیشہ سے یہ دنیوی دانائی خدا کے آگے کچھ حقیقت نہیں رکھتی ہے۔ اسی سبب سے وہ اُس کو نہ کبھی اپنے کام میں لایا اور نہ کبھی اُس نے اُس کی تعظیم کی۔ اگرچہ دُنیوی علماء نے اپنے علم و حکمت کے جال میں لوگوں کو پھنسایا تھا مگر آخر کار خدا نے اُن کو اُنہی کے جال میں پھنسا کر اُن کے علم اور حکمت کی بے ثباتی اور بطلان کو ظاہر کیا۔ غرضیکہ انسان کے گناہ معاف کرنے اور اُس کو پاک بنانے میں عالموں کا سارا علم اور ساری تدبیریں ناقص بلکہ محض بیوقوفی ہیں۔ زبور ۷: ۱۴ و ۱۵ و ۹: ۱۵ و ۳۵: ۸ و ۵۷: ۶۔ مرقس ۱۱: ۲۷-۳۳۔ لوقا ۲۰: ۷۔ اعمال ۴: ۱۳ و ۶: ۱۰ و ۱۷: ۳۲۔ رومیوں ۱: ۲۲ +

پولس نے ۲۰ آیت کو زبور ۹۴: ۱۱ سے انتخاب کرکے اپنے اُس قول

کو اور بھی صاف طور سے ثابت کیا کہ جو لوگ کلیسیا کو خراب کرتے ہیں تو اول خدا اُن کو ہلاک کریگا آیت ۱۷۔ دوئم اُن کی تدبیروں اور منصوبوں کو الٹ دیگا۔ آیت ۱۹۔ اور سوئم اُن کی کوشش کو باطل ٹھہرائیگا۔ آیت ۲۰ "زمین کے بادشاہ سامنا کرتے ہیں اور سردار آپس میں خداوند کے اور اُس کے مسیح کے مخالف منصوبے باندھتے ہیں کہ آؤ ہم اُن کے بند کھول ڈالیں اور اُن کی رسیاں اپنے سے توڑ پھینکیں۔ وہ جو آسمان پر تخت نشین ہے ہنسیگا اور خداوند انہیں ٹھٹھوں میں اُڑائیگا۔ تب وہ غصے میں اُن سے باتیں کریگا اور نہایت بیزار ہو کر اُنہیں پریشانی میں ڈالیگا" زبور ۲: ۲-۵ +

آیت ۲۱ اوپر کی آیتوں کا نتیجہ ہے۔ نجات کے بارے میں انسان کی دانائی خدا کی نظر میں ناچیز اور بیوقوفی ہے۔ اس لئے کہ وہ خدا کی شناخت حاصل کرنے اور انسان کو سدھارنے کے لئے بے فائدہ ہے۔ پس کلیسیا میں دنیوی عالموں اور افلاطونوں اور فیلسوفوں کی زیادہ قدر نہ کی جائے۔ اور نہ کوئی انسان کو اپنا مُنجی جانے متی ۲۳: ۸-۱۰ +

"ساری چیزیں تمہاری ہیں" (آیت ۲۱) یعنی ساری چیزیں کلیسیا کی ترقی و بہتری کے لئے مسیحیوں کو فائدہ بخشتی ہیں۔ رومیوں ۸: ۲۸ خدا نے ساری چیزیں اس لئے پیدا کیں اور اُن پر اس طرح سے حکومت کرتا ہے کہ جس سے اُس کے لوگوں کی بھلائی ہوتی ہے۔ خلقت کلیسیا کی میراث ہے۔ رومیوں ۴: ۱۳۔ ساری چیزیں مسیح کو جو کلیسیا کا سر ہے کلیسیا کی بھلائی کے لئے دی گئی ہیں۔ متی ۲۸: ۱۸-۲۰ و ۲ کرنتھیوں ۴: ۵ و ۱۵۔ افسیوں ۱: ۲۰-۲۳ و ۲ تیمتھیس ۲: ۱۰ و عبرانیوں ۲: ۸ +

آیت ۲۲۔ یہ اُستاد یعنی پولس۔ اپلوس۔ کیفا کلیسیا کی ترقی کے خواہاں

تھے۔ وہ خدا کی مرضی اور انتظام سے اُس کی بھلائی کے لئے مقرر کئے گئے تھے۔ پس ایک کو ماننا اور دوسرے کو نہ ماننا یا خاص ایک کے نام سے اپنے کو کہلانا بیجا تھا۔ اُن سبھوں کی عزت کرنی اور سبھوں سے خدا کی باتوں کو سیکھنا چاہئے۔ عبرانیوں ۱۳: ۷ و ۱۷۔ اُن میں سے ہر ایک کو خدا کا انعام سمجھو۔ خداوند یسوع مسیح نے "اُونچے پر چڑھ کے قید کو قید کیا اور آدمیوں کو انعام دئے .... اُس نے بعضوں کو رسول اور بعضوں کو نبی اور بعضوں کو انجیل کے منادی کرنے والے اور بعضوں کو چرواہے اور بعضوں کو اُستاد مقرر کر دیا تاکہ مقدس لوگ خدمت کے کام میں آراستہ ہونے جاویں۔ اور مسیح کا بدن بنتا جائے"۔ افسیوں ۴: ۱۱ و ۱۲۔ پس اپنے دل میں یہ نہ سوچو اور نہ کہو کہ میں پولوس یا اپلوس وغیرہ کا ہوں بلکہ اس کے برعکس یہ سوچنا اور کہنا چاہئے کہ میں ان اُستادوں کا نہیں ہوں بلکہ وہ سب میرے ہیں اور وہ میری بھلائی اور بہبودی کے واسطے برپا کئے اور بھیجے گئے ہیں۔ ساری چیزیں کیا اپلوس کیا پولوس سب میری ہیں۔ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ کلیسیا کے اُستاد اور افسر۔ بزرگ و عالم ایمان کے مقدمے میں کچھ اختیار نہیں رکھتے۔ پس رومی کلیسیا کے پوپ کا یہ دعویٰ کہ مجھے کُل کلیسیا پر پورا اختیار دیا گیا ہے اس آیت سے اور اس کے علاوہ اور بہتیری اور جگہوں سے بالکل بے بنیاد اور باطل ٹھیرتا ہے۔ آیت ۵ متی ۲۰: ۲۵-۲۷ و ۲۳: ۱۰ و ۲ کرنتھیوں ۱: ۲۴۔

"خواہ زندگی" آیت ۲۲۔ یعنی جو چیزیں اس زندگی کے واسطے مسیحیوں کو درکار ہونگی وہ سب اُن کو دی جائیں گی۔ متی ۶: ۳۳۔ مرقس ۱۰: ۳۰ لوقا ۱۲: ۲۲-۳۰ و ۱ تیمتھیس ۴: ۸۔

"خواہ موت" آیت ۲۲۔ دیکھو باب ۱۵: ۱۹۔ موت کا مزہ مسیح نے اپنے لوگوں کے واسطے چکھا تھا۔ لہذا اُس کی تلخی ہم کو نہ چکھنی پڑیگی۔ متی ۲۷: ۴۶۔ عبرانیوں ۲: ۹ و ۲ کرنتھیوں ۵: ۲۱۔ فلپیوں ۱: ۲۱ کا مقابلہ کرو۔ مسیحی موت کے وقت فوراً خدا کے حضور میں جگہ پاتے ہیں۔ اب اُن کو موت سے بھی کچھ خوف نہیں ہے۔ اس وقت پولوس موت کو بھی مسیحیوں کی میراث میں شامل کرتا ہے۔ بقول شخصے "جس کی طرف رب اُس کی طرف سب" بلکہ موت بھی۔ کلسیوں ۳: ۳ و ۴۔ اعمال ۷: ۵۴-۶۰۔

"خواہ حال کی چیزیں" یہ بھی سب مسیحیوں کی طرف ہیں چاہے دُکھ ہو یا سُکھ۔ عزت ہو یا بے عزتی۔ تنگ دستی ہو یا اقبال مندی سب کی سب مسیحیوں کی خاطرداری کرتی ہیں۔ پس اے میرے بھائیو جب تم طرح طرح کی آزمائشوں میں پڑو تو اسے کمال خوشی سمجھو۔ یہ جان کر کہ تمہارے ایمان کی آزمائش صبر پیدا کرتی ہے۔ پر صبر کا کام پورا ہونے دو تاکہ تم کامل اور پورے بنو اور کسی بات میں ناقص نہ رہو۔ یعقوب ۱: ۲-۴۔ یہ ساری چیزیں ایسی مفید ہیں جیسے حکیم کی کڑوی دوا اور جرّاح کا نشتر جو اکثر بیماروں کو آرام بخشتا ہے۔ عبرانیوں ۱۲: ۷-۱۱۔

"خواہ استقبال کی چیزیں" خدا کا عجب انتظام ایسا ہے کہ اُس میں کلیسیا کی پائیداری اور دائمی سلامتی اور سرفرازی ہے۔ کیونکہ مجھ کو یقین ہے کہ نہ موت نہ زندگی نہ فرشتے نہ حکومتیں نہ ریاستیں اور

نہ حال کی نہ استقبال کی چیزیں نہ بلندی نہ پستی اور نہ کوئی دوسرا مخلوق ہم کو خدا کی اُس محبت سے جو ہمارے خداوند مسیح یسوع میں ہے جُدا کر سکیگا رومیوں ۸: ۳۸ و ۳۹ +

"اور تم مسیح کے ہو" آیت ۲۳۔ سب چیزیں کلیسیا کے تابع ہیں اور کلیسیا مسیح کے۔ پولوس گویا یوں کہتا ہے کہ اے کرنتھی مسیحیو کلیسیا میں تم آدمیوں کے تابعدار نہ بنو۔ اس واسطے کہ اول تو تم مسیح کے تابع ہو نہ آدمیوں کے اور دوئم اسواسطے کہ جتنے مسیح کے تابع ہوئے وہ اس سبب سے تمہارے تابع بھی ہوئے۔ دیکھو متی ۲۳: ۸-۱۲۔ یوحنا ۱۳: ۱۲-۱۷ و ۱ پطرس ۵: ۵۔ تم مسیح کے ہو کر اپنی ساری چیزیں اُس کی خوشنودی کے واسطے خرچ کرو جیسے وفادار غلام ہر وقت اور ہر جگہ اور ہر طرح اپنے مالک کو راضی اور خوشنود کرنے کے واسطے اُس کے کُل کام دل و جان سے کرتا ہے +

"اور مسیح خدا کا ہے" آیت ۲۳۔ یعنی وہ نہ تو مخلوق ہے اور نہ محکوم بلکہ خدا کا عزیز بیٹا ہے۔ وہ انسان ہو کر خوشی سے پست حال اور فرمانبردار ہوا۔ اُس نے اگرچہ خدا کی صورت پر تھا خدا کے برابر ہونے کو قبضے میں رکھنے کی چیز نہ سمجھا۔ بلکہ اپنے آپ کو خالی کر دیا اور خادم کی صورت اختیار کی اور انسانوں کے مشابہ ہو گیا۔ اور انسانی شکل میں ظاہر ہو کر اپنے آپ کو پست کر دیا اور یہاں تک فرمانبردار رہا کہ موت بلکہ صلیبی موت گوارا کی اسی واسطے خدا نے بھی اُسے بہت سربلند کیا اور اُسے وہ نام بخشا جو سب ناموں سے اعلیٰ ہے۔ تاکہ یسوع کے نام پر ہر ایک گھٹنا ٹکے خواہ آسمانیوں کا ہو خواہ زمینیوں کا خواہ اُن کا جو زمین کے نیچے رہتے ہیں اور

خدا باپ کے جلال کے لئے ہر ایک زبان اقرار کرے کہ یسوع مسیح خداوند ہے فلپیوں ۲: ۶-۱۱۔ اُس نے خوشی سے درمیانی کا کام اختیار کیا۔ مطلب یہ ہے کہ خدا نے مسیح میں ہو کر اپنے ساتھ دنیا کا میل ملاپ کر دیا اور اُن کی تقصیروں کو اُن کے ذمے نہ لگایا اور اُس نے میل ملاپ کا پیغام ہمیں سونپ دیا ہے جو گناہ سے واقف نہ تھا اُسی کو اُس نے ہمارے واسطے گناہ ٹھیرایا تاکہ ہم اُس میں ہو کر خدا کی راستبازی ہو جائیں"۔ ۲ کرنتھیوں ۵: ۱۹ و ۲۱۔ پوشیدہ نہ رہے کہ مسیح صرف اپنی پست حالی کے دنوں میں خدا کا نہیں رہا بلکہ اب بھی یعنی اپنی سرفرازی کے وقت میں بھی خدا کے حضور درمیانی کا عہدہ پورا کرتا ہے۔ دیکھو باب ۱۱: ۳ و ۱۵: ۲۸۔ رومیوں ۵: ۱۰ و ۱۱۔ عبرانیوں ۷: ۲۵ و ۹: ۲۴۔ وہ اب انسان کے دلوں کو خدا باپ کے تابع اور اُن پر اُس کی مرضی و محبت کو ظاہر کرتا رہتا ہے تاکہ وہ خوشی سے اُس کے تابع ہوں۔ اس سے کوئی یہ نتیجہ نہ نکالے کہ خدا باپ اور خدا بیٹے کی ذات میں کچھ فرق ہے۔ ذات۔ مرضی اور جلال میں اُن میں کچھ فرق نہیں ہے۔ اگرچہ اُن کا کام جدا جدا ہے۔ یوحنا ۱: ۱ و ۱۴ و ۱۸ و ۱۹ و ۳۴ و ۸: ۵۸ و ۱۰: ۳۰ و ۱۴: ۹ و ۱۷: ۵ و ۲۱ و ۲۲ و ۲۴ و عبرانیوں ۱: ۸ +

حاصل کلام

۱۔ سب مسیحیوں کی حقیقی سرفرازی اور اُن کے مرتبے کی منزلت اِن آیات سے ظاہر ہوتی ہے۔ وہ زندہ خدا کی ہیکل ہیں۔ جیسا خیمے اور ہیکل میں خدا نے اپنے کو ظاہر کیا تھا ویسے ہی اب اپنے بندوں کے وسیلے سے اپنے تئیں ظاہر کرتا ہے۔ کاشکہ ہم ہیکل کی مانند پاک و

صاف ہوں اور خدا کے رہنے کے لائق ٹھہریں۔ آیت ۱۶ و ۲۔کرنتھیوں ۶: ۱۶۔

۲۔ جو اُستاد یا خادم الدین اوروں کو دھوکا دیتا اور اُن کے دلوں کو خراب کرتا ہے وہ ضرور خدا سے سزا پائیگا۔ یہ گناہ ویسا ہے جیسا موسیٰ کے دنوں میں خیمہ کو ناپاک کرنا تھا۔ آیت ۱۷۔

۳۔ ہر استاد اور خادم الدین اپنی تعلیم کی سچائی اور اُس کے نتیجوں کا جواب دِہ ہے۔ کوئی یہ خیال نہ کرے کہ جس تعلیم پر ہم چلتے ہیں یا جو تعلیم دوسروں کو سکھاتے ہیں اُس کی کچھ پرسش نہ ہوگی۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ آدمی کا چال چلن تعلیم ہی کے مطابق ہوتا ہے پس تعلیم دینا بڑی جواب دہی کا کام ہے۔ کوئی اُس کو ہلکا نہ سمجھے۔ آیت ۱۷ و ا۔تھسلنیکیوں ۱۴:۳-۱۶۔

۴۔ مسیحیوں کو اپنے اُستادوں یا خادم الدینوں کے وسیلے سے نجات پانے کی اُمید نہ رکھنی چاہیے۔ اِس امر میں سوائے مسیح مصلوب کے کسی اور پر بھروسہ نہ رکھنا چاہیے آیت ۱۸-۲۱۔ گلتیوں ۶: ۱۴۔

۵۔ روح کی حضوری و سکونت۔ جُدائی اور حجت کو مٹاتی ہے جس قدر روح پاک کلیسیا میں موجود اور موثر ہوگی اُسی قدر جدائی او جھگڑے موقوف ہونگے۔ آیت ۱۶۔ افسیوں ۴: ۳۰ و ۳۱۔ گلتیوں ۵: ۱۶-۲۶۔

۶۔ مسیحیوں میں سے جدائیوں اور جھگڑوں کو دور کرنے کے خیال سے اُن کو ملامت کرنا یا سختی سے سمجھانا اکثر فضول بلکہ اور بھی جدائی کا باعث ہے۔ لہذا اُس کے دُور کرنے کے واسطے اُن کے دل اور خیال کو مسیح کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔ آیت ۲۳ و ۲۔کرنتھیوں ۵: ۱۴ و ۱۵ و ۱۰: ۱۔

۷۔ کلیسیا کی ترقی اور بہبودی اور تمام روئے زمین پر اُس کے پھیلنے اور بڑھنے کے لئے ساری چیزیں مل کر فائدہ بخشتی ہیں۔ آیت ۲۱-۲۳۔ رومیوں ۸: ۲۸-۳۹۔ افسیوں ۱: ۲۰-۲۳ و ۲: ۱۹-۲۲۔ ۳: ۱۰۔ فلپیوں ۱: ۱۲ و ا۔پطرس ۴: ۱۲ و ۱۳۔

چوتھا باب

آیات ۱-۵۔ (۱) آدمی ہم کو مسیح کا خادم اور خدا کے بھیدوں کا مختار سمجھے۔ (۲) اور یہاں مختار میں یہ بات دیکھی جاتی ہے کہ دیانتدار نکلے۔ (۳) لیکن میرے نزدیک یہ نہایت خفیف بات ہے کہ تم یا کوئی انسانی عدالت مجھے پرکھے بلکہ میں خود بھی اپنے آپ کو نہیں پرکھتا۔ (۴) کیونکہ میرا دل تو مجھے ملامت نہیں کرتا مگر اس سے میں راستباز نہیں ٹھہرتا بلکہ میرا پرکھنے والا خداوند ہے۔ (۵) پس جب تک خداوند نہ آئے وقت سے پہلے کسی بات کا فیصلہ نہ کرو۔ وہی تاریکی کی پوشیدہ باتیں روشن کر دیگا اور دلوں کے منصوبے ظاہر کر دیگا اور اُس وقت ہر ایک کی تعریف خداوند کی طرف سے ہوگی۔

خداوند یسوع مسیح کے خادموں کی مختارکاری اور جوابدہی

"خادم" پہلی آیت میں جس لفظ کا ترجمہ خادم ہے اُس کے اصلی معنی

ناؤ کا ملاح یا کھیوٹ ہے۔ پس مطلب یہ ہوا کہ مسیح مانجھی یعنی ناؤ کا مالک ہے
اور اُس کے بندے کھیوٹ ہیں۔ لوقا ۵: ۳-۱۱ ۔

"خدا کے بھیدوں کا مختار" آیت ۱۔ یعنی خدا کے فضل کی
دولت کے بانٹنے والے۔ باب ۲: ۷ و ۹: ۱۷۔ رومیوں ۱۶: ۲۵ و ۲۶۔
افسیوں ۱: ۹۔ متی ۱۳: ۱۱ و ۵۲؛ ۲۴: ۴۵۔ لوقا ۱۶: ۱-۱۱ و ۱-تیمتھیس ۱: ۴
طیطس ۱: ۷-۱۱ و ۱-پطرس ۴: ۱۰-۱۱ خدا کے بھیدوں سے وہ پوشیدہ
باتیں مراد ہیں جو عقل کے وسیلے سے دریافت نہیں ہو سکتیں لیکن اب
انجیل کے ماننے والوں پر ظاہر کی گئیں باب ۱۳: ۲ و ۲-تھسلنیکیوں ۲: ۷؛
افسیوں ۳: ۹۔ کلسیوں ۱: ۲۶۔ مکاشفہ ۱: ۲۰۔ پولوس اس عظیم کام میں اپنا
حصہ بتاتا ہے۔ وہ اپنے آپ کو اس کام میں سردار نہیں سمجھتا بلکہ اپنے کو
صرف مسیح کا خدمت گار کہتا ہے۔ وہ کسی نئی تعلیم کا ایجاد کرنے والا
نہیں تھا بلکہ خدا کے بھیدوں کا مختار تھا۔ اس آیت سے دو
نتیجے نکلتے ہیں۔ اول یہ کہ خادم الدین اور مسیحی اُستادوں کی تعلیم اور منادی
خدا کے کلام کی کسوٹی پر جانچی جائے کہ آیا وہ پاک کلام کی تعلیم کے مطابق
ہے یا نہیں۔ دوم یہ کہ وہ خادم الدین جو پاک کلام کے مطابق تعلیم دیتے
ہیں اپنی عقل سے مثل افلاطون اور ارسطو وغیرہ کے کوئی بات ایجاد
نہیں کرتے ہیں۔ ۱-تیمتھیس ۶: ۳ و ۴ و ۲-تیمتھیس ۱: ۱۳ و ۲: ۲ و ۱۵-
۱۸ و ۲۳ و ۳: ۱۵-۱۷ و ۴: ۳ و ۴ ۔

آیت ۲۔ جس طرح مختار کو ہر وقت اسی بات کی فکر رکھنی چاہئے کہ وہ ہر امر
میں دیانتدار پایا جائے اور جو کام اُس کو سونپا گیا ہے۔ اُسکو ایمانداری
اور دیانتداری کے ساتھ کرے۔ اُسی طرح ہر ایک خادم الدین کو چاہئے

کہ وہ خدا کے کام کو ایسی وفاداری کے ساتھ کرے کہ خدا اُس سے خوش
ہو اور لوگ اُس کی وفاداری کی تعریف کریں۔ لیکن خادم الدین کو دنیا یا
دوستوں کی رضامندی کا زیادہ خیال نہ کرنا چاہئے بلکہ ہمیشہ خدا کی مرضی کے
بجا لانے اور اُس کی خوشنودی کا زیادہ خیال رکھنا چاہئے۔ متی ۲۵: ۲۱۔
لوقا ۱۲: ۴۲ و ۱۶: ۱۰۔ یوحنا ۸: ۲۹۔ افسیوں ۶: ۶ و ۱۹ و ۲۰۔ کلسیوں ۳:
۲۲ و ۱-تھسلنیکیوں ۲: ۴-۶۔ عبرانیوں ۱۱: ۵ ۔

آیت ۳۔ پولوس اُس روحانی حالت تک پہنچ گیا تھا کہ جس سے وہ
نہ کسی انسان کی عداوت سے ڈرتا اور نہ کرنتھی مسیحیوں کی ملامت سے خوف
کھاتا تھا۔ بےشک وہ اُن کی تعریف سے خوش ہوتا اور ملامت سے اپنے
کو بچانا چاہتا تھا مگر اُسی قدر کہ جس سے اُس کی تعلیم وطریقے میں کچھ نقص
یا مسیح مصلوب کی منادی میں کچھ خلل واقع نہ ہو۔ "اب میں آدمیوں کو دوست
بناتا ہوں یا خدا کو؟ کیا آدمیوں کو خوش کرنا چاہتا ہوں؟ اگر اب تک
آدمیوں کو خوش کرتا رہتا تو مسیح کا بندہ نہ ہوتا"۔ گلتیوں ۱: ۱۰ ۔

"بلکہ میں خود بھی اپنے آپ کو نہیں پرکھتا"۔ آیت ۴۔ کیونکہ
میری ضمیر وتمیز کی تحقیقات بےخطا فیصلہ نہیں ہے۔ ۱-یوحنا ۳: ۱۹ و ۲۰
دوسرے آدمی کو جانچنا آسان لیکن اپنے آپ کو جانچنا بہت دشوار ہے
اس سبب سے کہ ہر ایک آدمی اپنی طرفداری کرتا اور اپنے میں قصور مشکل
دیکھتا اور قبول کرتا ہے۔ ۲-سموئیل ۱۲: ۱-۷ و یوحنا ۸: ۱-۷۔ رومیوں
۲: ۱-۳ ۔

چوتھی آیت میں پولوس کے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اگرچہ میں خدا کے
بھیدوں کا مختار ہو کر اس خدمت کے بجا لانے میں کچھ بےوفائی اپنے

میں نہیں پاتا اِس وجہ سے میں بے عیب اور بے خطا نہیں ٹھہر سکتا۔ وہ
اپنی مختارکاری کی وفاداری کی نسبت کہتا ہے کہ اِس خدمت میں میری
ایمانداری کا پرکھنے والا صرف ایک ہی بے طرفدار عادل و منصف ہے۔ اگرچہ
میری ضمیر و تمیز مجھ کو ملامت نہیں کرسکتی لیکن خطا یا گناہ سے بری بھی نہیں
کرسکتی ہے۔ اعمال ۲۳: ۱ و ۲۴: ۱۶ و ۲ کرنتھیوں ۱: ۱۲ و ۴: ۲ و ۵: ۹۔
کلسیوں ۱: ۱۰ پولوس نے اپنے کو ہر ایک امر میں بے خطا یا کامل نہیں سمجھا۔
جیسا کہ اعمال ۲۴: ۲۰ و ۲۱ - فلپیوں ۳: ۱۲ و ۱۳ سے ظاہر ہوتا ہے
بلکہ اُس کے کہنے کی غرض یہ ہے کہ خاص خدا کی سکھائی ہوئی باتوں کی منادی
کرنے میں میں قصوروار نہیں ہوں اور نہ جان بوجھ کے میں نے اُس میں
کچھ غفلت کی لیکن میں اِس سبب سے راستباز نہیں ٹھہر سکتا۔ پس کوئی
شخص اپنے کو نیک اور بے عیب سمجھنے کی وجہ سے راستباز نہ خیال کرے
کیونکہ سوا خدا کے کوئی دوسرا اُس کو راستباز نہیں ٹھہرا سکتا۔ خدا ئے یسوع
مسیح کے کفارے سے ہم خدا کے سامنے راست و صادق ٹھہرتے ہیں نہ
کہ تمیز و نیک نیتی کی گواہی سے ممکن ہے کہ ہماری تمیز ایسی سخت یا سُن ہوگئی
ہو کہ جس سے ہم اُن کاموں کو نیک سمجھتے ہوں جو درحقیقت خدا کی نظر
میں بد ہیں۔ چنانچہ پولوس بھی جب مسیحیوں کو ستاتا اور جان سے مارتا تھا
تو اُس کی تمیز یہی کہتی تھی کہ میں یہ کام خدا کی مرضی کے موافق کرتا ہوں۔
لہٰذا معلوم ہوا کہ تمیز و نیک نیتی وغیرہ ہم کو راستباز نہیں بنا سکتیں۔
رومیوں ۳: ۲۰ و ۱۱: ۶ - گلتیوں ۲: ۱۶ - افسیوں ۲: ۴ و ۵ و ۸ و ۹ و ۲
تیمتھیس ۱: ۹ - ططس ۳: ۵ +

"وہ جب تک خداوند نہ آوے" آیت ۵ - خداوند کے آنے

پر عدالت شروع ہوگی اور ہر ایک مسیح کے تخت عدالت کے سامنے کھڑا کیا
جائیگا۔ اعمال ۱۷: ۳۱ - رومیوں ۲: ۱۶ و ۲ کرنتھیوں ۵: ۱۰ و ۲ تھسلنیکیوں
۱: ۷ و ۲ تیمتھیس ۴: ۱ +

"تم وقت سے پہلے کسی بات کا فیصلہ نہ کرو" آیت ۵ - اِس
جملے کو باب ۶: ۲ سے مقابلہ کرو۔ مسیح کے ظہور کے وقت کُل مسیحی خواہ مردے
جو قبر کے اندر ہوں یا زندہ اُس کے ساتھ مل کر آئیں گے اور جہان کی عدالت
کرینگے۔ کیا تم نہیں جانتے کہ ہم فرشتوں کی عدالت کرینگے؟ باب ۶: ۳ - کرنتھی
مسیحی آپس میں ایک دوسرے پر الزام لگاتے تھے۔ تو پولوس کہتا ہے کہ
یوں اُستادوں میں فرق کرکے ایک کی تعریف کرنا اور دوسرے پر الزام لگانا
بیجا ہے اس واسطے کہ ابھی فیصلہ کرنے کا وقت نہیں آیا۔ مسیح کے ظہور
کے وقت تک ٹھہرو۔ خداوند خود آکر صحیح فیصلہ کریگا۔ اُس کے فیصلے میں
کچھ طرفداری اور بے انصافی نہ ہوگی جو باتیں اور لوگوں کے دلوں کے
جو منصوبے ابھی پوشیدہ ہیں اُس وقت سب ظاہر ہو جائینگے اور ہر ایک
اُستاد اور منادی کے خیال اور کام پرکھے جائینگے۔ اعمال ۱۰: ۴۲ و ۱۷: ۳۱ -
فلپیوں ۲: ۱۶ - سوا خداوند کے کوئی دوسرا دل کے منصوبے اور پوشیدہ
باتیں نہیں جانتا لہٰذا صرف وہی ٹھیک ٹھیک فیصلہ کرسکتا ہے متی ۷: ۱ -
لوقا ۶: ۳۷ - اس سے کوئی یہ نتیجہ نہ نکالے کہ پولوس کی غرض یہ ہے کہ
ہم اُستادوں کی تعلیم میں کچھ امتیاز نہ کریں یا اُن کی تعلیم کے جانچنے میں
بے پروا ہو جائیں کیونکہ وہ آپ ہی کہتا ہے کہ اگر ہم یا آسمان سے کوئی فرشتہ
سوا اُس انجیل کے جو ہم نے تمہیں سنائی ہے دوسری انجیل سنائے سو ملعون
ہے گلتیوں ۱: ۸ و ۱ تھسلنیکیوں ۵: ۲۱ - اُس کے کہنے کی غرض یہ ہے کہ

خداوند ہیں اپنے کو قصوروار سمجھتا ہوں۔ آیت ۴ و ۵ و ۱یوحنا ۱: ۸

۵۔ خدا کی طرف سے تعریف ڈھونڈنی سچی دانش ہے۔ یہ تعریف پائیدار، بے بدل اور ڈھونڈھنے کے لائق ہے۔ "خدا اُن کو جو نیکوکاری پر صبر کے ساتھ قائم رہ کے بزرگی اور عزت اور بقا کے طالب ہیں ہمیشہ کی زندگی دیگا۔" آیت ۵ کو رومیوں ۲: ۷ سے مقابلہ کرو

۶۔ وفاداری سچے خدمت گذار کی جانچ ہے۔ جو خدمت خدا کی طرف سے ہم کو مل چکی ہے وہ دنیا اور کلیسیا کی نظر میں بڑی ہو یا چھوٹی، عزت کی ہو یا بے عزتی کی چاہیے کہ اس کو ہم اپنے مقدور بھر ایمانداری اور وفاداری کے ساتھ انجام دیں تو بھی ہم خدا کے مقبول اور پسندیدہ ٹھیرینگے۔ اے عزیز مسیحی بھائیو خدا ہم میں وفاداری ڈھونڈتا ہے۔ آیت ۴ و ۵۔ لوقا ۱۳: ۶-۹۔ متی ۲۴: ۲۵

آیات ۶-۱۳۔ (۶) اور اے بھائیو میں نے ان باتوں میں تمہاری خاطر اپنا اور اپلوس کا ذکر مثال کے طور پر کیا ہے تاکہ تم ہمارے وسیلے سے یہ سیکھو کہ لکھے ہوئے سے تجاوز نہ کرو اور ایک کی تائید میں دوسرے کے برخلاف شیخی نہ مارو۔ (۷) تجھ میں اور دوسرے میں کون فرق کرتا ہے؟ اور تیرے پاس کونسی ایسی چیز ہے جو تو نے دوسرے سے نہیں پائی؟ اور جب تو نے دوسرے سے پائی تو فخر کیوں کرتا ہے کہ گویا نہیں پائی؟ (۸) تم تو پہلے ہی سے آسودہ ہو اور پہلے ہی سے دولتمند ہو اور تم نے ہمارے بغیر بادشاہی کی اور کاشکہ تم بادشاہی کرتے تاکہ ہم بھی تمہارے ساتھ بادشاہی

کرتے۔ (۹) میری دانست میں خدا نے ہم رسولوں کو سب سے ادنیٰ ٹھیرا کر اُن لوگوں کی طرح پیش کیا ہے جن کے قتل کا حکم ہو چکا ہو کیونکہ ہم دُنیا اور فرشتوں اور آدمیوں کے لئے ایک تماشہ ٹھیرے ہیں (۱۰) ہم مسیح کی خاطر بیوقوف ہیں مگر تم مسیح میں عقلمند ہو۔ ہم کمزور ہیں اور تم زورآور۔ تم عزت دار ہو اور ہم بے عزت۔ (۱۱) ہم اِس وقت تک بھوکے پیاسے ننگے ہیں اور مکے کھاتے اور آوارہ پھرتے ہیں۔ (۱۲) اور اپنے ہاتھوں سے کام کرکے مشقت اُٹھاتے ہیں۔ لوگ بُرا کہتے ہیں۔ ہم دعا دیتے ہیں وہ ستاتے ہیں ہم سہتے ہیں۔ (۱۳) وہ بدنام کرتے ہیں۔ ہم منت سماجت کرتے ہیں۔ ہم آج تک دُنیا کے کوڑے اور ساری چیزوں کی جھڑن کی مانند رہے

پولوس اور کرنتھی اُستادوں کا مقابلہ

"اے بھائیو" دیکھو ۱: ۱۱۔ لفظ بھائیو سے پولوس صرف اُستادوں کی طرف نہیں بلکہ کل کلیسیا کی طرف اشارہ کرتا ہے وہ اُن سب کو بھائی سمجھتا ہے اگرچہ اُن میں سے بعض اُس کی رسالت پر شک کرتے تھے۔ مگر پھر بھی وہ دل سوزی اور محبت کے ساتھ اُن سے کلام کرتا ہے۔ جو اصول اور فرائض اُس نے اوپر بتائے ہیں اُن کو اب وہ آپ سے اور اپلوس سے متعلق کرتا ہے۔ وہ خادم اور مختار کار تھے اُن کو مختلف نعمتیں اِس لئے دی گئی تھیں کہ اُن کے ذریعے سے کلیسیا کی

ترقی ہو لہذا اُن میں کچھ ضد اور نااتفاقی نہ ہونی چاہیئے۔ اُستادوں کو ایک دوسرے کے ساتھ مقابلہ کرنے سے مغروری اور شیخی پیدا ہوتی ہے اور اس مغروری سے جدائی۔ جو کچھ پولوس نے باب ۳: ۵ سے باب ۴: ۵ تک میں کہا ہے سو مثال کے طور پر ہے تاکہ کرنتھی مسیحی اپنی حالت کے خطرات کو پہچانیں +

"لکھے ہوئے سے" آیت ۶۔ یعنی بائبل کے پرانے عہد نامے میں۔ بعض علماء کی رائے ہے کہ پولوس اس مطلب کو یرمیاہ ۹: ۲۳ و ۲۴ سے انتخاب کرتا ہے یا پاک کلام کے اُن مقاموں کی طرف اشارہ کرتا ہے جہاں حقیقی دانائی کا ذکر پایا جاتا ہے۔ مثلاً استثنا ۱۷: ۱۹ و ۲۰۔ یشوع ۱: ۸ زبور ۱: ۲ و ۱۱۹: ۹۹ و ۱۰۰۔ امثال باب ۸ و ۹۔ پولوس کے کہنے کی غرض یہ ہے کہ جو کچھ اُس نے کہا تھا وہ پاک نوشتوں کے معنی اور مضمون کے مطابق تھا۔ اُس کی وفاداری اس میں ظاہر ہوئی کہ اُس نے پاک کلام کے مطابق تعلیم دی تھی نہ اپنی خوشی یا لوگوں کی مرضی کے موافق۔ اسی طرح اگر کوئی اُستاد پاک کلام کے مطابق تعلیم دیگا تو نہ اُس میں غرور کا دخل ہوگا اور نہ جماعت میں اُس کے سبب سے پھوٹ پیدا ہوگی۔ اعمال ۲۰: ۲۶-۳۷ رومیوں ۱۲: ۳ و ۱-تھسلنیکیوں ۲: ۳-۷ +

"تجھ میں اور دوسرے میں کون فرق کرتا ہے"؟ آیت ۷۔ ان تینوں سوالیہ جملوں سے پولوس کی غرض یہ ہے کہ جو نعمت یا روحانی قوت یا دانائی ہم کو ملی سو خدا ہی کے فضل سے ملی ہم نے انکو اپنی نیکی یا قوت یا عقل سے حاصل نہیں کیا پس گھمنڈ یا شیخی کرنا بیجا ہے۔ پولوس اور ہر مسیحی خادم کا یہی قول ہونا چاہیئے کہ میں جو کچھ ہوں خدا کے فضل سے ہوں۔ دیکھو باب ۱۵: ۹ و ۱۰۔ افسیوں ۳: ۸ و ۱-تیمتھیس ۱: ۱۲-۱۵۔ اس آیت میں

آیت سے بزرگ آگسٹین نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ فضل سوا خدا کی مرضی و اختیار کے کسی اور بات پر موقوف نہیں ہے۔ وہ ایک الہی و اختیاری فضل ہے کیونکہ تم کو ایمان کے وسیلے سے فضل ہی سے نجات ملی ہے اور یہ تمہاری طرف سے نہیں۔ خدا کی بخشش ہے اور نہ اعمال کے سبب سے ہے تاکہ کوئی فخر نہ کرے۔ افسیوں ۲: ۸ و ۹۔ دیکھو زبور ۱۱۵: ۱۔ رومیوں ۳: ۲۴ و ۱۱: ۶ و ۳۳-۳۶۔ افسیوں ۱: ۴ و ۵ و ۲-تیمتھیس ۱: ۹۔ ططس ۳: ۵ +

پولوس آٹھویں آیت میں طنز کے طور پر کرنتھی مسیحیوں سے گفتگو کرتا ہے وہ اُن کی آسودگی و دولتمندی اور سرداری کا اپنی پست حالی سے مقابلہ کرتا ہے۔ وہ اس طرح گھمنڈ کرتے تھے کہ گویا مسیح کی بادشاہت آگئی اور اُن کی سلطنت اُس کے ساتھ شروع ہوگئی۔

لفظ "پہلے ہی سے" آیت ۸۔ سے معلوم ہوتا ہے کہ جو حالت مسیحیوں کی مسیح کی بادشاہت کے وقت ہوگی وہی کرنتھی مسیحیوں نے اُس وقت کر دی تھی۔ وہ بے موقع گھمنڈ کرتے تھے وہ اس طرح سمجھ لیتے تھے کہ گویا مسیح کی خاطر سے دکھ اٹھانے کا وقت گذر گیا تھا۔ سو پولوس اُن کو شرم دلاتا اور نصیحت کرتا ہے کہ ابھی تم کو ایسی حالت زیب نہیں دیتی۔ ابھی تم کو اتنا آسودہ ہونا اور فخر کرنا چاہیئے کیونکہ جب درحقیقت تم سلطنت کرو گے تو میں بھی جس کے ذریعے تم مسیحی ہوئے ہو ضرور سلطنت کرونگا۔ تمہاری سلطنت کا دن میرے لئے بھی خوشی کا دن ہوگا۔ جب وہ وقت آئیگا تب میرا بھی دکھ ختم ہوگا۔ ۲-تیمتھیس ۲: ۱۲۔ رومیوں ۸: ۱۷۔ متی ۵: ۹ و ۲-کرنتھیوں ۸: ۹۔ یوحنا ۱۷: ۲۲۔ مکاشفہ ۵: ۱۰ و ۲۰: ۴ +

"کاشکہ تم بادشاہی کرتے" آیت ۸۔ اس جملے میں پولوس مسیح

کی دوسری آمد اور اُس کی بادشاہت کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ کرنتھی مسیحی بیجا فخر کرتے تھے اِس لئے پولوس کہتا ہے کہ کاشکہ درحقیقت مسیح کی سلطنت آجاتی اور تم اُس کے ساتھ سلطنت کرتے۔ کاشکہ درحقیقت کلیسیا کی مصیبت کا وقت گذر جاتا اور اُس کی سرفرازی شروع ہو جاتی۔ مخفی نہ رہے کہ اگر کوئی پولوس کے مثل اِس طرح سے طنز آمیز نصیحت کسی کو کرنا چاہے تو اُسی طرح اُس کے ساتھ دلی محبت اور پاک نیت بھی رکھے ورنہ ایسی نصیحت سے کچھ فائدہ نہ ہوگا بلکہ اُس کے دل میں چوٹ لگیگی اور جدائی اور نفاق اور زیادہ ہوگا ۲ کرنتھیوں ۲: ۴ و ۷: ۸ و ۱۲۔

"وہ جن کے قتل کا حکم ہوا" آیت ۹۔ پولوس اور دوسرے رسول ہمیشہ مارے جانے کے خطرے میں تھے کیونکہ یہودی اُن کے سخت مخالف اور جانی دشمن تھے۔ وہ عوام اور رومی حاکموں کو اکثر اُن کو اذیت پہنچانے پر اُبھارتے اور اُن کو قتل کرنے پر آمادہ کرتے تھے۔ بلکہ اکثر اُن کو قید کیا اور پتھراؤ بھی کیا۔ چنانچہ پولوس نے جو جو مصیبتیں اپنے اوپر مسیح کی خاطر اُٹھائیں اُن کا خود بیان کرتا ہے "میں نے یہودیوں سے پانچ بار ایک کم چالیس چالیس کوڑے کھائے۔ تین بار بید کھائے۔ ایکبار سنگسار کیا گیا۔ تین مرتبہ جہاز ٹوٹنے کی بلا میں پڑا۔ ایک رات دن سمندر میں کاٹا۔ میں بارہا سفروں میں دریاؤں کے خطروں میں۔ ڈاکوؤں کے خطروں میں۔ اپنی قوم کے خطروں میں۔ غیر قوموں کے خطروں میں۔ شہر کے خطروں میں۔ بیابان کے خطروں میں۔ سمندر کے خطروں میں۔ جھوٹے بھائیوں کے خطروں میں۔ محنت اور مشقت میں۔ بارہا بیداری کی حالت میں۔ بھوک اور پیاس کی مصیبت میں۔ بارہا فاقہ کشی میں۔

سردی اور ننگے پن کی حالت میں رہا ہوں۔ اور باتوں کے علاوہ جن کا میں ذکر نہیں کرتا ساری کلیسیاؤں کا فکر مجھے ہر روز دباتا ہے۔" ۲ کرنتھیوں ۱۱: ۲۴-۲۸۔

پولوس گویا طنزیہ کرنتھی مسیحیوں سے کہتا ہے کہ دنیا تم کو بادشاہ سمجھے تو سمجھے لیکن ہم رسولوں کو ایسا نہیں سمجھتی بلکہ خونیوں کے طور پر ہم سے سلوک کرتی ہے۔ ہم لوگوں کو گویا اُس نے ایک تماشہ مقرر کیا ہے اور لطف یہ ہے کہ تم بھی اُس تماشے کو دیکھتے اور خوش ہوتے ہو۔ کیا مناسب ہے کہ ہم تمہارے واسطے تماشہ بنیں؟ آیت ۹۔ پولوس اپنی حالت کو یونانی دوڑنے والوں کے ساتھ تشبیہ دیتا ہے کہ جیسا دوڑنے والے دوڑ میں بڑی بھیڑ کے سامنے دوڑتے تھے اُسی طرح رسول دُنیا اور فرشتوں اور آدمیوں کے سامنے دوڑتے تھے۔ باب ۹۔ آیت ۲۴-۲۷ و ۱۲: ۱ و ۱ پطرس ۱: ۱۲۔ رومیوں ۸: ۳۶ جس کام کے واسطے رسول تماشہ بنے تھے اُسے خدا اور اُسکے پاک فرشتے باخوشی دیکھتے تھے۔ اِس سبب سے پولوس تماشہ بننے کے واسطے تیار اور خوش تھا۔ اِس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ مسیح کی خاطر بےحرمت کیا جانا آخرکار عزت کا باعث ہوگا متی ۵: ۱۰-۱۲ و لوقا ۶: ۲۲ و ۲۳۔ اعمال ۵: ۴۱ و ۱۶: ۲۳-۲۵۔ رومیوں ۵: ۳۔ فلپیوں ۱: ۲۹۔ عبرانیوں ۱۰: ۳۴۔ یعقوب ۱: ۲ و ۱ پطرس ۴: ۱۲-۱۶۔

پھر دسویں آیت میں طنز کی راہ سے پولوس بولتا اور کرنتھی مسیحیوں کو شرم دلاتا ہے۔ وہ مسیح مصلوب کی تعلیم ومنادی سے دنیوی عقلمندوں کی نظروں میں بیوقوف ٹھیرائے جانے سے تعجب نہیں کرتا تھا بلکہ وہ اِس پر مسیح کی خاطر راضی تھا۔ لیکن تعجب اُس کو اِس بات سے تھا کہ اُس کے نومرید

جواب تک مسیح میں محض بچے تھے اُس کو بے وقوف اور اپنے کو عقلمند جانتے تھے۔ کیا اُن کے لئے بڑی شرم کی بات نہیں تھی کہ وہ اپنے رسول کو جو کہ اُن کی کلیسیا کی بنیاد ڈالنے والا تھا بے وقوف سمجھتے اور اُس کو ذلیل جانتے تھے۔ اگرچہ پولوس مسیح کی خاطر دنیا کی نظر میں بے وقوف کمزور اور بے عزت ہوا مگر کرنتھی مسیحیوں کو اُسے ایسا نہ سمجھنا چاہیئے تھا۔ پس جب پولوس نے اُن میں ایسا مزاج دیکھا تو اُس کو اُنہیں اِس طرح کے ساتھ سختی و طنز کی راہ سے سمجھانا پڑا۔ اعمال ۱۷: ۱۸ و ۲۶: ۲۴ و ۱ سلاطین ۱۸: ۲۷ و ۲ سلاطین ۹: ۱۱ و ۲ کرنتھیوں ۱۲: ۱۰ و ۱۱ و ۱۳: ۹ و ۱۰ ÷

"ہم اِس وقت تک بھوکے" آیت ۱۱۔ اگر مسیح کی بادشاہت آگئی ہوتی جیسا کہ تم سمجھتے ہو تو کیا ہم رسولوں کی یہی حالت رہتی جس وقت پولوس نے کرنتھیوں کو خط لکھ رہا تھا اُس وقت وہ اِفسس میں نہایت دکھ اور مصیبت میں پڑا تھا۔ یہاں تک کہ شاید وہ اپنی معمولی خوراک و پوشاک کے واسطے بھی محتاج تھا۔ شاید اُس کی روزمرہ کی روزی اُس کے ہر روز مزدوری کرنے پر موقوف تھی لیکن اس پر بھی جتنا اُس کو مزدوری سے ہر روز ملتا تھا۔ اُس کو وہ اپنے شاگردوں کے ساتھ بانٹ کے کھاتا تھا "میں نے کسی کی چاندی یا سونے یا کپڑے کا لالچ نہیں کیا۔ تم خود جانتے ہو کہ انہی ہاتھوں نے میری اور میرے ساتھیوں کی حاجتیں رفع کیں۔ میں نے تم کو سب باتیں کر کے دکھا دیں کہ اِس طرح محنت کر کے کمزوروں کو سنبھالنا اور خداوند یسوع کی باتیں یاد رکھنی چاہئیں کہ اُس نے خود کہا ہے۔ دینا لینے سے مبارک ہے۔" اعمال ۲۰: ۳۳-۳۵ ÷

"ننگے" آیت ۱۱ یعنی جتنا کپڑا ضروری تھا اُتنا اُس کو نہ ملا۔ شاید

اِسی سبب سے اکثر وہ سردی کے باعث دکھ میں مبتلا رہتا تھا۔ ۲ کرنتھیوں ۱۱: ۲۷ و رومیوں ۸: ۳۵ ÷

"مار کھاتے" آیت ۱۱۔ اعمال ۱۶: ۲۳ و ۲۱: ۳۲ و ۲۳: ۲ ÷

"آوارہ پھرتے ہیں" آیت ۱۱ یعنی کوئی خاص مقام یا جگہ اُس کو رہنے کے واسطے نہ ملی۔ یہ بھی اُس کی سخت محتاجی اور غریبی کا نشان تھا۔ ۲ کرنتھیوں ۴: ۸-۱۱ متی ۸: ۲۰ ÷

"اور اپنے ہاتھوں سے کام کر کے مشقت اُٹھاتے ہیں" آیت ۱۲۔ پولوس اکثر اپنے ہاتھوں سے خیمے بنایا کرتا تھا۔ جیسا کہ وہ خود کہتا ہے "تم جانتے ہو کہ انہی ہاتھوں نے میری اور میرے ساتھیوں کی ضرورتیں رفع کی ہیں"۔ اعمال ۲۰: ۳۴ و ۱۸: ۳ و ۱ کرنتھیوں ۹: ۶ و ۱ تھسلنیکیوں ۲: ۹ و ۲ تھسلنیکیوں ۳: ۸ و ۲ کرنتھیوں ۱۱: ۹ ÷

اگرچہ محنت مزدوری کرنا یونانیوں کے نزدیک شرم کا باعث تھا لیکن پھر بھی پولوس نے شہر کرنتھس اور دوسرے یونانی شہروں میں محنت مزدوری سے اپنی اوقات بسر کی وہ اپنے خداوند یسوع مسیح کے مانند اپنے ہاتھ سے محنت کرنے میں کچھ شرم نہیں کرتا تھا۔ متی ۱۳: ۵۵۔ مرقس ۶: ۳ و ۱ تھسلنیکیوں ۴: ۱۱ و ۵: ۱۴۔ اُس نے اپنے خداوند کا سا مزاج پایا تھا۔ اُس کے نزدیک دینا لینے سے بہتر تھا۔ اعمال ۲۰: ۳۵ رومیوں ۱۵: ۱۔ افسیوں ۴: ۲۸۔ یوحنا ۳: ۱۱۔ گو کہ خادم الدین اور پاسبان اپنی کلیسیاؤں سے پرورش پانے کے مستحق ہیں۔ مگر پولوس نے اپنا حق کرنتھی کلیسیا سے نہیں مانگا۔ باب ۹: ۱۱-۱۵ و ۱ تھسلنیکیوں ۲: ۹ و ۲ تھسلنیکیوں ۳: ۸ و ۹ ÷

"وہ بُرا کہتے ہم دعا دیتے ہیں" آیت ۱۲۔ دیکھو متی ۵: ۳۸-۴۵ لوقا ۲۳: ۳۴- یوحنا ۱۸: ۲۲ و ۲۳ و ۱پطرس ۳: ۹ +
ایسا حلیمانہ مزاج دکھانا جیسا پولس نے دکھایا یعنی بُرا کہنے والوں کے واسطے برکت چاہنا۔ ستائے جاتے ہیں صبر کرنا تہمت لگانے والوں کے ساتھ حلم سے پیش آنا دنیاداروں کی نظر میں کمزوری کا نشان ہے وہ ایسے مزاج والے کو حقیر جانتے ہیں مگر خداوند یسوع مسیح کی نظر میں ایسا مزاج پسندیدہ ہے۔ لہٰذا اُس کے لوگوں کو بھی ایسا ہی مزاج پسند ہونا چاہئے۔ لوقا ۶: ۲۸- اعمال ۷: ۶۰- رومیوں ۱۲: ۱۴ و ۲۰ و ۱پطرس ۲: ۲۳ +

"ہم منّت سماجت کرتے ہیں" ۱۳ویں آیت سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مسیحی خادم اور منّاد کس قسم کے مزاج سے لوگوں کے ساتھ پیش آئیں۔ اگر وہ لوگوں کی نظر میں بے عزّت ٹھہریں تو اُس بے عزّتی کو خداوند مسیح کی خاطر سے اُٹھا لیں۔ دیکھو یہودی اور یونانی عالموں کی نظر میں پولس جو کہ ایک بڑا عالم اور پہلے اپنی قوم کا سردار اور عبرانیوں کا عبرانی تھا کیسا حقیر گنا گیا وہ اُن کی نظر میں دنیا کے کوڑے اور ساری چیزوں کی جھڑن کی مانند سمجھا گیا لیکن اُس نے مسیح کی خاطر سے اپنی ساری عزّت اور رُتبے کو خوشی سے چھوڑ دیا تھا۔ چنانچہ وہ خود کہتا ہے کہ بلکہ میں اپنے خداوند یسوع مسیح کی پہچان کی بڑی خوبی کے سبب سب چیزوں کو نقصان سمجھتا ہوں۔ جس کی خاطر میں نے ساری چیزوں کا نقصان اُٹھایا اور اُن کو کوڑا سمجھتا ہوں تاکہ مسیح کو حاصل کروں۔ فلپیوں ۳: ۸۔ جو بے عزّتی اور پست حالی پولس نے خوشی سے مسیح کی خاطر سے اختیار کی

وہ ہم کو بہت شرمندہ کرتی ہے۔ کیونکہ ہم میں سے کیا کسی نے مسیح کی خاطر اتنی بے عزّتی بدنامی اور لوگوں کی بدسلوکی برداشت کی؟ کیا ہم نے اُس کی خاطر کسی عزیز چیز کو چھوڑ دیا؟ کیا ہم نے اُس کے ماننے سے کچھ نقصان اُٹھایا؟ کیا ہم مثل پولس کے دنیاداروں کی نظر میں کوڑے اور سب چیزوں کی جھڑن کی مانند گنے گئے؟ کاش کہ جو مزاج پولس کا تھا وہی ہمارا بھی ہووے۔ ہاں "تمہارا مزاج وہی ہووے جو مسیح یسوع کا بھی تھا"۔ فلپیوں ۲: ۵- متی ۱۱: ۲۹- یوحنا ۱۳: ۱۲-۱۷ +

حاصل کلام

۱۔جن اصولوں سے خدا دنیا پر حکومت کرتا اور آدمیوں سے سلوک کرتا ہے وہ اصول اُن آدمیوں کی سرگذشتوں اور احوال سے جو پاک کلام میں بطور مثال اور نمونے کے لکھے ہوتے ہیں۔ ہم کو معلوم ہوتے ہیں۔ لہٰذا اُن آدمیوں کا احوال ہم لوگوں کے فائدے کے واسطے لکھا گیا ہے۔ جو واقعات نبیوں اور رسولوں پر گذرے اُن پر غور کرنے سے ہم کو فائدہ حاصل ہوگا۔ مثلاً پولس اور اپلوس کے واقعات سے جو شہر کرنتھس میں اُن پر واقع ہوئے۔ ہم اپنی ہدایت اور رہنمائی کے واسطے بہت کچھ فائدہ حاصل کرسکتے ہیں۔ دیکھو آیت ۶- باب ۱۰: ۱۱ +
۲۔جو خدا کے کلام میں لکھا ہے اُس کے مطابق ہر ایک تعلیم جانچی جانی چاہئے۔ اگر کسی کی تعلیم نبیوں کی کتابوں کے خلاف ہو تو اُس کو منظور نہ کرنا چاہئے۔ نبیوں اور رسولوں کی تعلیم میں فرق نہیں ہوسکتا۔ دیکھو آیت ۶ گلتیوں ۱: ۷ و ۸ و مکاشفہ ۲۲: ۱۸ +

۳-کرنتھی مسیحیوں میں غرور اور شیخی اور ایک کو دوسرے پر فضیلت دینے کی وجہ یہ تھی کہ وہ اس بات کو نہیں سمجھتے تھے کہ جو نعمتیں کسی کو ملی ہیں وہ خدا کی طرف سے ملیں۔ اسی نے خادموں میں اپنی مرضی کے موافق کل کلیسیا کے فائدے کے لئے فرق رکھا ہے۔ کیونکہ لکھا ہے "کون تجھ میں اور دوسرے میں فرق کرتا ہے؟ اور تیرے پاس کیا ہے جو تو نے دوسرے سے نہیں پایا" آیت ۷۔ باب ۱۲: ۵-۱۱۔

۴۔ خدا کا قادر مطلق ہونا اور انسان کا اس کے سامنے جواب دہ ہونا پاک کلام سے بخوبی ثابت ہوتا ہے۔ خدا کو قادر مطلق سمجھنے اور اس کی نعمتوں کو اسی کی بخشش جاننے سے حقیقی فروتنی اور حلیمی پیدا ہوگی اور اپنے کو جوابدہ سمجھنے سے حقیقی سنجیدگی اور سرگرمی۔ خدا نے اپنے خادموں کو طرح طرح کی نعمتیں دیکر ایک کو دوسرے سے فرق بنایا ہے۔ لہذا ہر ایک خادم سے اس کے کام کے مطابق پرسش کی جائیگی کہ اس نے اپنی خدمت کس طرح پوری کی۔ آیت ۶ و ۷۔

۵۔ لوگوں کے سمجھانے اور سدھارنے کے لئے طعن اور طعنہ کبھی کبھی واجب اور مفید ہے بشرطیکہ سمجھانے والے کے دل میں ان لوگوں کی طرف محبت ہو ورنہ کچھ فائدہ نہ ہوگا بلکہ برعکس فائدے کے رنج اور جھگڑا زیادہ ہوگا۔ اگر کوئی استاد یا خادم پولوس کے طور سے طعن وطنز کی باتیں کرکے نصیحت کرنا چاہے تو اس بات کو یاد رکھے کہ پولوس اس طرح پر اپنے ان خاص شاگردوں کو نصیحت کرتا تھا جو اسی کے وسیلے سے مسیحی ہوئے تھے۔ وہ نہایت خوشحال اور آسودہ تھے اور وہ نہایت غریبی اور مصیبت میں تھا۔ پس اگر ہم پولوس کے طور پر طعنے دینے کی تلوار

تلوار چلانا چاہیں تو چاہئے کہ ہمارے دل میں اسی کا سا پیار ہو نہیں تو بالعوض فائدے کے ان کے دل میں چوٹ ناحق لگیگی۔ کیونکہ بےموقع اور بغیر محبت کے کسی کو طعنہ دینا ایسا ہے جیسے زخم پر نمک چھڑکنا یا زہر آلودہ نشتر سے زخم چیرنا دیکھو آیت ۸-۱۳۔ ۲-کرنتھیوں ۲: ۱-۴۔

۶- مسیحی مسیح کے ساتھ سلطنت کرینگے۔ دیکھو آیت ۸۔ مکاشفہ ۵: ۹-۱۰ و ۲۰: ۴۔ مسیح کی آمد کے وقت ہم بھی سرفراز کئے جائینگے "جب مسیح جو ہماری زندگی ہے ظاہر کیا جائیگا تب تم بھی اس کے ساتھ جلال میں ظاہر کئے جاؤگے" کلسیوں ۳: ۴۔ کرنتھی مسیحیوں کی یہ غلطی تھی کہ انہوں نے دنیا میں اپنی سرفرازی و آسودگی ڈھونڈی وہ یہ اچھی طرح نہیں سمجھے کہ دکھ کی راہ سے چل کر ہم بہشت کے جلال میں داخل ہونگے۔ وہ شاید اس کو بھول گئے تھے کہ کانٹوں کے تاج پہننے کے بعد جلال کا تاج ملیگا۔ لوقا ۱۴: ۲۷۔ یوحنا ۱۲: ۲۴۔ اعمال ۱۴: ۲۲۔ رومیوں ۸: ۱۷ و ۲ تمیتھیس ۲: ۱۱ و ۱۲ و ۳: ۱۲۔

۷- جو مسیحی نہایت جانفشانی کے ساتھ مسیح کی خدمت کرتے اور اس کی خاطر دکھ اور مصیبت برداشت کرتے ہیں۔ ان کی طرف پاک فرشتے نہایت خوشی سے دیکھتے ہیں۔ آیت ۹۔ عبرانیوں ۱: ۱۴ و ۱۲: ۱ و لوقا ۱۵: ۶۔

آیات ۱۴-۲۱ - (۱۴) میں تمہیں شرمندہ کرنے کے لئے یہ باتیں نہیں لکھتا بلکہ اپنے پیارے فرزند جان کر تم کو نصیحت کرتا ہوں۔

(۱۵) کیونکہ اگر مسیح میں تمہارے اُستاد دس ہزار بھی ہوتے تاہم تمہارے باپ بہت سے نہیں۔ اِس لئے کہ میں ہی انجیل کے وسیلے سے مسیح یسوع میں تمہارا باپ بنا۔ (۱۶) پس میں تمہاری منت کرتا ہوں کہ میری مانند بنو۔ (۱۷) اِسی واسطے میں نے تمتھیس کو تمہارے پاس بھیجا۔ وہ خداوند میں میرا پیارا اور دیانتدار فرزند ہے اور میرے اُن طریقوں کو جو مسیح میں ہیں تمہیں یاد دلائیگا جس طرح میں ہر جگہ ہر کلیسیا میں تعلیم دیتا ہوں۔ (۱۸) بعض ایسی شیخی مارتے ہیں کہ گویا میں تمہارے پاس ہی نہیں۔ (۱۹) لیکن خداوند نے چاہا تو تمہارے پاس جلد آؤنگا اور شیخی بازوں کی باتوں کو نہیں بلکہ اُن کی قدرت کو معلوم کرونگا۔ (۲۰) کیونکہ خدا کی بادشاہت باتوں پر نہیں بلکہ قدرت پر موقوف ہے۔ (۲۱) تم کیا چاہتے ہو؟ کہ میں لکڑی لیکر تمہارے پاس آؤں یا محبت اور نرم مزاجی سے؟

پولوس کا سختی اور طنز کے طور سے کرنتھی مسیحیوں سے بولنے کا سبب اور تمتھیس کو اُنکے پاس بھیجنے کی غرض

پولوس نے صرف شرمندہ کرنے یا دل دکھانے کی غرض سے یا حاکمانہ اور افسرانہ طور سے کرنتھی مسیحیوں کو ملامت نہیں کی بلکہ صرف اُن کے سدھارنے کے واسطے پدرانہ طور سے اُن کو نصیحت کی۔ لڑکوں کو نصیحت کرنا باپ کا فرض ہے۔ افسیوں ۶: ۴۔ جیسا دانا اور مہربان باپ اپنے فرزندوں کو نصیحت اور ملامت کرتا ہے ویسا ہی اُس نے بھی اُن کو سمجھایا

اگر کسی کو پولوس کی طرح ملامت کرنے کا موقع آپڑے تو پہلے وہ اپنے دل کو خوب ٹول لے کہ آیا اُسی کی طرح اُس کے دل میں بھی اُن لوگوں کے ساتھ جن کو وہ ملامت کرنا چاہتا ہے محبت ہے یا نہیں کیونکہ اگر اُس کے دل میں اُن کے لئے اُس کی سی محبت نہ ہوگی تو اُس کی ملامت سے سوا چوٹ لگنے اور دل دکھانے کے اور کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ چنانچہ ایک مسیحی نے ینگپین صاحب سے کہا کہ میں نے کئی غافل مسیحیوں کو دوزخ کے سخت عذاب سے ڈرا کے اُن کو خوابِ غفلت سے جگانا چاہا مگر اُن پر میری نصیحت سے کچھ اثر نہ ہوا تو صاحب موصوف نے اُس سے پوچھا کہ کیا تم نے دلسوزی اور غمخواری کے ساتھ اُن کو سمجھایا؟ کیونکہ بغیر دلسوزی اور محبت کے ایسی باتیں مفید نہیں ہوتیں بلکہ دل اور بھی سخت ہو جاتا ہے۔ افسیوں ۶: ۴ و ۹ کلسیوں ۳: ۲۱ - متی ۱۸: ۱۵ - لوقا ۱۷: ۳ و ۴۔

پندرھویں آیت میں پولوس اُن کو یاد دلاتا ہے کہ میرے ہی وسیلے سے تم مسیحی ہوئے۔ میں نے ہی پہلے کرنتھس میں بڑی بڑی مصیبتیں سہہ کر اور خطروں میں پڑکر انجیل کی منادی کی۔ میرے ہی ذریعے سے وہاں کلیسیائی بنیاد ڈالی گئی۔ انسان کا دل مسیح کی طرف اکثر ان تین وسیلوں سے رجوع ہوتا ہے۔ اول روح پاک کی قدرت سے جس کے وسیلے سے آدمی مسیح کو پہچانتا ہے۔ دوئم پاک کلام کے ذریعے سے۔ سوئم مسیح کے ایلچی و مناد کے وسیلے سے اکثر بغیر ان تینوں وسیلوں کے کوئی مسیح کی طرف رجوع نہیں ہوتا۔ اگرچہ بغیر مناد کے بھی کبھی کوئی مسیح پر ایمان لاتا ہے لیکن بغیر روح پاک کی قدرت اور انجیل کی تعلیم کے کوئی مسیح کی پہچان تک نہیں پہنچتا۔ دیکھو باب ۱۲: ۳۔ خدا کی روح کلام اور مناد کے ذریعے سے دل پر اثر کرتی ہے۔ خدا بہترین وسیلے

آدمیوں کو نجات بخشنے کے لئے کام میں لاتا ہے۔ پس ہم کو اِن وسیلوں کی قدر کرنا اور اُن پر بھروسہ کرکے لوگوں کو خدا کی طرف رجوع کرنے کے لئے کام میں لانا چاہئے جیسا فصل کے واسطے بیج بونے والے۔ سورج اور بارش وغیرہ کی ضرورت ہوتی ہے ویسا ہی انسان کے دل میں روحانی فصل اور پھل پیدا کرنے کے واسطے یہ تین وسیلے ضروری ہیں۔ یوحنا ۳: ۵ و ۱۵: ۳ و ۱۷: ۱۷۔ افسیوں ۵: ۲۶ و ۱ پطرس ۱: ۲۳ +

"تمہارے اُستاد دس ہزار بھی ہوتے" آیت ۱۵۔ اِس سے پولوس ظاہر کرتا ہے کہ کرنتھی مسیحی بہت اُستاد رکھتے تھے شاید دکان کھولاتے ہوئے اپنی بُری خواہشوں کے موافق اُستاد پر اُستاد بلاتے تھے۔ ۲ تمتھیس ۴: ۳۔ شاید پولوس اُن کی لڑکائی کی حالت کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ گویا وہ لڑکوں کی طرح اُستاد کے محتاج ہیں۔ عبرانیوں ۵: ۱۲-۱۴ +

"انجیل کے وسیلے سے" آیت ۱۵۔ یعنی انجیل کی منادی کے وسیلے سے۔ افسیوں ۱: ۱۳ و ۳: ۶ و ۱ تھسلنیکیوں ۲: ۲ و ۴ و ۸۔ عبرانیوں ۴: ۲ و ۱ پطرس ۱: ۱۲ +

"مسیح یسوع میں" آیت ۱۵۔ یعنی پولوس نے مسیح یسوع میں شامل ہو کر اُس سے وہ قدرت پائی تھی کہ جس سے وہ مسیحی ہوئے دیکھو باب ۳: ۵-۹ و ۱ پطرس ۱: ۲۳۔ یعقوب ۱: ۱۸ اگلتیوں ۲: ۸ و ۴: ۱۹ فلیمون ۱۰ آیت +

"تمہارا باپ بنا" آیت ۱۵۔ مسیح نے اپنے شاگردوں سے کہا کہ "زمین پر کسی کو اپنا باپ مت کہو کیونکہ تمہارا ایک ہی باپ ہے جو آسمان پر ہے" متی ۲۳: ۹۔ مگر پولوس یہاں اپنے آپ کو اُن کا باپ کہتا ہے سو بظاہر

پولوس کے کلام اور مسیح کے حکم میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ لیکن اگر بغور دیکھو تو کچھ اختلاف نہیں ہے۔ خداوند کی غرض یہ ہے کہ اِس طور سے کسی کو باپ نہ کہو کہ تم آسمانی باپ کو بھول جاؤ یا آسمانی باپ کی جگہ کسی کو باپ مت کہو۔ پولوس اِس واسطے اپنے آپ کو اُن کا باپ کہتا ہے کہ اُس کے وسیلے سے وہ مسیحی ہوئے اُس کی محنت و مشقت سے وہاں کلیسیا کی بنیاد ڈالی گئی۔ پس پولوس کے قول اور مسیح کے حکم میں درحقیقت کچھ اختلاف نہیں ہے۔ اور یہ بھی ثابت ہوا کہ رومی کیتھولک کلیسیاء کے شرکاء کا دستور جو اپنے تمام پادریوں کو باپ کہتے ہیں اور اِس دستور کو پولوس کے نمونے سے روا اور جائز ٹھہرانا چاہتے ہیں سو غلط ہے۔ کیونکہ یہ پولوس کا کوئی خاص نام یا لقب نہیں تھا بلکہ اُس نے صرف ایک ہی دفعہ اور خاص وجہ سے اپنے آپ کو اُن کا باپ کہا۔ پس پادریوں کو یہ نام دینا بہتر نہیں ہے باب ۸: ۶۔ ملاکی ۱: ۶۔ لوقا ۱۱: ۲۔ افسیوں ۴: ۶ +

"میری مانند بنو" آیت ۱۶۔ دیکھو باب ۱۱: ۱ و ۱ تھسلنیکیوں ۱: ۶ و ۲: ۴ و ۲ تھسلنیکیوں ۳: ۷-۹۔ افسیوں ۵: ۱ فلپیوں ۳: ۱۷ اگلتیوں ۴: ۱۲۔ پولوس نے اُن کو صرف زبانی تعلیم نہیں دی۔ بلکہ ہمیشہ اُن کو ایسا نمونہ دکھاتا رہا جس پر عمل کرنا مناسب تھا۔ اُس نے نہایت نیک نیتی اور دیانتداری کے ساتھ اُن کے درمیان کام کیا۔ اُس میں کوئی جھوٹی فروتنی اور حلیمی نہ تھی جس طرح باپ اپنے فرزندوں کو اور اُستاد اپنے شاگردوں کو نیک نمونہ دکھا کے اُن کو اُس پر چلنے کی ترغیب دیتا ہے۔ اُسی طرح پولوس اپنی محنت اور وفاداری کو اُن کے واسطے نمونہ بتاتا اور اُس پر چلنے کی اُن کو ہدایت کرتا ہے جس کا نمونہ اچھا نہ ہوگا اُس کی تعلیم و منادی بے تاثیر و بے فائدہ ہوگی جیسا کہ پولوس

نے تیمتھیس سے کہا کہ اپنی اور اپنی تعلیم کی چوکسی کر۔ اُن پر قائم رہ کیونکہ یوں کرکے تو آپ کو اور اُن کو جو تیری سنتے ہیں بچائیگا"۔ ۱-تیمتھیس ۴: ۱۶ ✦

"تیمتھیس خداوند میں میرا پیارا اور دیانتدار فرزند ہے۔" آیت ۱۷۔ دیکھو باب ۱۶: ۱۰۔ اعمال ۱۶: ۱ و ۱۹: ۲۲ و ۱-تیمتھیس ۱: ۲ و ۱۸ و ۲-تیمتھیس ۱: ۲ و ۵۔ تیمتھیس ۱: ۲ وہ تیمتھیس پولوس کے ذریعے سے مسیحی ہوا تھا۔ دیکھو اعمال ۱۴: ۶ و ۷ و ۲-تیمتھیس ۳: ۱۰۔ چونکہ تیمتھیس پولوس کے ہمراہ اُس وقت سے تھا جبکہ وہ پہلے شہر کرنتھس میں رہتا تھا۔ اس سبب سے وہ کرنتھی مسیحیوں سے خوب واقفیت رکھتا تھا۔ لہذا پولوس نے تیمتھیس کو وہاں بھیجا تاکہ وہ انہیں اُن کی تعلیم اور طریقے یاد دلا کر جن غلطیوں میں وہ پڑ گئے تھے اُن سے انہیں چھڑائے اور ہوشیار کردے ✦

"جس طرح میں ہر جگہ ہر کلیسیا میں تعلیم دیتا ہوں" آیت ۱۷۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ پولوس کی تعلیم ہر جگہ ایک ہی تھی۔ اور تیمتھیس اِس بات پر گواہی دے سکتا اور اُس کی تعلیم کو ثابت کرسکتا تھا۔ وہ پولوس کی تعلیم کو دل وجان سے قبول کرتا تھا۔ فلپیوں ۲: ۱۹-۲۲ و ۱-تھسلنیکیوں ۳: ۲ و ۱-تیمتھیس ۱: ۳۔ "ہر کلیسیا میں"۔ چونکہ ہر ایک مسیحی مجلس میں پولوس کی تعلیم اور اُس کے طریقے پسندیدہ و مقبول ہوئے لہذا کرنتھی مسیحی اُس تعلیم و طریقے کو قبول نہ کرنے سے صرف اُسی سے اپنی ناراضگی ظاہر نہیں کرتے تھے بلکہ اُن کلیسیاؤں سے بھی جو اُس کی تعلیم کو پسند کرتی تھیں۔ رومیوں ۱۶: ۱۷ و ۲-تھسلنیکیوں ۳: ۱۴۔ "یاد دلائیگا" آیت ۱۷۔ کرنتھی مسیحی اس بات کو بھول گئے تھے کہ پولوس کی راہیں اور مسیح کی راہیں ایک ہی ہیں۔ اور اُس کی راہیں چھوڑنے سے وہ مسیح سے الگ ہو جائینگے۔ باب ۱۱: ۱ و ۲-تھسلنیکیوں ۲: ۱۵ ✦

بعض کرنتھی مسیحیوں نے یہ مشہور کر رکھا تھا کہ پولوس خوف کے سبب یہاں نہیں آتا۔ وہ ہمارے مقابلے سے ڈرتا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ ہم جلد اُس کو لاجواب اور شرمندہ کر دینگے۔ اِسی سبب سے اُس نے ایک نادان شاگرد کو بھیجا تاکہ اُس کے وسیلے سے ہم پھسلائے جائیں۔ وہ اُمید کرتا ہے کہ ہم تیمتھیس کو مانینگے۔ ۲-کرنتھیوں ۱۲: ۱۴-۲۱۔ پولوس کے نہ جانے کے سبب سے وہ پھول گئے اور شیخی کرنے لگے۔ ۲-کرنتھیوں ۱۰: ۱ ✦

شہر کرنتھس کے کئی ایک جھوٹے اُستاد اپنے دل میں سمجھتے تھے کہ پولوس ہمارے پاس اِن تین وجہوں سے نہ آویگا۔ اول یہ کہ وہ سچا رسول نہیں ہے جیسا کہ باب ۹: ۱-۳۔ اور ۲-کرنتھیوں ۳: ۲ و ۱۲: ۱۲ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ دوسرے وہ غیر مستقل مزاج ہے کہتا کچھ کرتا کچھ اور ہے۔ ۲-کرنتھیوں ۱: ۱۷ و ۱۸۔ تیسرے یہ کہ وہ آپ جسم سے کمزور اور اُس کا کلام حقیر ہے۔ ۲-کرنتھیوں ۱۰: ۱۰۔ حالانکہ اُن کا یہ خیال بالکل غلط تھا۔ جبکہ کرنتھی مسیحی پولوس رسول پر ایسے جھوٹے الزام لگاتے تھے تو اگر آجکل بعض مسیحی کرنتھیوں کی مانند اپنے خادم الدینوں اور پاسبان کو بالکل ناچیز جانیں اور اُن پر ایسے الزام لگاویں تو کچھ تعجب نہ کرو یہ نئی بات نہیں ہے۔ متی ۵: ۱۱ و ۱۲۔ لوقا ۶: ۲۲۔ ۱-پطرس ۴: ۱۴ ✦

"خداوند نے چاہا تو میں تمہارے پاس جلد آؤنگا" آیت ۱۹۔ رومیوں ۱: ۱۰ و ۱۵: ۳۲۔ یعقوب ۴: ۱۵۔ اعمال ۱۶: ۷ و ۱۸: ۲۱ فلپیوں ۲: ۲۴ کا مقابلہ کرو۔ ہم کو بھی اس طور سے کہنا چاہئے کیونکہ اس طرح کہنے سے ہم خداوند کی حکومت کو یاد رکھتے ہیں۔ بغیر اُس کی مرضی کے

کسی کام میں ہاتھ نہ لگانا چاہئے۔ نہیں تو توبہ کی ضرورت پڑیگی۔ یشوع ۹: ۱۴ و ۲۲۔ گنتی ۲۷: ۲۱۔ قاضیوں ۱: ۱ و ۱ سموئیل ۲۲: ۱۰ و ۲۳: ۱۰۔ ۱۲ و ۳۰: ۸ و ۲ سموئیل ۲: ۱ و ۵: ۱۹۔ فلپیوں ۴: ۶۔ عبرانیوں ۶: ۳ ◆

"بلکہ اُن کی قدرت کو معلوم کرونگا" آیت ۱۹۔ یعنی میں اُن کی فصاحت یا علم کے بارے میں کچھ نہ پوچھونگا بلکہ صرف یہ دریافت کرونگا کہ اُنہوں نے لوگوں کو مسیح کی طرف رجوع کرنے میں کس طرح کوشش کی اور کلیسیا کی ترقی اور بھلائی کے واسطے کتنی جانفشانی اور محنت اُٹھائی۔ وہ اُن کے کاموں کو آزمائیگا کہ آیا سونے چاندی کی مانند بیش قیمت ہیں یا گھاس پھوس کے مثل نکمے اور خراب ہیں۔ دیکھو باب ۳: ۱۲۔ وہ یہ نہ دریافت کریگا کہ اُنہوں نے معجزے دکھائے یا نہیں۔ زبانیں بول سکے یا نہیں۔ خدا کے بھیدوں سے واقف تھے یا نہیں بلکہ صرف یہ دریافت کریگا کہ کس قدر روحانی قدرت اُن کو ملی۔ متی ۷: ۲۲ و ۱ یوحنا ۴: ۱۔ پولوس روح کی قدرت کو پہچان سکتا تھا۔ اگر کسی شخص کو دوسری نعمتیں بکثرت ملیں لیکن روح پاک کی قدرت اُس میں ظاہر نہ ہو تو وہ پولوس کی نظر میں کامیاب خدمت گذار کبھی نہیں ہو سکتا۔ باب ۲: ۴ کو ۱ تھسلنیکیوں ۱: ۵ سے مقابلہ کرو ◆

"خدا کی بادشاہت" (آیت ۲۰) سے وہ بادشاہت مراد ہے جس کی خبر نبیوں کے ذریعے سے دی گئی جس کی منادی خداوند یسوع مسیح اور اُس کے رسولوں نے کی اور جس کا جلال مسیح کی آمد کے وقت ظاہر ہوگا یہ قدرت کی بادشاہت ہے متی ۳: ۲ و ۴: ۱۷۔ مرقس ۱: ۱۵۔ فلپیوں ۳: ۲۰۔ ۱ تھسلنیکیوں ۵: ۵۔ رومیوں ۱۴: ۱۷۔ اِس بادشاہت کی قدرت پنتکُست کے دن رسولوں کی منادی سے ظاہر ہوئی۔ جب لوگوں نے اُن کی منادی سُنی تو

اُن کے دل چھِد گئے۔ اور وہ بولے کہ اے بھائیو ہم کیا کریں؟ اعمال ۲: ۳۷۔ پولوس کی منادی سے بھی اکثر یہی قدرت ظاہر ہوا کرتی تھی۔ جیسا کہ ۱ تھسلنیکیوں ۱: ۵ میں لکھا ہے "کیونکہ ہماری انجیل نہ فقط لفظوں سے بلکہ قدرت اور روح القدس اور پورے اعتقاد کے ساتھ تمہارے پاس پہنچی" جسکو یہ روحانی قدرت نہیں ملی وہ اِس بادشاہت کی خبر کو نہیں پھیلا سکتا۔ پس ہر کام میں خیال رکھنا چاہئے کہ آیا وہ روح القدس کی قدرت سے کیا گیا یا کسی دنیوی حکمت اور جسمانی ہوشیاری سے۔ پولوس اُن شیخی باز کرنتھی اُستادوں سے کہتا ہے کہ میں تمہاری شیخی کی باتیں سُننا نہیں چاہتا۔ بلکہ مسیح کی بادشاہت کی خصوصیت تم میں دیکھنا چاہتا ہوں: یعنی روح القدس کی قدرت کو۔ اعمال ۱: ۸ و ۳: ۱۲ و ۴: ۷ و ۶: ۸۔ رومیوں ۱۵: ۱۹۔ افسیوں ۳: ۷ و ۲ تھمتھیس ۱: ۷ و ۳: ۵ ◆

پولوس کے آنے کا طور کہ وہ کس طرح سے آئے آیا محبت کے ساتھ آئے یا سختی کے ساتھ کرنتھی مسیحیوں کے اعمال پر موقوف تھا یعنی اگر وہ اُس کی نصیحت کو منظور کر کے اُس پر عمل کرینگے تو وہ محبت کے ساتھ آئیگا ورنہ سختی کے ساتھ آ کر اُنہیں مسیحی جماعت سے الگ کر دیگا کیونکہ اُسے یہ اختیار ہے جسے چاہے کلیسیا سے خارج کر دے۔ اگرچہ وہ کسی کو ایسی سخت سزا دینے سے خوش نہیں ہے مگر اُن کی سخت دلی اور بدفعلی کے سبب سے یہ سزا دینا ضرور ہوگا۔ آیت ۲۱۔ و ۲ کرنتھیوں ۲: ۱ و ۱۰: ۲ و ۸ و ۱۱: ۲۰ و ۱۲: ۲۰ و ۱۳: ۱۰ و ۲ تھمتھیس ۴: ۲۔ طیطس ۲: ۱۵ ◆

حاصل کلام

۱۔ مسیح کے خادم کا خاص کام یہ ہے کہ وہ انجیل کی منادی کے

ذریعے اور روح القدس کی قدرت سے لوگوں کو خدا کی طرف رجوع کرے اور اگر اُس کی خدمت ومنادی سے لوگوں کے دل مسیح کی طرف رجوع نہ ہوں تو اُس کو غور کرنا چاہیئے کہ آیا اُس کے چال چلن اور طریقہ تعلیم میں کوئی ایسا نقص تو نہیں جس کے سبب سے لوگوں کے دل مسیح کی طرف رجوع نہیں ہوتے اور اگر کوئی سبب معلوم ہو جائے تو فوراً اُس کو ترک کرے۔ آیت ۱۴: ۱۲-۱۳۔ زبور ۱۳۹: ۲۳-۲۴۔ متی ۱۲: ۵۸ و ۱۷: ۲۰۔ مرقس ۶: ۵ و ۶۔ عبرانیوں ۳: ۱۲-۱۹ +

۲۔ مسیح میں کسی کو سرنو پیدا کرنے کے واسطے دو باتوں کی ضرورت ہے۔ اول انجیل کی منادی کرنا خاص کر مسیح مصلوب کی تعلیم کی۔ دوم۔ شفا دینے والا روح سے ہدایت وقدرت حاصل کر کے لوگوں کو تعلیم دے آیت ۱۵۔ اگلتیوں ۴: ۱۹۔ فلیمون ۱۰۔ یعقوب ۱: ۱۸ +

۳۔ مسیحی خدمت گذار نیک طینت پاک طبیعت لائق ومعتبر شخص ہو نہیں تو وہ کیونکر کہہ سکتا ہے کہ تم میرے نمونے پر عمل کرو۔ آیت ۱۶۔ ا تھسلنیکیوں ۱: ۷۔ ۱ پطرس ۵: ۳۔ ۱ تیمتھیس ۴: ۱۲۔ یعقوب ۵: ۱۰ +

۴۔ مسیح کے وفادار خدمتگذار اور لائق خادم کی تعریف کرنی بیجا نہیں ہے بلکہ کبھی کبھی بہت مناسب اور مفید ہے چنانچہ پولس نے بھی اکثر اپنے خدمتوں کی تعریف کر کے انکو طاقت اور تسلی دی۔ بیشک اپنے فائدے کے واسطے کسی کی خوشامد کرنا بیجا ہے لیکن نیک نیتی و سچے دل سے واقعی امر کی تعریف کرنا بیجا نہیں ہے بلکہ ایسی تعریف سے خدمتگذار کے دل کو تقویت و توانائی ہوتی ہے۔ آیت ۱۷۔ ۲ کرنتھیوں ۸: ۱۸۔ کلسیوں ۱: ۷ و ۴: ۹ +

۵۔ مسیح کے خادموں کے جانچنے میں یہ دریافت کرنا چاہیئے کہ مسیح کی قدرت و زندگی کا ظہور اُن میں ہوا ہے؟ اور کہ اُنکے ذریعے سے دوسروں میں بھی ہوا ہے یا نہیں؟

آیت ۱۹۔ عبرانیوں ۱۱: ۵۔ ۲ کرنتھیوں ۵: ۹۔ گلتیوں ۱: ۱۰۔ افسیوں ۶: ۶ +

۶۔ قصوروار کے ساتھ یا تو سختی سے یا محبت سے پیش آنا چاہیئے جیسا کہ اُسکے سدھارنے کے لئے بہتر معلوم ہو۔ چاہے ہم سختی سے یا نرمی سے بولیں چاہیئے کہ ہم چھڑی لیکے آویں یا روح کی ملائمت سے ہماری یہی غرض ہو کہ قصوروار ہوش میں آکے اپنا قصور مان لے۔ اور نیک بنجائے آیت ۲۱۔ متی ۱۸: ۱۵۔ لوقا ۱۷: ۳۔ عبرانیوں ۱۲: ۹-۱۱۔ ۲ تیمتھیس ۲: ۲۴-۲۶۔ ططس ۳: ۱۵۔ عموس ۱۷: ۱۰ +

پانچواں باب

آیات ۱-۱۳۔ (۱) یہاں تک سُننے میں آیا ہے کہ تم میں حرامکاری ہوتی ہے۔ بلکہ ایسی حرامکاری جو کہ غیر قوموں میں بھی نہیں ہوتی۔ چنانچہ تم میں سے ایک شخص اپنے باپ کی بیوی کو رکھتا ہے۔ (۲) اور تم افسوس تو کرتے نہیں تاکہ جس نے یہ کام کیا وہ تم میں سے نکالا جائے بلکہ شیخیاں مارتے ہو۔ (۳) لیکن میں جو جسم کے اعتبار سے موجود نہ تھا مگر روح کے اعتبار سے حاضر ہو کر گویا بحالتِ موجودگی ایسا کرنے والے پر یہ حکم دے چکا ہوں۔ (۴) کہ جب تم اور میری روح خداوند یسوع کی قدرت کے ساتھ جمع ہو تو ایسا شخص ہمارے خداوند یسوع کے نام سے۔ (۵) جسم کی ہلاکت کے لئے شیطان کے حوالے کیا جائے۔ تاکہ اُس کی روح خداوند یسوع کے دن نجات پائے۔ (۶) تمہارا فخر کرنا خوب نہیں۔ کیا نہیں جانتے کہ تھوڑا

سا خمیر سارے گندھے ہوئے آٹے کو خمیر کر دیتا ہے؟ (۷) پُرانا خمیر نکال کر اپنے آپ کو پاک کر لو تاکہ تازہ گندھا ہوا آٹا بن جاؤ۔ چنانچہ تم بے خمیر ہو۔ کیونکہ ہمارا بھی فسح یعنی مسیح قربان ہوا۔ (۸) پس آؤ ہم عید کریں نہ پُرانے خمیر سے اور نہ بدی اور شرارت کے خمیر سے بلکہ صاف دلی اور سچائی کی بے خمیر روٹی سے۔ (۹) میں نے اپنے خط میں تم کو یہ لکھا تھا کہ حرامکاروں سے صحبت نہ رکھنا۔ (۱۰) یہ تو نہیں کہ بالکل دنیا کے حرامکاروں یا لالچیوں یا ظالموں یا بُت پرستوں سے ملنا ہی نہیں کیونکہ اس صورت میں تو تم کو دنیا ہی سے نکل جانا پڑتا۔ (۱۱) لیکن میں نے تم کو درحقیقت یہ لکھا تھا کہ اگر کوئی بھائی کہلا کر حرامکار یا لالچی یا بُت پرست یا گالی دینے والا یا شرابی یا ظالم ہو تو اُس سے صحبت نہ رکھو بلکہ ایسے کے ساتھ کھانا تک نہ کھانا۔ (۱۲) کیونکہ مجھے باہر والوں پر حکم کرنے سے کیا واسطہ؟ کیا ایسا نہیں ہے کہ تم تو اندر والوں پر حکم کرتے ہو۔ (۱۳) مگر باہر والوں پر خدا حکم کرتا ہے؟ پس اُس شریر آدمی کو اپنے درمیان سے نکال دو۔

کلیسیا سے ناپاک لوگوں کو نکالنا اور ان سے کچھ سروکار نہ رکھنا

کرنتھی کلیسیا کی حالت یہاں تک خراب اور اُس کے شرکاء ایسے بے شرم

و بے لحاظ ہو گئے تھے کہ اُن میں سے ایک شخص حرامکار تھا اور ایسا حرامکار کہ اپنے باپ کی جورو کو رکھے ہوئے تھا۔ اور باوجود ایسی حرامکاری کے اُنہوں نے اُسے نہ تو کچھ تنبیہ کی اور نہ اپنی مجلس سے نکالا۔ یہ اُن کی بے شرمی کا پورا ثبوت ہے۔ شاید یہ شخص ایسا امیر اور مقدور والا تھا کہ جس سے وہ اُس کے گناہ کو کچھ خیال میں نہیں لائے۔ یا شاید وہ نو مرید تھا اور مسیحی ہونے سے پہلے اپنے باپ کی جورو کو رکھ لیا تھا۔ اس سبب سے اُنہوں نے نہ اُسے کچھ سزا دی اور نہ کلیسیا سے علیحدہ کیا۔ متی ۱۴: ۳ و ۴۔ احبار ۱۸: ۱۶ و ۲۰: ۱۱۔ استثنا ۲۲: ۳۰ و ۲۷: ۲۰۔

"جو غیر قوموں میں بھی نہیں ہوتی" ان باتوں سے پولس اُن کو شرم دلاتا ہے کہ جس قدر بے شرمی تم میں ہے اتنی اُن غیر قوموں میں بھی نہیں ہے جن کو تم حقیر جانتے ہو۔

"ایسی حرامکاری" جیسی روبن کی۔ پیدائش ۳۵: ۲۲ و ابی سلوم کی۔ ۲-سموئیل ۱۶: ۲۲۔

"کوئی اپنے باپ کی بیوی کو رکھتا ہے" اُن میں سے جو شخص اپنی ماں کو رکھے ہوئے تھا اُس کا باپ اُس وقت زندہ تھا۔ وہ عورت اُس حرامکار کی حقیقی ماں نہیں تھی۔ بلکہ شاید اُس کے باپ نے بڑھاپے میں اُس سے بیاہ کیا تھا۔ اور بعد اس کے اُس کی حرامکاری کے سبب سے یا اور کسی وجہ سے اُسے چھوڑ دیا تھا۔ ۲-کرنتھیوں ۷: ۱۲۔ مخفی نہ رہے کہ اس وقت رسولی کلیسیائیں ایسی پاک اور بے عیب نہیں تھیں جیسا بعض گمان کرتے ہیں۔ اعمال ۱۵: ۲۸ و ۲۹۔ لیکن اگر آج کل کسی کلیسیا کا کوئی شریک ایسی حرامکاری یا اور کسی قسم کی بدچلنی کرتے

توفوراً وہ کلیسیا سے نکال دیا جائے گا۔ اس زمانے میں کوئی کلیسیا ایسے شخص کی خاطر یا مروت نہ کریگی +

"تم شیخیاں مارتے ہو" بالعوض شرمندہ ہونے کے وہ مغرور ہو گئے تھے۔ جس بات کے باعث اُن کو غم اور نوحہ کرنا چاہئے تھا اُسی پر وہ شیخی کرتے تھے حالانکہ اُن کو اُن باتوں سے ایسا غم کرنا چاہئے تھا۔ جیسا لوگ وبا کے وقت واویلا مچاتے ہیں۔ شاید وہ شریعت سے آزاد ہونا چاہتے تھے۔ شاید وہ سمجھتے تھے کہ مسیح پر ایمان لانے سے ہم موسیٰ کے دس حکموں بلکہ کل شریعت سے آزاد ہو گئے ہیں شاید اُن میں سے بعض یہ کہتے تھے کہ ہم گناہ کرتے ہیں تاکہ فضل زیادہ ہو" رومیوں ۶:۱ +

"وہ تم میں سے نکالا جائے" مسیحی مجلس کے شرکاء کو اختیار ہے کہ وہ اپنی مجلس کے مسیحیوں کے چال چلن کی تحقیقات کریں۔ اگر کسی کو اُن میں سے بدچلن یا نالائق پائیں تو اُس کو جماعت سے خارج کر دیں۔ مسیحی مجلس کو ایسے لوگوں کے قبول کرنے اور خارج کرنے کا پورا اختیار ہے۔ مگر یہ اختیار مجلس کے کسی خاص شخص کو نہیں ہے بلکہ کلیسیا کے کل شرکاء اس امر میں مختار و جواب دِہ ہیں۔ یہاں تک کہ اگر ایسا شخص کلیسیا میں رہنے پائے تو کل کلیسیا قصوروار ہے۔ پس نالائق اور خراب آدمیوں کو بلا رُو رعایت علانیہ سخت تنبیہ کرکے فوراً کلیسیا سے نکال دینا چاہئے۔ جس کلیسیا میں ایسے بے شرم آدمی شامل ہیں وہ کرنتھی کلیسیا کے مثل نہایت خرابی اور نقصان کی حالت میں ہے۔ لہٰذا ہم کو پولس کے اِس حکم کو ضرور یاد رکھنا چاہئے اور ایسے لوگوں کو چاہے وہ کوئی کیوں نہ ہوں کلیسیا میں نہ رہنے

دیں بلکہ فوراً خارج کر دیں۔ متی ۱۸:۱۷ اور ۲تھسلنیکیوں ۳:۶ و ۱۴ +

پولس ۳-۵ آیتوں میں ایسے مقدموں کا فیصلہ کرتا اور ہم کو ایسے مجرموں کو سزا دینے کا طریقہ بتاتا ہے وہ کہتا ہے کہ (۱) "خداوند یسوع مسیح کے نام سے" یعنی اُس کی قدرت و اختیار سے ایسے لوگوں کو سزا دیں لیکن چونکہ یہ دینی کام ہے لہٰذا بڑی سنجیدگی و ہوشیاری سے مسیح کے نائب ہو کے اِس کام کو کریں۔ (۲) اُس شخص کو سزا دیکر مسیح کی قدرت دکھائیں کسی نہ کسی طرح سے مسیح اُن کے فیصلے کی سچائی پر اپنی مُہر لگائیگا (۳) اُس شخص کو فوراً کلیسیا سے خارج کر دیں اور اُس سے کچھ سروکار نہ رکھیں۔ (۴) سب مل کر اُس کو یہ سزا دیں یعنی کلیسیا کے کل شرکاء کی طرف سے اُسکو یہ سزا دی جائے نہ کہ صرف پولس کی طرف سے +

"جسم کے اعتبار سے موجود نہ تھا" کلسیوں ۲:۵ و ۱تھسلنیکیوں ۲:۱۷ +

"رُوح کے اعتبار سے حاضر ہو کر" یعنی اپنی رُوح اور رسولی اختیار سے۔ اُس نے اِس مقدمے کا فیصلہ ایسے یقین اور اختیار سے کیا کہ گویا وہ اُن کے درمیان حاضر تھا +

"تم اور میری رُوح" "مسیح کی قدرت" ایسے امر میں مسیحی جماعت کے وسیلے سے ظاہر کی جاتی ہے۔ اگرچہ پولس رسول تھا تو بھی کرنتھی مسیحی جماعت کی مدد مرضی اور صلاح کے بغیر اُس نے اُس شخص کو تنبیہ نہ کرنی چاہی۔ ۲کرنتھیوں ۲:۶ و ۱۰۔ اعمال ۱۵:۲۲ و ۲۳ +

"شیطان کے حوالے کیا جائے" اِس غرض سے کہ اُس کے جسم کو کچھ دکھ تکلیف اور بیماری پہنچے۔ اس کا ثبوت کئی طرح سے ہے (۱) یہ

کہ شیطان بیماری کا بانی ہے۔ لوقا ۸: ۲ و ۱۳: ۱۶۔ عبرانیوں ۲: ۱۴ و ۲ کرنتھیوں ۱۲: ۷۔ (۲) یہ کہ رسولوں کے وقتوں میں بیماری اور موت سزا کے طور سے کلیسیا کے شرکا میں آئی۔ باب ۱۱: ۳۰۔ اعمال ۵: ۵۔ مکاشفہ ۲: ۲۲۔ (۳) یہ کہ اگر اس حرامکار شخص کو کلیسیا سے صرف خارج کرنے کی سزا کافی ہوتی تو بغیر رسول کے اور روح کی قدرت کے بھی یہ سزا اُس کو دی جا سکتی۔ (۴) یہ کہ اگر پولوس کا مطلب صرف یہی ہوتا کہ ایسا شخص صرف کلیسیا سے خارج کر دیا جائے جیسا کہ بعض گمان کرتے ہیں تو اس بیان میں اُس نے بڑا مبالغہ کیا۔ (۵) یہ کہ دُکھ اٹھانے سے بہت روحانی فائدے حاصل ہوتے ہیں۔ ہر زمانے میں دینداروں کو اسی طرح فائدہ پہنچا۔ زبور ۱۱۹: ۶۷-۷۱ و ۲ کرنتھیوں ۱۲: ۷-۱۰۔ ایوب ۱: ۲۰-۲۲۔ (۶) یہ کہ رسولوں کو سزا دینے کا اختیار تھا۔ ۱ تمیتھیس ۱: ۲۰ و ۲ کرنتھیوں ۱۰: ۸ و ۱۳: ۱۰۔ اعمال ۵: ۱-۱۱ و ۱۳: ۹-۱۱۔ اگر کوئی پوچھے کہ کیا آجکل بھی کوئی شیطان کے سپرد کیا جاتا ہے تو ہم کہیں گے کہ ہاں اِس زمانے میں بھی لوگ اُس کے سپرد کئے جاتے ہیں۔ اور اِس کا ثبوت کئی طرح سے ہے +

(۱) یہ کہ جس خدا نے اُس شخص کو شیطان کے سپرد کیا تھا۔ وہ اب تک موجود ہے اور جس تدبیر سے اُس حرامکار کو اُس نے سزا دی تھی وہی تدبیر اب بھی کر سکتا ہے۔ (۲) یہ کہ جس ضرورت سے اُس زمانے میں سزا دی گئی وہی ضرورت اب تک موجود ہے یہ کہ وہی شیطان جس کے سپرد وہ حرامکار کیا گیا تھا۔ ابتک موجود ہے اور ایسے لوگوں کو اپنے قبضے میں لانے کی بہت کوشش کرتا ہے +

،، تاکہ اُس کی رُوح خداوند یسوع کے دن نجات پاوے،، نیک نیتی سے یہ سخت سزا اُس کو دی جاوے تاکہ جس مراد و امید سے اُسکو یہ سزا دی جاتی ہے یعنی اُس کی رُوح کے بچاؤ اور آرام کے واسطے وہ پوری ہو ۲ کرنتھیوں ۷: ۹-۱۲۔ شیطان بے شک بدنیتی سے مارتا ہے لیکن وہ بھی خدا کے اختیار میں ہے اور بغیر اُس کی مرضی کے کچھ نہیں کر سکتا۔ سزا کئی وجوں سے دی جاتی ہے (۱) جب گنہگار سزا پائیگا تو وہ الٰہی ناراضگی کو محسوس کریگا اِس لئے کہ سزا الٰہی ناراضگی کا ایک نشان اور ثبوت ہے۔ (۲) یہ کہ وہ قصوروار کو سُدھارنے کا ایک وسیلہ ہے۔ (۳) وہ دوسروں کو عبرت دلاتی اور گناہوں سے بچاتی ہے +

،، خداوند یسوع مسیح کے دن،، یعنی اُس کے لوٹ آنے کے وقت۔ باب ۳: ۱۳ و ۴: ۵۔ رومیوں ۲: ۱۶ +

،، تمہارا فخر کرنا،، یعنی جس بات پر وہ گھمنڈ کرتے تھے وہ بے جا تھا۔ ۲ کرنتھیوں ۵: ۱۲۔ اُن کا گھمنڈ کرنا اِس سبب سے اور بھی زیادہ بے جا اور بے موقع تھا کہ انہوں نے ایسے خراب شخص کی خاطر کی تھی جس سے اُن کو شرمندہ ہونا چاہئے تھا +

،، تھوڑا سا خمیر سارے گندھے ہوئے آٹے کو خمیر کر دیتا ہے،، باب ۱۵: ۳۳ کو گلتیوں ۵: ۹ سے مقابلہ کرو۔ خمیر سے برائی مراد ہے۔ جیسا کہ خداوند یسوع نے اُن سے کہا کہ فریسیوں اور صدوقیوں کے خمیر سے خبردار اور چوکس رہو،، متی ۱۶: ۶۔ ،، خبردار فریسیوں کے خمیر اور ہیرودیس کے خمیر سے پرہیز کرو،، مرقس ۸: ۱۵۔ فریسیوں کے خمیر سے جو کہ

رہا ہے برعکس رہو" لوقا ۱۲: ۱۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ تھوڑی برائی کی بھی برداشت کرنا خطرے سے خالی نہیں ہے۔ اسلئے کہ تھوڑی بدی بھی مثل خمیر کے کُل کلیسیا میں پھیل جائیگی۔ اگر ایک شخص بھی بُرا ہو تو اُس کی بدی تمام کلیسیا میں اثر کرکے اُس کے کُل ممبروں کو نقصان پہنچائیگی۔ یشوع ۷: ۱۲ و ۲۵۔ گناہ کیسا ہی چھوٹا اور پوشیدہ کیوں نہ ہو لیکن رفتہ رفتہ تمام دل کو خراب کر ڈالیگا پس کسی گناہ کو چھوٹا نہ سمجھنا چاہئے کیونکہ ہر گناہ کا انجام موت ہے۔ رومیوں ۶: ۲۳۔ اور واضح رہے کہ گناہوں کی جو دو قسمیں محمدی بناتے ہیں یعنی ایک صغیرہ اور دوسرا کبیرہ سو اُس کا ذکر پاک نوشتوں میں نہیں پایا جاتا۔ ۱-یوحنا ۳: ۴ +

"پرانا خمیر" سے پرانی انسانیت کی بُرائی مراد ہے۔ دیکھو آیت ۷ اس تمثیل سے پولوس کی غرض یہ ہے کہ کلیسیا ہر قسم کی بُرائی سے صاف اور پاک ہونی چاہئے۔ ایسے بدکار شخص کو کلیسیا میں رہنے دینا ایسا ہے جیسے عید فسح میں خمیر کو رکھ چھوڑنا جس طرح اگلے زمانے میں بلکہ اس زمانے میں بھی یہودی نہایت خبرداری سے خمیر کو نکال پھینکتے ہیں اُسی طرح حقیقی مسیحیوں کو بھی چاہئے کہ کلیسیا سے ہر طرح کی بُرائیوں کے نکالنے میں کوشش کریں۔ خروج ۱۲: ۱۵ و ۱۹ و ۱۳: ۳ و ۷ و ۳۴: ۲۵۔ احبار ۲: ۱۱ و ۶: ۱۷ و ۱۰: ۱۲ +

"تم تازہ لوئی ہو" چونکہ وہ مسیح میں ہو کر سرِ نو پیدا ہوئے اور نئے مخلوق بنے تھے اس لئے مناسب تھا کہ وہ پاکیزہ چال اختیار کرتے۔ ۲-کرنتھیوں ۵: ۱۷ و ۶: ۱۴-۱۸ +

"ہماری فسح" یعنی مسیح ہمارے واسطے قربان ہوا۔ جس دن عید فسح منائی جاتی اور بھیڑ قربان کی جاتی تھی اُسی روز مسیح ہمارے گناہوں

کے سبب صلیب پر کھینچا گیا اور جان سے مارا گیا۔ یوحنا ۱۸: ۲۸ و ۳۹ و ۱۹: ۱۴ و لوقا ۲۲: ۱۵-۲۰۔ مسیح کئی وجہوں سے فسح کہلاتا ہے (۱) ہم اُس کی صلیبی موت پر پورا بھروسہ کرکے اور ایمان و محبت کی آنکھ سے اُس کی طرف دیکھ کر گویا اُسکا گوشت کھاتے اور اُس کا لہو پیتے ہیں۔ اور اُس سے اپنی روحوں کی پرورش پاتے ہیں۔ یوحنا ۶: ۵۱-۵۷۔ خروج ۱۲: ۱-۱۵ (۲) جس طرح فسح کی بھیڑ کی موت کے سبب ہیبت ناک موت سے بنی اسرائیل کو رہائی ملی اُسی طرح مسیح مصلوب کے ذریعے سے ہمیشہ کی ہلاکت سے ہم کو رہائی ملی ہے۔ خروج ۱۲: ۳ و ۵۔ یوحنا ۱: ۲۹ و ۱۹: ۳۶۔ اعمال ۸: ۳۲ و ۱-پطرس ۱: ۱۹ و ۲: ۲۴۔ مکاشفہ ۵: ۶ و ۷: ۹-۱۷ و ۱۳: ۸ +

"قربان ہوا" ایک دفعہ صلیب پر۔ "اُسی مرضی کے سبب ہم یسوع مسیح کے جسم کے ایک ہی بار قربان ہونے کے وسیلے سے پاک کئے گئے ہیں۔ اور ہر ایک کاہن تو کھڑے ہو کر ہر روز عبادت کرتا ہے اور ایک ہی طرح کی قربانیاں بار بار گزرانتا ہے جو ہرگز گناہوں کو دور نہیں کرسکتیں۔ لیکن یہ شخص ہمیشہ کے لئے گناہوں کے واسطے ایک ہی قربانی گزران کر خدا کی دہنی طرف جا بیٹھا۔ اور اُسی وقت سے منتظر ہے کہ اُس کے دشمن اُس کے پاؤں تلے کی چوکی بنیں۔ کیونکہ اُس نے ایک ہی قربانی چڑھانے سے اُن کو ہمیشہ کے لئے کامل کر دیا ہے جو پاک کئے جاتے ہیں" عبرانیوں ۱۰: ۱۰-۱۴۔ "جو اُن سردار کاہنوں کی مانند محتاج نہیں کہ ہر روز پہلے اپنے اور پھر لوگوں کے گناہوں کے واسطے قربانیاں چڑھاوے۔ کیونکہ اُس نے ایک ہی مرتبہ ایسا کیا جب کہ اپنے تئیں گزرانا" عبرانیوں ۷: ۲۷ "نہ یہ ایسا نہیں کہ وہ آپ کو بار بار گزرانے جیسا سردار کاہن پاک ترین مکان میں ہر سال دوسرے کا لہو

بیکر جاتا ہے۔ یہ نہیں تو ضروری تھا کہ وہ دنیا کے شروع سے بار بار مرا کرتا پر اب آخری زمانے میں ایکبار ظاہر ہوا تاکہ اپنے تئیں قربانی کرنے سے گناہ کو نیست کرے۔" عبرانیوں ۹: ۲۵-۲۶۔ "اور محبت سے چلو جیسے مسیح نے بھی ہم سے محبت کی اور خوشبو کے لئے ہمارے عوض میں اپنے تئیں خدا کے آگے نذر اور قربان کیا۔" افسیوں ۵: ۲+

"پس آؤ ہم عید کریں۔" آیت ۸۔ پولوس عشائے ربانی کی طرف اشارہ کرتا ہے نہ یہودی فسح کی طرف۔ عشائے ربانی خداوند کی موت کو یاد دلاتی ہے باب ۱۱: ۲۶+

"نہ پرانے خمیر سے" یعنی ریا و بدنیتی سے ہم مسیح کی موت کی یادگاری کی رسم کو نہ مانیں بلکہ بے ریائی اور نیک نیتی سے۔ اس آیت کے معنی یہ ہیں کہ خدا کی بندگی کرنے میں دل کو پاک رکھنا چاہئے کیونکہ خدا روح ہے پس اُس کے پرستاروں کا فرض ہے کہ روح اور راستی سے اُس کی پرستش کریں۔ یوحنا ۴: ۲۴۔ خدا اپنے ایسے پرستاروں سے محبت رکھتا ہے اور اُن کی پرستش مقبول ہے۔ اسی واسطے پولوس کرنتھی مسیحیوں کو آگاہ کرتا ہے کہ سچائی اور پاک دلی سے اپنی عید فسح یعنی عشائے ربانی میں شریک ہوا۔ اگر کوئی ایسا حرامکار شخص کسی کلیسیا میں شریک کیا جائے جیسا کرنتھی مسیحیوں میں تھا تو بے شک وہ کلیسیا پرانے خمیر سے اپنی عید کو مانتی ہے نہ صاف دلی اور سچائی کی بے خمیری روٹی سے۔" استثنا ۱۶: ۱-۸۔ متی ۱۵: ۷-۹۔ مرقس ۷: ۶+

"میں نے اپنے خط میں تم کو یہ لکھا تھا۔" آیت ۹۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ پولوس کا وہ خط کھو گیا ہے۔ کیونکہ ان خطوں میں جو اب ہمارے

پاس موجود ہیں اس بات کا کچھ ذکر نہیں ہے۔ اغلب ہے کہ اسی طرح پولوس نے اور بھی خطوط لکھے ہوں جو اب ہمارے پاس نہیں ہیں۔ مگر جو خطوط فائدہ عام اور کلیسیا کی ترقی کے واسطے تھے۔ وہ اب تک موجود ہیں۔ ۲ کرنتھیوں ۱۰: ۱۰۔ او کلسیوں ۴: ۱۶۔ ۱ تھسلنیکیوں ۵: ۲۷ و ۲ تھسلنیکیوں ۳: ۱۴۔ کلسیوں ۴: ۱۶+

"تم حرامکاروں سے صحبت نہ رکھو۔" ایسے لوگوں سے کچھ سروکار رکھنا نہ اُن کے ساتھ کھانا کھانا اور نہ اُن سے کچھ سلوک کرنا بلکہ اُن کی ایسے چال چلن سے تم اپنی ناراضگی ظاہر کرنا۔ وہ تم اُنکو اس طرح شرمندہ کرنا کہ وہ اپنے قصور کا اقرار کرکے اُس سے شرمندہ ہوں اور توبہ کریں۔ مگر قصور واروں سے اس طرح پیش آنا کہ وہ اپنے قصوروں سے شرمندہ ہو کے توبہ کریں بہت مشکل ہے۔ ان کو ملامت اور تنبیہ کرنا تو آسان ہے مگر محبت کے ساتھ اس طرح ملامت کرنا کہ وہ راہ راست پر آجائیں بہت مشکل ہے۔ غرضیکہ کوئی مسیحی ایسے آدمی کی طرف اپنی رضامندی اور خوشنودی اُس وقت تک نہ ظاہر کرے جب تک کہ وہ اپنے گناہ کو چھوڑ کر سچی توبہ کا پھل نہ دکھائے استثنا ۱۳: ۱۱۔ افسیوں ۵: ۱۱۔ ۱ تمتھیس ۵: ۲۰ و ۲۲+

گنہگاروں کے ساتھ برتاؤ کرنے کا حکم جو پولوس نے دیا تھا اُس کا مطلب کرنتھی مسیحی نہیں سمجھے۔ اُنہوں نے اُس کی نصیحت سے یہ نتیجہ نکالا کہ وہ ایسے لوگوں سے اُن کو بالکل بات چیت اور خرید و فروخت کرنے سے منع کرتا ہے حالانکہ یہ غرض اُس کی نہ تھی۔ اسی واسطے وہ اپنے حکم کا مطلب بتاتا ہے کہ اُن سے اِس طرح تعلق کو قطع نہ کرو کہ دنیا میں تمہارا رہنا غیر ممکن ہو جائے۔ یوحنا ۱۷: ۱۵ و ۱ یوحنا ۵: ۱۹+

دسویں آیت میں "لالچیوں" سے وہ لوگ مراد ہیں جو اپنے نفع کے واسطے لوگوں سے دغا کرتے اور اپنی زندگی کی غرض یہی سمجھتے ہیں کہ کسی طرح دولتمند ہو جائیں مگر ایسا آدمی اچھا مسیحی نہیں ہو سکتا - لوقا ۱۲: ۱۵-۲۱ - افسیوں ۵: ۳ و ۵ و ۲ کرنتھیوں ۷: ۲ و ۹: ۵ و ۱۲: ۱۷ و ۲ پطرس ۲: ۱۴ +

"ظالموں" سے وہ لوگ مراد ہیں جو ظلم و زبردستی سے مال کماتے اور ہر طرح سے لوگوں پر زیادتی کرتے ہیں - ۱ تھسلنیکیوں ۴: ۶ - وہ اپنے حق سے زیادہ لیتے اور غریبوں - بیواؤں - یتیموں - کمزوروں کا حق مارتے ہیں - متی ۲۳: ۱۴ - مرقس ۱۲: ۴۰ - ططس ۱: ۱۱ - جن گناہوں کا ذکر پولوس بیان کرتا ہے وہ اُن دنوں بہت رائج تھے - اور یونانی ایسے گنہگار کو یعنی حرامکار لالچی - بُت پرست آدمی کو حقیر نہیں جانتے تھے - باب ۶: ۹-۱۱ - اعمال ۱۶: ۱۶ و ۱۹ و ۱۷: ۱۶ - افسیوں ۲: ۲ و ۳ +

گیارھویں آیت میں پولوس اپنے حکم کے ساتھ اُس کے معنے بھی بتاتا ہے کہ اگر کوئی مسیحی اِن گناہوں میں گرفتار رہو تو اُس سے مطلق صحبت نہ رکھنا چاہئے بلکہ یہاں تک اُس سے بیزار اور ناراض ہونا چاہئے کہ نہ اُس کو اپنے گھر بُلائیں اور نہ اُس کی دعوت منظور کریں - اِس سے یہ غرض ہے کہ ہم کسی حرامکار - یا لالچی یا بُت پرست یا گالی دینے والے یا شرابی یا لٹیرے کو مسیحی نہ سمجھیں اور نہ اُس سے صحبت رکھیں بلکہ ہم کو چاہئے کہ خود اُسی شخص کے روبرو بلکہ تمام دُنیا کے سامنے یہ ظاہر کریں کہ ہماری نظر میں یہ شخص مسیحی نہیں ہے - اِسی طرح اگر ہندوستانی مسیحی بھی ایسے گنہگار مسیحیوں کا حقہ پانی بند کر دیا کریں تو کلیسیا کی بہت ترقی اور صفائی ہوگی +

مخفی نہ رہے کہ آجکل بہت ہندو اور محمدی مسیحی ہونے سے اس سبب

سے انکار کرتے ہیں کہ کلیسیا میں بہت بدچلن اور گناہ آلودہ لوگ شامل ہیں - اِسی سبب سے گویا پولوس نے نہایت دانشمندی اور دوراندیشی سے یہ حکم دیا - کہ ایسے لوگ صرف کلیسیا سے خارج ہی نہ کئے جائیں بلکہ اُن سے بالکل صحبت نہ رکھنی چاہئے - پس اگر پولوس کے حکم کے بموجب ایسے مسیحیوں کا حقہ پانی بند کر دیا جائے اور کوئی مسیحی اُن کے گھر میں نہ جائے مگر سمجھانے کے واسطے تو کلیسیا کو ہر طرح کا فائدہ ہوگا - کلیسیا کی کمزوری کا ایک خاص باعث یہ بھی ہے کہ اُس میں بہت سے مفسد مثل عکن اور حننیاہ اور سفیرہ اور شمعون جادوگر کے شامل ہیں جو اُس کے نقصان اور بدنامی کے باعث ہیں - یشوع ۷: ۲۵ - اعمال ۵: ۱-۱۱ و ۸: ۹-۲۴ - سنتال کے مسیحیوں میں یہ دستور ہے کہ جب کوئی مسیحی کسی سخت گناہ کے سبب کلیسیا سے خارج کیا جاتا ہے تو فوراً کُل مسیحی اُس کا حقہ پانی بند کر دیتے ہیں اور اُس کے گھر کوئی مسیحی نہیں جاتا اور نہ کوئی اُس کو اپنے گھر بُلاتا ہے - گرجے میں بھی اور مسیحیوں سے علیحدہ اُس کو بیٹھنا پڑتا ہے - اِس طور سے کُل کلیسیا اُس کے گناہ کی طرف سے اپنی ناراضگی اور نفرت ظاہر کرتی ہے جب تک کہ وہ توبہ کر کے اپنے گناہ کو نہ چھوڑ دے اِس طرح کی سزا سے وہ جلد اپنے گناہ کی حقیقت اور بُرائی کو پہچانتا اور اُس کو چھوڑ دیتا ہے - کاش کہ ہماری کُل کلیسیاؤں میں بھی پولوس کا یہ مفید حکم جلد جاری ہو جائے تاکہ کلیسیا کی صفائی اور حقیقی ترقی نظر آئے +

کرنتھی مسیحیوں نے یہ گمان کیا تھا کہ شاید پولوس کا مطلب یہ ہے کہ گنہگار چاہے یونانی ہو یا یہودی رومی ہو یا اور کوئی مگر اُس سے کچھ سروکار نہ رکھنا چاہئے لیکن اُس کا یہ مطلب نہیں تھا - چنانچہ وہ خود اُن کی غلط فہمی کو اِس طرح ظاہر کرتا ہے کہ اگر اس حکم سے میرا یہ مطلب ہوتا تو اُن کو دُنیا سے

نکالنا اور باہر والوں پر حکم کرنا پڑتا مگر اس زمانے میں ہمارا یہ کام نہیں ہے بلکہ ہم کو تو اس وقت صرف مسیحی بھائیوں کے مقدموں کا فیصلہ کرنا چاہیے نہ کہ غیر مسیحیوں کا۔ دیکھو آیت ۱۲۔

کیا ایسا نہیں ہے کہ تم تو اندر والوں پر حکم کرتے ہو؟ یعنی تم اپنے ہی دستور سے بہ آسانی سمجھ سکتے ہو۔ تم آپ ہی مسیحی بھائیوں کی تحقیقات کرتے اور ان کو سچا یا جھوٹا ٹھہراتے ہو۔ مگر اس طور سے تم باہر والوں کی حالت دریافت نہیں کر سکتے۔ مرقس ۴: ۱۱۔ کلسیوں ۴: ۵۔

غیر مسیحیوں اور باہر والوں کے گناہوں کا فیصلہ خدا آپ کریگا۔ دیکھو آیت ۱۳۔ مسیحی کلیسیا ان لوگوں کے گناہوں کی تحقیقات نہیں کر سکتی۔ اور نہ ان کو سزا دے سکتی ہے۔ لیکن جو لوگ کلیسیا میں شریک ہیں ان پر البتہ وہ حکم کر سکتی ہے بلکہ ان پر حکم کرنا اسے واجب ہے۔ اسی سبب سے پولس کہتا ہے کہ تم اس برے آدمی کو اپنے درمیان سے نکال دو۔ اور اگر نہ نکالیں تو وہ خود اس کے گناہ میں شریک ہونگے۔ ایسے بھائیوں حرامکار۔ لالچی۔ بت پرست۔ گالی دینے والے۔ شرابی لٹیرے مسیحیوں سے صحبت رکھنا۔ ان کی دعوت کرنا یا ان کے ساتھ کھانا کھانا گناہ ہے۔ اگر وہ کلیسیا میں ہماری رفاقت سے رہے تو ہم اس کے گناہ میں شریک ہیں۔ پولس نہ صرف کل کلیسیا سے بلکہ ایک ایک مسیحی سے گویا کہتا ہے کہ تم حتی المقدور ایسے شخص کو مسیحی جماعت سے نکالنے میں کوشش کرو کیونکہ تم میں سے ہر ایک اس کا جوابدہ ہے۔ کاشکہ ہم سب اس کام کو اپنے اوپر فرض سمجھیں اور خوب دلیری۔ دانائی۔ حلیمی و ہوشیاری سے اپنے اس مشکل اور نازک فرض کو ادا کریں۔ استثنا ۱۳: ۵ و ۱۷: ۷ و ۲۱: ۲۱ و ۲۴: ۷ و ۱-تیمتھیس ۵: ۲۰۔

۱: ۲۱ و ۲۴ و ۲۵ و ۶: ۵ و ۲-تیمتھیس ۳: ۶-۹ و ۴: ۱۴ و ۱۵-ططس ۱: ۱۰ و ۱۶ و ۲: ۱۵ و ۳: ۱۰ و ۱۱۔

حاصل کلام

۱۔ رسولی کلیسیا کی حالت کیا ہی افسوسناک تھی۔ دیکھو آیت ۱۔ بعض خیال کرتے ہیں کہ جو کلیسیائیں رسولوں کے ذریعہ سے مقرر ہوئیں وہ پاک اور بےعیب تھیں۔ مگر ان کا یہ خیال غلط ہے۔ گناہ و غفلت ہی کے باعث یہ کلیسیا جو پولس رسول کی منادی اور محنت سے قایم کی گئی تھی اب آپس کی پھوٹ اور مغروری اور بےجا سختی سے پست اور خراب ہو گئی تھی۔ بلکہ جتنی کلیسیائیں بارہ رسولوں کے وعظ و نصیحت اور جانفشانی سے قائم ہوئیں سب شکستہ حال ہو گئیں یہاں تک کہ ان میں سے اکثروں کا اس وقت کچھ نام و نشان بھی نہیں ہے۔ کسی کلیسیا کی ثابت قدمی و سلامتی اسبات پر موقوف نہیں ہے کہ وہ کسی رسول یا دیندار شخص کی منادی یا محنت سے مقرر ہوئی ہے بلکہ اسبات پر اسکی سلامتی موقوف ہے کہ اسکے شرکا مسیح مصلوب کی طرف ہر وقت ایمان و محبت سے دیکھتے رہیں اور اسکی مرضی کے مطابق چال چلن اختیار کریں۔ آیت ۱۔

۲۔ خدا کبھی کبھی شیطان کے ذریعہ سے اپنے لوگوں کو تنبیہ کرتا ہے۔ بےخبر غیر تائب مسیحی شیطان کے سپرد کیا جاتا ہے۔ تاکہ وہ اپنے گناہوں سے قائل ہو کر اس سے بالکل باز آجائے۔ کاشکہ ہم اس سخت بےرحم دشمن کے ہاتھ میں سونپے جانے کی نوبت تک کبھی نہ پہنچیں۔ آیات ۴ و ۵۔

۳۔ جس کلیسیا میں ایسے بدچلن آدمی شریک ہوں جیسے کرنتھی جماعت میں تھے اسکو گھمنڈ اور سختی کرنا کیسا بیجا ہے۔ دیکھو آیت ۲۔

۴- ایک ہی گناہ سے بہت خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔ گناہ مثل خمیر کے جلد پھیلتا ہے۔ اور جس دل اور کلیسیا یا گھر یا ملک میں دخل پاتا ہے اس کو بہت جلد خراب کر ڈالتا ہے جس طرح سانپ اور شیر کے بچوں کو بچپن ہی میں مار ڈالنا ضرور ہے ورنہ بڑے ہونے کے بعد ان پر غالب آنا مشکل ہے اسی طرح گناہ کا ابتدا ہی میں مقابلہ کرنا چاہئے۔ ورنہ وہ جلد بڑھ کے گنہگار کو ہلاک کر دیگا۔ اور اس کلیسیا کے تمام شرکا کو نقصان پہنچائیگا۔ دیکھو آیت ۶۔ باب ۱۵: ۳۳ ✦

۵- اگر کوئی مسیحی کسی قسم کے گناہ میں مبتلا ہو تو اسکو پہلے آگاہ کر کے اس گناہ کے کرنے سے منع کرنا چاہئے۔ اگر مان گیا اور اس گناہ سے باز آیا تو خیر ورنہ اس کو کلیسیا سے خارج کر دینا چاہئے۔ اور پھر اس سے اس وقت تک کچھ سروکار نہ رکھنا چاہئے جب تک کہ وہ توبہ کا پھل نہ کھائے۔ آیات ۹-۱۳ ✦

۶- جس کلیسیا کی روحانی حالت اچھی ہوگی وہ کرنتھی کلیسیا کی طرح ایسے گنہگاروں کی ہرگز خاطر نہ کریگی۔ بلکہ جلد ان کو اپنی مجلس سے خارج کر دیگی۔ پس کلیسیا کی حقیقی حالت کی یہ ایک جانچ ہے کہ آیا اس کے شرکاء ایسے مجرموں کی خاطر کرتے ہیں یا نہیں۔ آیات ۲ و ۶ ✦

۷- خادم الدین اور کلیسیا کے افسروں کا یہ ایک خاص فرض ہے کہ جب مسیحیوں کو کسی خراب حالت میں دیکھیں۔ تو مثل پولوس کے ان کو سخت ملامت کریں۔ خدا اس ملامت کو مؤثر بنائیگا۔ چاہے کوئی ان کی نصیحت پر عمل کرے یا نہ کرے چاہے اس سختی کے سبب سے کوئی ان کی عزت کرے یا بیعزتی مگر ملامت و نصیحت کرنا ان کا فرض ہے کیونکہ وہ اس امر میں سخت جواب دہ ہیں۔ علاوہ خادم الدین اور کلیسیا کے افسروں کے کلیسیا کے ہر شخص کا

فرض ہے کہ قصوروار بھائیوں کو ان کے گناہوں کے سبب ملامت کرے۔ آیات ۲ و ۱۱ ✦

۸- گھمنڈ اور شیخی دل میں خمیر (برائی) کی موجودگی کا نشان ہے۔ کیونکہ اس سے یہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ہماری اندرونی حالت اچھی نہیں ہے۔ آیات ۲ و ۶ ✦

۹- کلیسیا کی طرف سے قصوروار مسیحی کو تنبیہ دینے میں کئی غرض ہیں۔ (۱) کل کلیسیا کی پاکیزگی اور ترقی۔ (۲) قصوروار کو سدھارنے اور اس کی بہتری کی امید۔ (۳) دوسروں کو ایسے گناہ کرنے سے خوف دلانا۔

۱۰- کلیسیا کو کئی وجہوں سے قصوروار مسیحیوں کو تنبیہ دینے کا اختیار ہے اول اس وجہ سے کہ مسیح نے اس کو یہ اختیار دیا ہے۔ متی ۱۸: ۱۵-۲۰۔ (۲) رسولی کلیسیا نے قصورواروں کو تنبیہ دی تھی اعمال ۵: ۱-۱۱ و ۲ کرنتھیوں ۲: ۶۔ (۳) اس وجہ سے کہ اگر یہ اختیار نہ ہوتا تو وہ اپنی صفائی کی جوابدہ نہ ہوتی۔ (۴) مسیح کے نام کی عزت و رونق اس کے سپرد کی گئی ہے۔ سو اس کے نام کو بدنامی سے بچانے کے واسطے کلیسیا کو یہ اختیار دینا ضروری ہے ✦

۱۱- عید فسح کا ذبح کیا ہوا برہ مسیح مصلوب کی طرف ٹھیک ٹھیک اشارہ کرتا ہے۔ دیکھو آیت ۷۔ پرانے عہدنامے کے کل رسوم مسیح کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ جو شخص دعا کے ساتھ پرانے عہدنامے کے نوشتوں پر غور کریگا وہ ہر جگہ مسیح کو موجود پائیگا۔ پرانے اور نئے عہدنامے کے نوشتوں میں پوری موافقت ہے۔ پس دونوں کا مقابلہ کرنے سے ہمارا ایمان پختہ کیا جاتا ہے۔ لوقا ۱۶: ۲۹ و ۲۴: ۲۴-۴۶۔ یوحنا ۵: ۳۹۔ اعمال ۱۷: ۱۱ و ۲۸: ۲۳۔ ۱ تھسلنیکیوں ۲: ۱۳ و ۲ تیمتھیس ۳: ۱۴-۱۷ ✦

چھٹا باب

آیات ۱-۱۱ - (۱) کیا تم میں سے کسی کو یہ جرأت ہے کہ جب دوسرے کے ساتھ مقدمہ ہو تو فیصلے کے لئے بے دینوں کے پاس جائے؟ اور مقدسوں کے پاس نہ جائے؟ (۲) کیا تم نہیں جانتے کہ مقدس لوگ دنیا کا انصاف کرینگے؟ پس جب تم کو دُنیا کا انصاف کرنا ہے تو کیا چھوٹے سے چھوٹے جھگڑوں کے بھی فیصل کرنے کے لائق نہیں؟ (۴) پس اگر تم میں دُنیوی مقدمے ہوں تو کیا اُن کو منصف مقرر کروگے جو کلیسیا میں حقیر سمجھے جاتے ہیں؟ (۵) میں تمہیں شرمندہ کرنے کے لئے پوچھتا ہوں کیا واقعی تم میں ایک بھی دانا نہیں ملتا جو اپنے بھائیوں کا فیصلہ کر سکے؟ (۶) بلکہ بھائی بھائیوں میں مقدمہ ہوتا ہے اور وہ بھی بے دینوں کے آگے۔ (۷) لیکن دراصل تم میں بڑا نقص یہ ہے کہ آپس میں مقدمہ بازی کرتے ہو۔ ظلم اُٹھانا کیوں نہیں بہتر جانتے؟ اپنا نقصان کیوں نہیں قبول کرتے۔ (۸) بلکہ تم ہی ظلم کرتے اور نقصان پہنچاتے ہو اور وہ بھی بھائیوں کو (۹) کیا تم نہیں جانتے کہ بدکار خدا کی بادشاہت کے وارث نہ ہونگے؟ فریب نہ کھاؤ۔ نہ حرامکار خدا کی بادشاہت کے وارث ہونگے نہ بُت پرست نہ زناکار نہ عیاش نہ لونڈے باز (۱۰) نہ چور نہ لالچی نہ شرابی نہ گالیاں بکنے والے نہ ظالم۔ (۱۱) اور بعض تم میں ایسے ہی تھے بھی مگر تم خداوند یسوع مسیح کے نام سے اور ہمارے خدا کے روح

سے دُھل گئے اور پاک ہوئے اور راستباز بھی ٹھہرے ۔

شرکائے کلیسیا کے جھگڑوں کے فیصل کرنے کا طریقہ

چونکہ مسیحیوں کو اپنے مقدمات کے فیصل کروانے کے واسطے غیر مسیحیوں کے سامنے جانا شرم کا باعث تھا اس سبب سے پولوس پہلی آیت میں نہایت تاکید سے اُن کو منع کرتا ہے کہ وہ غیر مسیحیوں کے پاس اپنے مقدمات نہ لے جائیں۔ ہمارا خداوند خود ہمارے مقدمات کے فیصل کرنے کا طریقہ بتاتا ہے۔ کہ اگر کوئی مسیحی کسی دوسرے مسیحی کا کسی طرح کا گناہ و قصور کرے تو پہلے تنہائی میں اُس کو سمجھانا چاہئے اگر مان جائے تو بہتر ورنہ ایک دو شخصوں کو بطور گواہوں کے اپنے ساتھ لیکر اُس کو سمجھائے۔ اگر اُن کا بھی کہنا نہ مانے تو مسیحی جماعت کے سامنے اُس پر نالش کرے۔ اگر وہ جماعت کا کہنا بھی نہ مانے تو غیر مسیحیوں کی مانند وہ بھی سمجھا جائے۔ دیکھو متی ۱۸: ۱۵-۲۰۔ لوقا ۱۷: ۳ و ۴۔ یعقوب ۵: ۱۹ و ۲۰۔ گلتیوں ۶: ۱۔ احبار ۱۹: ۱۷۔ جس طرح یہودیوں میں یہ دستور تھا کہ جب اُن میں تکرار ہوتی تھی تو انہی میں سے ایک ثالث اُس مقدمے کو فیصل کرتا تھا۔ اور رومی حاکم اُس کی رائے کو منظور کرتے تھے۔ اعمال ۱۸: ۱۵-۱۶۔ اور اگر کوئی یہودی دوسرے یہودی پر غیر قوم کے حاکم کے سامنے نالش کرتا تھا تو کل یہودی اُس سے ناراض ہوتے تھے۔ اُسی طرح مسیحیوں کو بھی اپنے آپس کے مقدمات غیر مسیحیوں کے روبرو لے جانے چاہئیں۔ اُن کو آپس میں غیر مسیحی حاکم کے سامنے لے جانا کئی وجہوں سے بے جا ہے۔ (۱) پہلے یہ کہ وہ آپس میں بھائی

ہیں اور چونکہ بھائیوں کو باہر والوں کے سامنے لڑنا اور اُن سے اپنا مقدمہ فیصل کروانا نہایت شرم کی بات ہے لہٰذا مسیحیوں کو بھی مناسب ہے کہ اپنے مقدمات غیر مسیحیوں کے روبرو نہ لے جائیں۔ اور نہ اُن سے فیصلے کی درخواست کریں۔ بھائیوں کو بیچ مقرر کر کے مقدمے کو فیصل کر لینا اِس سے بہتر ہے کہ غیر کے سامنے لے جائیں۔ (۲) مسیح نے بھی اِس کو منع کیا ہے متی ۵: ۴۰-۴۱۔ (۳) غیر کے آگے مقدمے لے جانے سے مسیحیوں کی بدنامی ہوتی اور کلیسیا کے کل شرکاء کو نقصان پہنچتا ہے۔ (۴) خدا کی برکت ایسے مقدمات پر نہ ہوگی۔ اگر تم ایک دوسرے کو کاٹ کھاؤ تو خبردار ایسا نہ ہو کہ تم ایک دوسرے کو نگل جاؤ" گلتیوں ۵: ۱۵۔ (۵) نقصان اُٹھانا غیر مسیحی کے سامنے لڑنے سے بہتر ہے "کیونکہ اگر کوئی خدا کے خیال سے بےانصافی کے باعث دُکھ اُٹھا کر تکلیفوں کی برداشت کرے تو یہ پسندیدہ ہے۔ اِس لئے اگر تم نے گناہ کر کے مُکے کھائے اور صبر کیا تو کونسا فخر ہے؟ ہاں اگر نیکی کر کے دُکھ پاتے اور صبر کرتے ہو تو یہ خدا کے نزدیک پسندیدہ ہے۔ اور تم اِسی کے لئے بلائے گئے ہو کیونکہ مسیح بھی تمہارے واسطے دُکھ اُٹھا کر تمہیں ایک نمونہ دے گیا ہے تاکہ اُس کے نقشِ قدم پر چلو۔ نہ اُس نے گناہ کیا اور نہ اُس کے مُنہ سے کوئی مکر کی بات نکلی۔ نہ وہ گالیاں کھا کر گالی دیتا تھا اور نہ دُکھ پا کر کسی کو دھمکاتا تھا۔ بلکہ اپنے آپ کو سچے انصاف کرنے والے کے سپرد کرتا تھا" ۱ پطرس ۲: ۱۹-۲۳۔

یاد رکھنا چاہئے کہ صرف غیر مسیحیوں کے سامنے مسیحیوں کو مقدمہ لے جانے اور جھگڑا کرنے سے پولس منع کرتا ہے لیکن جہاں مسیحی عملداری اور مسیحی حاکم ہو وہاں مُمانعت نہیں ہے مگر پھر بھی جہاں تک

ہو سکے مُلکی حاکموں کے سامنے چاہے وہ مسیحی بھی ہوں کوئی مسیحی اپنے کسی بھائی کو نہ لے جائے۔

"مقدس لوگ دنیا کا انصاف کرینگے" آیت ۲ یعنی مسیح کے لوٹ آنے کے وقت۔ متی ۱۹: ۲۸۔ لوقا ۲۲: ۳۰۔ مکاشفہ ۱: ۶ و ۵: ۱۰۔ دانی ایل ۷: ۲۲۔ اِس سے مسیحیوں کے آنے والے وقت میں سرفرازی ظاہر ہوتی ہے وہ جہان کی عدالت کرینگے اِس لئے کہ وہ مسیح کے ساتھ جو دنیا کی عدالت کریگا ملے ہوئے ہیں۔ باب ۴: ۸۔ رومیوں ۸: ۱۷ و ۲ تیمتھیس ۲: ۱۱ و ۱۲۔

اگرچہ ابھی دنیا کی نظر میں مسیحی کچھ حقیقت نہیں رکھتے لیکن مسیح کے آنے کے بعد اُن کو اُس کے ساتھ تختِ عدالت پر بیٹھنے کی جگہ ملیگی۔ مکاشفہ ۲: ۲۶ و ۴: ۴۔ ۲۰: ۶۔ غرضیکہ پولس گویا طنز کی راہ سے اُن سے کہتا ہے کہ جب تم اُس وقت تمام دنیا کی عدالت کروگے تو کیا اِس وقت آپس کے چھوٹے چھوٹے مقدمات کے فیصل کرنے کی لیاقت نہیں رکھتے؟ کیا جو شخص ہائی کورٹ کے مقدمات کے فیصل کرنے کی لیاقت رکھتا ہے۔ وہ چھوٹے محکمے کے مقدمات کو بخوبی فیصلہ نہیں کر سکتا؟

مسیحی نہ صرف اِس جہان کے لوگوں کی بلکہ فرشتوں کی بھی عدالت کرینگے ۲ پطرس ۲: ۴۔ یہوداہ آیت ۶۔ اِس زمانے کے مسیحیوں کی نسبت پاک فرشتے بھی درجے و رُتبے میں کم ہیں چنانچہ لکھا ہے "کیا وہ سب خدمت گذار روحیں نہیں جو نجات کی میراث پانے والوں کی خاطر خدمت کو بھیجی جاتی ہیں۔" عبرانیوں ۱: ۱۴۔ اگرچہ فرشتے تمام مخلوقات سے زور میں سبقت لیجاتے ہیں تو بھی وہ مسیحیوں کے خدمت گذار ہیں اور آخر کار مسیحی اُن کی عدالت کرینگے کہ مسیح کی بادشاہت میں وہ کس درجے کے لائق ہیں۔ پس جیسی اُنھوں نے

مسیحیوں کی خدمت کی ہوگی ویسا اُن کو رتبہ ملیگا۔ انکا رتبہ مُفت کا نہیں ہے بلکہ اُن کی محنت وجانفشانی ووفاداری پر موقوف ہے۔ پس جب ہم ایسے مقتدر والے فرشتوں کی عدالت کریں گے تو ہمارا رتبہ کیا ہی بڑا ہوگا! کاش کہ ہم سب اپنے رتبوں کو سمجھیں اور اُس کے لائق چال چلن اختیار کریں +

"ہم فرشتوں کا انصاف کرینگے"، آیت ۳۔ بعض عالم سمجھتے ہیں کہ پولوس یہاں صرف ناپاک فرشتوں کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ ہم یہاں ناپاک فرشتوں سے لڑتے ہیں "ہمیں خون وجسم سے کشتی نہیں کرنی بلکہ حکومتوں سے اور ریاستوں سے اور اس دنیا کی تاریکی کے اختیار والوں سے اور شرارت کی رُوحوں سے جو افلاک کی مکانوں میں ہیں۔ اس واسطے تم اُن کے سارے ہتھیار اُٹھالو تاکہ تم بُرے دن میں مقابلہ کرسکو" افسیوں ۶: ۱۲ و ۱۳ لوقا ۱۰: ۲۰۔ پس ضروری ہے کہ ہم آخر کو اُن کی عدالت کریں تاکہ اُن پر اپنی فتح کا پھل دیکھیں

"جو کلیسیا میں حقیر سمجھے جاتے"، آیت ۴۔ اس امر میں کہ کون شخص کا ذکر پولوس یہاں کرتا ہے علماء کی رائے مختلف ہے (۱) بعض یہ سمجھتے ہیں کہ وہ غیر مسیحیوں کی طرف اشارہ کرتا ہے یعنی گویا وہ یہ کہتا ہے کہ باوجودیکہ تمہاری نظر میں غیر مسیحی حقیر ہیں مگر پھر بھی تم ایسے ہی لوگوں کے سامنے اپنے مقدمات فیصل کروانے کو لے جاتے ہو۔ کیا اس سے تمہارے قول وفعل میں فرق نہیں آتا۔ (۲) اور بعض یہ سمجھتے ہیں کہ پولوس یہاں ایک سوال کرتا ہے کہ کیا کلیسیا کی نظر میں جو مسیحی حقیر ہیں اُن کو تم عدالت کرنے کے واسطے مقرر کرتے ہو؟ اِسی سبب سے شاید بعض بھائی اپنے مقدمات غیر مسیحیوں کے پاس لیجاتے ہیں۔ اگر تم حقیر مسیحیوں کو اس خدمت کے لئے مقرر کرتے ہو

تو کچھ تعجب نہیں کہ اُس سے بہتر نتیجہ نکلا۔ (۳) بعضوں کا یہ خیال ہے کہ پولوس طنز کی راہ سے اُن سے یہ کہتا ہے کہ دیکھو آئندہ کو فرشتوں کی عدالت تمہارے سپرد کی جائیگی۔ پس جبکہ تم ایسی عظیم خدمت کے لائق ہو تو کیا تم میں جو سب سے زیادہ چھوٹا وحقیر ہے وہ اس جہان کے چھوٹے چھوٹے مقدموں کے فیصل کرنے کے لائق نہیں ہے؟ ہاں ضرور لائق ہے۔ پس غیر برادری کے پاس تم کو جانے کی کچھ ضرورت باقی نہ رہی بلکہ تم کو چاہئے اپنے کُل مقدمات اپنے بھائیوں کے سپرد کرو اور اُنہی کے فیصلے پر راضی رہو اگرچہ وہ تمہاری نظر میں کم قدر بھی ہوں +

چونکہ کرنتھی مسیحی اکثر اپنی دانائی وعلمیت پر فخر کرتے تھے اس لئے پولوس طنز پر اُن کو کہتا ہے کہ **"کیا واقعی تم میں ایک بھی دانا نہیں ملتا؟"** آیت ۵۔ یعنی تم جو اپنے مقدمات آپس میں فیصل نہیں کرتے بلکہ غیر برادری کے پاس لے جاتے ہو تو کیا اس کی وجہ یہ ہے کہ تم میں کوئی عقلمند نہیں؟ کیا تم میں کوئی ایسا نہیں ہے جو تمہارے مقدمات فیصل کرنے کی لیاقت رکھتا ہو؟ یہ شرم کا نتیجہ تمہارے ہی دستور سے نکلتا ہے +

شاید پولوس کی غرض اس سے یہ بھی ہوگی کہ اگرچہ میں تم کو آیت ۴ میں یہ نصیحت کرچکا ہوں کہ جو جھگڑے اور مقدمے مسیحیوں میں ہوں اُن کے فیصل کرنے کے لئے کم قدر مسیحی بھائی بہ نسبت غیر برادریوں کے زیادہ بہتر ہیں۔ لیکن اب میں یہ کہتا ہوں کہ حقیر اور بے علم مسیحیوں کو اس خدمت پر مقرر کرنے کی کچھ ضرورت نہیں اس واسطے کہ تم میں عقلمند اور ہر طرح کے لائق بھی ہونگے

"جو اپنے بھائیوں کا فیصلہ کرسکے"۔ یعنی حقیر بھائیوں کا فیصلہ غیر بھائیوں کے فیصلے سے بہتر تو ہے مگر جب تک تم میں ایک بھی عقلمند ہو تب

تک حقیروں سے اپنے مقدموں کا فیصلہ نہ کراؤ +

چھٹی آیت میں کرنتھی مسیحیوں کی تین طرح کی تقصیروں کا ذکر ہے (۱) یہ کہ باوجود بھائی ہونے کے وہ آپس میں نفاق و دشمنی رکھتے ہیں۔ (۲) یہ کہ وہ مقدمات برادرانہ طور سے اور مسیح کے حکم کے بموجب فیصل نہیں کرتے تھے بلکہ آپس میں بیفائدہ حجت و تکرار کرنے لگتے تھے (۳) یہ کہ وہ یہ قضیئے صرف بھائیوں کے سامنے نہیں بلکہ غیر برادری کے آگے بھی کیا کرتے تھے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اُن میں ایک بھی عقلمند نہ تھا ورنہ غیر مسیحیوں کے آگے جانے کی ضرورت نہ ہوتی۔ اور اُن کا یہ دعویٰ بھی کہ ہم میں بہتیرے عقلمند ہیں اُن کے اس دستور سے باطل ٹھہرتا ہے کیونکہ اگر اُن میں کوئی بھی عقلمند ہوتا تو ضرور وہ اُن کو غیر برادری کے پاس جانے سے منع کرتا۔ لیکن افسوس کہ تمہارے عقلمند بھی اس امر میں کچھ عقل نہیں رکھتے ورنہ ضرور آپس ہی میں اپنے مقدمات کا فیصلہ کر لیا کرتے +

بشپ ورڈسورتھ صاحب فرماتے ہیں کہ غیر مسیحیوں کی عدالت گاہ میں مُدعی اور مدعا علیہ کو دیوی دیوتاؤں کا نام لیکر قسم کھانا اور اُن کو خواہ مخواہ بُت پرستی میں شامل ہونا پڑتا تھا سو مسیحیوں کو غیر مسیحیوں کے آگے اپنا مقدمہ لے جانے میں علاوہ بھائی بھائی سے قضیہ کرنے کے ایک یہ بھی خرابی تھی کہ وہ اُن کے ساتھ بُت پرستی میں شامل ہوتے تھے۔ باب ۱۰: ۱۴-۲۱ اعمال ۲۱: ۲۵- ۲ کرنتھیوں ۶: ۱۷ اور ۱ یوحنا ۵: ۲۱ +

ساتویں آیت کی تفسیر متی ۵: ۳۸-۴۸ تک میں پائی جاتی ہے۔ ہمارا خداوند فرماتا ہے کہ اپنے دشمنوں کو پیار کرو اور جو تم پر لعنت کریں اُن کے لئے برکت چاہو جو تم سے کینہ رکھیں اُن کا بھلا کرو اور جو تم کو دکھ دیں اور ستاویں

اُن کے لئے دعا مانگو +

خلاصہ یہ کہ لوگوں کے ظلم کی برداشت کرنا اور اپنا نقصان اُٹھانا آپس کی داد و فریاد سے بہتر ہے کیونکہ (۱) ہم اس سے اپنے خداوند کا سا مزاج دکھاتے ہیں۔ ۱ پطرس ۲: ۲۳ (۲) ہم اس سے فضل اور خدا کی پہچان میں ترقی پاتے ہیں۔ ۲- پطرس ۱: ۵-۹ (۳) ہم یوں مسیح کو پسند آتے ہیں۔ رومیوں ۱۵: ۱-۳ (۴) ہم اس سے اپنے بھائی کی دشمنی پر غالب آتے ہیں۔ رومیوں ۱۲: ۱۷-۲۱ (۵) ہم یوں غیر مسیحیوں پر فتح پائینگے۔ اور اُن کو مسیح کی طرف رجوع کریں گے کیونکہ جب وہ دیکھینگے کہ ہماری روح اور مزاج و دستور میں حلم و بُردباری وغیرہ بہ نسبت اُن کے زیادہ ہے تو اُن کو معلوم ہوگا کہ جس مذہب کی تعلیم سے ایسا مزاج پیدا ہوتا ہے وہ ضرور سچا ہے۔ متی ۵: ۱۵ و ۱۶ و ۱ پطرس ۲: ۱۱-۱۵ (۶) جو آپس میں لڑتے جھگڑتے ہیں اُن سے روح القدس رنجیدہ ہوتا اور اُن کو تاریکی میں چھوڑ دیتا ہے۔ علاوہ اس کے لڑائی جھگڑے سے اندرونی خوشی اور روحانی قوت میں بھی بڑی تنزلی ہوتی ہے۔ گلتیوں ۵: ۱۳-۱۵۔ افسیوں ۴: ۳۰ و ۱ تھسلنیکیوں ۵: ۱۹

واضح ہو کہ کرنتھی مسیحی اپنے بھائیوں کو نفع پہنچانے اور اُن کو مدد دینے کے عوض میں اُن کا حق مارتے اور اُن پر ظلم کرتے تھے۔ آیت ۸- ان مسیحیوں کی کیا ہی خراب حالت ہوگئی تھی کہ وہ بھیڑیوں کی مانند ایک دوسرے کو پھاڑتے اور ہلاک کرتے تھے تو بھی اپنے روحانی علموں اور نعمتوں پر پھولے اور شیخی کرتے تھے۔ یہ اُن کی بدحالی کا ایک نشان تھا کہ انہوں نے اپنی حقیقی حالت کو نہ پہچانا بلکہ آپس میں لڑتے جھگڑتے اور بالعوض روتے اور توبہ کرنے کے غرور کرتے تھے اور یہ نہیں سمجھتے تھے کہ جس علم و نعمت سے محبت اور

فروتنی نہیں پیدا ہوتی وہ علم ناقص اور وہ نعمت بے فائدہ ہے۔ اگر کوئی مسیح کی خاطر صبر سے ظلم نہیں اُٹھا سکتا تو وہ ابتک مسیح میں مثل نادان بچے کے ہے وہ روحانی مضبوطی حاصل کرنے میں بالکل ناواقف ہے۔ کاش کہ ہم اس پر غور کرکے اپنی حقیقی حالت کو پہچانیں۔ اعمال ۲۰: ۳۳ و ۲-کرنتھیوں ۷: ۲ و ۱۲: ۱۷ ۔

جس طرح درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے اُسی طرح مسیحی بھی اپنے اعمال سے جانچے جاتے ہیں۔ آیات ۹ و ۱۰۔ زبور ۲: ۳- متی ۷: ۱۶-۲۰- سچ ہے کہ ہم فضل سے ایمان کے ذریعے نجات پاتے ہیں لیکن وہ نجات بخش فضل و ایمان کبھی بے پھل نہیں رہتا فضل گو کہ ہم کو مفت گناہ کی سزا سے چھڑاتا ہے تو بھی دل پر ایسا اثر کرتا ہے کہ وہ پاک بن جاتا ہے۔ لہٰذا جس مسیحی میں ان گناہوں میں سے کوئی گناہ پایا جائے وہ جھوٹا اور فریبی سمجھا جائے۔ دیکھو آیت ۹ و ۱۰۔ وہ ہرگز سرنو پیدا نہیں ہوا۔ وہ ہرگز دل سے مسیح مصلوب پر ایمان نہیں لایا۔ لہٰذا ہر مسیحی کا ایمان و اقرار اُس کے اعمال سے جانچا جائے کیونکہ ایمان کبھی بے اعمال نہیں رہتا۔ یعقوب ۲: ۱۷-۲۶- اس سے پولوس کی ایک غرض یہ بھی ہے کہ اگر ایسے شخص آسمان کی بادشاہت میں دخل نہ پائیں گے تو اُن کو مسیح کی کلیسیا میں بھی دخل دینا اچھا نہیں ہے۔ کلسیوں ۳: ۶- مکاشفہ ۲۱: ۸ و ۲۲: ۱۱ و ۱۵

"فریب نہ کھاؤ" آیت ۹۔ اگر کوئی مسیحی ان گناہوں میں سے کسی گناہ میں مبتلا ہو تو وہ اپنے آپ کو نجات یافتہ نہ سمجھے نہیں تو وہ فریب کھاتا ہے گلتیوں ۶: ۷ و ۸۔ ایسے گناہوں میں مبتلا ہوکے زبان سے مسیح کا اقرار کرنا گرجے میں جانا اتوار کو ماننا وغیرہ سب بیفائدہ ہیں۔ کیونکہ

ظاہری پرستش خدا کی نظر میں کسی کام کی نہیں۔ یہودیوں کو یہ خیال تھا کہ ایک یہودی چاہے کیسا ہی بد کیوں نہ ہو مگر ابراہیم کی نسل میں ہونے اور ایک ہی زندہ خدا کا نام لینے کے سبب سے گناہ کی سزا سے بچ جائیگا۔ مگر پولوس کہتا ہے کہ یہ خیال خام اور باطل ہے اور چونکہ ان گناہوں کا ذکر اور بہت مقاموں میں پایا جاتا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایسے گناہ مسیحیوں میں جڑ پکڑے ہوئے تھے۔ اِسی سبب سے پولوس کہتا ہے کہ ایسے مسیحی دھوکا کھاتے ہیں۔ وہ مسیح کی صلیب کی قدر و حقیقت سے ابتک ناواقف ہیں۔ درحقیقت وہ مسیحی نہیں ہیں وہ اُس کی بادشاہت میں کبھی دخل نہ پائینگے۔ آیت ۱۰۔ گلتیوں ۵: ۲۱- افسیوں ۲: ۱-۳- عبرانیوں ۱۳: ۴- رومیوں ۱: ۲۶-۳۲ و ۱۳: ۱۳ و ۱-تیمتھیس ۱: ۱۰ ططس ۱: ۱۲ و ۱۳ ۔

"خدا کی رُوح سے دُھل گئے" آیت ۱۱۔ بعض عالم کہتے ہیں کہ پولوس یہاں بپتسمہ کی طرف اشارہ کرتا ہے مگر یہ خیال غلط ہے۔ اس آیت میں بپتسمہ کا کچھ ذکر نہیں ہے بلکہ پانی کی تمثیل سے پولوس اُن کے دل پاک اور صاف کرنے کا بیان کرتا ہے۔ گلتیوں ۳: ۲۷- ططس ۳: ۵- عبرانیوں ۹: ۱۴ و ۱۰: ۲۲ و ۱-یوحنا ۱: ۷- مکاشفہ ۱: ۵ کا مقابلہ کرو۔

"پاک ہوئے اور راستباز بھی ٹھہرے" آیت ۱۱۔ پاک ہونے اور راستباز ٹھہرنے کی صرف ایک ہی راہ ہے یعنی خداوند یسوع مسیح پر ایمان لانا اور اُس کے نام سے بپتسمہ لیکر اُس کے حکموں کو عمل میں لانا اور اُس کی روح کی ہدایت سے چلنا۔ اگر کوئی اس نام کے لینے سے انکار کرے تو وہ روح القدس نہ پائیگا۔ اعمال ۲: ۳۸۔ اور جو روح القدس کے انعام سے محروم رہا وہ کیسے پاک کیا جائے؟ رومیوں ۸: ۱۳- گلتیوں ۵: ۱۶۔

وہ بعض تم میں ایسے ہی تھے۔ ۷۔ آیت ۱۱۔ دیکھو خدا کا فضل کیا ہی بڑا ہے اور مسیح کا نام لینا کیا ہی تاثیر بخش اور اُس کی رُوح آدمیوں کے دل کو صاف کرنے میں کیا ہی قادر ہے کہ اس فضل و نام و رُوح کے وسیلے حرامکار زناکار۔ بُت پرست۔ عیاش۔ لونڈے باز۔ چور۔ لالچی۔ شرابی۔ گالی بکنے والے۔ لٹیرے اور مثل اِن کے اور بدکردار نہ صرف اپنے گناہوں کی معافی بلکہ اُن گناہوں کے اختیار اور قید سے رہائی پاتے ہیں۔ باب ۱۲: ۲۔ افسیوں ۵: ۸۔ طیطُس ۳: ۳۔ شکر ہزار شکر اُس مقدس نام کو جس نام کے لینے سے یہ عمدہ نتیجہ نکلتا ہے یہی نام گناہ کا علاج ہے۔ متی ۱: ۲۱۔ اعمال ۴: ۱۲ و ۱۰: ۴۳ و ۵: ۳۱ و ۲۶: ۱۸۔ رومیوں ۱۰: ۱۳+

حاصلِ کلام

۱۔ مسیحیوں کو آپس کے مقدمات کے فیصل کروانے کے لئے غیر مسیحیوں کے آگے نہ جانا چاہئے۔ اس لئے کہ (۱) اس سے مسیح کے نام کی بدنامی ہوگی۔ (۲) مسیح نے اُن سے فیصلہ کروانے کو منع کیا ہے (۳) کلیسیا کو بھی اس سے نقصان پہنچیگا۔ آیت ۱+

۲۔ مسیحی مسیح کے ساتھ تمام دُنیا پر سلطنت کرینگے۔ آیت ۲۔ رومیوں ۸: ۱۷ و ۲ تیمتھیس ۲: ۱۲۔ مکاشفہ ۵: ۱۰ و ۲۰: ۶+

۳۔ دینداروں کے لئے عدالت کے دن کی زندگی خوشی کا باعث ہے۔ کیونکہ اُس وقت وہ اپنے صبر اور فرمانبرداری اور ایمانداری کا اجر پائینگے۔ آیات ۲ و ۳۔ یعقوب ۵: ۷-۱۰+

۴۔ مسیح کی خاطر لوگوں کے ظلم کو برداشت نہ کرنا اور اُن سے لڑنا مسیحی

مزاج کے خلاف ہے۔ آیت ۷۔ فلپیوں ۲: ۳-۵۔ یعقوب ۳: ۱۰-۱۸+

۵۔ جو لوگ جان بوجھ کر اور قصداً گناہ کیا کرتے ہیں وہ چاہے یہودی ہوں یا مسیحی یا اور کوئی مگر اُن میں سے کوئی خدا کی بادشاہت میں داخل نہ پائیگا۔ آیت ۱۰+

۶۔ اگرچہ گناہ کی صورتیں بے شمار ہیں مگر جو گناہ آیات ۹ و ۱۰ میں درج ہیں وہ کیا ہی شرمندگی کے باعث ہیں۔ کیا ایسے ایسے گناہ بھی بنی آدم سے سرزد ہوتے ہیں؟ کوئی یہ نہ سمجھے یہ گناہ صرف یونانی جاہلوں اور وحشیوں میں ہوتے تھے۔ نہیں بلکہ اُن کے عالموں میں بھی عام طور سے رائج تھے۔ آیت ۹ و ۱۰۔ رومیوں ۱: ۲۲-۳۲ کا مقابلہ کرو۔

۷۔ ہر ایک مذہب کا حق و ناحق ہونا اُس کے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یونانیوں کا مذہب کیسا خراب تھا کہ وہ اِن گناہوں کو علانیہ کرتے تھے۔ یہاں تک کہ اُن کے عبادتخانوں میں بھی ہر طرح کی بُرائی اُن کے دیوی دیوتاؤں کے نام سے کی گئی۔ افسوس ایسے مذہب پر! آیت ۹ و ۱۰۔ اعمال ۵: ۱۶ و ۲۰: ۱۹۔ افسیوں ۵: ۱۲ و ۱ پطرس ۴: ۳+

آیات ۱۲-۲۰۔ (۱۲) سب چیزیں میرے لئے روا تو ہیں مگر سب چیزیں مفید نہیں۔ سب چیزیں میرے لئے روا تو ہیں لیکن میں کسی چیز کا پابند نہ ہونگا۔ (۱۳) کھانے پیٹ کے لئے ہیں اور پیٹ کھانوں کے لئے لیکن خدا اُس کو اور اِن کو نیست کریگا۔ مگر بدن حرامکاری کے لئے نہیں بلکہ خداوند کے لئے ہے اور خداوند بدن

کے لئے۔ (۱۴) اور خدا نے خداوند کو بھی جلایا اور ہم کو بھی اپنی قدرت سے جلائیگا۔ (۱۵) کیا تم نہیں جانتے کہ تمہارے بدن مسیح کے اعضا ہیں؟ پس کیا میں مسیح کے اعضاء لیکر کسبی کے اعضا بناؤں؟ ہرگز نہیں! (۱۶) کیا تم نہیں جانتے کہ جو کوئی کسبی سے صحبت کرتا ہے وہ اُس کے ساتھ ایک تن ہوتا ہے؟ کیونکہ وہ فرماتا ہے کہ وہ دونوں ایک تن ہونگے۔ (۱۷) اور جو خداوند کی صحبت میں رہتا ہے وہ اُس کے ساتھ ایک رُوح ہوتا ہے۔ (۱۸) حرامکاری سے بھاگو۔ جتنے گناہ آدمی کرتا ہے وہ بدن سے باہر ہیں مگر حرامکار اپنے بدن کا بھی گنہگار ہے۔ (۱۹) کیا تم نہیں جانتے کہ تمہارا بدن روح القدس کا مقدِس ہے جو تم میں بسا ہوا ہے اور تم کو خدا کی طرف سے ملا ہے؟ اور تم اپنے نہیں (۲۰) کیونکہ قیمت سے خریدے گئے ہو پس اپنے بدن سے خدا کا جلال ظاہر کرو ✠

حرامکاری مسیحیوں کو خداوند یسوع مسیح سے جدا کرتی ہے

"وہ سب چیزیں میرے لئے روا تو ہیں" آیت ۱۲۔ بعض کرنتھی مسیحی شاید یہ سمجھتے تھے کہ ہمارے لئے ساری چیزیں روا ہیں۔ مسیح نے کسی کام کے کرنے سے ہمیں منع نہیں کیا۔ ہم موسیٰ کی شریعت اور یہودیوں کی رسمیت سے آزاد ہیں رومیوں ۷: ۲-۴۔ گلتیوں ۲: ۱۶۔ وہ یہ کہتے تھے کہ ہم کو ہر طرح کا کھانا جائز ہے یعنی جس چیز کے کھانے کو ہمارا جی چاہے وہ سب ہمارے واسطے جائز

ہے۔ مگر پولوس اس کے خلاف فرماتا ہے کہ ہاں ساری چیزیں روا تو ہیں بشرطیکہ اُن میں یہ چار صفتیں ہوں۔ (۱) کہ خدا نے اُن کے کھانے کو منع نہ کیا ہو (۲) اُن سے کسی کو نقصان نہ ہو۔ (۳) وہ عام کے فائدے کے لئے ہوں۔ (۴) وہ چیزیں ہماری مالک نہ ہوں یعنی ہم اُن کے اختیار میں نہ ہو جائیں گلتیوں ۵: ۱۳ و ۱ پطرس ۲: ۱۶ و ۲ پطرس ۲: ۱۸-۲۲ یہوداہ ۴-۵ آیت ✠

ہم کو چیزوں کے صرف جائز و ناجائز ہی کو نہ دریافت کرنا چاہئے بلکہ اس کا بھی خیال رکھنا چاہئے کہ اُس سے کوئی ٹھوکر نہ کھائے کسی کو اُس سے چوٹ نہ لگے اور اُس سے باطنی فائدہ بھی حاصل ہو۔ باب ۸: ۷-۱۳ و ۱۰: ۲۲ و ۳۳۔ رومیوں ۱۴: ۱۵-۲۳ کا مقابلہ کرو ✠

بعض کرنتھی مسیحی یہ کہتے تھے کہ جیسے پیٹ اور کھانے میں موافقت ہے یعنی جس طرح وہ دونوں ایک دوسرے کے لئے پیدا ہوئے ہیں جو کچھ پیٹ چاہے کھائے اُس میں کچھ گناہ نہیں ہے ویسا ہی بدن اور حرامکاری میں بھی موافقت ہے بدن جس سے چاہے صحبت رکھے کچھ گناہ نہیں ہے۔ مگر پولوس کہتا ہے کہ یہ مثال ٹھیک نہیں ہے۔ کیونکہ پیٹ نیست کیا جائیگا اور بدن نیست نہ کیا جائیگا بلکہ جِلایا جائیگا۔ آیت ۱۳۔ فلپیوں ۳: ۲۱ و ۲ کرنتھیوں ۵: ۲-۴۔ ال بدن اور یسوع مسیح میں البتہ ایسی موافقت اور تعلق ہے کہ جس سے حرامکاری بالکل ناروا اور گناہ آلودہ قرار دی گئی بلکہ سارے گناہوں میں سے زیادہ نفرتی ہے کیونکہ بدن روح القدس کی ہیکل ہے۔ باب ۳: ۱۶ پس جب حرامکاری سے خدا کی ہیکل ناپاک کی جائیگی تو خدا کی روح ایسی ہیکل میں کیونکر سکونت کریگی۔ ۲ کرنتھیوں ۶: ۱۴-۱۶ و ۲ تمتھیس

۲: ۱۹-۲۲ +

"بدن خداوند کے لئے ہے" آیت ۱۳ یعنی اُس کے ذریعے سے خداوند اپنی خدمت و تعریف کرواتا اور اپنی قدرت و دانائی دِکھاتا ہے۔ یونہی بدن کی سرفرازی اور اُس کا جلال ظاہر ہوتا ہے دیکھو باب ۱۵: آیت ۴۴-۵۱- متی ۲۲: ۳۰-۳۲- افسیوں ۱: ۲۳ و ۵: ۲۳- کلسیوں ۱: ۲۴ و ۲-کرنتھیوں ۴: ۱۰ +

چودھویں آیت میں حرامکاری کی ممانعت اور اُس کے گناہ ہونے پر ایک دوسری دلیل ہے کیونکہ خدا نے مسیح کے بدن کو جلایا اور یہ ہمارے بدن کے جلائے جانے کا نشان اور نمونہ ہے اور یہ بھی معلوم رہے کہ مسیح صرف ہماری رُوح کو نہ جلائیگا بلکہ ہمارے بدن کو بھی زندہ کریگا۔ پس اس سے بدن کی عزت بھی ظاہر ہوتی ہے اور حرامکاری کا گناہ ہونا بھی صاف ثابت ہوتا ہے۔ رومیوں ۸: ۱۱- کلسیوں ۱: ۱۸ و ۲-کرنتھیوں ۴: ۱۱ و ۱۴ فلپیوں ۳: ۲۱ و ۱-تھسلنیکیوں ۴: ۱۴ +

"ہم کو بھی" آیت ۱۴ یعنی مسیحیوں کو یہاں پولوس فقط راستبازوں کی قیامت کا ذکر کرتا ہے۔ شریروں کی قیامت کا کچھ اشارہ نہیں کرتا۔ لوقا ۲۰: ۳۵ و ۳۶- فلپیوں ۳: ۱۱ و ۱-یوحنا ۳: ۲ و ۳- مکاشفہ ۲۰: ۵ و ۶ +

"مسیح کے اعضا ہیں" آیت ۱۵- مسیح اور اُس کے لوگوں میں ایسی نسبت اور ایسا علاقہ ہے جیسے سر اور اعضا میں ہے۔ اُن دونوں میں ایک ہی زندگی ہے۔ رومیوں ۸: ۱۰- افسیوں ۵: ۳۰- مگر یہ یگانگت حرامکاری کرنے سے ٹوٹ جاتی ہے لیکن ایک ہی عورت کے ساتھ بیاہ کرنے اور دوسری سے کچھ واسطہ نہ رکھنے سے اُس میں کچھ خلل نہیں ہوتا بلکہ یہ اُس کی یگانگت

کی ایک مثال ہوتی ہے۔ ۲-کرنتھیوں ۱۱: ۲- افسیوں ۵: ۲۵-۳۲- مکاشفہ ۲۱: ۹

مخفی نہ رہے کہ حرامکاری یا زناکاری ایک بہت بھاری گناہ ہے اِس سے مسیحی مسیح سے جدا کیا جاتا ہے اور جو یگانگت مسیح سے وہ رکھتا ہے سو جاتی رہتی ہے۔ اِس گناہ کے برابر مسیحی کے لئے کوئی دوسرا گناہ نہیں ہے۔ اس لئے پولوس کرنتھی مسیحیوں کو آگاہ کرتا ہے کہ حرامکاری مسیح سے جُدا کرتی ہے تاکہ وہ لوگ اس گناہ کی حقیقت اور بُرائی کو پہچان کر اُس سے نفرت کریں۔ احبار ۲۰: ۱۰- استثنا ۲۲: ۲۲-۲۷- متی ۵: ۳۱ و ۳۲ و ۱۹: ۳-۹- مرقس ۱۰: ۲-۱۲- عبرانیوں ۱۳: ۴- افسیوں ۵: ۵- کلسیوں ۳: ۵ و ۶- مکاشفہ ۲۲: ۱۵ +

سولھویں آیت میں پولوس اپنے مطلب کو اور صاف ظاہر کرتا ہے کہ حرامکاری سب گناہوں سے سخت گناہ ہے۔ اِس سے آدمی مسیح سے جُدا کیا جاتا ہے۔ ایسے شخص میں مسیح کی رُوح نہیں ہے نہیں تو وہ یہ گناہ نہ کرتا۔ یہ گناہ ایسا ہے کہ مسیحی حرامکاری کرکے مسیح کو گویا کسبی سے ملانا چاہتا ہے اِس لئے کہ مسیح اور اُس کے لوگ ایک ہی ہیں۔ اب اس گناہ سے بڑا اور کونسا گناہ ہو سکتا ہے؟ کیا ایسا شخص مسیحی ہے؟ ہرگز نہیں

"وہ دونوں ایک تن ہونگے" آیت ۱۶- پیدایش ۲: ۲۴- متی ۱۹: ۵- افسیوں ۵: ۳۰-۳۲ کا مقابلہ کرو +

سترھویں آیت سے مسیح اور اُس کے لوگوں کی یکتائی اور یگانگت ظاہر ہوتی ہے۔ اس آیت کو یوحنا ۱۵: ۱-۷ و ۱۷: ۲۱ سے مقابلہ کرو۔ مسیح مسیحی میں جیتا ہے اور مسیحی مسیح میں دونوں میں ایک ہی رُوح موجود ہے۔ "لیکن تم جسمانی نہیں بلکہ روحانی ہو بشرطیکہ خدا کی رُوح تم میں بسی ہوئی ہو۔ مگر جس میں مسیح کی روح نہیں وہ اُس کا نہیں اور اگر مسیح تم میں ہے تو بدن تو گناہ کے سبب

سے مُردہ ہے مگر رُوح راستبازی کے سبب سے زندہ ہے اور اگر اُسی کی رُوح تم میں بسی ہوئی ہے جس نے یسُوع کو مُردوں میں سے جلایا تو جس نے مسیح یسُوع کو مُردوں میں سے جلایا وہ تمہارے فانی بدنوں کو بھی اپنے اُس رُوح کے وسیلے سے زندہ کریگا جو تم میں بسی ہوئی ہے۔ پس اے بھائیو ہم قرضدار تو ہیں مگر جسم کے نہیں کہ جسم کے مطابق زندگی گذاریں۔ کیونکہ اگر تم جسم کے مطابق زندگی گذارو گے تو ضرور مرو گے۔ اور اگر رُوح سے بدن کے کاموں کو نیست و نابود کرو گے تو جیتے رہو گے" رومیوں ۸: ۹-۱۳ +

"حرامکاری سے بھاگو" آیت ۱۸- اِس لئے کہ یہ ایک مہلک گناہ ہے جو مسیحیوں کو مسیح سے جُدا کرتا ہے۔ اسکا پھل موت ہے۔ عموس ۲: ۱۸ و ۷: ۲۷ و ۹: ۱۸- یہ ایسا زبردست گناہ ہے کہ صرف بھاگنے سے اس سے بچنے کی امید ہے۔ لہٰذا اے گناہگاروں اِس گناہِ عظیم سے بھاگو۔ اے اس آزمایش میں پڑے ہوئے مسیحیو اس سے بھاگنے میں سستی نہ کرو۔ اس کے سامنے سے اس طرح بے خود ہو کر بھاگو۔ جیسے لوگ شیر ببر یا اژدہا مُہلک کے سامنے سے بھاگتے ہیں۔ اے مسیحیو بھاگو کہ یہ وبا ہے۔ جو تم کو ہلاک کرنا چاہتی ہے۔ اے بھائیو اُس کے سامنے سے اس طرح بھاگو جیسے کوئی غلام اپنے ظالم و بے رحم مالک کے سامنے سے بھاگتا ہے۔ خدا کہتا ہے کہ بھاگو۔ مسیح کہتا ہے کہ بھاگو۔ پولوس جو ایک عالم تجربہ کار دیندار بندہ خدا ہے وہ کہتا ہے بھاگو۔ جو مسیحی اس گناہِ عظیم کے سبب سے جہنم میں ڈالے گئے وہ سب نہایت دردناک آواز سے چلاتے ہیں کہ اے بنی آدم اس گناہِ مُہلک سے بھاگو۔ بھاگو۔ بھاگو! کاش کہ ہر ایک مسیحی اِس آزمایش میں پڑ کے اِسی آیت کو یاد کرے اور صرف یہی ایک آواز تمام آوازوں

کے اوپر غالب ہو کر اے مردو بھاگو۔ حرامکاری سے بھاگو +

"جتنے گناہ آدمی کرتا ہے وہ بدن سے باہر ہیں" آیت ۱۸- یعنی حرامکاری کو چھوڑ کر اور جتنے گناہ ہوں۔ خصم جورو کو جو کہ ایک تن ہیں علیحدہ نہیں کرتے اِس سبب سے کہ وہ بدن کے باہر ہیں۔ دیکھو پیدایش ۲: ۲۱-۲۴- افسیوں ۵: ۲۸ +

"حرامکار اپنے بدن کا بھی گنہگار ہے" آیت ۱۸- اِس لئے کہ (۱) وہ اپنی جورو کا گنہگار ہے اور (۲) اُس کا بدن رُوح پاک کی ہیکل ہے۔ اُس کے بدن میں رُوح بستی ہے پس جب رُوح بدن کو چھوڑ دیتی ہے تو وہ ناقص اور بے قدر ہو جاتا ہے اُس کی کچھ عزت نہیں رہتی۔ وہ تمام فضیلتوں سے محروم رہتا ہے "پس گناہ تمہارے فانی بدن میں بادشاہی نہ کرے کہ تم اُس کی خواہشوں کے تابع رہو۔ اور اپنے اعضا ناراستی کے ہتھیار ہونے کے لئے گناہ کے حوالے نہ کیا کرو بلکہ اپنے آپ کو مُردوں میں سے زندہ جان کر خدا کے حوالے کرو اور اپنے اعضا راستبازی کے ہتھیار ہونے کے لئے خدا کے حوالے کرو" رومیوں ۶: ۱۲ و ۱۳ +

آیت ۱۹ کو باب ۳: ۱۶ و ۲ کرنتھیوں ۶: ۱۶- افسیوں ۲: ۲۱ و ۲۲ و ۱ تیمتھیس ۳: ۱۵ و ۲ تیمتھیس ۲: ۲۰ و ۱ پطرس ۲: ۵ سے مقابلہ کرو +

"تمہارا بدن رُوح القدس کا مقدس ہے" آیت ۱۹- نہ تمہاری رُوح یا تمہارا دل بلکہ تمہارا بدن رُوح القدس کی ہیکل ہے۔ یہ غور طلب بات ہے۔ اِس کے یاد اور یقین کرنے سے کہ بدن میں خدا کی رُوح بستی ہے آدمی بہت گناہوں سے بچ جائیگا اور اُس کو آزمایش میں غالب ہونے کی طاقت ملیگی +

آیت ۱۹ میں حرامکاری دو وجہوں سے سخت گناہ ٹھہرائی گئی ہے (۱) یہ کہ بدن خدا کی ہیکل ہے اور اس گناہ سے یہ ہیکل خراب ہو جاتی ہے۔ (۲) یہ کہ ہمارا بدن ہمارا نہیں بلکہ خدا کا ہے۔ اِسی سبب سے حرامکاری کی سخت ممانعت کی گئی ہے۔ بدن مثل ہیکل کے پاک خدمت کے لئے بنایا گیا ہے وہ انسان کا مال نہیں بلکہ خدا کا گھر ہے لہذا اس کو اس بڑے گناہ سے ہر صورت سے بچانا چاہئے۔ اگرچہ افلاطون اور دوسرے فیلسوف بدن کو روح کا ایک قیدخانہ یا قبر کہتے تھے مگر پولس اور پاک نوشتے ہمیشہ آدمی کے بدن کی تعریف کرتے اور اس کی عزت و حفاظت اور صفائی کا حکم دیتے ہیں اِس لئے کہ وہ خدا کے رہنے کا مکان ہے۔ افسیوں ۵: ۲۳۔ فلپیوں ۱: ۲۰ و ۳: ۲۱۔ کلسیوں ۲: ۲۳ و ۱ تھسلنیکیوں ۵: ۲۳+

"روح القدس تم کو خدا کی طرف سے ملا ہے۔" آیت ۱۹۔ یوحنا ۳: ۵ و ۱۴: ۲۶ و ۱۵: ۲۶-۲۷۔ اعمال ۲: ۳۳ و ۳۸+

"تم اپنے نہیں۔" آیت ۱۹۔ دیکھو باب ۷: ۲۲۔ یوحنا ۸: ۳۰-۳۸۔ رومیوں ۶: ۱۸-۲۲ و ۱۴: ۸+

ہم شیطان کی غلامی سے چھوٹ گئے اور اب مسیح کے خون خریدے ہو کر اس کے ہیں۔ گلتیوں ۳: ۱۳ و ۴: ۵۔ ططس ۲: ۱۴+

"قیمت سے خریدے گئے۔" آیت ۲۰۔ جو قیمت مسیح نے دی وہ اس کا بیش قیمت لہو تھا۔ اس نے ہم کو گناہ کی سزا اور غلامی سے چھڑانے کے لئے اپنی جان دی۔ "مسیح جو ہمارے لئے لعنتی بنا اس نے ہمیں مول لیکر شریعت کی لعنت سے چھڑایا۔ کیونکہ لکھا ہے کہ جو کوئی لکڑی پر لٹکایا گیا وہ لعنتی ہے لیکن جب وقت پورا ہو گیا تو خدا نے اپنے بیٹے کو بھیجا جو

عورت سے پیدا ہوا اور شریعت کے ماتحت پیدا ہوا تاکہ شریعت کے ماتحتوں کو مول لیکر چھڑا لے اور ہم کو لے پالک ہونے کا درجہ ملے۔ گلتیوں ۳: ۱۳ و ۴: ۴ و ۵۔ متی ۲۰: ۲۸۔ مرقس ۱۰: ۴۵۔ اعمال ۲۰: ۲۸۔ افسیوں ۱: ۷ و ۱ پطرس ۱: ۱۹ و ۲ پطرس ۲: ۱۔ مکاشفہ ۵: ۹+

یہ دام کس کو دیا گیا؟ خدا باپ کو۔ اِس کا ذکر متی ۲۶: ۲۸ میں اس جگہ پایا جاتا ہے جہاں خدا سے عہد باندھا گیا۔ پھر ۲ کرنتھیوں ۵: ۱۸-۲۱ میں اِس کا ذکر ہے جہاں خدا باپ نے خداوند یسوع مسیح کے وسیلے سے ہم کو آپ سے ملا لیا۔ خدا نے ہماری تقصیروں کو اس پر حساب کیا اور اس کو گو کہ وہ بے گناہ تھا تو بھی ہمارے بدلے گناہ ٹھہرایا "تاکہ ہم اس میں ہو کے خدا کی راستبازی ہو جائیں۔" دیکھو باب ۷: ۲۳۔ یوحنا ۱۷: ۹۔ رومیوں ۳: ۲۴۔ ططس ۲: ۱۴۔ پولس دو وجہوں سے بدن کی قدر کو ثابت کرتا ہے۔ (۱) یہ کہ ظاہر ہے کہ ہر چیز کی قدر اس کی قیمت سے پہچانی جاتی ہے۔ پس جس چیز کا دام خدا کے بیٹے کا لہو ہو اس کی قدر کون بتا سکتا ہے؟ (۲) وہ جلال پائیگا یعنی مسیح کے آنے کے وقت فلپیوں ۳: ۲۰ و ۲۱

حاصل کلام

۱۔ مسیحی آزادگی کی حد معلوم ہوتی ہے۔ جو چیزیں روا اور باموقع اور مفید ہیں ان کو کرنا چاہئے اور جن چیزوں سے کسی کا نقصان ہو یا جن میں رحم نہ پایا جاتا ہو یا جو چیزیں ہم کو کمزور اور خدا کی بندگی و خدمت میں سست کرتی ہوں ان سے پرہیز کرنا چاہئے۔ دیکھو آیت ۱۲+

۲۔ زناکاری مسیحی کے لئے سب سے بڑا گناہ ہے۔ یہاں تک کہ جس وقت

اُس سے یہ گناہ سرزد ہوا اُسی وقت وہ مسیح سے جدا ہوگیا۔ اِس گناہ میں اور دوسرے گناہوں میں بڑا فرق ہے۔ دیکھو آیات ۱۳-۱۸+

۳۔ اِن آیتوں سے بدن کی قدر و عزت ظاہر ہوتی ہے کیونکہ (۱) وہ جلایا جائیگا۔ آیت ۱۴-(۲)، وہ خدا کی ہیکل ہے (۳)، وہ بڑے دام سے مُول لیا گیا۔ (۴)، وہ مسیح کا عضو ہے +

۴۔ بدن کی صفائی و محافظت کرنی چاہئے۔ لہٰذا اُس سے بےپروا ہونا کہ چاہے وہ صاف ہو یا میلا یا ناحق اُس کو ایذا پہنچانا جیسا کہ ہندوستان کے اکثر سادھو کرتے ہیں بےجا ہے۔ خدا ہمارے بدن پر اکثر ہمارے گناہوں کی سزا لکھتا ہے "فریب نہ کھاؤ۔ خدا ٹھٹھوں میں نہیں اڑایا جاتا کیونکہ آدمی جو کچھ بوتا ہے وہی کاٹیگا۔ جو کوئی اپنے جسم کے لئے بوتا ہے وہ جسم سے ہلاکت کی فصل کاٹیگا اور جو رُوح کے لئے بوتا ہے وہ رُوح سے ہمیشہ کی زندگی کی فصل کاٹیگا"۔ گلتیوں ۶:۷، ۸۔ "پس اے بھائیو میں خدا کی رحمتیں یاد دلا کر تم سے التماس کرتا ہوں کہ اپنے بدن ایسی قربانی ہونے کے لئے نذر کرو جو زندہ اور پاک اور خدا کو پسندیدہ ہو یہی تمہاری مقبول عبادت ہے"۔ رومیوں ۱۲:۱ +

ساتواں باب

آیات ۱-۱۱-(۱) جو باتیں تم نے لکھی تھیں اُن کی بابت یہ ہے

مرد کے لئے اچھا ہے کہ عورت کو نہ چھوئے۔ (۲) لیکن حرامکاریوں کے اندیشے سے ہر مرد اپنی بیوی اور ہر عورت اپنا شوہر رکھے۔ (۳) شوہر بیوی کا حق ادا کرے۔ ویسا ہی بیوی شوہر کا (۴) بیوی اپنے بدن کی مختار نہیں بلکہ شوہر مختار ہے اسی طرح شوہر بھی اپنے بدن کا مختار نہیں بلکہ بیوی (۵) تم ایک دوسرے سے جُدا نہ رہو مگر تھوڑی مدت تک آپس کی رضامندی سے تاکہ دعا کے واسطے فرصت ملے اور پھر اکٹھے ہو جاؤ ایسا نہ ہو کہ غلبۂ نفس کے سبب شیطان تم کو آزمائے۔ (۶) لیکن یہ میں اجازت کے طور پر کہتا ہوں نہ حکم کے طور پر۔ (۷) اور میں تو یہ چاہتا ہوں کہ جیسا میں ہوں ویسے ہی سب آدمی ہوں۔ لیکن ہر ایک کو خدا کی طرف سے خاص خاص توفیق ملی ہے کسی کو کسی طرح کی۔ کسی کو کسی طرح کی۔ (۸) پس میں بےبیاہوں اور بیوہ عورتوں کے حق میں یہ کہتا ہوں کہ اُن کے لئے ایسا ہی رہنا اچھا ہے جیسا میں ہوں۔ (۹) لیکن اگر ضبط نہ کرسکیں تو بیاہ کرلیں کیونکہ بیاہ کرنا مست ہونے سے بہتر ہے۔ (۱۰) مگر جن کا بیاہ ہوگیا ہے اُن کو میں نہیں بلکہ خداوند حکم دیتا ہے کہ بیوی اپنے شوہر سے علیحدہ نہ ہو۔ (۱۱) اور اگر علیحدہ ہو تو یا بےنکاح رہے یا اپنے شوہر سے پھر ملاپ کرلے) نہ شوہر بیوی کو چھوڑے +

پولوس کا کرنتھی مسیحیوں کو بیاہ کرنے یا نہ کرنے کی نسبت صلاح دینا

کرنتھی مسیحیوں نے پولوس سے چند سوال کئے تھے۔ جن میں سے ایک

سوال یہ تھا کہ آیا بیاہ کرنا بہتر ہے یا مجرّد رہنا۔ کیونکہ اُن میں سے بعض یہ کہتے تھے کہ مجرّد رہنا بہتر ہے اور اپنی اپنی سمجھ کے موافق اُس کے فائدے بتاتے تھے۔ وہ کہتے تھے کہ اس سبب سے مجرّد رہنا بہتر ہے کہ بن بیاہے بہ نسبت شادی والوں کے زیادہ پاک ہیں۔ اور بعض یہ کہتے تھے کہ چونکہ دنیا کا آخر ہونا اور مسیح کا لوٹ آنا ضرور اور نزدیک ہے لہٰذا بیاہ کرنا بہتر نہیں ہے۔ اور بعض اس سبب سے مجرّد رہنے کو پسند کرتے تھے کہ اگر مخالفوں کی سختی اور ظلم کے سبب سے ہم کو بھاگنا پڑے تو بال بچوں کے سبب سے ہم کو اور زیادہ مصیبتیں اور خطرے اُٹھانے پڑینگے۔ کیونکہ اُس زمانے میں لوگوں کو مسیحی ہونے کے سبب بڑے بڑے دُکھ اور خطرے پیش آتے تھے۔ لہٰذا ان خطروں کے لحاظ سے اُن کی یہ رائے ہوئی کہ ایسی خطرناک حالت میں مسیحی کو بن بیاہے رہنا بہتر ہے تاکہ خاندان کے سبب اور زیادہ تکلیف میں نہ پڑیں۔ دیکھو آیت ۲۶۔ یہودی بیاہ کرنے کو ایک بڑا ضروری فرض سمجھتے تھے یہاں تک کہ اگر کوئی اُن میں سے پچیس برس کی عمر تک بے بیاہا رہتا تھا تو وہ اپنی قوم کے لوگوں میں نالائق سمجھا جاتا تھا برعکس اس کے یونانی قوم کے لوگ مجرّد رہنا عمدہ حالت سمجھتے تھے۔ لہٰذا پولوس اِس باب میں اُن کے اِس سوال کا جواب دیتا اور اس مقدمے کا فیصلہ کرتا ہے۔ وہ مجرّد رہنے کو کوئی زیادہ اچھی یا پاک حالت نہیں بتاتا ہے البتہ کبھی کبھی کسی خاص وجہ سے کسی مسیحی کو اکیلا رہنا بہتر ہو لیکن کل اوقات اور حالتوں میں عام طور پر ہر مسیحی کو باوجوہات ذیل بیاہ کرنا بہتر اور مناسب ہے۔ (۱) یہ کہ بیاہ کرنا ایک الٰہی حکم اور انتظام ہے۔ چنانچہ خدا نے خود کہا ہے کہ آدم کا اکیلا رہنا اچھا نہیں اس لئے اُس نے اُس کے لئے ابتدا

ہی سے اُس کی بے گناہی کی حالت میں ایک عورت بنائی۔ پس ایسے انتظام سے مُنہ موڑنا اور اُس میں نقص نکالنا مناسب نہیں ہے۔ پیدائش ۲: ۱۸ و ۲۱-۲۵۔ (۲) پولوس آپ ہی فرماتا ہے کہ بیاہ کرنے سے منع کرنا گمراہ کرنے والی روحوں اور دیوؤں کی تعلیم اور آخری برگشتگی کا نشان ہے۔ دیکھو ۱-تیمتھیس ۴: ۱-۳۔ (۳) پاک کلام میں یہ بھی لکھا ہے کہ "بیاہ کرنا سب میں بھلا ہے اور بستر ناپاک نہیں ہے"۔ دیکھو عبرانیوں ۱۳: ۴۔ "اس واسطے میری مرضی یہ ہے کہ جوان بیوائیں بیاہ کریں۔ بچے جنیں اور گھر کا کاروبار کریں اور مخالف کو لعن طعن کرنے کی جگہ نہ دیں"۔ ۱-تیمتھیس ۵: ۱۴۔ (۴) کلیسیا کی تواریخ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جب بیاہ کرنے کی ممانعت ہوئی اور کسی وجہ سے یہ رشتہ پاک اور ذی عزت نہ سمجھا گیا تو طرح طرح کی خرابیاں پیدا ہوئیں۔ چنانچہ جس وقت اس کی ممانعت کی تعلیم کلیسیا میں پھیلی اُسی وقت اُسکی حالت نہایت ابتر ہوگئی۔ لہٰذا بیاہ سے انکار کرنا گویا اپنے واسطے خرابی مول لینا ہے۔ مکاشفہ ۲: ۲۰-۲۲۔ (۵) تجربے سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ بیاہ کرنا مجرّد رہنے سے ہر طور سے بہتر ہے اور بیاہے بہ نسبت بے بیاہوں کے کلیسیا کے کاموں میں بھی اور دنیوی امور میں بھی ہر طرح سے کامیاب اور فتحمند رہتے ہیں۔ ۱-پطرس ۳: ۱-۷۔ لہٰذا بیاہ کرنا مجرّد رہنے سے بہتر ہے بشرطیکہ خصم اور جورو دونوں مسیحی ہوں اور اُن میں نااتفاقی اور ملک میں بلوا یا جنگ نہ ہو۔ نہیں تو بیاہ سے دونوں کو اور زیادہ تکلیف ہوگی۔ دیکھو یوحنا ۲: ۱-۱۱۔ افسیوں ۵: ۲۳-۳۰۔

لیکن اگر کوئی مسیحی ایسا کوئی خاص کام مسیح کے واسطے کرنا چاہتا ہو کہ

جس کا کرنا شادی کی حالت میں غیر ممکن ہو تو اُس شخص کا بیاہ نہ کرنا قابلِ تعریف ہے۔ لیکن ایسے کام بہت تھوڑے ہیں کہ جن کو بے بیاہا بیاہے سے بہتر کر سکتا ہو۔

"ہر مرد اپنی بیوی رکھے"، آیت ۲۔ یہ نہیں لکھا ہے کہ اپنی بیویاں کو رکھے اِس لئے کہ ایک بیوی سے زیادہ رکھنے کی ممانعت ہے۔ پاک کلام میں ہر جگہ ایک سے زیادہ بیوی رکھنا منع ہے۔ لہٰذا اگر کوئی دو بیویاں رکھے تو وہ کلیسیا میں شامل نہ کیا جائے۔ متی ۵: ۳۲ و ۱۹: ۹۔ مرقس ۱۰: ۱۱۔ لوقا ۱۶: ۱۸۔ یوحنا ۴: ۱۶-۱۸۔ رومیوں ۷: ۲ و ۳۔ افسیوں ۵: ۳۳ و ۱ تیمتھیس ۳: ۲ و ۵: ۹۔ ططس ۱: ۶ و ۲: ۵۔

بعض کرنتھی مسیحی کہتے تھے کہ بیوی سے علیحدہ رہنا زیادہ پاک حالت ہے اِسی لحاظ سے بعض بعض لوگ اپنی بیویوں سے جدا رہا کرتے تھے اور بعض اِس کے خلاف کہتے تھے۔ غرضیکہ اِس امر میں اُن کے درمیان مخالفت پیدا ہوئی۔ لہٰذا پولوس اِن آیتوں میں اُن کو نصیحت کرتا اور یاد دلاتا ہے کہ وہ دونوں ایک دوسرے کی بہتری اور بہبودی و مدد کے لئے ہیں وہ ایک دوسرے کے لئے ضروری ہیں۔ فریسیوں نے ہمارے خداوند سے پوچھا "کیا ہر ایک سبب سے اپنی بیوی کو چھوڑ دینا روا ہے؟ اُس نے جواب میں کہا کیا تم نے نہیں پڑھا کہ جس نے اُنہیں بنایا اُس نے ابتدا ہی سے اُنہیں مرد اور عورت بنا کر کہا کہ اِس سبب سے مرد باپ سے اور ماں سے جدا ہو کر اپنی بیوی کے ساتھ رہیگا اور وہ دونوں ایک جسم ہونگے؟ پس وہ دو نہیں بلکہ ایک جسم ہیں۔ اِس لئے جسے خدا نے جوڑا اُسے آدمی جُدا نہ کرے۔ اُنہوں نے اُس سے

کہا پھر موسیٰ نے کیوں حکم دیا ہے کہ طلاق نامہ دیکر اُسے چھوڑ دے؟ اُس نے اُن سے کہا کہ موسیٰ نے تمہاری سخت دلی کے سبب تمہیں اپنی بیویوں کو چھوڑ دینے کی اجازت دی مگر ابتدا سے ایسا نہ تھا۔ اور میں تم سے کہتا ہوں کہ جو کوئی اپنی بیوی کو حرامکاری کے سوا کسی اور سبب سے چھوڑ دے اور دوسرے سے بیاہ کرے وہ زنا کرتا ہے اور جو کوئی چھوڑی ہوئی سے بیاہ کرے وہ بھی زنا کرتا ہے۔" متی ۱۹: ۴-۹ پس اِس تعلیم میں مسیح اور پولوس کی پوری موافقت ہے۔ لہٰذا کلیسیا یا کوئی دوسرا شخص خصم اور جورو کو الگ رہنے کی اجازت اور صلاح نہ دے مگر تین شرطوں پر (۱) تھوڑی مدت کے لئے (۲) آپس کی رضامندی سے (۳) خدا کی خدمت بجا لانے اور خاص دعا کے واسطے اِن تین شرطوں کے سوا اُن کے جدا رہنے میں دونوں کو خطرہ ہے اور وہ دونوں آزمایش میں ہیں۔ لیکن اگر یہ جدائی اوپر کی شرطوں کے موافق ہو تو بےشک دونوں پر خدا کی برکت قائم رہیگی اور آزمایش میں سنبھالے اور بچائے جائینگے خروج ۱۹: ۱۵۔ ۱ سموئیل ۲۱: ۴ و ۱ تھسلنیکیوں ۴: ۳-۷ و ۱ پطرس ۳: ۷۔

۳-۵ آیتوں سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ جورو خصم کا ساتھ رہنا کوئی خراب بات نہیں ہے۔ اور نہ اِس سے باطنی زندگی میں کچھ خلل ہوتا ہے۔ خداوند یسوع مسیح خود اپنے شاگردوں کے ساتھ ایک شخص کی شادی میں قانائے گلیل کو گیا۔ اور اپنی حضوری اور کرامات سے اِس بیاہ پر اپنی منظوری ظاہر کی۔ یوحنا ۲: ۱-۱۱۔ اور پطرس رسول جس کو رومی کیتھلک کلیسیا سب سے بزرگ اور بڑی عزت کا سمجھتے ہیں خود بیاہا تھا۔ متی ۸: ۱۴ اور یہ کلیسیا شادی نہ کرنے کے روحانی فائدے بنا کر اور مجرد رہنے کو زیادہ پاکیزہ

حالت ٹھہرا کر کتنے جوان مردوں اور عورتوں کو بیاہ کرنے سے روکتی ہے۔ پولوس رسول اس قسم کی تعلیم اور طریقے کے خلاف یوں لکھتا ہے "لیکن رُوح صاف کہتا ہے کہ آئندہ زمانوں میں بعض لوگ بیاہ کرنے سے منع کریں گے۔ اور اُن کھانوں سے پرہیز کرنے کا حکم دیں گے جنہیں خدا نے اس لئے پیدا کیا ہے کہ ایماندار اور حق کے پہچاننے والے اُنہیں شکرگذاری کے ساتھ کھائیں" ۱ تیمتھیس ۴: ۱-۳ ✣

پولوس نے ۱-۵ آیتوں میں بیان کیا ہے کہ کرنتھی مسیحیوں کو یہ نصیحت کی تھی کہ اگر ہو سکے تو وہ حال کے دُکھ کے لحاظ سے بیاہ نہ کریں۔ لیکن جن کو مجرد رہنے سے آزمایش ہوئی اُن کو ہر حالت میں بیاہ کرنا بہتر ہے اور بیاہوں کو بھی اُس نے یہ نصیحت کی تھی کہ ایک دوسرے سے جدا نہ رہیں کیونکہ اس میں خطرہ ہے مگر تھوڑی مدت تک خدا کی خاص عبادت کے واسطے علیحدہ رہنے میں کچھ نقصان نہیں۔ لیکن اب چھٹویں آیت میں یوں کہتا ہے کہ اوپر کی کل نصیحت کی باتیں انسان کی ذات کی کمزوری کی وجہ سے کہی گئی ہیں نہ حکم کی راہ سے "لیکن یہ میں اجازت کے طور پر کہتا ہوں نہ حکم کے طور پر" آیت ۶۔ یعنی میں نے جو اوپر بیاہ کرنے یا نہ کرنے اور جدا جدا رہنے یا نہ رہنے کی نسبت تم سے کہا سو حکم کی راہ سے نہیں کہا بلکہ انسان کی ذاتی کمزوری کو جان کر اور تمہاری خاص حالت سے بخوبی واقف ہو کر یہ اجازت دی کہ چاہے بیاہ کرو یا نہ کرو اپنی عورتوں سے خداوند کی خدمت کے لئے چند روز کے واسطے علیحدہ ہو یا نہ ہو میں کوئی خاص حکم اس بارے میں تم لوگوں کو نہیں دیتا بلکہ جیسا تم کو اپنی کمزوری و آزمایش پر لحاظ کرنے سے مناسب معلوم ہو ویسا کرو۔ پس اُن کلیسیاؤں کی یہ ہدایت کہ بعض

بعض لوگ مثلاً خادمانِ دین ہرگز بیاہ نہ کریں۔ پولوس کے اس فیصلے کے ساتھ مقابلہ کرنے سے کیسی غلط ہدایت معلوم ہوتی ہے۔ اُن کلیسیاؤں کی اس ہدایت کو ۱ تیمتھیس ۳: ۲ و ۱۲ سے مقابلہ کرو "کلیسیا کے نگہبان کو بے الزام۔ ایک بیوی کا شوہر ہونا چاہئے .... خادمانِ دین ایک ایک بیوی کے شوہر ہوں" ۱ تیمتھیس ۳: ۱۲ ✣

ساتویں آیت میں پولوس کہتا ہے کہ اگرچہ کرنتھی مسیحیوں کو بیاہ کرنے کی ممانعت نہیں ہے۔ مگر اُن کے حال اور آنے والے دُکھ کے لحاظ سے اُن کا بیاہ کرنا بھی بہتر نہیں ہے۔ وہ یہ چاہتا ہے کہ بے بیاہے رہنے کی طاقت جیسی اُس کو عنایت ہوئی اور جیسا وہ بغیر شادی کے بے گناہ رہا۔ ویسا ہی کرنتھی مسیحی آنے والے دُکھ کے اعتبار سے بغیر شادی کے رہکر بے گناہ رہیں وہ جانتا ہے کہ مجرد رہنے کی طاقت سب مسیحیوں کو نہیں ملتی۔ "شاگردوں نے اُس سے کہا کہ اگر مرد کا بیوی کے ساتھ ایسا ہی حال ہے تو بیاہ کرنا ہی اچھا نہیں۔ اُس نے اُن سے کہا کہ سب اس بات کو قبول نہیں کر سکتے مگر وہی جنہیں یہ قدرت دی گئی ہے کیونکہ بعض خوجے ایسے ہیں جو ماں کے پیٹ ہی سے ایسے پیدا ہوئے اور بعض خوجے ایسے ہیں جنہوں نے آسمان کی بادشاہت کے لئے اپنے کو خوجہ بنایا۔ جو قبول کر سکتا ہے وہ قبول کرے" متی ۱۹: ۱۰-۱۲ ✣

پولوس کے کہنے کی غرض یہ ہے کہ بیاہ کرنا یا اُس سے باز رہنا دونوں خدا کی نعمتیں ہیں اور دونوں حالتوں میں دل کی پاکیزگی پیدا ہوتی اور ترقی پا سکتی ہے۔ دیکھو آیت ۲۶ و ۲۸۔ باب ۱۲: ۴-۱۱۔ رومیوں ۱۲: ۳-۸ ✣

آٹھویں آیت سے بعض یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ پولوس کا کبھی بیاہ نہیں ہوا۔ بے شک جس وقت اُس نے یہ خط لکھا اُس وقت ضرور بے بیاہا تھا لیکن اِس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ مسیحی ہونے کے پہلے بھی اُس کا بیاہ نہیں ہوا کیونکہ جس وقت وہ مسیحی ہوا اُس وقت اُس کی عمر تخمیناً تیس برس کی تھی اور ظاہر ہے کہ مسیحی ہونے کے پیشتر وہ یہودیوں کا ایک معزز سردار تھا اور چونکہ بیاہ کرنا اُن کے نزدیک فرض تھا اور بے بیاہے کی وہ لوگ کچھ عزت و تعظیم نہیں کرتے تھے بلکہ ایسوں کو حقارت کی نظر سے دیکھتے تھے پس کیونکر ہو سکتا ہے کہ یہودی بے بیاہے کو اپنا سردار بناتے اور ایسے بڑے عہدے پر سرفراز کرتے؟ اِس سے معلوم ہوتا کہ مسیحی ہونے کے قبل اُس کا ضرور بیاہ ہوا تھا اور بعد مسیحی ہونے کے یا تو اُس کی جورو نے اُس کو چھوڑ دیا تھا یا مر گئی تھی۔ اور اُس نے اپنی خطرناک خدمت اور اکثر سفر کرنے کی وجہ سے پھر بیاہ نہیں کیا۔ مگر بیاہ کرنے کو ناپسند بھی نہیں کیا اور نہ اُسے گناہ ٹھہرایا کیونکہ دوسری جگہوں میں وہ بیاہ کی بہت تعریف کرتا ہے اور ممکن نہیں کہ اِس ایک ہی جگہ میں وہ اِس کے خلاف کچھ بولے۔ افسیوں ۵: ۱۲-۲۳۔ کلسیوں ۳: ۱۸ و ۱۹۔ عبرانیوں ۱۳: ۴۔ جو نسبت اور علاقہ و رشتہ مسیح کلیسیا کے ساتھ رکھتا ہے سو بیاہ اُس رشتے کی مثال ہے۔ اور جیسے فضل میں ترقی پانے کے لئے مسیح کے ساتھ میل و یگانگت رکھنا چاہئے ویسا ہی طبیعت کی خوشی و فائدے کے واسطے بیاہ کرنا ضروری امر ہے کیونکہ اُس پر آدمی کی نسل کی ترقی موقوف ہے۔ پیدائش ۱: ۲۷ و ۲۸۔ لیکن اگر کسی معقول وجہ سے آدمی شادی سے باز رہے تو کچھ مضائقہ نہیں۔ مثلاً خدا کی زیادہ عبادت و بندگی کرنا یا

عورت کی پرورش نہ کر سکتا یا اُس کو کچھ دکھ اور خطرات پیش آنے والے ہوں یا شادی کرنے سے عورت کا یا کلیسیا کا یا اوروں کا نقصان ہو تو اُن حالتوں میں شادی نہ کرنا بہتر ہے۔ اور چونکہ پولوس کے زمانے میں تمام مسیحیوں کو طرح طرح کی تکلیفیں اور مصیبتیں پہنچتی تھیں لہذا اُس نے اُن کو صلاح دی کہ اگر تم سے ہو سکے تو تم بھی میری مانند رہو یعنی بیاہ نہ کرو۔ باب ۹: ۵۔

ہر ایک اپنی اپنی حالت و حاجت پر لحاظ کرنے کے بعد جیسا مناسب معلوم ہو ویسا کرے۔ اگر مجرد رہنا مناسب معلوم ہو تو مجرد رہے اور اگر شادی کرنا پسند ہو تو شادی کرے کیونکہ شادی کرنا گناہ نہیں ہے لیکن جل جانا گناہ سے خالی بھی نہیں ہے۔ آیت ۹۔ "تم سن چکے ہو کہ کہا گیا تھا کہ زنا نہ کر لیکن میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ جس کسی نے بُری خواہش سے کسی عورت پر نگاہ کی وہ اپنے دل میں اُس کے ساتھ زنا کر چکا۔" متی ۵: ۲۷ و ۲۸۔ "پس اپنے اُن اعضا کو مُردہ کرو جو زمین پر ہیں یعنی حرامکاری اور ناپاکی اور شہوت اور بُری خواہش اور لالچ کو جو بُت پرستی کے برابر ہے۔" کلسیوں ۳: ۵۔ "پس میں یہ چاہتا ہوں کہ جوان بیوہ عورتیں بیاہ کریں۔ اولاد جنیں۔ گھر کا انتظام کریں اور کسی مخالف کو بدگوئی کا موقع نہ دیں۔" ۱-تیمتھیس ۵: ۱۴۔

"بیوی اپنے شوہر سے علیحدہ نہ ہو۔" آیت ۱۰۔ پولوس فرماتا ہے کہ یہ حکم میرا نہیں ہے۔ بلکہ خداوند نے جب وہ دنیا میں تھا خود یہ حکم دیا تھا۔ اور اُس نے اُنہیں کہا جو کوئی جورو کو چھوڑے اور دوسری سے بیاہ کرے تو اُس کی نسبت زنا کرتا ہے۔ اور اگر جورو اپنے شوہر کو چھوڑ دے اور

دوسرے سے بیاہی جائے تو وہ بھی زنا کرتی ہے۔" مرقس ۱۰: ۱۱ و ۱۲۔

پولوس گویا کہتا ہے کہ میں صرف خداوند کا حکم تم کو دوبارہ سُناتا ہوں یعنی یہ حکم کہ سوائے زناکاری کے اور کسی وجہ سے نہ خصم جورو کو چھوڑے اور نہ جورو خصم کو۔ میری طرف سے یا اور رسولوں اور نبیوں کی طرف سے نہیں ہے بلکہ خداوند کی مرضی و فرمان سے ہے۔ مکاشفہ ۲: ۱۴ و ۱۶۔ لوقا ۱۶: ۱۸

اگر زنا کے سوا کسی اور وجہ سے عورت اپنے شوہر کو چھوڑ کر چلی گئی ہو تو پولوس اُس عورت کو دوسرا بیاہ کرنے سے منع کرتا ہے۔ یہاں تک کہ اگر وہ بیاہ کرے تو گناہ کرتی ہے وہ زناکار ٹھہریگی۔ "یہ بھی کہا گیا تھا کہ جو کوئی اپنی بیوی کو چھوڑے اُسے طلاق نامہ لکھ دے۔ لیکن میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ جو کوئی اپنی بیوی کو حرامکاری کے سوا کسی اور سبب سے چھوڑ دے وہ اُس سے زنا کراتا ہے اور جو کوئی اُس چھوڑی ہوئی سے بیاہ کرے وہ بھی زنا کرتا ہے۔" متی ۵: ۳۱ و ۳۲۔

بیاہی کو اپنے شوہر سے میل رکھنا اور صاف دل رکھنا چاہیئے۔ یعنی شوہر چاہے بُت پرست ہو یا کافر بے دین ہو یا بے ایمان مگر اُس سے طلاق نامے کی خواہش کرنا بے جا ہے۔ عورت کو شوہر کے ساتھ تکلیف اٹھانا بہتر ہے لیکن اُس کو چھوڑ دینا یا اُس سے جُدا ہو جانا منع ہے۔ پولوس کے زمانے میں یونانیوں اور رومیوں میں عورت کو طلاق دے دینا بہت ہی آسان امر تھا۔ چنانچہ شہر اتھینیز میں شوہر جب چاہتا تھا اپنی جورو کو طلاق دے سکتا تھا۔ اور شہر سپارٹا میں بانجھ ہونے کی وجہ سے بھی شوہر اپنی جورو کو چھوڑ سکتا تھا۔ رومیوں میں بھی مرد کو عورت پر اس امر میں پورا اختیار تھا یعنی جس وقت مرد

چاہتا تھا اُسی وقت عورت کو نکال دیتا تھا یہاں تک کہ سسرو (Cicero) اور سیزر (Ceasar) نے جوروؤں میں نامی آدمی تھے اپنی اپنی جوروؤں کو طلاق دیکر چھوڑ دیا تھا۔ اُس زمانے کا ایک نامور مؤرخ بنام جووینل (Juvenal) کہتا ہے کہ جب کبھی کسی وجہ سے رومی خصم اور جورو میں خفیف نااتفاقی بھی ہوتی تھی تو وہی نااتفاقی طلاق کے واسطے کافی ہو جاتی تھی۔ اے مسیحی بھائیو اور بہنو رومی اور یونانی عالموں کے اس خراب اور ناقص قانون اور دستور کو مسیح کے حکم سے بغور مقابلہ کرو۔ ان دونوں میں اتنا فرق ہے جتنا روشنی اور تاریکی میں ہے۔ شکر ہمارے خداوند کے پاک نام کو کہ جس نے ایسا حکم بیاہ کے بارے میں ہم لوگوں کے واسطے جاری کیا کہ جس سے خصم اور جورو اور اُن کے بچوں کو بے شمار برکتیں حاصل ہوتی ہیں۔ اس میں شک نہیں ہے کہ مسیحی خاندان کی پاکیزگی بہتری اور آپس کی محبت مسیح کے اس عمدہ اور بے بدل حکم پر موقوف ہے کہ زناکاری کے سوا اور کسی وجہ سے نہ خصم جورو کو چھوڑے اور نہ جورو خصم کو۔

"اے بیویو تم بھی اپنے شوہر کے تابع رہو۔ اے شوہرو تم بھی بیویوں کے ساتھ عقلمندی کے ساتھ بسر کرو اور عورت کو نازک ظرف جان کر اُس کی عزت کرو۔ اور یوں سمجھو کہ ہم دونوں زندگی کی نعمت کے وارث ہیں تاکہ تمہاری دعائیں رُک نہ جائیں۔" ا پطرس ۳: ۱ و ۷۔

بزرگ آگسٹین آیت ۱۱ سے یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ جس عورت نے اپنے خصم کو اُس کی زناکاری کی وجہ سے چھوڑ دیا ہے پھر بیاہ نہ کرے۔ اور رومن کیتھولک کلیسیا بھی یہی حکم دیتی ہے لیکن پراٹسٹنٹ کلیسیا اُس عورت کو جس کا شوہر زناکار ہے اور اُس مرد کو جس کی عورت زانیہ ہے۔ دوسرا بیاہ کرنے کی اجازت

دیتی ہے اور یقین ہے کہ ہر ایک سنجیدہ سمجھدار شخص پراٹسٹنٹ کلیسیا کی اِس آیت کی اِس تفسیر کو صحیح اور درست مانیگا +

حاصلِ کلام

۱۔ پاک کلام کے بعض بعض احکام وقتوں اور حالتوں کے ساتھ خصوصیت رکھتے ہیں مثلاً بیاہ کرنا خدا کی مرضی اور حکم کے مطابق تو ہے مگر بعض بعض حالتوں میں اُس سے باز رہنا بہتر ہے۔ جیسا کہ پولوس ۱-۹ آیت میں کہتا ہے +

۲۔ ہر مرد ایک ہی عورت سے بیاہ کرے کیونکہ دو یا تین عورتیں رکھنا خدا کے حکم کے خلاف بلکہ اُس کی نظر میں زناکاری ہے۔ دیکھو آیت ۲ +

۳۔ بیاہ نہ کرنا اور اکیلا رہنا تین شرطوں پر موقوف ہے۔ (۱) جب بیاہ کرنے سے خدا کی خدمت میں کچھ خلل ہو۔ (۲) جب لڑائی یا وبا اور مری پھیلی ہو یا ملک میں بلوا اور ایسی بے انتظامی ہو کہ جس سے شادی کرنے کے سبب اور زیادہ تکلیف کا خوف ہو۔ (۳) جب طرفین میں سے ایک یا دونوں ایسی بیماری میں گرفتار ہوں کہ جس سے اولاد کے کمزور اور بیمار پیدا ہونے کا اندیشہ ہو۔ دیکھو آیت ۱-۶ +

۴۔ بیاہ ایک ایسا بےبدل رشتہ ہے کہ ہر ایک آدمی خوب سوچ سمجھ کر نہایت سنجیدگی کے ساتھ اِس رشتے میں داخل ہو بلکہ مناسب یہ ہے کہ اِس کام میں خدا سے ہدایت و مدد طلب کی جائے۔ اور شروع ہی سے اُس سے برکت مانگی جائے۔ دیکھو آیت ۸-۱۱ +

آیات ۱۲-۲۴۔ (۱۲) باقیوں سے میں ہی کہتا ہوں نہ کہ خداوند کہ اگر کسی بھائی کی بیوی بے ایمان نہ ہو اور اُس کے ساتھ رہنے کو راضی ہو تو وہ اُس کو نہ چھوڑے۔ (۱۳) اور جس عورت کا شوہر با ایمان نہ ہو اور اُس کے ساتھ رہنے کو راضی ہو تو وہ شوہر کو نہ چھوڑے (۱۴) کیونکہ جو شوہر با ایمان نہیں وہ بیوی کے سبب سے پاک ٹھہرتا ہے اور جو بیوی با ایمان نہیں وہ مسیحی شوہر کے باعث پاک ٹھہرتی ہے ورنہ تمہارے فرزند ناپاک ہوتے مگر اب پاک ہیں۔ (۱۵) لیکن مرد جو با ایمان نہ ہو اگر وہ علیحدہ ہو تو علیحدہ ہونے دو۔ ایسی حالت میں کوئی بھائی یا بہن پابند نہیں اور خدا نے ہم کو میل ملاپ کے لئے بُلایا ہے (۱۶) کیونکہ اے عورت تجھے کیا خبر ہے کہ شاید تو اپنے شوہر کو بچا لے؟ اور اے مرد تجھ کو کیا خبر ہے کہ شاید تو اپنی بیوی کو بچا لے؟ (۱۷) مگر جیسا خداوند نے ہر ایک کو حصہ دیا ہے اور جس طرح خدا نے ہر ایک کو بُلایا ہے اُسی طرح وہ چلے۔ اور مَیں ساری کلیسیاؤں میں ایسا ہی مقرر کرتا ہوں (۱۸) جو مختون بلایا گیا وہ نامختون نہ ہو جائے۔ جو نامختونی کی حالت میں بلایا گیا وہ مختون نہ ہو جائے۔ (۱۹) نہ ختنہ کوئی چیز ہے نہ نامختونی بلکہ خدا کے حکموں پر چلنا ہی سب کچھ ہے (۲۰) ہر شخص جس حالت میں بُلایا گیا ہو اُسی میں رہے۔ (۲۱) اگر تو غلامی کی حالت میں بلایا گیا ہے تو فکر نہ کر لیکن اگر تو آزاد ہو سکے تو اُسی کو اختیار کر۔ (۲۲) کیونکہ جو شخص غلامی کی حالت میں خداوند میں بلایا گیا ہے وہ خداوند کا آزاد کیا ہوا ہے۔ اسی طرح جو آزادی کی حالت میں بلایا گیا ہے وہ مسیح کا غلام ہے (۲۳) تم قیمت سے خریدے گئے ہو آدمیوں کے غلام نہ بنو۔ (۲۴) اے بھائیو جو کوئی جس حالت

میں بُلایا گیا ہو وہ اُسی حالت میں خداوند کے ساتھ رہے ✢

بیاہوں کے آپس کے فرائض اور مسیحیوں کو جس حالت میں وہ بُلائے گئے اُس میں رہنے کی ضرورت

"میں کہتا ہوں نہ خداوند" آیت ۱۲ یعنی ہمارے خداوند یسوع مسیح نے اِس امر کی نسبت کبھی کچھ تعلیم یا حکم نہیں دیا اور نہ اُس نے اپنے شاگردوں کو باہر والوں یا بے ایمانوں کے ساتھ بیاہ کرنے کی نسبت کچھ کہا بلکہ پولوس ایسے بیاہ کے حق میں رسول ہو کے اور خدا سے اختیار پاکر خود یہ حکم دیتا ہے۔ اُن دِنوں میں وہ لوگ جو مسیح پر ایمان لاتے تھے پہلے بیاہ کر چکے تھے جب وہ مسیحی ہوئے تو اُن کی عورتیں اُن کے ساتھ مسیحی نہ ہوئیں اِس لئے بعضوں نے اپنی عورتوں کو طلاق دیکر چھوڑنا چاہا۔ سو پولوس اُن کو سمجھاتا ہے کہ ایسا نہ کرنا کیونکہ یہ طلاق دینے اور جورو کو چھوڑنے کی کافی وجہ نہیں ہے بلکہ اگر غیر مسیحی عورت اپنے مسیحی خصم کے ساتھ یا غیر مسیحی مرد اپنی مسیحی عورت کے ساتھ رہنے پر راضی ہو تو وہ جُدا نہ ہوں بلکہ پیار کے ساتھ جیسا بیوی شوہر کو مناسب ہے آپس میں رہیں۔ اگر شوہر مسیحی ہو تو اُس کے سبب اُس کی غیر مسیحی بیوی پاک ہے۔ یعنی اگر بیوی شوہر دونوں میں سے ایک بھی مسیح کے ساتھ زندگی رکھے تو اُس کی وجہ سے اُس دوسرے کو جو مسیحی نہیں ہے فائدہ پہنچتا ہے۔ اور غیر مسیحی بیوی اپنے مسیحی شوہر سے یا غیر مسیحی شوہر اپنی مسیحی بیوی سے فائدہ نہیں اُٹھاتے بلکہ علاوہ اِس کے اُن کے بچے بھی اُن سے فائدہ اُٹھاتے

ہیں۔ آیت ۱۴ سے صاف یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ بیاہ جو کہ ایک پاک رشتہ ہے اُسکو بہت جلد بغیر کسی کافی وجہ کے توڑنا مناسب نہیں ہے۔ غیر مسیحی کے لئے کسی مسیحی کے ساتھ رشتہ رکھنا یا کسی کام میں اُس کے ساتھ شریک ہونا بہت ہی فائدہ مند ہے کیونکہ مسیح کے شاگرد دنیا کے نور اور نمک ہیں۔ متی ۵: ۱۳ و ۱۴۔ جیسا کہ لوط جب تک سدوم میں رہا وہاں کے لوگ سلامت رہے اور وہ شہر قائم رہا لیکن جس دن وہ سدوم سے نکلا اُسی روز وہاں کے لوگ ہلاک ہوئے اور وہ شہر برباد ہو گیا۔ اِسی طرح اگر کسی گھرانے میں ایک سچا مسیحی بھی ہو تو اُس کے وسیلے سے کل گھرانے پر برکت نازل ہوتی ہے۔ دیندار مسیحی سے اُس کی جورو اور لڑکوں کو طرح طرح کی فضیلتیں حاصل ہوتی ہیں۔ اِس بات کو یاد رکھنا چاہئے کہ پولوس چودھویں آیت میں صرف اُن لوگوں کا ذکر کرتا ہے جو مسیحی ہونے سے پہلے بیاہے گئے تھے لیکن مسیحی کو غیر مسیحی کے ساتھ بیاہ کرنا بیجا اور ناجائز ہے "نہ اُن سے بیاہ کرنا۔ اُس کے بیٹے کو اپنی بیٹی دینا نہ اپنے بیٹے کے لئے اُس کی بیٹی لینا۔ کیونکہ وہ تیرے بیٹے کو میری پیروی سے پھیر دینگے تاکہ وہ اور معبودوں کی عبادت کریں اور خداوند کا غصہ تجھ پر بھڑکیگا اور وہ تجھے ایکا ایک ہلاک کر دیگا" استثنا ۷: ۳ و ۴۔ "تب میں نے اُن سے جھگڑا کیا اور اُن کی ملامت کی کہ ہم اپنی بیٹیاں اُن کے بیٹوں کو نہ دینگے اور اُن کی بیٹیاں نہ اپنے بیٹوں کے لئے اور نہ اپنے لئے لینگے۔ کیا شاہ اسرائیل سلیمان نے انہی باتوں میں گناہ نہیں کیا؟ حالانکہ اکثر قوموں میں ایسا بادشاہ نہ تھا اِس لئے کہ وہ اپنے خدا کا پیارا تھا اور خدا نے اُسے تمام اسرائیل کا بادشاہ کیا تو بھی اجنبی عورتوں نے اُسے بھی گنہگار کیا۔ کیا ہم تمہاری سُن کر

ایسی بڑی خباثت کریں کہ اجنبی عورتوں کو بیاہ کر کے خدا کے گنہگار ٹھہریں
نحمیاہ ۱۳: ۲۵-۲۷- "بے ایمانوں کے ساتھ ناہموار جوئے میں نہ جتو۔
کیونکہ راستبازی اور بے دینی میں کیا میل جول؟ یا روشنی اور تاریکی میں
کیا شراکت؟ مسیح کو بلیعل کے ساتھ کیا موافقت- یا ایماندار کا بے ایمان
کے ساتھ کیا واسطہ"؟ ۲ کرنتھیوں ۶: ۱۴ و ۱۵- مگر بیاہ ہو جانے کے بعد
بے سبب اُس رشتے کو توڑنا مناسب نہیں کیونکہ اُس کا پھل پاک ہے
"دیکھو فرزند خداوند کی طرف سے میراث ہیں اور پیٹ کے پھل اُسی سے
ایک اجر ہیں- تیری جورو اُس تاک کی مانند ہوگی جو میوے سے لدی ہوئی
تیرے گھر کے آس پاس ہے تیرے بچے تیری میز کے گرد زیتون کے پودوں
کی مانند ہونگے- دیکھو وہ انسان جو خداوند سے ڈرتا ہے ایسا مُبارک
ہوگا" زبور ۱۲۷: ۳ و ۱۲۸: ۳ و ۴۔

اگر کسی مسیحی عورت کا غیر مسیحی شوہر اپنی بیوی کو یا کسی مسیحی مرد کی غیر مسیحی
بیوی اپنے شوہر کو بلا وجہ چھوڑ دے اور پھر اُس سے ملنے کی کچھ امید یا
کم امید ہو تو وہ مسیحی مرد اور عورت پھر بیاہ کر سکتے ہیں- ایسی حالت میں
دوسرے بیاہ کی اجازت کئی وجہوں سے درست معلوم ہوتی ہے-
(۱) یہ کہ خدا نے ہم کو ملاپ کے لئے بُلایا ہے- دیکھو آیت ۱۵ اور
۱۴: ۳۳- رومیوں ۱۲: ۱۸ و ۱۴: ۱۹- عبرانیوں ۱۲: ۱۴- پس جب کسی
کی بیوی نے اپنے شوہر کے مسیحی ہونے کے سبب سے اُس کو چھوڑ دیا
ہو تو وہ کیونکر ایسی بیوی سے ملاپ کر سکتا ہے؟ اُس کو اُسی بیوی کا پابند
رکھنا اور دوسرے بیاہ کی اجازت نہ دینا بے جا اور بے فائدہ ہے- (۲)
کہ شاید اُس کو اپنے نفس ضبط کرنے کی طاقت نہ ہو تو اُس کو آزمایش سے

بچانے اور گناہ سے محفوظ رکھنے کیلئے پھر بیاہ کرنے کی اجازت دینا بہتر
اور مناسب ہے- دیکھو آیت ۹ و ۱-تیمتھیس ۵: ۱۴- (۳) یہ کہ اس میں
اُس کا کچھ قصور نہیں کیونکہ مسیح کے حکم کے بموجب وہ مسیحی ہوا پس مناسب
نہیں کہ ہم اُسے اُس غیر مسیحی بیوی کا جو اُس کے مسیحی ہونے کے سبب سے
اُس کو چھوڑ کر چلی گئی ناحق پابند کر رکھیں- اور بے فائدہ اُس بے قصور کو اُس
کی بے ایمان بیوی کے سبب عمر بھر دُکھ میں ڈالیں- عبرانیوں ۱۲: ۱۳-
(۴) یہ کہ یہ تو ظاہر ہے کہ جب کسی آدمی کی بیوی مر جائے تو اُس کو دوسری
عورت سے بیاہ کرنے کی اجازت ہے- رومیوں ۷: ۲ و ۳- پس جس
کی بیوی نے اپنے شوہر کو بالکل چھوڑ دیا ہے وہ گویا اُس کے حق میں مر گئی
ہے وہ اپنے شوہر کے بس سے ایسی چھُٹ گئی جیسے مری ہوئی بیوی- اُس
کو اُس سے کچھ فائدہ نہیں پہنچ سکتا اور جو رشتہ اُن میں تھا اُس کو اُس
عورت نے خود ہی توڑ ڈالا- پس ایسی حالت میں وہ بھائی اُس عورت کا
پابند نہیں ہے اگر وہ چاہے تو پھر بیاہ کر سکتا ہے "مگر صرف خداوند
میں"؛ آیت ۳۹ یعنی کسی مسیحی عورت سے- اگر کوئی اعتراض کرے کہ کیا مسیح
نے ایسے بیاہ کو منع نہیں کیا؟ کیا اُس نے نہیں فرمایا کہ زنا کے سوا کسی
اور وجہ سے بیوی کو چھوڑنے اور دوسرے سے بیاہ کرنے کی اجازت
نہیں ہے؟ متی ۵: ۳۲- تو اس کا یہ جواب ہے کہ خداوند یسوع مسیح
نے لوگوں کے بیاہ کی نسبت جن کی عورتیں اُن کو مسیح پر ایمان لانے
کے سبب یا مسیح کے کسی حکم ماننے کے باعث چھوڑ کر چلی گئیں کچھ نہیں
فرمایا کہ آیا وہ بیاہ کریں یا نہ کریں- دیکھو آیت ۱۲- مگر پولس صاف کہتا ہے
کہ ایسی حالت میں کوئی بھائی یا بہن پابند نہیں ہے وہ اپنے ملاپ کے

لئے اگر چاہے تو پھر بیاہ کر سکتا ہے۔ آیت ۱۵۔

واضح ہو کہ بعض لوگ پولوس کی تعلیم کے خلاف یہ کہتے تھے کہ جب کسی مسیحی بھائی کی بیوی اُسے چھوڑ کر چلی جائے تو وہ پھر بیاہ نہ کرے کیونکہ شاید خدا کے فضل سے وہ بے ایمان بیوی جواب ضد کر کے اپنے مسیحی شوہر کے ساتھ رہنے سے انکار کرتی ہے کسی وقت مسیح کو مانے۔ شاید اپنے شوہر کے بہت برس تک صبر کرنے اور اُس کے لوٹ آنے کا انتظار کرنے سے اُس کے دل پر ایسا اثر ہو کہ وہ مسیحی ہو جائے اور اپنے شوہر سے آ کر ملے۔ سو پولوس سولھویں آیت میں اُن کے اس قول کی تردید کرتا ہے کہ اُس کے مسیحی ہونے اور لوٹ آنے کا کچھ اعتبار نہیں ہے شاید لوٹے یا نہ لوٹے یہ کسی کو معلوم نہیں۔ اس لئے اس بے ٹھکانا بات کی امید کے سبب کوئی بھائی بہن اپنے کو ملاپ یعنی خاندانی اور دلی اطمینان سے محروم نہ رکھے لیکن اگر اُس کے لوٹ آنے کی قوی امید ہو تو بیشک صبر کرنا اور اُس کا انتظار کرنا مناسب ہے ورنہ اُس کے لئے صبر کرنا اور اپنے کو اُس کا مقید کرنا پولوس کی اس تعلیم کے خلاف ہے۔ دیکھو آیت ۱۵ اور ۱۶۔

"مگر" آیت ۱۷۔ شاید پولوس کو یہ خوف ہوا کہ کوئی بہری اوپر کی تعلیم کو سُن کے صرف اپنی بیوی کے چھوڑنے کے لئے مسیحی ہو اور یہ بہانہ کرے کہ وہ مسیحی نہیں ہے بے سبب بیوی کو چھوڑ دے۔ اس لئے وہ لفظ "مگر" سے اوپر کی تعلیم کی حد باندھتا ہے تاکہ کوئی اپنی غیر مسیحی بیوی کو بلا وجہ نہ چھوڑے اور اپنے پرانے رشتوں کو ترک نہ کرے بلکہ جہاں تک ہو سکے اُن کو قائم رکھے۔ پس اگر کوئی اپنے پرانے رشتہ داروں

سے ناراض و آزردہ ہو کے صرف اُن کو چھوڑنے کے لئے مسیحی ہونا چاہے تو کوئی مسیحی ایسے شخص کی خاطر اور مدد نہ کرے۔ ایسے شخص کو مسیحی جماعت میں شامل کرنے سے کُل کلیسیا کی بدنامی ہوگی اور باہر والے ضرور یہی کہینگے کہ وہ شخص اپنی نادان جاہل بیوی کو چھوڑنے کی غرض سے اور خوبصورت جوان اور پڑھی ہوئی مسیحی عورت کے پانے کے لئے مسیحی ہوا ہے۔ انسان کا دل بہت ہی خراب ہے "دل سب چیزوں سے زیادہ حیلہ باز ہے۔ ہاں وہ نہایت فاسد ہے اُس کی حقیقت کون دریافت کر سکتا ہے؟" یرمیاہ ۱۷: ۹۔ ہم کو ایسے امور میں سانپ کی سی ہوشیاری چاہئے ۔ متی ۱۰: ۱۶۔ لہٰذا اگر کسی کی نسبت یہ گمان ہو کہ وہ صرف پرانے رشتے کے توڑنے کی غرض سے مسیحی ہونا چاہتا ہے تو ہم ایسے شخص کو ہرگز بپتسمہ نہ دیں اور اگر کوئی دے تو اُس نے بڑا گناہ کیا اور کُل کلیسیا کو نقصان پہنچایا کیونکہ مسیحی ہونا اور بات ہے اور پرانا رشتہ ناحق توڑ ڈالنا اور بات ہے۔

"جیسا خدا نے ہر ایک کو حصہ دیا ہے" آیت ۱۷ یعنی رشتے کا حصہ مثلاً ماں باپ خصم جورو لڑکے بالے وغیرہ جتنے رشتے دار ہیں سب خدا کے انتظام سے آدمی کو ملے ہیں۔ پس اُن کو ضد لالچ یا جھگڑے کی وجہ سے چھوڑ دینا منع ہے۔ لیکن اگر اُن کے ساتھ رہنے میں خداوند کی بندگی نہ ہو سکتی ہو تو البتہ اُن لوگوں سے جُدا ہونا واجب ہے۔

"جس طرح خدا نے ہر ایک کو بلایا ہے اُسی طرح وہ چلے" آیت ۱۷۔ یعنی اگر خدا سے بلائے جانے کے وقت کوئی شخص غیر مسیحی بیوی رکھتا ہو اور وہ اُس کے ساتھ رہنے پر بخوشی راضی ہو تو اُس کو نہ چھوڑے۔

"میں ساری کلیسیاؤں میں ایسا ہی مقرر کرتا ہوں۔" آیت ۱۷۔ دیکھو باب ۱۱: ۳۴ و ۱۶: ۱۔ اِس سے ظاہر ہوتا ہے کہ رسول نہ صرف تعلیم دینے کے لئے مقرر ہوئے تھے بلکہ کلیسیا پر حکومت کرنے کے لئے بھی۔ ۱-تھسلنیکیوں ۴: ۱۱ و ۲-تھسلنیکیوں ۳: ۴ و ۱۰ ۔

"ساری کلیسیاؤں میں" یعنی سب مسیحیوں کے واسطے چاہے وہ کسی مُلک اور نام یا کلیسیا کے ہوں ایک ہی قانون ہے۔ یہاں سے مسیحی کلیسیا کی یکتائی اور یگانگت بھی ظاہر ہوتی ہے۔ جو اصول اور فرائض مسیح اور اُس کے رسولوں نے بتائے ہیں وہ موقوف نہیں ہو سکتے۔ ہر ایک دستور اور رسم و رواج مسیح کی اور اُس کے مقرر کردہ رسولوں کی تعلیم و احکام کی کسوٹی پر جانچے جائیں۔ اگر کوئی دستور اور رسم مسیح یا اُس کے رسولوں کی تعلیم کے خلاف ہو تو اُس کو نہ ماننا چاہئے۔ متی ۲۴: ۴ و ۵ و ۲-تھسلنیکیوں ۲: ۱۵ و ۱-یوحنا ۴: ۱ و ۲-پطرس ۲: ۱-۳ و مکاشفہ ۲: ۲ ۔

"جو مختون بُلایا گیا وہ نامختون نہ ہو جائے۔" آیت ۱۸ یعنی اگر کوئی یہودی مسیحی ہو جائے تو وہ اپنے یہودی نشان یا یہودی کہلائے جانے سے شرمندہ نہ ہو اور نہ اُس نشان کے مٹانے کی کچھ کوشش اور فکر کرے۔ واضح ہو کہ بعض یہودی رومیوں اور یونانیوں کی طرف یہاں تک مائل اور اپنی قوم کے اِس دستور سے اِتنا شرمندہ ہوئے کہ اُنہوں نے ختنے کے نشان کو مٹا ڈالا۔ یوسیفس باب بارہ کو دیکھو۔ اور بعض جبکہ وہ مسیحی ہو گئے تو اُنہوں نے یہودیوں کے طریقوں اور نشانوں سے اپنی ناراضگی ظاہر کرنے کے لئے اپنے کو نامختون بنانا چاہا اور پولوس کی تعلیم سے ناحق یہ

نتیجہ نکالا۔ "دیکھو میں پولوس تم سے کہتا ہوں اگر تم ختنہ کراؤ تو مسیح سے تمہیں کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ بلکہ میں ہر ایک آدمی پر جس کا ختنہ ہوا ہے پھر گواہی دیتا ہوں کہ اُسے تمام شریعت پر عمل کرنا واجب ہوا۔" گلتیوں ۵: ۲-۳۔ اِس لئے وہ خود اٹھارھویں آیت میں بتاتا ہے کہ تمہارا یہ نتیجہ نکالنا بالکل غلط ہے۔ رومیوں ۴: ۱۰ ۔

"جو کہ نامختونی کی حالت میں بلایا گیا وہ مختون نہ ہو جائے۔" آیت ۱۸ یعنی اگر کوئی غیر یہودی قوم میں سے مسیحی ہو جائے تو وہ مختون نہ ہو یعنی وہ یہودیوں کی مانند نہ بنے۔ اٹھارھویں آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ کوئی شخص یہودی یا یونانی یا کسی قوم کا جب مسیحی ہو جائے تو اپنی قوم کے دستور سے شرمندہ ہو کر اُس قوم کے نشان کے مٹانے کی فکر نہ کرے۔ کیونکہ مسیحی ہونا یہ نہیں ہے کہ آدمی اپنے قومی نشانوں اور قدیمی دستوروں کو ترک کر دے بلکہ مسیحی ہونا یہ ہے کہ آدمی باطنی پاکیزگی اور اندرونی صفائی حاصل کرے اسی سبب سے مُلکی رسموں اور نشانیوں کے چھوڑنے کا کچھ حکم نہیں دیا گیا بشرطیکہ اُن میں کچھ بُت پرستی یا فضول خرچی اور بُرائی نہ ہو۔ مثلاً اگر کوئی ہندو مسیحی ہو جائے تو اُسے اختیار ہے چاہے وہ پگڑی رکھے یا چوٹی اتارے۔ غرضیکہ کوئی شخص مسیحی ہونے کے بعد اپنے مُلک کے دستوروں سے کچھ شرمندہ نہ ہو کیونکہ اُن میں کچھ عیب نہیں ہے اور نہ یہ خیال کرے کہ مسیحی ہونے کے سبب سے مجھ کو اپنے پُرانے دستوروں کو چھوڑ دینا ضروری اور فرض ہے کیونکہ ایسی باتیں مذہب سے علاقہ نہیں رکھتیں اور نہ اُن کو مذہب میں شامل کرنا چاہئے۔ بلکہ پولوس ایسی باتوں کو مذہب میں داخل کرنے سے منع کرتا ہے۔ "کیونکہ وہ یہودی نہیں جو ظاہر کا ہے اور نہ وہ ختنہ ہے جو ظاہری اور جسمانی

ہے بلکہ یہودی وہی ہے جو باطن میں ہے اور ختنہ وہی ہے جو دل کا اور روحانی ہے نہ کہ لفظی۔ ایسے کی تعریف آدمیوں کی طرف سے نہیں بلکہ خدا کی طرف سے ہوتی ہے۔" رومیوں ۲: ۲۸ و ۲۹۔ "لیکن ططس بھی جو میرے ساتھ تھا اور یونانی ہے ختنہ کرانے پر مجبور نہ کیا گیا۔" گلتیوں ۲: ۳۔

آیت ۱۹ کے معنی ذیل کی آیت کے غور کرنے سے معلوم ہوتے ہیں گلتیوں ۵: ۶ و ۶: ۱۵۔ رومیوں ۲: ۲۵ و ۱۳: ۸ یعنی ظاہری باتیں مثل مختونی یا نامختونی وغیرہ کے مسیحی ہونے کے ثبوت نہیں ہو سکتیں۔ ان باتوں سے پولوس کی غرض یہ ہے کہ مسیحی ایسی ظاہری باتوں پر زیادہ غور و لحاظ نہ کریں بلکہ خدا کے حکموں پر چلنے کی فکر رکھے کیونکہ چاہے وہ مختون ہو یا نامختون چاہے بپتسمہ یافتہ ہو یا نہ ہو اگر وہ خدا کے حکموں کو توڑ ڈالیگا یا اُس کے خلاف چلیگا تو ضرور سزا پائیگا۔ "اور مسیح یسوع میں نہ تو ختنہ کچھ کام کا ہے نہ نامختونی مگر ایمان جو محبت کی راہ سے اثر کرتا ہے۔" گلتیوں ۵: ۶۔

پولوس کے زمانے میں قریبی ظاہری باتوں کو بہت مانتے تھے مگر اُن کی چال چلن بہت ہی خراب تھی جیسا کہ اِن دنوں میں بھی اکثر فقیر ظاہری رسم و رواج اور پوجا پاٹ بہت کرتے ہیں مگر درحقیقت اُن کے اعمال بُرے ہیں سو خدا کی نظر میں نیک چلنی ظاہری پرستش سے ہزار درجے بہتر ہے۔ "کیونکہ نہ ختنہ کچھ چیز ہے نہ نامختونی بلکہ نئے سرے سے مخلوق ہونا۔" گلتیوں ۶: ۱۵۔

"ہر شخص جس حالت میں بلایا گیا ہو اُسی میں رہے۔" آیت ۲۰۔ دیکھو آیت ۱۷ و ۲۴۔ اِس کے معنی یہ ہیں کہ جب کوئی شخص مسیحی ہو تو یہ خیال نہ کرے کہ اب مجھے نیا پیشہ اختیار کرنا چاہیے بلکہ وہ اپنی حالت اور پیشے پر بشرطیکہ

اُس میں کچھ گناہ نہ ہو قائم رہے۔ اور اگر لوگوں کی نظروں میں اُس کا پیشہ ہیچ کا سا معلوم ہو تو وہ اُس پیشے کو مسیحی ہونے کے بعد چھوڑ نہ دے بلکہ اُس پر اُس وقت تک قائم اور راضی رہے جب کہ خدا کی روح و انتظام سے کوئی بہتر خدمت اُس کو نہ ملے۔ مگر اِس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ کوئی اپنی حالت کو بہتر نہ بنائے بلکہ جہاں تک ہو سکے محنت و وفاداری سے ضرور اپنی حالت کو درست کرے اور بہتر خدمت کے لئے لیاقت بہم پہنچائے کیونکہ پولوس نے صرف اسی بات کی ممانعت کی ہے کہ مسیحی ہونے کے سبب سے کوئی اپنے پیشے کو نہ چھوڑے نہ اس کی کہ محنت و وفاداری کر کے کوئی اپنی ترقی نہ کرے۔

"بلایا گیا۔" آیت ۲۰۔ یعنی خدا کی طرف سے۔ دیکھو باب ۱: ۲۶۔ رومیوں ۱۱: ۲۹۔ افسیوں ۱: ۱۸۔ فلپیوں ۳: ۱۴۔ عبرانیوں ۳: ۱ و ۲ پطرس ۱: ۱۰ و ۲ تیمتھیس ۱: ۹ جس حالت اور پیشے میں خدا نے اپنا فضل کر کے ہم کو بلایا اُس حالت اور پیشے کو ہم حقیر نہ جانیں۔ اور نہ اُس کو ترک کریں جب تک کہ خدا خود اپنی روح و انتظام کے ذریعے سے ہم کو دوسری بہتر خدمت اور پیشے کے واسطے نہ بلائے کیونکہ ہم ہر حالت میں چاہے امیر ہوں یا مہتر ہوں اور ہر پیشے میں چاہے وہ بہتر ہو یا چھوٹا اُس کی خدمت کر سکتے ہیں۔ لہذا کوئی مسیحی امیر ہو کر فقیر نہ بنے اور غریب ہو کر امیر ہونے کی آرزو نہ کرے یہی پولوس کے اِس کہنے کی اصل غرض اور اُس کے اِس کلام کا مطلب ہے بعض لوگ گمان کرتے ہیں کہ مسیحی ہونے اور چھوٹے کام کو چھوڑ دینے میں کچھ لازمی تعلق ہے یہاں تک کہ اگر کوئی مہتر یا چوہڑا خدا کے فضل سے بلایا جاتا ہے تو وہ یہی سمجھتا ہے کہ اب میں مسیحی ہو گیا ہوں مجھ کو پیشہ چھوڑ

دینا چاہئے حالانکہ یہ خیال پولس کے کہنے کے خلاف ہے۔ اس کے علاوہ مسیحیوں کو اپنا قدیم پیشہ چھوڑنا اور کئی وجہوں سے بھی نامناسب ہے۔ اُن میں سے دو یہ ہیں۔ (۱) یہ کہ فرض کرو کہ ہندوستان کے کل باشندے مسیحی ہو جائیں اور کوئی مسیحی اُن کاموں کو جو لوگوں کی نظروں میں حقیر شمار کئے جاتے ہیں نہ کرے تو بتاؤ کہ پھر کون اُن کاموں کو کریگا اور اُس ملک کا انتظام کیونکر ہوگا؟ پھر جن ملکوں اور شہروں میں آج کل کل لوگ مسیحی ہیں وہاں کون ایسے کام کرتا ہے؟ لہذا مسیحی ہونے سے اپنے پیشے کو بلا وجہ ترک کرنے کی خواہش نہ کرنی چاہئے۔ (۲) کہ اگر یہ اشتہار کیا جائے یا غریبوں اور چھوٹے پیشے والوں کے ذہن میں یہ بات جگہ کرے کہ جو شخص مسیحی ہوگا اُس کی غریبی امیری سے اور چھوٹا پیشہ کسی شریف کام سے بدل دیا جائیگا تو یقین ہے کہ بہت سے خود غرض لالچی لامذہب اپنے اپنے مذہب کو چھوڑ کے نیک نامی یا عمدہ نوکری وغیرہ کے حاصل کرنے کے واسطے مسیحی ہو جائینگے اور اس طور سے کلیسیا فریبیوں سے بھر جائیگی اور اُس کی بڑی بدنامی ہوگی۔ اگرچہ غریبوں اور محتاجوں کی نیکنامی و بہتری اور آرام چاہنا مناسب ہے لیکن اگر ایسے لوگوں کی سرفرازی سے مسیح اور اُس کی کلیسیا کی بدنامی و تنزلی ہو تو اُن کے مسیحی ہونے سے کیا فائدہ؟ ہم کو چاہئے کہ غریبوں کے آرام اور نیک نامی کی بہ نسبت کلیسیا اور مسیح کی نیک نامی کا زیادہ خیال کریں اگر ایسے لوگوں کے مسیحی ہونے سے صرف اُن کی ظاہری حالت اور نام بدل جاتے ہیں لیکن اُن کے دل اور چال چلن میں کچھ فرق نہیں آتا تو اُن کا مسیحی ہونا غم کا باعث ہوگا نہ خوشی کا۔ پس چاہئے کہ ہم پولس کے اس حکم پر زیادہ دھیان کریں۔ کڑوے دانے کی تمثیل کو دیکھو۔ متی ۱۳: ۲۸-۳۰ ✦

پولس آیت ۲۱ میں آیت ۲۰ کی نظیر دیتا ہے کہ اگر کوئی غلام خدا کے فضل سے بلایا جائے تو وہ یہ خیال نہ کرے کہ اب میں مسیحی ہونے سے اس سخت نوکری اور بےعزتی سے خلاصی پاؤنگا یا اب بیگار سے چھوٹ جاؤنگا۔ پولس کہتا ہے کہ غلام ہونے کے سبب کوئی مسیحی اپنے دل میں کچھ فکر و اندیشہ نہ کرے بلکہ اگر آزاد بھی ہو سکتا ہو تو غلامی کی برداشت کرنا آزادی سے بہتر ہے۔ اور اس کی وجہ آیت ۲۲ میں پائی جاتی ہے* "وہ اسی کو اختیار کرے،" آیت ۲۱ مسیحی عالموں میں اس جملے کے معنی کی نسبت بڑی بحث ہے۔ اصل زبان سے اس کا ترجمہ دو طرح سے ہو سکتا ہے اول یہ کہ اگر کوئی غلام مسیحی ہو کر آزادی پا سکے تو خوشی سے اُسے یعنی آزادی کو اختیار کرے تاکہ آزادی کے ساتھ اچھی طرح خدا کی خدمت کرے اور دنیوی مالک کی زیادہ خوشامد اور اُس کے آگے چاپلوسی کی باتوں کے کرنے سے بچ جائے اور آزاد ہو کے خدا کی خدمت کے لئے کچھ زیادہ طاقت حاصل کر سکے ✦

دوسرا ترجمہ یہ ہو سکتا ہے کہ اگر کوئی مسیحی غلامی کی حالت میں بلایا گیا ہو اور وہ آزادی پا سکے تو اُسی کو یعنی غلامی کو اختیار کرے اور اُسے سہہ لے اور یہی ترجمہ صحیح بھی ہے اور اس کے صحیح ہونے کے کئی ثبوت ہیں (۱) یہ کہ جس لفظ کا ترجمہ اختیار کر کیا گیا ہے اُس کا ترجمہ برداشت کرے یا سہہ لے بھی ہو سکتا ہے (۲) یہ ترجمہ پولس کے مطلب سے بھی موافقت رکھتا ہے کیونکہ اُس نے آیت ۲۰ میں یہ تعلیم دی ہے کہ ہر ایک شخص جس حالت اور خدمت میں مسیحی ہوا ہو۔ اُسی میں رہے پس اگر وہ اس آیت میں غلاموں کو آزادی کی امید دلاتا یا اُن کو آزاد ہونے کی صلاح دیتا

تو اُس کی تعلیم میں اختلاف پایا جاتا حالانکہ یہ الہامی کلام کی شان سے بعید ہے۔ (۳) لفظ آزاد کے بعد لفظ بھی درج ہونا چاہئے جیسا کہ اصل زبان میں ہے۔ پس اب معنی یہ ہونگے کہ اگر کوئی مسیحی غلامی کی حالت میں ہو کے آزاد بھی ہو سکے تو اُسی غلامی کی حالت کو اختیار کرے۔ اِس لئے کہ وہ اُسی حالت میں خدا کے فضل سے بُلایا گیا ہے (۴) اگر پولوس اُن مسیحیوں کو جو غلام تھے یہ نصیحت کرتا کہ آزاد ہونے کے آرزومند ہو اور اُس میں کوشش کرو تو کچھ تعجب نہیں کہ ایسی تعلیم سے کلیسیا کو کئی طرح سے نقصان ہوتا۔ کیونکہ (۱) جو مسیحی غلام تھے وہ اپنی اُس حالت پر قناعت نہ کرتے (۲) جب رُومی حاکموں کو یہ معلوم ہوتا کہ ہمارے غلام مسیحی ہو کے آزاد ہو جائینگے تو مسیحیوں کے ساتھ وہ اور سختی سے پیش آتے (۳) جب غلاموں کو یہ معلوم ہوتا کہ ہم مسیحی ہونے سے غلامی سے آزادی پائیں گے تو اُن میں سے اکثر صرف اپنی آزادی کے واسطے مسیحی ہوتے نہ کہ مسیح کے احکام ماننے کے واسطے ⁜

اِن وجہوں سے ثابت ہوتا ہے کہ پولوس آیت ۲۱ میں مسیحی غلاموں کو آزادی حاصل کرنے کی خواہش سے منع کرتا ہے اور غلامی کے برداشت کرنے کی نصیحت کرتا ہے تاکہ کلیسیا نقصاناتِ مذکورہ سے محفوظ رہے ⁜

اگر کوئی پوچھے کہ کیا سبب ہے کہ پولوس نے رومیوں کو غلاموں پر سختی کرنے کے بارے میں نصیحت نہیں کی بلکہ برخلاف اس کے غلاموں ہی کو سمجھایا جیسا کہ اِن مقاموں سے ظاہر ہوتا ہے ”جتنے نوکر جوئے کے نیچے ہیں اپنے اپنے مالکوں کو کمال عزت کے لائق جانیں تاکہ خدا کا نام

اور تعلیم بدنام نہ ہو“ ۱-تمتھیس ۶: ۱۔ ”نوکروں* کو نصیحت کر کہ اپنے مالکوں کے تابع رہیں اور سب باتوں میں اُنہیں خوش رکھیں اور اُن کے حکم سے کچھ اِنکار نہ کریں“ طِطس ۲: ۹۔ تو اِس کے جواب کئی ایک ہیں (۱) یہ کہ رومیوں سے غلاموں کے حق میں کچھ سفارش کرنی فضول تھی کیونکہ وہ پولوس کی بات کو نہ سُنتے (۲) اگر پولوس رومیوں سے کوئی ایسی بات کہتا کہ جس میں غلاموں کی آزادی کی بُو پائی جاتی تو رُومی فوراً اُس کو جان سے مار ڈالتے کیونکہ غلام اُن کے مال تھے اور اُنہوں نے بہت روپیہ صرف کر کے اُن کو مول لیا تھا پس اگر پولوس اُن کے اِس مال کو چھین لینے کی کچھ بھی تدبیر کرتا تو رومی کب اُس پر رحم کرتے؟ (۳) ایسی تعلیم کے سُننے سے مسیحی غلام بلوا کر دیتے اور اِس کا یہ نتیجہ ہوتا کہ بہت سے مسیحی غلام جان سے مارے جاتے اور کُل کلیسیا پر ایک آفت برپا ہوتی (۴) اگر پولوس کچھ بھی غلاموں کی آزادی کی تدبیر کرتا یا اُن کو آزاد ہونے کی صلاح دیتا تو بہت سے غلام صرف اِسی غرض سے کہ پولوس ہماری مدد کریگا اُس کے شاگرد ہو جاتے لیکن پولوس ایسی غرضوں سے لوگوں کو اپنا شاگرد نہیں بنانا چاہتا تھا۔ (۵) چونکہ مسیح کی تعلیم کے زور سے رفتہ رفتہ ہر قسم کی غلامی آپ سے آپ مِٹ جاتی ہے لہٰذا پولوس نے چاہا کہ پہلے غیر مسیحیوں کو مسیحی کرے۔ کیونکہ جب وہ لوگ مسیحی ہو جائینگے تو خود بخود آسانی کے ساتھ اپنے غلاموں کو بھی آزاد کر دیں گے اور یکایک شروع ہی میں ایسے لوگوں سے یہ کہنا کہ کسی کو غلام کرنا گناہ ہے کچھ مفید نہیں بلکہ مُضر ہے۔ لہٰذا پولوس نے بھی جو کہ ایک عقلمند معمار کی

* جس لفظ کا ترجمہ اِس باب کی آیت ۲۱ سے ۲۳ میں غلام کیا گیا ہے (doulos) اُسی لفظ کا ترجمہ تمتھیس اور طِطس کے خط میں چاکر اور نوکر کیا گیا ہے ⁜

مانند خدا کی ہیکل بنانا تھا پہلے ہیکل کی چھت کو نہیں بنانا چاہا بلکہ بنیاد کو قائم کرنا چاہا اسی سبب سے اُس نے غلاموں کی کچھ طرفداری اور دبیل سے اُن کی آزادی کی کچھ سفارش نہیں کی۔ ۱-پطرس ۲: ۱۶-۱۹ و ۲-پطرس ۲: ۱۹+

"کیونکہ" آیت ۲۲- جو تعلیم پولوس نے آیت ۲۱ میں دی ہے اُس کی وجہ وہ اس آیت میں بتاتا ہے۔ غلام اس لئے غلامی کی برداشت کرے کہ وہ درحقیقت غلام نہیں ہے وہ "خداوند کا آزاد کیا ہوا ہے"۔ "کیا اس خیال ویقین سے تم آدمی کی غلامی کی برداشت نہیں کر سکتے" "خداوند میں ہو کے بلایا جانا" یہ ایک ایسی سرفرازی ہے کہ جس سے بلایا ہوا شخص اپنی آزادی یا غلامی کی کچھ فکر اور پرواہ نہ کرے۔ کوئی ایسے غلام کو حقیر نہ جانے اس لئے کہ وہ "خداوند میں ہے" "وہ بلایا ہوا ہے" وہ "آزاد کیا ہوا ہے" یہ ایک ایسی بڑی سرفرازی ہے کہ کوئی اس حالت میں بدل نہ ہوا ور نہ کسی دوسری حالت کے حاصل کرنے کی زیادہ فکر کرے بلکہ اُسی پر قناعت کرے۔ یوحنا ۸: ۳۶- رومیوں ۶: ۱۶- کلسیوں ۳: ۲۴- وہ دُکھ کو سہے کیونکہ وہ شیطان کی سخت غلامی سے چھوٹ گیا اُس نے شریعت کی سزا سے مخلصی پائی اور غلامی کے بس سے آزاد ہو گیا۔ وہ خدا کے فرزندوں میں لگ گیا۔ اور خدا کا وارث اور مسیح کے ساتھ ہم میراث ہوا کیونکہ خداوند کے آگے غلام اور آزاد ایک ہی مرتبے کے ہیں۔ اے نوکرو جو جسم کی رو سے تمہارے مالک ہیں اپنی صاف دل سے ڈرتے اور کانپتے ہوئے اُنکے ایسے فرمانبردار رہو جیسے مسیح کے اور آدمیوں کو خوش کرنیوالوں کی طرح دکھاوے کیلئے خدمت نہ کرو بلکہ مسیح کے بندوں کی طرح دل و جان سے خدا کی مرضی پوری کرو۔ اور اُس خدمت کو آدمیوں کی نہیں بلکہ خداوند کی جان کر جی

سے کرو کیونکہ تم جانتے ہو کہ جو کوئی جیسا اچھا کام کریگا خواہ غلام ہو خواہ آزاد خداوند سے ویسا ہی پائیگا۔ افسیوں ۶: ۵-۸+

"مسیح کا غلام" آیت ۲۲- دیکھو یعقوب ۱: ۱ و ۲-پطرس ۱: ۱- یہوداہ آیت ۱ یہ نام آزادوں کو مسیحی کی حقیقی حالت دکھاتا ہے۔ وہ اپنی مرضی پر نہیں چلتے بلکہ مسیح کی مرضی پر چلتے ہیں اس لئے کہ وہ اُس کے مول لئے ہوئے غلام ہیں۔ باب ۹: ۱۹ و ۲-کرنتھیوں ۴: ۵- گلتیوں ۵: ۱۳ و ۶: ۲+

مسیح نے ہم کو اپنے واسطے مول لیا ہے۔ دیکھو آیت ۲۳ اور باب ۶: ۲۰۔ اُس نے اپنی جان دیکر ہم کو شریعت کی سزا سے بچایا اور شیطان کی عملداری سے نکالا اب نہ شیطان کا ہم پر کچھ اختیار نہ شریعت کا کچھ دعویٰ ہے کیونکہ اُن کا جو اختیار اور دعویٰ ہم پر تھا وہ مسیح کے فدیہ ہو سکنے سے جاتا رہا۔ "کیونکہ تم جانتے ہو کہ تمہارا نکما چال چلن جو باپ دادوں سے چلا آتا تھا اُس سے تمہاری خلاصی فانی چیزوں یعنی سونے چاندی کے ذریعے سے نہیں ہوئی۔ بلکہ ایک بے عیب اور بے داغ برّے یعنی مسیح کے بیش قیمت خون سے" ۱-پطرس ۱: ۱۸ و ۱۹۔ پس ہم اپنے تئیں کسی کا غلام نہ سمجھیں۔ چاہے لوگوں کی نظروں میں اور آدمیوں کے قانون کے مطابق ہم غلام گنے جائیں مگر درحقیقت ہم غلام نہیں ہیں۔ کیونکہ ہماری روح کو کوئی غلام نہیں بنا سکتا وہ بالکل مسیح کا غلام ہے۔ یوحنا ۱۵: ۱۵۔ پس ہماری ظاہری حالت کچھ ہی کیوں نہ ہو چاہے آزادی کی یا غلامی کی ہم اُس کا زیادہ لحاظ نہ کریں اور اگر ظاہر کسی آدمی کے غلام ہوں بھی تو یہاں تک اُس کی غلامی و خدمت میں مشغول نہ ہو جائیں کہ جس سے مسیح کی خدمت و بندگی میں فرق آجائے یا اُس کے کسی حکم کو عدول کرنا پڑے بلکہ ہم کو چاہئے کہ پہلے مسیح کو پسند آنے کی فکر کریں

اعمال ۷: ۹ و ۱۰: ۲۹-۳۰۔ دیکھو یوسف باوجودیکہ مصر کے بادشاہ کا غلام تھا مگر کبھی اُس نے بادشاہ کی اتنی خوشامد نہیں کی اور نہ اپنے دل کو کبھی اِس قدر اُس نے اُس کی طرف متوجہ کیا کہ جس سے خدا کے حکم کے خلاف اُس کو کچھ کرنا پڑتا وہ کبھی آدمی کا غلام نہیں بنا۔ ایسا ہی دانیل نبی اور نحمیاہ اور مردکی اور ان کے سوا اور بہت ایسے خداپرست تھے کہ جنہوں نے نہایت وفاداری سے آدمیوں کی خدمت کی۔ اِس بات کو بھی یاد رکھو کہ ہم صرف آدمی کے غلام نہیں ہیں بلکہ اِس سے بڑھکر خدا کے غلام ہیں۔ کاشکہ ہم سب مسیح کے ایسے غلام ہیں کہ آدمیوں کی غلامی سے ہمارے ایمان اور خدمت میں کچھ خلل نہ پہنچے۔ کلسیوں ۱: ۱۰ و ا۔تھسلنیکیوں ۲: ۴ +

آیت ۲۴ میں اوپر کی آیت کا خلاصہ ہے۔ دیکھو آیت ۱۷ + "اے بھائیو" اگرچہ ان میں سے بعض لوگ آدمیوں کی نظر میں غلام تھے مگر حقیقت میں وہ سب مسیحیوں اور رسولوں اور نبیوں بلکہ مسیح کے بھی بھائی تھے۔ اب اِس سے بڑھکر اور کون سرفرازی اور عزت کا نام ہو سکتا ہے؟ متی ۱۲: ۴۶-۵۰ +

"جو کوئی جس حالت میں بلایا گیا ہو وہ اُسی حالت میں خدا کے ساتھ رہے" آیت ۲۴۔ اِس لئے کہ خدا نے اُس کو اُسی حالت میں بلایا اور اُسی حالت میں اُس کے ساتھ رہیگا۔ پس جس حالت میں خدا ہمارے ساتھ رہیگا وہ کیسی خوشی اور تسلّی سے بھری ہوئی حالت ہے! وہ شخص کیوں ایسی حالت پر قناعت نہ کرے؟ وہ کیوں اُس کے چھوڑنے کا فکرمند ہو؟ اگر تم سے کوئی پوچھے کہ تم کیوں اِس غلامی میں یا اور کسی نیچ اور پست حالت میں رہتے ہو تو اس کا جواب تم یہ دو کہ خدا نے

مجھ کو اسی حالت میں اپنے فضل سے بلایا اور مجھے پاک کیا اور جب تک وہ اپنے کسی انتظام سے مجھے اِس حالت سے نہ نکال دے تب تک مجھ کو قناعت کے ساتھ اُسی حالت میں رہنا چاہئے۔ اِس جواب سے بہتر اور کوئی معقول جواب نہیں ہو سکتا کیونکہ خدا کی حضوری اور منظوری کے سامنے شہر کی مانند ہیں اور قید کی بیڑیاں اور غلامی کی غریبی اور مصیبتیں کچھ خیال میں نہیں آتیں۔ کاشکہ ہم سب مسیحی خدا سے اِس قدر نزدیکی حاصل کریں کہ ہر وقت اور ہر حالت میں ہمیں دلی اطمینان اور پوری قناعت حاصل ہو اس واسطے کہ اُس کے ساتھ رہنا یہی ہر دُکھ کا علاج ہے۔ اِس بات کی تسلی بخش مثال اعمال ۴: ۱۳-۲۱ میں پائی جاتی ہے "یہ نہیں کہ میں محتاجی کے لحاظ سے کہتا ہوں کیونکہ میں نے یہ سیکھا ہے کہ جس حالت میں ہوں اُسی پر راضی رہوں۔ میں پست ہونا بھی جانتا ہوں اور بڑھنا بھی جانتا ہوں ہر ایک بات اور سب حالتوں میں سیر ہونا بھوکا رہنا اور بڑھنا گھٹنا سیکھا ہے جو مجھے طاقت بخشتا ہے اُس میں میں سب کچھ کر سکتا ہوں" فلپیوں ۴: ۱۱-۱۳ +

حاصل کلام

ا۔ مسیح کی اور اُس کے رسولوں کی تعلیم میں کچھ اختلاف نہیں ہے دیکھو آیت ۱۲ و ۱۷۔ ا۔ بہت سی باتیں ایسی ہیں کہ ہمارے خداوند نے اُن کے بارے میں کچھ نہیں فرمایا۔ اِس سبب سے کہ اُس کے شاگرد اُس کی زندگی میں اُن باتوں کے سُننے اور سمجھنے کی طاقت نہیں رکھتے تھے مگر اُس کے جی اُٹھنے اور آسمان پر چڑھ جانے کے بعد اُن کو اُن باتوں کے سمجھنے کی زیادہ طاقت اور سمجھ ملی۔ تو اُس نے

اپنے رسولوں کو ان باتوں کی تعلیم دینے کی لیاقت دی۔ دیکھو مرقس ۱۳: ۳۴ یوحنا ۱۶: ۱۲-۱۵ +

۲۔ طلاق دینے کے دو واجب سبب ہو سکتے ہیں (۱) یہ کہ طرفین میں سے اگر کوئی زناکار ہو تو دوسرے فریق کو زناکار کے چھوڑ دینے کا اختیار اور دوسرا بیاہ کرنے کی اجازت ہے بشرطیکہ کسی دیندار کے ساتھ بیاہ کرے۔ (۲) یہ کہ جب شوہر نے بیوی کو یا بیوی نے شوہر کو بلا سبب چھوڑ دیا ہو اور اُس جُدائی کو بہت زمانہ گذر گیا ہو اور پھر میل ہونے کی اور اُس کے لوٹ آنے کی کچھ امید باقی نہ ہو تو چھوڑا ہوا طلاق کے ذریعے سے دوسرا بیاہ کرے۔ لیکن اگر پھر ملنے کی اُمید ہو تو اُس کے لوٹ آنے تک صبر کرے۔ دیکھو آیت ۱۵-۱۷ +

۳۔ مسیحی مذہب انسان کے رشتوں کو نہیں توڑتا۔ مثلاً اگر کوئی شخص مسیحی ہو جائے تو وہ اپنے والدین کو نہ چھوڑے بلکہ جیسا پہلے اُن کی عزّت اور فرمانبرداری کرتا تھا ویسا ہی مسیحی ہونے کے بعد بھی اُن کی اطاعت کرے بشرطیکہ وہ اُسکو مسیح کی بندگی کرنے سے نہ روکیں اور پاک کلام کے احکام کے خلاف کچھ کرنے کا حکم نہ دیں۔ آیت ۱۲-۱۴ +

۴۔ لڑکے بالے مسیحی گھرانے میں پیدا ہونے اور رہنے سے بہت فائدہ اُٹھاتے ہیں۔ دیکھو آیت ۱۴۔ جن لڑکوں کے ماں باپ سچے مسیحی ہیں وہ طرح طرح کی برکتوں میں شامل ہوتے ہیں۔

۵۔ جو جس حالت میں بلایا گیا ہو اُس کو اُسی پر قناعت کرنا چاہئے

بشرطیکہ اُس میں گناہ نہ ہو اور اُس کی اور اُس کے گھرانے کی خرابی نہ ہو۔ اِس لئے کہ (۱) اُسی حالت میں اُس کو خدا نے بلایا ہے۔ (۲) وہ حالت لوگوں کی نظروں میں اگرچہ پست اور ذلیل ہے مگر خدا کی حضوری کے سبب سے عزّت اور تسلّی سے بھری ہوئی ہے۔ (۳) اُس حالت کو بے سبب چھوڑنا بے قراری اور بے چینی کا نشان اور ثبوت ہے۔ دیکھو آیت ۲۴ +

(۴) ظاہری حالت پر ہماری اندرونی اور روحانی حالت کی ترقی موقوف نہیں ہے۔ دیکھو آیت ۱۷۔ چاہے ہم مختون ہوں یا نامختون یہودی ہوں یا یونانی آزاد ہوں یا غلام مگر ہر حالت میں خدا کی نزدیکی اور قربت حاصل کر سکتے ہیں +

(۷) سچے مسیحی کی حقیقی سرفرازی ظاہر ہوتی ہے کیونکہ وہ خداوند کا آزاد کیا ہوا ہے وہ بڑے بڑے داموں سے خریدا گیا۔ وہ نبیوں اور رسولوں کا بھائی ہے۔ پس اِن سے بڑھ کر اور کونسا نام اور سرفرازی ہو سکتی ہے۔ کاشکہ ہم سب اِن ذی عزّت ناموں کے لائق چال چلیں۔ کاشکہ اِن باتوں کو یاد کر کے چاہے ہماری ظاہری حالت کیسی ہی مصیبت زدہ کیوں نہ ہو ہم بے دل اور بے صبر نہ ہوں۔ دیکھو آیت ۲۲ و ۲۳ +

آیات ۲۵ سے ۴۰۔ (۲۵) کنواریوں کے حق میں میرے پاس خداوند کا کوئی حکم نہیں لیکن دیانتدار ہونے کے لئے جیسا خداوند کی طرف سے مجھ پر رحم ہوا اُس کے موافق اپنی رائے دیتا ہوں

(۲۶) پس موجودہ مصیبت کے خیال سے میری رائے میں آدمی کے لئے یہی بہتر ہے کہ جیسا ہے ویسا ہی رہے۔ (۲۷) اگر تیری بیوی ہے تو اُس سے جدا ہونے کی کوشش نہ کر اور اگر تیری بیوی نہیں تو بیوی کی تلاش نہ کر۔ (۲۸) لیکن تو بیاہ کرے بھی تو گناہ نہیں اور اگر کنواری بیاہی جائے تو گناہ نہیں مگر ایسے لوگ جسمانی تکلیف پائینگے اور میں تمہیں بچانا چاہتا ہوں (۲۹) مگر اے بھائیو میں یہ کہتا ہوں کہ وقت تنگ ہے پس آگے کو چاہئے کہ بیوی والے ایسے ہوں کہ گویا اُنکی بیویاں نہیں (۳۰) اور رونیوالے ایسے ہوں گویا نہیں روتے اور خوشی کرنیوالے ایسے ہوں گویا خوشی نہیں کرتے اور خریدنیوالے ایسے ہوں گویا مال نہیں رکھتے (۳۱) اور دنیوی کاروبار کرنیوالے ایسے ہوں کہ دنیا ہی کے نہو جائیں کیونکہ دنیا کی شکل بدلتی جاتی ہے (۳۲) پس میں یہ چاہتا ہوں کہ تم بے فکر رہو۔ بے بیاہا شخص خداوند کے فکر میں رہتا ہے کہ کس طرح خداوند کو راضی کرے (۳۳) مگر بیاہا ہوا شخص دنیا کے فکر میں رہتا ہے کہ کس طرح اپنی بیوی کو راضی کرے۔ (۳۴) بیاہی اور بے بیاہی میں بھی فرق ہے۔ بے بیاہی خداوند کے فکر میں رہتی ہے تاکہ اُس کا جسم اور رُوح دونوں پاک ہوں مگر بیاہی ہوئی عورت دنیا کے فکر میں رہتی ہے کہ کس طرح اپنے شوہر کو راضی کرے (۳۵) یہ تمہارے فائدے کے لئے کہتا ہوں نہ کہ تمہارے پھنسانے کے لئے بلکہ اس لئے کہ جو زیبا ہے وہی عمل میں آئے اور تم خداوند کی خدمت میں بے وسوسہ مشغول رہو (۳۶) اور اگر کوئی یہ سمجھے کہ میں اپنی اُس کنواری لڑکی کی حق تلفی کرتا ہوں جس کی

جوانی ڈھل چلی ہے اور ضرورت بھی معلوم ہو تو اختیار ہے۔ اس میں گناہ نہیں۔ وہ اُس کا بیاہ ہونے دے۔ (۳۷) مگر جو اپنے دل میں پختہ ہو اور اُس کی کچھ ضرورت نہ ہو بلکہ اپنے ارادے کے انجام دینے پر قادر ہو اور دل میں فیصلہ کر لیا ہو کہ میں اپنی لڑکی کو بے نکاح رکھونگا وہ اچھا کرتا ہے (۳۸) پس جو اپنی کنواری لڑکی کو بیاہ دیتا ہے وہ اچھا کرتا ہے اور جو نہیں بیاہتا وہ اور بھی اچھا کرتا ہے۔ (۳۹) جب تک کہ عورت کا شوہر جیتا ہے وہ اُس کی پابند ہے اور جب اُس کا شوہر مر جائے تو جس سے چاہے بیاہ کر سکتی ہے مگر صرف خداوند میں۔ (۴۰) لیکن جیسی ہے اگر ویسی ہی رہے تو میری رائے میں زیادہ خوش نصیب ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ خدا کی رُوح مجھ میں بھی ہے۔"

کنواریوں اور بیواؤں کے بیاہ کے بارے میں چند نصیحتیں

"کنواریوں کے حق میں" آیت ۲۵ یعنی اُس وقت کی تکلیف پر نظر کرکے آیت ۲۶۔ اُن کا بیاہ کرنا بہتر ہے یا نہیں اس بارے میں ہمارے خداوند کا کوئی حکم نہیں ہے کیونکہ جب خداوند دنیا میں تھا تو اُس سے اِس بات کی نسبت کسی نے کچھ نہیں پوچھا اور نہ خود اُس نے اِس امر میں کچھ تعلیم دی۔ اِس لئے پولس خداوند کی تعلیم سے کچھ انتخاب نہیں کر سکتا۔ کنواریوں سے شاید وہ بے بیاہی عورتیں مراد ہیں جو خدا کی خاص خدمت کے لئے اپنے تئیں مخصوص کرنا

چاہتی تھیں یا جن کے ماں باپ اس بات کی فکر میں تھے کہ آیا ہم اپنی کنواری لڑکیوں کو خدا کی خاص خدمت کے لئے مخصوص کریں یا اُنکے بیاہ کا بندوبست کریں۔ دیکھو آیت ۲ و ۳۶ و ۳۷۔ اس امر میں کہ آیا کنواری بیاہ کرے یا نہ کرے پولوس رسول بھی کچھ حکم کے طور پر نہیں فرماتا بلکہ صرف اپنی رائے ظاہر کرتا ہے۔" اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ بہت سی ایسی باتیں ہیں کہ جن کی نسبت خدا نے کوئی خاص حکم نہیں دیا لہٰذا ایسے معاملوں میں خوب غور کرنا چاہیئے اور اُن کے فیصلے کے لئے رُوح پاک سے جو ہر وقت مسیحیوں کے ساتھ رہتی ہے ہدایت طلب کی جائے اور تجربہ کار مسیحیوں سے بھی صلاح لی جائے کیونکہ جو کنواریاں یا اُن کے ماں باپ اس طور سے خدا کی مرضی کو دریافت کرینگے وہ بھول اور غلطی سے بچ جائینگے +

"دیانتدار ہونے کے لئے جیسا خداوند کی طرف سے مجھ پر رحم ہوا" آیت ۲۵ یعنی جو تعلیم اور صلاح اُس نے خداوند کی طرف سے اُس امر کی نسبت پائی تھی وہ پورے طور پر دیانتداری کے ساتھ اُس نے بتا دی۔ گلتیوں ۱: ۱۵ و ۱۶۔ اعمال ۲۰: ۲۴ و ۱-تیمتھیس ۱: ۱۲ +

"موجودہ مصیبت کے خیال سے" آیت ۲۶۔ دیکھو متی ۲۴: ۸ و ۱۹ و ۲۱۔ لوقا ۲۱: ۲۳ و ۲-کرنتھیوں ۶: ۴ و ۱۲: ۱۰ و ۱-تھسلنیکیوں ۳: ۷۔ مکاشفہ ۷: ۱۴۔ مسیح نے اس آنے والی تکلیف کی پیش خبری کی تھی اور ویسا ہی ہوا چنانچہ پولوس کے زمانے میں "تمام مملکت میں بڑا کال پڑا" اعمال ۱۱: ۲۸ جس سے مسیحیوں کو بڑی تکلیف ہوئی۔ اس کے علاوہ ان دنوں لوگوں کو مسیح کے شاگرد ہونے میں بڑے بڑے خطرے اور مشکلات پیش آتی تھیں۔ اس لئے پولوس اپنی یہ رائے دیتا ہے کہ "آدمی کے لئے یہی بہتر

ہے کہ جیسا ہے ویسا ہی رہے" آیت ۲۶۔ مخفی نہ رہے کہ پولوس حکم کے طور سے نہیں بلکہ صرف صلاح کے طور سے یہ فرماتا ہے۔ "اگر وہ کوئی ضبط نہ کر سکے تو بیاہ کرے"۔ اس آیت کو آیت ۹ سے مقابلہ کرو۔ کوئی یہ نہ سمجھے کہ پولوس مجرد رہنے کو اس سبب سے بہتر کہتا ہے کہ بیاہ کرنے سے تکلیف یا مصیبت پیدا ہوتی ہے بلکہ صرف موجودہ مصیبت کے خیال سے یہ رائے دیتا ہے مثلاً کال یا وبا یا لڑائی وغیرہ کے سبب وہ بیاہ کرنے کو بے موقع سمجھتا ہے +

چونکہ پولوس کو یہ خیال ہوا کہ ایسا نہ ہو کہ میری اوپر کی نصیحتوں سے کوئی یہ خیال کرے کہ جب بیاہ کرنا کسی وجہ سے بہتر نہیں ہے تو مناسب یہ ہے کہ ہم اپنی جورو کو چھوڑ دیں جیسا کہ بعض لوگوں نے یہی نتیجہ نکال کر اپنی جوروؤں سے جدا ہونا اور الگ رہنا پسند کیا۔ اس سبب سے پولوس آیت ۲۷ میں اُن کے اس خیال کو نامناسب اور غلط ٹھیراتا اور یہ کہتا ہے کہ "اگر تیری بیوی ہے تو اُس سے جدا ہونے کی کوشش نہ کر" وہ یہ نہیں کہتا کہ مت ڈھونڈ بلکہ یہ کہتا ہے کہ مت چاہ یعنی اپنے دل میں بھی اُس کو چھوڑنے کی خواہش نہ کر بلکہ اگر ایسا خیال تیرے دل میں پیدا ہوا بھی ہو تو اسے نکال ڈال +

"اور اگر تیری بیوی نہیں تو بیوی کی تلاش نہ کر" آیت ۲۷ یعنی اس وقت کی تکلیفوں پر نظر کر کے اکیلا رہنا بہتر ہے۔ دیکھو آیت ۲۶ +

"اگر کوئی بیاہ کرے چاہے بیوہ ہو یا کنواری" "وہ گناہ نہیں کرتی" آیت ۲۸۔ پس کوئی اُس پر الزام نہ لگائے۔ بے شک حال کے کال اور وبا یا دشمنوں کی مخالفت اور حاکموں کے ظلم سے اُن کو اور اُن کے بال بچوں

کو تکلیف پر تکلیف ہوگی لیکن پھر بھی اگر وہ ان سب باتوں کی برداشت کر کے بیاہ کرنا بہتر جانیں تو کریں کچھ گناہ نہیں ہے ✦

"میں تمہیں بچانا چاہتا ہوں"۔ آیت ۲۸ یعنی ان باتوں کے لکھنے اور نصیحت کرنے سے میری صرف یہی غرض ہے کہ اس وقت کی تکلیفوں سے یا آئندہ جو ہونے والی ہیں تم کو بچاؤں ورنہ ہر ایک اپنی اپنی سمجھ اور طاقت اور ضبط کے موافق جیسا مناسب سمجھے ویسا کرے لیکن ہر وقت خداوند کی مرضی دریافت کرے اور اس سے ہدایت ڈھونڈے اور اُسے پاکر اس پر عمل کرنے میں ضرور مستعد رہے ✦

"وقت تنگ ہے"۔ آیت ۲۹ یعنی وقت کم ہوتا جاتا ہے کیا جانے وہ کب ختم ہو جائے۔ اس لئے چاہئے کہ مسیحی چاہے بیاہ کرے یا مجرد رہے غم کرے یا خوشی منائے کاروبار کرے یا بیکار رہے لیکن اس بات کو نہ بھولے کہ یہ ساری چیزیں چند روزہ ہیں ان کا کچھ ٹھکانا نہیں آج ہیں کل ان کا کچھ پتہ بھی نہ لگیگا۔ لہذا ہر ایک مسیحی ہر وقت اور ہر حالت میں دنیا کے چھوڑ دینے پر تیار اور یہاں سے کوچ کرنے پر مستعد رہے اور اُس کے جنجال میں ایسا نہ پھنس جائے کہ پھر اُس کے چھوڑنے میں مشکل پڑے۔ رومیوں ۱۲: ۲ و ۱-پطرس ۱: ۱۴ ✦

"رونے والے ایسے ہوں گویا نہیں روتے اور خوشی کرنیوالے ایسے وغیرہ اور اس دنیا کے کاروباری ایسے وغیرہ"۔ آیات ۳۰ و ۳۱۔ یعنی خدا ہم کو رونے اور خوشی کرنے یا کاروبار کرنے سے منع نہیں کرتا بلکہ صرف اس سے منع کرتا ہے کہ اُن میں اس قدر مشغول نہ ہو کہ جس سے میری بندگی و خدمت میں خلل آئے۔ دیکھو متی ۶: ۲۱-۳۴۔ مرقس ۱۳: ۲۰

لوقا ۱۴: ۱۸-۲۰ ✦

"دنیا کی شکل بدلتی جاتی ہے"۔ آیت ۳۱۔ یعنی ہماری چند روزہ زندگی اور اس کی شان و شوکت اُس کی خوشیاں اور غم وغیرہ سب ناپائیدار ہیں یہی ایسی بے ثبات اور ناپائیدار چیزوں پر دل لگانا اور اُن کے کمانے میں عمر کو ضائع کرنا محض نادانی ہے۔ ۱-یوحنا ۲: ۱۵-۱۷۔ یعقوب ۱: ۱۰ و ۴: ۱۴ ✦

"تم بے فکر رہو"۔ آیت ۳۲۔ چونکہ اُس وقت بیاہ کرنے میں مسیحیوں کو زیادہ خطرے اور مشکلات پیش آتیں اس لئے پولوس اُن کو آگاہ کرتا ہے کہ اس زمانے میں بیاہ کرنا بڑے خطرے اور اندیشے کا باعث ہے ۳۲ و ۳۳ و ۳۴ آیتوں سے پولوس کی غرض یہ ہے کہ مسیحی بے فکری اور اطمینان کے ساتھ خدا کی بندگی اور خدمت کریں۔ آیت ۲۶ سے مقابلہ کرو۔ جس چیز سے خدا کی بندگی میں کچھ بھی رکاوٹ ہو اُس سے مسیحی کو ضرور پرہیز کرنا چاہئے یہاں تک کہ اگر بیاہ سے بھی جو کہ ایک نہایت پاک اور بےعیب رشتہ ہے کسی وقت یا کسی حالت میں خدا کی خدمت کے نقصان کا اندیشہ ہو تو اُس سے بھی پرہیز کرنا چاہئے۔ الغرض چونکہ مجرد کو بہ نسبت عیال دار کے الہی بندگی و خدمت کے واسطے زیادہ فرصت و مہلت ملتی ہے لہذا اگر کسی کو بیاہ کرنے کی ضرورت نہ ہو تو پولوس کی نصیحت کے مطابق اُس کا بے بیاہا رہنا بہتر ہے۔ خاص کر خطرے یا ستائے جانے کے وقت یا جب اس بات کا اندیشہ ہو کہ شوہر کا سارا وقت بیوی کی خدمت میں صرف ہوگا تو بیاہ کرنا نقصان کا باعث ہے۔ چونکہ پولوس نے اکثر لوگوں کو دیکھا کہ عورتوں اور لڑکوں کی پرورش اور اُن کے رضی

کرنے میں اُن کو ایسی فکر ہوتی ہے کہ وہ اِس جال میں پھنس کر کسی کام کے نہیں رہتے۔ اِس لئے وہ کہتا ہے کہ ہر ایک مسیحی پہلے اِس بات کو خوب اپنے دل میں سوچ سمجھ لے کہ آیا وہ بیاہ کر کے خدا کی خدمت بلا اندیشہ اور بغیر رکاوٹ کے کر سکتا ہے یا نہیں؟ اگر وہ سمجھے کہ وہ شادی کر کے اُس کی خدمت بخوبی و دلجمعی کے ساتھ کر سکیگا تو شادی کرے ورنہ مجرد رہے۔ خاصکر اُن عورتوں کو جو بیوہ ہو گئی ہیں اور اُن مردوں کو جن کی عورتیں مر گئی ہیں اور اب وہ عمر رسیدہ ہو چکی ہیں اِس نصیحت پر زیادہ خیال کرنا چاہئے۔ اگرچہ ایسی عورتوں اور ایسے مردوں کو بھی بیاہ کرنے کی ممانعت نہیں ہے لیکن تجربہ کار مسیحیوں کا قول ہے کہ اگر وہ دوسرا بیاہ نہ کریں اور اپنی باقی زندگی خدا کی خدمت میں صرف کریں تو بہتر ہے۔

چونکہ بے بیاہی عورت کو مثل بے بیاہے مرد کے کم فکر اور زیادہ فرصت رہتی ہے جس حال کہ بیاہ کا بہت سا وقت انتظام خانگی اور شوہر کے خوش رکھنے اور بال بچوں کی پرورش میں خرچ ہوتا ہے اور بے بیاہی اِن بکھیڑوں سے بری رہتی اور خدا کی خدمت کے لئے زیادہ فرصت پاتی ہے۔ اِس سبب سے پولوس کہتا ہے کہ جس کو بیاہ کرنے کی ضرورت نہ ہو خواہ وہ عورت ہو یا مرد اِس غرض سے کہ خدا کے لئے اپنا سارا وقت نذر کرے بیاہ نہ کرے آیت ۳۳-۳۴۔ غرضیکہ پولوس مسیحیوں کو ہر طرح کے فکر و اندیشے سے اِسواسطے بچانا چاہتا تھا تاکہ وہ خدا کی خدمت میں زیادہ سرگرم رہیں اگرچہ اُن کو بیاہ اور غم اور خوشی اور کاروبار کرنے میں بذاتہٖ کچھ گناہ نہیں ہے مگر چونکہ اُن کے وسیلے سے روحانی زندگی اور الٰہی خدمت میں خلل واقع ہونے کا اندیشہ ہے اِس سبب سے وہ کہتا ہے کہ اگر اِن بکھیڑوں سے تم بچے رہو تو بہتر ہے۔

رہنا کہ اُس کا جسم اور روح دونوں پاک ہوں (آیت ۳۴)۔ اِس سے کوئی یہ نتیجہ نہ نکالے کہ بے بیاہی عورت بیاہی سے زیادہ پاک و مقدس ہے۔ پولوس کا مطلب ہرگز نہیں ہے اِس لئے کہ (۱) خدا نے خود آدم کو بے گناہی کی حالت میں ایک عورت دی (۲) خدا نے فرمایا کہ آدمی کا اکیلا رہنا اچھا نہیں ہے (۳) مسیح خود ایک بیاہ میں اپنے شاگردوں کے ساتھ شامل ہوا اور اُن کی مدد اور خاطر جمعی کے لئے اپنا پہلا معجزہ دکھایا (۴) پولوس افسیوں میں اِس رشتے کو پاک اور بڑی عزت کہتا اور اُس کی بڑی تعریف کرتا ہے۔ افسیوں ۵: ۲۲-۳۳ (۵) پولوس نے خود فرمایا کہ بیاہ کرنے کی ممانعت آخری اور خراب زمانے کا نشان اور ناپاک روح کی تعلیم ہے۔ ۱-تیمتھیس ۴: ۱-۳۔ اُس کے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ جس نے خدا کی زیادہ خدمت کرنے کے سبب بیاہ سے انکار کیا اُس نے گویا اپنا بدن اور روح خدا کے لئے نذر کیا۔ اُس کا بدن اور روح یعنی اُس کی کل شخصیت خدا کے لئے مخصوص کی گئی۔ وہ عورت شوہر و اولاد کی خدمت میں اپنا وقت صرف نہ کریگی بلکہ کل وقت اور کل بدن اور اپنی روح اُسی ایک خاص خدمت میں خرچ کریگی۔

پولوس نے آیت ۲۶-۳۴ تک میں مجرد رہنے کے جو دو فائدے بتائے ہیں (۱) یہ کہ اُن دنوں میں مسیحیوں کے ستائے جانے کے سبب سے بے بیاہوں کو بہ نسبت بیاہوں کے کم تکلیف ہوتی تھی (۲) بے بیاہوں کو بہ نسبت بیاہوں کے خدمت کے واسطے زیادہ فرصت ملتی ہے۔ اِس سے اُس کی یہ غرض نہیں ہے کہ کوئی اُس کی اِس نصیحت سے بیاہ کو مثل پھندے کے سمجھ کر باوجود بیاہ کی ضرورت کے بیاہ نہ کرے۔ وہ کسی کو

اس نصیحت سے جسمانی امتحان میں ڈالنا نہیں چاہتا بلکہ اگر کوئی حال کی تکلیفوں اور بیوی بچوں کی فکروں کو اپنے اوپر گوارا کرسکے تو اُسے اختیار ہے کہ بیاہ کرے۔

"نہ کہ تمہیں پھنسانے کے لئے"۔ آیت ۳۵۔ یعنی میں اس امر میں کوئی حکم نہیں دیتا کہ جس سے کوئی اپنے کو بیاہ کرنے سے مجبور سمجھے بلکہ میرے کہنے کی صرف یہی غرض ہے کہ تم کوئی ایسا کام یا ایسی حالت و پیشہ اختیار نہ کرو کہ جس سے تم کو خداوند کی خدمت میں خاطر جمعی سے مشغول رہنا مشکل یا محال ہو۔ دیکھو لوقا ۱۰: ۳۹-۴۲۔

کئی ایک مسیحی کلیسیاؤں میں یہ دستور ہے کہ بعض جوان مرد اور عورت مجرد رہنے کی منت مانتے ہیں اور وہ لوگ اُن کلیسیاؤں میں زیادہ پاک گنے جاتے ہیں لیکن آیت ۳۵ میں پولوس اس دستور کو بیہودہ کہتا ہے اور کسی مرد یا عورت کو اس پھندے میں ڈالنا نہیں چاہتا بلکہ اُن کو نصیحت کرتا اور اس منت کے ماننے سے ہر ایک کو منع کرتا ہے کیونکہ جس نے ایسی منت مانی وہ اُس جانور کی مانند ہے جو پھندے میں پھنس گیا ہو۔ غرضیکہ کسی دوسرے کو یا اپنے کو ایسی منت کے پھندے میں پھنسانا بالکل بے جا اور خرابی کا باعث ہے چنانچہ کتنے لوگوں کی بربادی و خرابی کی ایک خاص وجہ یہ ہے کہ وہ اپنی جوانی کی حالت میں اس پھندے میں پھنس جاتے ہیں۔ دیکھو ۱-تھمتھیس ۵: ۱۱-۱۵۔ عبرانیوں ۱۳: ۴۔

آیت ۳۶ کی نصیحت لڑکیوں کے والدین کو کی جاتی ہے۔ شاید کرنتھی مسیحیوں میں سے کسی نے پولوس رسول سے یہ سوال کیا کہ میری لڑکی سیانی ہو گئی اور وہ بیاہ کروانا چاہتی ہے سو میں کیا کروں آیا دقتوں کی تکلیفوں

اور خدا کی خدمت کے لئے کم فرصت پانے کے سبب سے اُسے بیاہ کرنے سے منع کروں یا بیاہ کرنے دوں؟ سو پولوس یہ جواب دیتا ہے کہ "وہ اُس کا بیاہ ہونے دے" بشرطیکہ طرفین کی رضامندی اور خواہش ہو اور دونوں بیاہ کرنے کی عمر تک پہنچ گئے ہوں۔ یہودیوں میں اُس لڑکی کو جو جوانی سے ڈھل گئی ہے کنواری رکھنا اور بے اولاد رہنا نہایت شرم کا باعث تھا کیونکہ وہ بیاہ کو ایک نہایت ذی عزت رشتہ سمجھتے تھے۔ اس کے علاوہ اس سبب سے بھی وہ لڑکیوں کے بیاہ کرنے کو ضروری سمجھتے تھے کہ ایسا نہ ہو کہ کنواری رہنے سے وہ آزمائش میں پڑیں۔ متی ۶: ۱۳ و ۲۶: ۴۱۔ لوقا ۲۲: ۴۰ و ۴۶۔

چھتیسویں آیت میں پولوس لڑکیوں کے بیاہ کی نسبت ایک شرط لگاتا ہے جو کہ نہایت غور طلب اور مفید مطلب ہے اور وہ یہ ہے کہ لڑکیاں جوان اور بالغ ہوں نہ کہ کم سن اور نابالغ۔ کاشکہ ہمارے ہندوستانی مسیحی بھائی اپنے ملک کے دستور کے موافق لڑکیوں کو کم سنی میں نہ بیاہیں اور پولوس رسول کے اس حکم کو یاد رکھ کر اپنے ملک کے اس خراب اور بے رحم دستور میں نہ شریک ہوں۔ مجھے امید ہے کہ پولوس کے اس حکم کے موافق کوئی مسیحی اپنی لڑکی کا بیاہ اٹھارہ برس کی عمر سے کم میں نہ کریگا۔ بہتر تو یہ ہے کہ لڑکی کی عمر شادی کے وقت بیس برس کی ہو نہیں تو اٹھارہ برس سے کم نہ ہو۔ یونانی اپنی لڑکیوں کا بیاہ بیس برس سے کم عمر میں نہیں کرتے ہیں۔ اور انگریزوں میں بھی ایسی بہت تھوڑی لڑکیاں ہیں جن کا بیاہ اٹھارہ برس سے کم عمر میں ہوتا ہے۔ کاشکہ ہم سب متفق ہو کر لڑکیوں کی کم سنی میں بیاہ کرنے کی مخالفت میں اپنی رائے ظاہر کریں تاکہ یہ خراب دستور ہندوستان سے اُٹھ جائے۔

"اختیار ہے"۔ آیت ۳۷ یعنی لڑکی کے باپ کو اختیار ہے کہ خواہ وہ لڑکی کو شادی کرنے دے یا نہ کرنے دے وہ اجازت نہ دینے یا منع کرنے میں گناہ نہیں کرتا ✣

"وہ اس کا بیاہ ہونے دے" یعنی باپ اُس کو بیاہ کرنے سے منع نہ کرے۔ دیکھو آیت ۳۶ ✣

"اور اُس کی ضرورت نہ ہو" آیت ۳۷ یعنی جس کی لڑکی بیاہ نہ کرنا چاہتی ہو یا اُس کے بیاہ کا اچھا بندوبست نہ ہوسکے تو لڑکی کا بے بیاہی رہنا اچھا ہے اور اُس کا باپ اِس امر میں کچھ قصوروار نہ سمجھا جائے ✣

"جو اپنے دل میں پختہ ہو" آیت ۳۷ جیسا ہندوستان میں رواج ہے کہ اگر کسی لڑکی کا باپ لڑکی کی شادی نہ کرے تو لوگ اُسے طعنہ مہنہ دیتے اور رُسوا اور بدنام کرتے ہیں پس اگر اس رُسوائی و بدنامی اور لوگوں کے طعنے مہنے کی وہ شخص برداشت کرسکتا ہو تو لڑکی کے بیاہ کا بندوبست نہ کرے ✣

"میں اپنی لڑکی کو بے نکاح رکھوں گا" آیت ۳۷ یعنی اگر کوئی شخص یہ ارادہ کرے کہ میں عمر بھر لڑکی کو بے بیاہی رکھ کر اُس کا بیاہ نہ کروں گا یا اگر کوئی مرد اور عورت بے بیاہی رہنے کا قصد کرے تو اُس کو چار باتوں کا خیال رکھنا چاہئے (۱) اول اِس ارادے پر ثابت قدمی۔ (۲) دوئم بیاہ کرنے کی ضرورت بالکل نہ سمجھے۔ دیکھو آیت ۹۔ (۳) سوئم صرف اپنی ہی طبیعت اور مرضی سے اُس کے دل میں یہ ارادہ پیدا ہوا ہو نہ کہ دوسرے کے کہنے اور صلاح دینے سے۔ (۴) چہارم خدا کی زیادہ خدمت کرنے کے لئے یہ ارادہ رکھتا ہو۔ جو ان چار باتوں کے سبب بیاہ نہ کرنا چاہتا ہو تو اُس کو بے شک مجرد رہنا بہتر ہے۔ اور ایسی حالت میں اگر لڑکی کے والدین لڑکی کو بے بیاہی رکھیں تو بہتر ہے ✣

آیت ۳۸ اوپر کی دو آیتوں کا خلاصہ ہے یعنی ہر ایک شخص کو بیاہ کرنے کی نسبت اختیار ہے۔ اگر وہ ضرورت سمجھے تو بیاہ کرے اور اگر ضرورت نہ سمجھے تو بیاہ نہ کرے ✣

"جو بیاہ دیتا ہے" یعنی اُس زمانے میں لڑکی کے بیاہ دینے کا کل اختیار باپ کو تھا۔ اگر وہ چاہتا تو لڑکی کا بیاہ کرتا اور اگر نہ چاہتا تو نہ کرتا ✣

"جو اپنی کنواری لڑکی کو بیاہ دیتا ہے اچھا کرتا ہے" آیت ۳۸ اِس لئے کہ (۱) لڑکی بیاہ کر کے بہت سی آزمائشوں سے بچ جاتی ہے (۲) اُس کو ایک پاک رشتہ حاصل ہوتا ہے (۳) یوں وہ ایک مددگار پاتی ہے (۴) وہ ماں ہو کے اپنے بال بچوں کو خدا کے لئے نذر کر کے تیار کرسکتی ہے (۵) وہ اِس طرح نیکی کرنے کا بہت موقع پاتی ہے ✣

"اور جو نہیں بیاہ دیتا وہ اور بھی اچھا کرتا ہے" آیت ۳۸۔ اِس لئے کہ (۱) اُس کو خدا کی خدمت کے لئے زیادہ فرصت ملتی ہے۔ (۲) وہ کئی ایک ایسے دینی کاموں میں شریک ہوسکتی ہے جن میں شادی شدہ عورت نہیں ہوسکتی (۳) کنواری رہنے سے اُس کو فکر اور اندیشہ کم ہوتا۔ غرضیکہ پولوس کا مطلب اس کے کہنے سے یہ ہے کہ جبکہ بیاہ کی ضرورت نہ ہو وہ اپنا کل وقت اور تمام زندگی خدا کی خدمت میں صرف کرے تو بہتر ہے ✣

"جب اُس کا شوہر مر جائے" آیت ۳۹۔ لفظ مر جائے کے عوض سو جائے ہونا چاہئے اِس لئے کہ اصل میں یہی معنی ہیں۔ مسیحیوں کے لئے مرنا مثل نیند کے آرام کے ہے (۲۰ و ۵۱ متی ۲۷: ۵۲۔ یوحنا ۱۱: ۱۱۔ اعمال ۷: ۶۰ و ۱۳: ۳۶ و ۱۵) ✣

"(۲) تو جس سے چاہے بیاہ کر سکتی ہے" (آیت ۳۹)۔ یعنی بیوہ کو پھر بیاہ کرنے کی اجازت ہے "مگر صرف خداوند میں" یعنی وہ کسی غیر مسیحی سے بیاہ نہ کرے بلکہ صرف مسیحی سے۔ دیکھو ۲ کرنتھیوں ۶: ۱۴ و ۱۵ و ۱ تمتھیس ۵: ۹ و ۱۱ و ۱۴۔

"زیادہ خوش نصیب ہے" دیکھو آیت ۲۸ و ۳۲ و ۳۴۔ "خدا کی روح مجھ میں بھی موجود ہے" - دیکھو آیت ۲۵۔ پولوس کہتا ہے کہ جس طرح اور رسولوں میں خداوند کی روح تھی ویسا ہی مجھ میں بھی ہے۔ یہ کہنے سے اس کی غرض یہ ہے کہ چونکہ خداوند نے خود بیواؤں کے بیاہ کی نسبت کچھ نہیں فرمایا اس لئے وہ کہتا ہے کہ میں نے مثل اور رسولوں کے خدا کی روح سے اس امر میں ہدایت پائی ہے اور یہ باتیں میری نہیں ہیں بلکہ روح کی سکھائی ہوئی ہیں۔ ۱ تھسلنیکیوں ۴: ۱۔ اگرچہ پولوس نے حکم کے طور سے اس امر میں کچھ نہیں کہا مگر پھر بھی اس کی نصیحت انسانی عقل سے نہیں نکالی گئی بلکہ خدا کی روح سے سکھائی گئی ہے۔ اگر کرنتھی مسیحی خطروں میں نہ ہوتے تو وہ ان کو بھی اسی طرح سے نصیحت کرتا جیسا کہ تمتھیس ۵: ۱۴ میں تمتھیس کو اس نے لکھا کہ "میری مرضی یہ ہے کہ جوان بیوائیں بیاہ کریں بچے پیدا کریں اور گھر کا کاروبار کریں اور مخالف کو لعن طعن کرنے کی جگہ نہ دیں۔" ۱ تمتھیس ۵: ۱۴ و ططس ۲: ۴ و ۵۔

حاصل کلام

۱۔ بیاہ کے بارے میں جو باریکیاں پولوس نے پیش کی ہیں وہ ایک ہی باب یا خط کے پڑھنے سے ظاہر نہ ہونگی بلکہ کئی خطوں کے مقابلہ

کرنے سے معلوم ہونگی۔ دیکھو کلسیوں ۳: ۱۸ و ۱۹۔ افسیوں ۵: ۲۲ و ۲۳۔ عبرانیوں ۱۳: ۴۔ ۱ تھسلنیکیوں ۴: ۴ و ۱ پطرس ۳: ۱-۷۔

۲۔ بیاہ کرنا یا نہ کرنا انسان کی حالت و حاجت پر موقوف ہے۔ اسی لئے بعضوں کے لئے بیاہ کرنا بہتر ہے اور بعضوں کے لئے مجرد رہنا۔ لہذا ہر ایک شخص اس بارے میں اپنے لئے خدا سے صلاح لے اور روح کی ہدایت کے موافق عمل کرے۔ آیات ۲۵-۲۸۔

۳۔ لڑکیوں کے بیاہ کی نسبت والدین کو کئی ایک باتوں کا خیال رکھنا فرض ہے۔ (۱) یہ کہ بلا رضامندی لڑکی کے زبردستی اس کا بیاہ نہ کریں بلکہ اگر وہ بیاہ سے انکار کرتی ہو تو صرف اس کو محبت سے سمجھائیں اگر مان جائے تو خیر ورنہ والدین کچھ ضد نہ کریں کیونکہ خدا کی مرضی اور کچھ ہے (۲) وہ صرف مسیحی کے ساتھ لڑکی کا بیاہ کریں (۳) شرابی بدچلن لٹیرے گالی بکنے والے بدمزاج کے ساتھ اپنی لڑکی کو نہ بیاہیں (۴) کسی خادم الدین کے وسیلے سے نکاح پڑھایا جائے اور نکاح کے وقت دینی نصیحت کی جائے۔ اس وقت خدا کو یاد کرنا اور ان کے لئے دعا خیر مانگنا چاہئے۔ آیت ۳۹۔

(۴) ملکی دستورات میں کچھ دست اندازی نہ کرنا چاہئے وہ دستور خدا کی مرضی اور حکم کے خلاف نہ ہو جیسا کہ پولوس کے زمانے میں باوجودیکہ یہودیوں میں یہ دستور جاری تھا کہ باپ کو لڑکی کے بیاہ میں کل اختیار تھا اور لڑکی اس امر میں بے بس اور بے اختیار تھی مگر پولوس نے اس دستور کے خلاف کچھ نہیں کہا۔ انگریزوں میں یہ دستور ہے کہ والدین کو لڑکی کے بیاہ میں کل اختیار نہیں ہے اور

اس کی وجہ یہ ہے کہ انگریزوں میں صرف سیانی لڑکیوں کا بیاہ ہوتا ہے جس وقت کہ وہ خود ہوشیار ہو جاتیں اور اپنے نیک و بد کو سمجھنے لگتیں اور خود دریافت کر سکتی ہیں کہ کس شخص کے ساتھ اُن کو بیاہ کرنا مناسب اور بہتر ہے اور کس کے ساتھ نہیں۔ لہٰذا انگلستان کے لئے یہ دستور بہتر ہے اور ہندوستان کے لئے وہ۔ اسی سبب سے پولوس نے اس امر میں اپنی کچھ رائے نہیں دی اور نہ پرانے دستور کے خلاف کچھ کہا لہٰذا کلیسیا کے افسروں کو بھی اُسی کے نمونے کے موافق ہندوستان کے کسی دستور میں مثل کھانے پینے۔ پوشاک۔ گھر۔ بیاہ وغیرہ کی نسبت دخل نہ دینا چاہئے بشرطیکہ وہ خدا کے کلام اور انتظام کے خلاف نہ ہو اور بشرطیکہ وہ خاندان اور ملک اور کلیسیا کی ترقی و بہتری کے خلاف نہ ہو۔

آٹھواں باب

آیات ۱-۱۳- (۱) اب بتوں کی قربانیوں کی بابت یہ ہے ہم جانتے ہیں کہ ہم سب علم رکھتے ہیں۔ علم غرور پیدا کرتا ہے لیکن محبت ترقی کا باعث ہے۔ (۲) اگر کوئی گمان کرے کہ میں کچھ جانتا ہوں تو جیسا جاننا چاہئے ویسا اب تک نہیں جانتا۔ (۳) لیکن جو کوئی خدا سے محبت رکھتا ہے اُس کو خدا پہچانتا ہے (۴) پس بتوں کی قربانیوں کے گوشت کھانے کی نسبت ہم جانتے ہیں کہ بت دنیا

میں کوئی چیز نہیں اور سوا ایک کے اور کوئی خدا نہیں (۵) اگرچہ آسمان و زمین میں بہت سے خدا کہلاتے ہیں (چنانچہ بہتیرے خدا اور بہتیرے خداوند ہیں) (۶) لیکن ہمارے نزدیک تو ایک ہی خدا ہے یعنی باپ جس کی طرف سے ساری چیزیں ہیں اور ہم اُسی کے لئے ہیں اور ایک ہی خداوند ہے یعنی یسوع مسیح جس کے وسیلے سے ساری چیزیں موجود ہوئیں اور ہم بھی اُسی کے وسیلے سے ہیں (۷) لیکن سب کو یہ علم نہیں بلکہ بعض کو اب تک بت پرستی کی عادت ہے اس لئے اُس گوشت کو بت کی قربانی جان کر کھاتے ہیں اور اُن کا دل چونکہ کمزور ہے آلودہ ہو جاتا ہے۔ (۸) کھانا ہمیں خدا سے نہیں ملائیگا اگر نہ کھائیں تو ہمارا کچھ نقصان نہیں اور اگر کھائیں تو کچھ نفع نہیں۔ (۹) لیکن ہوشیار رہو ایسا نہ ہو کہ تمہاری یہ آزادی کمزوروں کی ٹھوکر کا باعث ہو جائے۔ (۱۰) کیونکہ اگر کوئی تجھ صاحب علم کو بتخانہ میں کھانا کھاتے دیکھے اور وہ کمزور شخص ہو تو کیا اُس کا دل بتوں کی قربانی کھانے پر دلیر نہ ہو جائیگا۔ (۱۱) غرض تیرے علم کے سبب سے وہ کمزور شخص یعنی وہ بھائی جس کی خاطر مسیح موا ہلاک ہو جائیگا (۱۲) اور تم اسی طرح بھائیوں کے گنہگار ہو کر اور اُن کے کمزور دل کو گھائل کر کے مسیح کے گنہگار ٹھہرتے ہو۔ (۱۳) اس سبب سے اگر کھانا میرے بھائی کو ٹھوکر کھلائے تو میں کبھی ہرگز گوشت نہ کھاؤنگا تاکہ اپنے بھائی کی ٹھوکر کا سبب نہ ہوں۔

بتوں کے سامنے قربان کئے اور چڑھائے ہوئے گوشت کے کھانے کی نسبت

پہلی آیت رومیوں کے چودھویں باب سے موافقت رکھتی ہے +

"**بتوں کی قربانیوں کی بابت**" دیکھو احبار ۷: ۱۵ و ۱۶ و ۲۲: ۳۰- قربانی کے گوشت کا جو حصہ جلایا نہیں جاتا تھا وہ پجاری اور بھینٹ چڑھانے والے کو دے دیا جاتا تھا اور وہ کبھی کبھی اُس کو بازار میں بیچ ڈالتے تھے سو کرنتھی مسیحیوں میں بحث ہوئی کہ آیا اس گوشت کو مول لینا اور کھانا جائز ہے یا نہیں بعض کہتے تھے کہ چونکہ مورت اور بُت کوئی شے نہیں ہے لہذا ہم کو اس گوشت کے کھانے سے پرہیز کرنا اور اس میں اور دوسرے گوشت میں فرق کرنا فضول ہے اور بعض کہتے تھے کہ ایسے گوشت کو ہرگز نہ کھانا چاہئے کیونکہ اسکے کھانے سے گویا ہم بتوں کو مانتے اور ان کی پوجا پاٹ میں شریک ہوتے ہیں اسی سبب یہودی رسم یا شریعت میں بتوں پر کی چڑھائی ہوئی چیزوں کا کھانا جائز نہ تھا۔ دیکھو گنتی ۲۵: ۲ - زبور ۱۰۶: ۲۸ - مکاشفہ ۲: ۱۴- اور رسولوں نے بھی اُس کے کھانے کو منع کیا تھا وہ کیونکہ روح القدس نے اور ہم نے مناسب سمجھا کہ ان ضروری باتوں کے سوا تم پر اور بوجھ نہ ڈالیں کہ تم بتوں کی قربانیوں کے گوشت سے اور لہو اور گلا گھونٹے ہوئے جانوروں اور حرامکاری سے پرہیز کرو۔ اگر تم ان چیزوں سے اپنے آپ کو بچائے رکھو گے تو سلامت رہو گے۔ اعمال ۱۵: ۲۸ و ۲۹ - اسلئے دونوں فریق نے پولوس سے سوال کیا کہ آیا بتوں پر کی قربانی کا گوشت مسیحیوں کو کھانا جائز ہے یا نہیں۔ اس لئے اس باب میں پولوس اُن کو اُسی سوال کا جواب دیتا ہے وہ کہتا ہے کہ ایسے بحث کرنے میں آدمی کے دل میں سب سے اول محبت

ہونی چاہئے جو کہ علم سے بڑھکر ہے اِس لئے کہ **علم غرور پیدا کرتا لیکن محبت ترقی کا باعث ہے**۔ (آیت ۱) یعنی اس بات کے وسیلے سے آدمی میں صرف علم ہی نہیں بلکہ محبت بھی چاہئے کیونکہ علم بغیر محبت کے آدمی کے دل کو غرور اور شیخی سے بھر دیتا ہے۔ علم اور محبت میں دراصل کچھ مخالفت نہیں ہے لہذا اُن کو ایسا ملانا چاہئے کہ وہ ایک دوسرے کو بڑھاویں۔ ان دونوں سے کلیسیا کی ترقی اور صفائی ہوگی +

"**محبت ترقی کا باعث ہے**" یعنی محبت آدمی کو ہر ایک نیک کام میں مدد دیتی اور خاندان و کلیسیا دونوں کو بڑھاتی ہے وہ ہر صفت اور ہر نیک کام کو رونق بخشتی ہے۔ اس لئے پولوس اس سوال کا جواب دیتے ہوئے پہلے یہی بتاتا ہے کہ اول اپنے علم کو محبت کی روشنی میں آزماؤ تاکہ وہ صاف کیا جائے۔ اپنا علم محبت کے پانی سے سینچو تاکہ وہ پھلدار ہو۔ بغیر محبت کے علم کیسا ہی عمدہ اور روحانی کیوں نہ ہو مگر بے پھل اور باطل ٹھہریگا۔ کاشکہ مسیح کی سی محبت ہمارے دل میں پیدا ہو تاکہ ہمارا علم پھلدار بنے۔ جب ہم کسی بات کی تحقیقات کریں تو پولوس کے نمونے پر پہلے محبت کے آرزومند ہوں تاکہ وہ تحقیقات صحیح اور محبت کی سکھائی ہوئی ہو غرضیکہ علم محبت کا غلام بنے نہ کہ اُس کا مالک۔ دیکھو باب ۱۳: ۴-۷ و ۱۰: ۲۳- رومیوں ۱۴: ۱۴ +

"عاجزی اور فروتنی حقیقی علم کا نشان ہے۔ جو آدمی غرور و شیخی باز ہوتا ہے "وہ **جیسا جاننا چاہیے ویسا اب تک نہیں جانتا**" آیت ۲- واضح ہو کہ جس قدر ہم خدا کو اور اُس کی گہری باتوں کو دریافت کریں گے اُسی قدر فروتن اور حلیم ہونگے اور اپنی نادانی اور کم فہمی کو پہچانینگے۔ کیونکہ اگر کوئی شخص

اپنے آپ کو کچھ سمجھے اور ہو کچھ نہیں تو اپنے آپ کو دھوکا دیتا ہے" گلتیوں ۶: ۳- وہ مغرور ہے اور کچھ نہیں جانتا بلکہ اُسے بحث اور لفظی تکرار کرنے کا مرض ہے جن سے حسد اور جھگڑے اور بدگوئیاں اور بدگمانیاں اور اُن آدمیوں میں رد و بدل پیدا ہوتا ہے۔ جن کی عقل بگڑ گئی ہے اور وہ حق سے محروم ہیں اور دینداری کو نفع ہی کا ذریعہ سمجھتے ہیں" ۱-تیمتھیس ۶: ۴ و ۵ غرضیکہ حلیمی کی راہ میں سچا علم پایا جاتا ہے۔ الٰہی علم حاصل کرنے کے لئے سب سے بہتر اُستاد فروتنی کے مدرسے میں ملتا ہے" میں اُس توفیق کی وجہ سے جو مجھ کو ملی ہے تم کو کہتا ہوں کہ جیسا سمجھنا چاہئے اُس سے زیادہ کوئی اپنے آپ کو نہ سمجھے بلکہ جیسا خدا نے ہر ایک کو اندازے کے موافق ایمان تقسیم کیا ہے اعتدال کے ساتھ اپنے آپ کو ویسا ہی سمجھے" رومیوں ۱۲: ۳ "لیکن جو کوئی خدا سے محبت رکھتا ہے اُس کو خدا پہچانتا ہے" آیت ۳۔ دیکھو متی ۷: ۲۳- یوحنا ۱۰: ۴ و ۵ ۔ گلتیوں ۴: ۹ فلپیوں ۳: ۱۲ و ۲-تیمتھیس ۲: ۱۹- خروج ۳۳: ۱۲ و ۱۷ +

"بت مطلق دنیا میں کوئی چیز نہیں" آیت ۴۔ یعنی بت کا صرف نام ہی نام ہے مگر درحقیقت وہ کوئی شے نہیں ہے۔ وہ صرف انسان کی عقل کی فرضی گھڑی ہوئی اور اُس کے ہاتھ کی بنی ہوئی چیز ہے وہ سراسر وہمی خیال اور بےحقیقت شے ہے۔ دیکھو یسعیاہ ۴۱: ۲۴ و ۴۴: ۸ و ۹ یرمیاہ ۱۰: ۱۴- زبور ۹۶: ۵ و ۱۱۵: ۴ و ۸۔ اِس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہندوؤں کے بت اور دیوی دیوتا مثلاً مہادیو۔ شیو۔ وشنو وغیرہ کچھ چیز نہیں ہیں بلکہ یہ سب بت پرستوں کی خام خیالی ہے۔ پس اُن سے ڈرنا اور اُن کے سامنے جھکنا اور کچھ نذر و نیاز کرنا بالکل فضول ہے +

"اور سوا ایک کے اور کوئی خدا نہیں" آیت ۴۔ پس یہ طرح طرح کے خدا جن کی ہندو پرستش کرتے ہیں کچھ نہیں ہیں +

"جو خدا کہلاتے ہیں" آیت ۵۔ لیکن درحقیقت خدا نہیں ہیں۔ جن چیزوں کی پوجا پاٹ بت پرست کرتے ہیں جیسے سورج۔ چاند۔ پانی۔ درخت گائے وغیرہ وہ سب ہمارے غلام ہیں وہ سب ہماری خدمت کرتے ہیں۔ پس خدمت گذاروں کی پرستش کرنی بالکل عقل کے خلاف اور اُن کی پوجا بالکل بیجا اور باطل ہے +

"ایک ہی خدا ہے یعنی باپ" آیت ۶۔ اگرچہ مسلمانوں کے یہاں قرآن میں خدا کے ننانوے نام لکھے ہیں مگر یہ پیارا اور تسلی بخش نام قرآن میں کہیں پایا نہیں جاتا۔ خدا کو باپ کہنا صرف ہمارے خداوند یسوع مسیح نے سکھایا جیسا کہ لکھا ہے کہ "اے ہمارے باپ جو آسمان پر ہے" اِس کے سوا اور بہت جگہ انجیل میں یہ پیارا نام لکھا ہوا ہے۔ ۱-تواریخ ۲۹: ۱۰- یسعیاہ ۶۳: ۱۶- متی ۶: ۹- رومیوں ۱: ۷ و ۲-کرنتھیوں ۱: ۲ و ۲-تھسلنیکیوں ۱: ۲ و ۲: ۱۶- گلتیوں ۱: ۴- فلپیوں ۴: ۲۰ +

"ہم اُسی کے لئے ہیں" آیت ۶ یعنی ہماری پیدائش اور زندگی کی غرض یہ ہے کہ ہم خدا کا جلال ظاہر کریں اور اُس کے ساتھ خوشحال رہیں۔ پس جو شخص خدا کا جلال نہیں دیکھتا تو وہ اپنی زندگی کا نقصان کرتا ہے +

"اور ایک خداوند ہے یعنی یسوع مسیح ہے جس کے وسیلے سے ساری چیزیں موجود ہوئیں" آیت ۶ دیکھو یوحنا ۱: ۳- عبرانیوں ۱: ۲ کلسیوں ۱: ۱۵ و ۱۶- افسیوں ۳: ۹ و ۴: ۵ و ۶- اگر خداوند یسوع مسیح کو دیوی دیوتاؤں سے جو خداوند کہلاتے ہیں مقابلہ کرو تو اُس کا مرتبہ اور فضیلت بخوبی ظاہر

وہ خاکی زمینی خیال وغیرہ ہیں اور ہمارا خداوند پاک۔ نیک۔ قادر۔ رحیم ہے اُس میں اور اُن میں آسمان زمین کا فرق ہے ✢

"اور ہم بھی اُسی کے وسیلے سے ہیں" آیت ۶۔ یعنی مسیحی خداوند یسوع مسیح کے وسیلے سے خدا کے فرزند ٹھہرے۔ گلتیوں ۴: ۴-۸۔ اُسی کے سبب وہ گناہوں سے بری کئے گئے اور راستباز ہوگئے اُسی کے سبب وہ خدا کی ہیکل بن گئے اور آسمان کی میراث کا اُن کو ہبہ نامہ ملا اُسی کے سبب اُنہوں نے ہمیشہ کی زندگی پائی۔ اِن کے سوا اور بہت سی برکتیں اور نعمتیں خداوند یسوع مسیح کے فضل اور اُس کے کفارے کے سبب سے ہم کو حاصل ہوئیں اور ہونگی۔ کاشکہ ہم اُس کی قدر سمجھ کے خوشی سے اُس کی خدمت کریں۔ رومیوں ۸: ۱۴-۱۷ ✢

"سب کو یہ علم نہیں" آیت ۷۔ یعنی یہ کہ بت کوئی چیز نہیں ہے اور کوئی خدا نہیں مگر ایک۔ دیکھو آیت ۴ ✢

چونکہ بعض یہ خیال کرتے تھے کہ بت میں کچھ قدرت ہے اور وہ کسی حقیقی شے کی مورت ہے اِسی سبب سے اُن کی تمیز وضمیر بت کے اختیار میں تھی اور اسی وجہ سے اُس پر کی قربانی کی چیز کے کھانے سے اُن کی تمیز اُن کو ملامت کرتی تھی۔ بت کو کچھ سمجھنے اور اُس پر کے چڑھائے ہوئے گوشت کے نہ کھانے سے اُن کا دل کمزور ہو کے اُس کی پرستش سے آلودہ ہوا۔ اِس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مورت اور بت کو کچھ سمجھنا دل کی کمزوری اور آلودگی کی ایک خاص وجہ ہے۔ کمزور دل سے وہ تمیز مراد ہے جو ہر ایک فعل کو گناہ آلودہ سمجھتی ہے یا وہ تمیز جو صاف طور سے نیکی و بدی میں امتیاز نہیں کرتی۔ دیکھو رومیوں ۱۴: ۲ و ۲۳ و ۱-تمتھیس ۱: ۱۹ و ۳: ۹۔ عبرانیوں

۱۰: ۲۲-جس نے کوئی گناہ نہ کیا ہو اور پھر بھی اُس کی ضمیر اُس کو گنہگار سمجھتی ہو تو خدا کی رُوح اُس کو کیسے تسلی دے سکتی ہے۔ ایسی ناداں کمزور تمیز وضمیر سے دل میں بیقراری و بے چینی بیفائدہ پیدا ہوتی ہے۔ واضح ہو کہ پاک کلام سے خوب واقفیت رکھنے کے سبب تمیز ہر ایک فعل کو بخوبی جانچ سکتی اور دریافت کر سکتی ہے کہ کون فعل روا ہے اور کون ناروا۔ اِسی کسوٹی پر ہر ایک امر کی اچھی طرح جانچ ہو سکتی ہے پس جیسا وہ فرمائے ویسا ہی ہم کریں کیونکہ جب ہم اپنی ضمیر کو اُس کی تعلیم کے موافق درست کرینگے تو دل کمزوری اور تمیز کی خطا سے بچ جائینگے۔ یہی اِس اندرونی مرض کا علاج ہے ✢

"کھانا ہمیں خدا سے نہیں ملائیگا" آیت ۸۔ یعنی کسی چیز کا کھانا یا نہ کھانا ہم کو خدا سے زیادہ نزدیک نہیں پہنچاتا اور نہ اُس کے آگے حاضر ہونے کی لیاقت بخشتا ہے کیونکہ جو چیز مُنہ میں جاتی ہے وہ آدمی کو ناپاک بناتی ہے نہ پاک بلکہ جو چیز منہ سے نکلتی ہے وہ آدمی کی روحانی اور حقیقی حالت دکھاتی ہے۔ دیکھو متی ۱۵: ۱۶-۲۰۔ پس پولوس بت پر کے چڑھائے ہوئے گوشت کے کھانے کو اِس وجہ سے جائز ٹھہراتا ہے کہ بت کوئی شے نہیں ہے اور جب وہ کوئی چیز نہیں تو اُس پر کے ذبیحے کے کھانے سے نہ ہماری کچھ ترقی ہوگی اور نہ کھانے سے کچھ تنزل۔ پس جو کرنتھی مسیحی ایسے گوشت کے کھانے کو گناہ سمجھتے تھے اُن کی غلطی کو پولوس اِس طرح ظاہر کرتا ہے کہ اگر ہم ایسے گوشت کے کھانے سے پرہیز کریں تو اُن لوگوں سے جو اُس کو کھاتے ہیں زیادہ بہتر اور پاک نہیں ہیں اور اگر کھائیں تو ہم پرہیز کرنیوالوں سے بہتر نہیں ہیں۔ لہذا کوئی اس گوشت کے کھانے

یا نہ کھانے سے ایک دوسرے پر کچھ فخر نہ کرے " کوئی چیز بذاتہٖ حرام نہیں لیکن جو اُس کو حرام سمجھتا ہے اُس کے لئے حرام ... ہے کیونکہ خدا کی بادشاہی کھانے پینے پر نہیں بلکہ راستبازی اور میل ملاپ اور اُس خوشی پر موقوف ہے جو روح القدس کی طرف سے ہوتی ہے۔" رومیوں ۱۴: ۱۴ و ۱۷+

پولس نے نہیں چاہا کہ کوئی مسیحی حلال کھانے کو اس طرح استعمال کرے کہ جس سے کسی کمزور ضعیف دل بھائی کو نقصان پہنچے اِس لئے وہ بُت کے ذبیحے کے کھانے والوں سے کہتا ہے کہ بھائیو خبردار رہو صرف اپنے ہی فائدے اور حالت پر غور نہ کرو بلکہ اپنے بھائیوں کا بھی خیال رکھو آیت ۹۔ چنانچہ لکھا ہے کہ "پس آئندہ کو ہم ایک دوسرے پر الزام نہ لگائیں بلکہ تم یہی ٹھان لو کہ کوئی اپنے بھائی کے سامنے وہ چیز نہ رکھے جو اُس کے ٹھوکر کھانے یا گرنے کا باعث ہو۔" رومیوں ۱۴: ۱۳ جس فعل یا چیز سے ہمارا بھائی ٹھوکر کھائے یا سُست اعتقاد ہو جائے اُس کو ہم نہ کریں۔ ہم مسیحیوں کو صرف اسی بات پر لحاظ نہ کرنا چاہئے کہ کس چیز کا کھانا روا ہے اور کس چیز کا ناروا۔ بلکہ اس کا بھی لحاظ کرنا چاہئے کہ آیا وہ کام مناسب وقت اور فائدۂ عام کے لئے بھی ہے یا نہیں وہ کلیسیا کی ترقی کا باعث ہے یا نقصان کا؟ اگر ہم دوسرے لوگوں کا اور کلیسیا کی بہتری کا کچھ لحاظ نہ کریں تو ہمارا ایمان مُردہ ہے اور بے عمل اور بے پھل ہو کر بے بنیاد اور باطل ٹھہریگا۔ "اے بھائیو تم آزادی کے لئے بلائے تو گئے ہو مگر ایسا نہ ہو کہ وہ آزادی جسمانی باتوں کا موقع بنے بلکہ محبت کی راہ سے ایک دوسرے کی خدمت کرو۔ گلتیوں ۵: ۱۳۔ "تفرقے اور بے جا فخر کے باعث کچھ نہ کرو بلکہ فروتنی سے ایک دوسرے کو اپنے سے بہتر سمجھو ہر ایک اپنے ہی احوال پر نہیں بلکہ ہر ایک دوسروں کے احوال پر بھی نظر رکھے

ویسا ہی مزاج رکھو جیسا مسیح یسوع کا تھا۔" فلپیوں ۲: ۳-۵+

"کیونکہ اگر کوئی تجھے صاحب علم کو بُت خانے میں کھانا کھاتے دیکھے اور وہ کمزور شخص ہو تو کیا اُس کا دل بُتوں کی قربانی کھانے پر دلیر نہ ہو جائیگا۔" آیت ۱۰۔ یعنی وہ نازک دل کمزور مسیحی تمہارے نمونے سے جرأت پاکر جس کام کے کرنے کو گناہ سمجھتا ہے اُسے بے خوف کرنے لگتا ہے۔ اگرچہ وہ کام اُن لوگوں کے لئے جو بُت کو کوئی چیز نہیں جانتے گناہ نہیں ہے مگر جو لوگ اُس کو بھاری گناہ سمجھتے ہیں اُن کے لئے درحقیقت وہ گناہ ہے۔ پولس کے کہنے کی غرض یہ ہے کہ کوئی مسیحی اپنے نمونے سے کسی بھائی کو گناہ کی طرف رجوع نہ کرائے اور نہ اُسے کسی گناہ آلودہ کام کے کرنے پر جرأت دلائے ورنہ اُس مسیحی کو جواب دینا پڑیگا+

"کمزور شخص" سے وہ مراد ہے جو کہ اپنی تمیز کے خلاف کچھ کرے۔ وہ جو اوروں کے نمونے پر چل کر اُس کام کو کرتا ہے جس کے کرنے سے اُس کا دل اُسے ملامت کرتا ہے آیت ۱۱۔ تمیز کے خلاف کوئی کام کرنا خطا اور گناہ ہے اُس کی مخالفت سے چند بُرے نتیجے پیدا ہوتے ہیں (۱) یہ کہ اس طرح تمیز گناہ سے آلودہ ہو جاتی ہے آیت ۷۔ (۲) وہ رفتہ رفتہ گناہ کرنے میں دلیر ہو جاتی ہے۔ آیت ۱۰ (۳) تمیز کی آواز آخر کو بہرے دل میں سنائی نہیں دیتی (۴) دل اِس سے صرف کمزور اور آلودہ نہیں بلکہ بالکل سخت اور پتھر سا ہو جاتا اور آخر کو وہ آدمی ہلاک ہو جاتا ہے۔ لہٰذا پولس فرماتا ہے کہ تو اپنے کھانے یا پہنے اور بے پروائی اور دلیری سے اُس کو جس کے واسطے مسیح مؤا ہلاک مت کر۔ رومیوں ۱۴: ۱۵

اگر کوئی کہے کہ جن کے لئے مسیح مؤا وہ کیونکر ہلاک ہوسکتے ہیں تو اس کا

جواب یہ ہے کہ پولوس کی غرض اِس کہنے سے یہ نہیں تھی کہ وہ حقیقت میں ہلاک نہ ہو جائیں گے بلکہ اُس کا مطلب اِس کہنے سے یہ تھا کہ وہ ہلاکت کی راہ کو چھوڑیں اور خوابِ غفلت سے بیدار ہوں۔ جیسا کہ جہاز میں طوفان کے وقت پولوس نے ناخدا سے کہا کہ "خاطر جمع رکھو کہ تم میں سے کسی کی جان کا نقصان نہ ہوگا فقط جہاز کا" اور اِس کے بعد جب ملاحوں نے چاہا کہ جہاز پر سے بھاگ جائیں تو اُس نے کہا کہ "اگر یہ جہاز پر نہ رہیں تو تم نہیں بچ سکتے" اعمال ۲۷: ۲۲-۳۱۔ پس اُس کی اِن دونوں باتوں میں کچھ اختلاف نہیں ہے اسی واسطے مسیح کہتا ہے کہ جو کوئی میرے پاس آوے وہ کبھی ہلاک نہ ہوگا اور پھر یہ کہتا ہے کہ میری بھیڑیں میری آواز سُنتی ہیں اور میں اُنہیں جانتا ہوں اور وہ میرے پیچھے چلتی ہیں اور میں اُنہیں ہمیشہ کی زندگی بخشتا ہوں اور وہ کبھی ہلاک نہ ہونگی اور کوئی اُنہیں میرے ہاتھ سے چھین نہ سکیگا۔ یوحنا ۱۰: ۲۷ و ۲۸۔ مسیح نے نہ صرف ہم کو ہلاکت سے بچانے کا مصمم ارادہ کیا بلکہ ہمارے بچانے کی تدبیریں بھی مقرر کیں اور اُس کی تدبیریں کبھی ناقص نہ ٹھہرینگی۔ اُس نے پولوس کے ذریعے کرنتھی مسیحیوں کو ہلاک ہونے سے بچایا۔

"جس کی خاطر مسیح مؤا" آیت ۱۱۔ پولوس یوں مسیح کی بڑی محبت اور خود انکاری کو اُن کرنتھی مسیحیوں کی خودغرضی و مغروری سے جو اپنے عرفان پر پھول کر کمزور بھائیوں کا کچھ لحاظ نہیں رکھتے تھے۔ مقابلہ کرتا ہے۔ مسیح نے اِن کمزور بھائیوں کے لئے صلیبی موت کو اختیار کیا۔ لیکن افسوس اِس بات پر ہے۔ کہ کرنتھی مسیحی اپنی بے پرواہی سے اِن بھائیوں کو ہلاک کرنا چاہتے تھے سو اُس نے اُن کو ملامت کر کے اِس بات سے توبہ کرائی اور کمزور بھائیوں

کو گمراہی سے بچایا۔

"اور تم اِس طرح بھائیوں کے گنہگار ہو کر اور اُن کے کمزور دل کو گھائل کر کے مسیح کے گنہگار ٹھہرتے ہو" آیت ۱۲۔ وہ نہ صرف کمزور بھائیوں کا گناہ کرتے تھے۔ بلکہ اپنے خداوند یسوع مسیح کا بھی۔ کیونکہ کمزور آدمی کو تکلیف پہنچانا بڑا گناہ ہے اور اگر وہ آدمی بھائی ہو تو گناہ دوگنا ٹھہرا جو کوئی مسیح کے شاگردوں اور بھائیوں کا نقصان کرتا ہے وہ مسیح کا گناہ کرتا ہے۔ اِس لئے کہ مسیح اور اُس کے شاگرد ایک ہی ہیں۔ وہ ان میں رہتا ہے۔ اور وہ اُس میں۔ چنانچہ جس وقت ساؤلوس مسیح کے شاگردوں کو ستاتا تھا تو اُس نے کہا کہ اے ساؤلوس۔ اے ساؤلوس تو مجھے کیوں ستاتا ہے؟ میں یسوع ہوں جسے تو ستاتا ہے۔ اعمال ۹: ۴-۵۔ متی ۲۵: ۴۰-۴۵۔ یوحنا ۱۷: ۹-۱۱۔ رومیوں ۱۲: ۵۔ افسیوں ۱: ۲۲ و ۲۳: ۴: ۱۲ و ۱۵ و ۱۶۔ کلسیوں ۲: ۱۹۔

تیرھویں آیت کو رومیوں ۱۴: ۱۹-۲۲ سے مقابلہ کرو۔

"وہ اپنے بھائی کی ٹھوکر کا سبب"۔ دیکھو متی ۱۶: ۶-مرقس ۹: ۴۲ لوقا ۱۷: ۱ و ۲۔

"میں ہرگز گوشت نہ کھاؤنگا" آیت ۱۳۔ یعنی کمزور بھائی کی بھلائی کے لئے پولوس صرف بتوں پر چڑھے ہوئے گوشت سے نہیں بلکہ ہر قسم کے گوشت کے کھانے سے پرہیز کرنے کو تیار تھا بشرطیکہ اُس سے بھائیوں کا فائدہ ہو اُس میں مسیح کا سا مزاج یہاں تک تھا کہ وہ اوروں کے فائدے کے لئے اپنے دل کی آرزوؤں اور حقوق کے چھوڑ دینے پر راضی اور تیار تھا فلپیوں ۲: ۴ و ۵۔ اگرچہ پولوس رسول اُن باتوں میں جن کو انجیل کی بنیادی باتوں سے

کچھ تعلق نہ تھا دوسروں کی آرزو و خوشی کو اپنی آرزو و خوشی پر مقدم رکھتا
اور اُن کو ٹھوکر سے بچانے اور روحانی فائدہ پہنچانے کے لئے ہر وقت
مستعد رہتا تھا مگر جن باتوں سے انجیل کی بنیادی باتوں کے بگاڑ کا ڈر
تھا اس میں وہ کسی کا ذرا بھی لحاظ و رعایت نہیں کرتا تھا۔ مثلاً اُس نے
اُن یہودی بھائیوں کی کچھ پاسداری نہیں کی جو موسیٰ کی شریعت کا لحاظ
کر کے غیر یہودیوں کے ساتھ کھانا کھانے سے پرہیز کرتے تھے وہ کہتا ہے
کہ ہم ذرا بھی اُن سے نہیں دبے تاکہ گھڑی بھر بھی اُن کے تابع رہتا اور یہ اس لئے
کہ انجیل کی سچائی تمہارے درمیان قائم رہے۔ پھر وہ کہتا ہے کہ لیکن جب کیفا
انطاکیہ میں آیا تو میں نے روبرو ہو کر اُس کی مخالفت کی کیونکہ وہ ملامت کے
لائق تھا اس لئے کہ یعقوب کی طرف سے چند شخصوں کے آنے سے پہلے
تو وہ غیر قوم والوں کے ساتھ کھایا کرتا تھا مگر جب وہ آ گئے تو مختونوں سے
ڈر کر باز رہا اور کنارہ کیا اور باقی یہودیوں نے بھی اُس کے ساتھ ہو کر
ریاکاری کی۔ یہاں تک کہ برنباس بھی اُن کے ساتھ ریاکاری میں پڑ گیا"
گلتیوں ۲: ۱۱-۱۳ یعنی ظاہری و رسمی و قومی باتوں میں پولس اپنی مرضی
اوروں کی مرضی پر موقوف رکھتا تھا تاکہ اُن کو فائدہ پہنچے لیکن انجیل کی اصلی
و بنیادی باتوں میں وہ کسی کی رعایت نہیں کرتا تھا۔ لہٰذا ہم لوگوں کو بے
بنیادی اور بنیادی باتوں میں امتیاز کر کے ایک میں دوسروں کی خاطر اور
رعایت کرنی چاہئے اور دوسری میں ہرگز نہیں گلتیوں ۳: ۱ و ۵: ۱ و
۲ تھسلنیکیوں ۳: ۶ و ۱۴ و ۲ تیمتھیس ۱: ۱۳ و ۴: ۳ و ۴۔

حاصل کلام

۱۔ علم اور محبت کا مقابلہ کرو۔ دیکھو آیت ۱-۳۔ خالی علم انسان

کے دل میں چند بُرے نتیجے پیدا کرتا ہے۔ (۱) شیخی۔ (۲) اوروں کا
کچھ خیال نہ کرنا۔ (۳) عاجزی اور خاکساری کو مٹانا۔ (۴) دوسروں
کو ٹھوکر کھلانا اور نقصان پہنچانا۔ شیطان کو علم ہے لیکن چونکہ محبت
سے خالی ہے اس لئے وہ شیطان ہے۔ اسی طرح جس شخص کو بائبل
کا علم ہو مگر محبت نہ ہو تو چاہے وہ پادری ہو یا پاسبان منّاد ہو یا اُستاد
تیس ہو یا کوئی کیوں نہ ہو وہ شیطان کا شاگرد ہے یہاں تک کہ اُس
کے الٰہی علم سے بھی کلیسیا کو کچھ فائدہ نہیں پہنچتا بلکہ نقصان ہوتا ہے
اے بھائیو علم کا پیچھا کرو اس میں کچھ گناہ نہیں ہے مگر اُس کے ساتھ
محبت کا ہزار درجے زیادہ پیچھا کرو۔ محبت کلیسیا کو بڑھاتی ہے وہ
انسان میں عاجزی اور فروتنی پیدا کرتی ہے اور علم کو ایسے عمدہ طور سے
عمل میں لاتی ہے کہ کلیسیا کا نقصان نہیں ہوتا۔ وہ الٰہی باتوں میں امتیاز
کر سکتی ہے وہ خدا کی پہچان تک پہنچاتی ہے۔ آیت ۱-۳۔ دیکھو ۱ یوحنا ۴:
۷ و ۲ یوحنا ۱: ۱۰-۳۔ گلتیوں ۴: ۹۔ فلپیوں ۳: ۱۲۔ خروج ۳۳: ۱۷+

۲۔ بتوں اور بت پرستی کی بطالت و بے بنیادی ظاہر ہوتی ہے دیکھو
آیت ۴-۶۔ بت یا مورت یا دیوی دیوتا درحقیقت کوئی شے نہیں ہیں
بلکہ صرف لوگوں کی ایک خام خیالی ہے۔ پس اُن سے ڈرنا یا اُن کو ماننا عین
بے وقوفی ہے "وہ اپنے آپ کو دانا ٹھہرا کر نادان ہو گئے اور غیر فانی خدا
کے جلال کو فانی آدمی اور پرندوں اور چوپاؤں اور کیڑے مکوڑوں کی صورت
سے بدل ڈالا۔ انہوں نے خدا کی سچائی کو جھوٹ سے بدل ڈالا اور بنانے
والے کی نسبت سے جو ہمیشہ ستائش کے لائق ہے۔ آمین۔ بنائی ہوئی
چیزوں کی زیادہ پرستش اور بندگی کی" دیکھو رومیوں ۱: ۲۲-۲۵+

۳- ضمیر اور تمیز کا زور بہت ہی بڑا ہے۔ وہ کبھی دفعہ انسان کو ایک زبردست بے رحم مالک کی طرح دباتی ہے جس کی سختی اور بیرحمی سے دل کو بے قراری اور بہتوں کو نقصان پہنچتا ہے۔ جب ضمیر آلودہ اور بگڑی ہوئی ہو تو چاہے آدمی اُس کو مانے یا نہ مانے وہ ضرور اُسے نقصان پہنچاتی ہے پاک نوشتوں کے پڑھنے اور سمجھنے سے ضمیر درست ہو جاتی ہے۔ پس اگر ضمیر بائبل کے خلاف کچھ تعلیم دے تو اُس کو نہ ماننا چاہئے۔ اِسی سبب سے جو بھی بائبل سے ناواقف ہیں اکثر اُن کی ضمیر نادرست اور کمزور ہوتی ہے ۔

۴- کمزور اور نادان بھائیوں کے ضعیف دلوں کا خیال رکھنا۔ آیت ۹-۱۲ اور جہاں تک ہو سکے اُن کی خاطر کرنی چاہئے۔ مگر جس رسم و دستور سے انجیل کی سچائی یا نجات کی باتوں کا نقصان ہو اُس میں ہرگز اُن کی رعایت نہ کرنی چاہئے بلکہ ایسے وقت میں اُن سے مقابلہ کرنا چاہئے۔ جیسا کہ پولوس نے گلتیہ میں پطرس کا سامنا کیا تھا اِس لئے کہ اُس نے غیر قوم والوں کے ساتھ کھانے سے ناحق پرہیز کیا تھا۔ دیکھو گلتیوں ۲: ۱۱ ۔

نواں باب

آیات ۱-۱۴ - (۱) کیا میں آزاد نہیں؟ کیا میں رسول نہیں؟ کیا میں نے یسوع کو نہیں دیکھا جو ہمارا خداوند ہے؟ کیا تم خداوند

میں میرے بنائے ہوئے نہیں؟ (۲) اگر میں اوروں کے لئے رسول نہیں تو تمہارے لئے تو بے شک ہوں کیونکہ تم خود خداوند میں میری رسالت پر مُہر ہو۔ (۳) جو میرا امتحان کرتے ہیں اُن کے لئے میرا یہی جواب ہے (۴) کیا ہمیں کھانے پینے کا اختیار نہیں؟ (۵) کیا ہم کو اختیار نہیں کہ کسی مسیحی بہن کو بیاہ کر کے لئے پھریں جیسا اور رسول اور خداوند کے بھائی اور کیفا کرتے ہیں؟ (۶) یا صرف مجھے اور برنبا کو ہی محنت مشقت سے باز رہنے کا اختیار نہیں؟ (۷) کونسا سپاہی کبھی اپنی گرہ سے کھا کر جنگ کرتا ہے۔ کون انگور کا باغ لگا کر اُس کا پھل نہیں کھاتا؟ یا کون گلہ چرا کر اُس گلے کا دودھ نہیں پیتا۔ (۸) کیا میں یہ باتیں انسانی قیاس ہی کے موافق کہتا ہوں؟ کیا توریت بھی یہی نہیں کہتی (۹) چنانچہ موسیٰ کی توریت میں لکھا ہے کہ داوئیں میں چلتے ہوئے بیل کا مُنہ نہ باندھنا۔ کیا خدا کو بیلوں کی فکر ہے؟ (۱۰) یا خاص ہمارے واسطے یہ کہتا ہے؟ ہاں یہ ہمارے واسطے لکھا گیا کیونکہ مناسب ہے کہ جوتنے والا امید پر جوتے اور داوئیں چلانے والا حصہ پانے کی امید پر داوئیں چلائے۔ (۱۱) پس جب ہم نے تمہارے لئے روحانی چیزیں بوئیں تو کیا یہ کوئی بڑی بات ہے کہ ہم تمہاری جسمانی چیزوں کی فصل کاٹیں؟ (۱۲) جب اوروں کا تم پر یہ اختیار ہے تو کیا ہمارا اِس سے زیادہ نہ ہوگا؟ لیکن ہم نے اِس اختیار سے کام نہ لیا بلکہ ہر چیز کی برداشت کرتے ہیں تاکہ ہمارے باعث مسیح کی خوشخبری میں ہرج نہ ہو۔ (۱۳) کیا تم

نہیں جانتے کہ جو مقدس چیزوں کی خدمت کرتے ہیں وہ ہیکل سے کھاتے ہیں؟ اور جو قربانگاہ کے خدمت گذار ہیں وہ قربانگاہ کے ساتھ حصہ پاتے ہیں؟ اِسی طرح خداوند نے بھی مقرر کیا ہے کہ خوشخبری سُنانے والے خوشخبری کے وسیلے سے گذارہ کریں؟

پولوس اپنے رسولی اختیار کو ثابت کرتا ہے

"کیا میں رسول نہیں ہوں" آیت ۱- بعض کرنتھی مسیحی پولوس کی اُتنی عزت نہیں کرتے تھے جتنی اور رسولوں کی- وہ اُس کی رسالت پر شک کرتے یا اُس کا رتبہ پطرس اور دوسرے رسولوں کے برابر نہیں مانتے تھے- وہ کہتے تھے کہ پولوس اور رسولوں کی مانند مسیح کے ساتھ نہیں رہا اور نہ اُس نے اور رسولوں کی طرح کلیسیا سے پرورش پائی اِس لئے کلیسیا پر اُس کا ایسا حق نہیں تھا جیسا اور رسولوں کا- لہٰذا اُس کی رسالت کے ثبوت میں چند دلیلیں بطور نمونے کے لکھی جاتی ہیں- (۱) خداوند خاص طور سے اپنے جی اُٹھنے کے بعد اُس کو بار بار دکھائی دیا- اعمال ۹: ۳ و ۶ و ۱۸: ۹ و ۲۲: ۱۴ و ۱۷ و ۲ کرنتھیوں ۱۱: ۷ و ۹ و ۱۲: ۱ و ۱۵-۱۷- (۲) خداوند نے خود اِس خاص خدمت کے لئے اُس کو مخصوص کیا تھا اعمال ۹: ۱۵ و ۲۲: ۱۴ و ۱۵ و ۲۶: ۱۵-۲۰- گلتیوں ۱: ۱۵ و ۱۶- (۳) خداوند نے اُس کے ہاتھ سے بڑے بڑے معجزے دکھا کر اُس کی رسالت پر اپنی منظوری کی مہر لگائی- دیکھو ۲ کرنتھیوں ۱۲: ۱۲- (۴) اُس کی رسالت و خدمت کی کامیابی کرنتھی کلیسیا کی بنیاد اُسی نے ڈالی تھی- پس اُس کے رسول ہونے کا ایک

کافی ثبوت وہی کلیسیا تھی +

"کیا میں آزاد نہیں" آیت ۱- یعنی مجھے اختیار ہے کہ بتوں پر کے چڑھائے ہوئے گوشت کو کھاؤں یا نہ کھاؤں دیکھو ۸: ۱۳- میں لاچاری یا خودغرضی سے یا کسی آدمی کی خوشامد کے لئے یہ نہیں کرتا اِس لئے کہ میں کسی آدمی یا رسول یا جماعت کا غلام نہیں ہوں بلکہ آزاد ہوں جیسا چاہوں ویسا کروں +

"کیا میں نے یسوع کو نہیں دیکھا"؟ آیت ۱- ہاں کئی مرتبہ اُس نے اُسے دیکھا تھا- (۱) جب دمشق کو جاتا تھا- اعمال ۹: ۳-۱۷- (۲) جب وہ یروشلم میں لوٹ آیا- اعمال ۲۲: ۱۴-۲۱ گلتیوں ۱: ۱۸- (۳) شہر کرنتھس میں- اعمال ۱۸: ۹ کو اعمال ۷: ۳۱- متی ۱۷: ۹ سے مقابلہ کرو- ان تین آیتوں میں اصل زبان کا ایک ہی لفظ اورما Orama (رویا) ترجمہ کیا گیا ہے- جس طرح خداوند پہاڑ پر اپنی جلالی صورت میں اپنے شاگردوں کو دکھائی دیا اُس طرح شہر کرنتھس میں پولوس کو تسلی دینے کے لئے دکھائی دیا (۴) خداوند کا پولوس کو ایک اور دفعہ دکھائی دینے کا ذکر ۲ کرنتھیوں ۱۲: ۱-۱۱ میں پایا جاتا ہے +

"کیا تم خداوند میں میرے بنائے ہوئے نہیں ہو"؟ آیت ۱- یعنی خدا کے فضل سے تم نے میری منادی اور محنت سے خداوند یسوع مسیح کی خبر اور نجات پائی- پولوس نے خداوند میں ہو کر اور اُس سے فضل و قدرت پا کر شہر کرنتھس میں کلیسیا کی بنیاد ڈالی تھی- ہم مسیحیوں کو اکثر یہ سوال اپنے دل سے کرنا چاہئے کہ آیا مسیح نے ہمارے وسیلے سے بھی کچھ کیا یا نہیں؟ آیا اُس نے میرے ذریعے سے کسی کو اپنی طرف رجوع کیا؟ آیا اُس نے مثل

پولوس کے بیرے ذریعے سے بھی کسی کلیسیا کی بنیاد ڈالی اور ترقی کی؟ دیکھو باب ۳: ۵ و ۶ و ۴: ۱۵ +

"تمہارے لئے تو بے شک ہوں۔" آیت ۲ یعنی دوسری کلیسیا کے لوگ میری رسالت پر شک کریں تو کریں لیکن تم کو شک کرنا مناسب نہیں کیونکہ تم لوگوں کا مسیح کی طرف رجوع ہونا میری رسالت کی سچائی کا ثبوت اور اُس کے حق ہونے پر مُہر ہے۔ واضح ہو کہ جس طرح کاغذ یا کسی چیز پر مُہر لگانے سے یہ مقصد ہے کہ وہ گواہ کے طور سے اُس کاغذ یا چیز کی سچائی پر گواہی دے چنانچہ اسی وجہ سے سرکاری کاغذات اور احکام پر سرکاری مُہر ہوا کرتی ہے تاکہ اُس مُہر کو دیکھ کر لوگوں کا شک مٹ جائے اور یہ یقین ہو جائے کہ یہ سرکاری کاغذ اور حکم ہے۔ اُسی طرح خدا بھی اپنے رسولوں کو بغیر مُہر اور نشان کے تعلیم دینے اور کلیسیا کی بنیاد ڈالنے کو نہیں بھیجتا۔ پس جس میں ایسی نشانیاں پائی جائیں جیسی پولوس میں تھیں اُس کو ہم کو خدا کا رسول سمجھنا چاہئے کیونکہ اُس میں خدا کی مُہر یعنی پولوس کی سی نشانیاں ہیں اور جس میں اُس کی سی نشانیاں نہ پائی جائیں اُس کو ہمیں رسول نہ سمجھنا چاہئے۔ اِس زمانے میں بعض لوگ اپنے کو رسول کا قائم مقام اور رجا سے جانشین کہتے ہیں سو خیر اُن کا دعویٰ کیا البتہ ہے لیکن اُن میں الٰہی مُہر کہاں ہے؟ وہ تو اس سے خالی اور محروم ہیں اور جب تک اُن میں الٰہی مُہر اور رسولی نشان نہ پایا جائے تب تک ہم کیونکر اُن کو رسول سمجھ سکتے ہیں؟ افسوس کی بات ہے کہ بہتیرے مسیحی اُن کے اس غلط دعویٰ کو مان کر اُن کی تعلیم و احکام کی ایسی تعظیم کرتے ہیں جیسے بارہ رسولوں کی۔ جن کلیسیاؤں میں ایسی غلط تعلیم رائج ہوئی وہ پوپ کی غلامی میں مبتلا ہو کر بگڑ گئیں اور سخت غلطی میں پڑ گئیں۔ ۲-تھسلنیکیوں

۲:۲ و ۱-یوحنا ۴:۱ و ۲-پطرس ۲:۱ +

"میرا یہی جواب ہے۔" آیت ۳ یعنی وہ جواب جو آیت ۱ و ۲ میں پایا جاتا ہے۔ پولوس کا یہ جواب کہ تم ہی میرے جواب ہو پطرس یعقوب اور یوحنا کو منظور ہوا۔ گلتیوں ۲: ۸ و ۹ +

"جو میرا امتحان لیتے ہیں" یعنی کرنتھی مسیحی کیا ہی شرم اور افسوس کی بات ہے کہ ایسے بزرگ اور مجرب رسول پر الزام لگایا جائے۔ خاص کر انہوں سے جو خود جسمانی اور مسیح میں بچے تھے۔ اور جن کو پولوس کی منادی اور محنت اور جانفشانی سے انجیل کی خبر پہنچی۔ افسوس یہ ہے کہ پولوس کو کبھی تو یہودیوں اور فریسیوں کے سامنے کبھی رومی حاکموں کے روبرو کبھی دنیوی عالموں کے حضور کبھی فسادی بھیڑ کے سامنے جو کہ اُس کی جان کے درپے تھے جواب دینا پڑا مگر اُس کو اُن کے سامنے جواب دینے سے کچھ شرم یا افسوس نہیں ہوا لیکن کرنتھی مسیحیوں کے سامنے جب اُس کو اپنی صفائی اور سچائی کے لئے مثل ملزم اور مجرم کے کھڑے ہو کر جواب دینا پڑا تو اُس کو مثل اُس شخص کے بہت رنج ہوا ہو گا کہ جس کے لڑکے اُس کی بات کو نہ مانتے اُس کی سچائی اور ایمانداری پر شک لاتے اور اپنے تجربے یا پہچان کو پرکھتے اور آزماتے ہیں +

اِس تیسری آیت سے چار نتیجے نکلتے ہیں (۱) یہ کہ کرنتھی کلیسیا کی بہت سی ترقی ہوا ہے نام ہی کی تھی۔ (۲) پولوس کے دشمن ایسے سخت دل اور کینہ ور تھے کہ انہوں نے اُس پر خود غرضی اور دغابازی کا الزام لگایا۔ (۳) کوئی نیک آدمی چاہے وہ رسول ہی کیوں نہ ہو لیکن جھوٹے الزام سے بچ نہیں سکتا۔ (۴) پولوس میں کیا ہی خوش اخلاقی اور خالص محبت

تھی کہ باوجود اِس کے کہ وہ اُس پر طرح طرح کے بہتان لگاتے مگر وہ ہمیشہ محبتانہ کلام سے اُن کا جواب دیتا رہا۔ اب اِس سے بڑھ کر اُس کی رسالت کے ثبوت کے واسطے اور کون بہتر دلیل ہوگی؟ واضح ہو کہ صرف مسیح میں قائم رہنے اور اُس پر اعتقاد رکھنے سے پولوس کا سا مزاج پیدا ہوتا اور ترقی پاتا ہے۔ کاشکہ جس وقت ہم پر جھوٹا الزام لگایا جائے اُس وقت ہم سبھوں میں پولوس کا سا مزاج ظاہر ہو۔

خداوند یسوع مسیح نے اپنے بھیجے ہوئے خادموں کی پرورش کے لئے یہ حکم دیا تھا کہ جن کو وہ انجیل کی بشارت سنائیں وہ اُن کی پرورش کریں "کیونکہ مزدوری مزدور کا حق ہے" دیکھو لوقا ۱۰: ۷ اور اِس باب کی آیت ۱۴۔ سو پولوس کہتا ہے کیا میں جو انجیل کی اور تمہاری خدمت کرتا ہوں مسیح کے فرمان کے مطابق تم سے پرورش پانے کا حقدار نہیں ہوں؟ (آیت ۴)۔ ہاں مجھ کو ضرور یہ اختیار ہے کہ اب تک جو میں نے تم سے اپنا یہ حق نہیں مانگا تو اِس سے میرا حق ضائع نہیں ہوتا۔

"کیا ہم کو یہ اختیار نہیں کہ کسی مسیحی بہن کو بیاہ کر لئے پھریں جیسا اور رسول" آیت ۵۔ اِس سے چار باتیں ظاہر ہوتی ہیں:۔ (۱) یہ کہ پولوس اِس وقت بے بیاہا تھا اور دوسرے رسول بیاہے تھے (۲) جب وہ لوگ کسی شہر اور ملک میں انجیل کی بشارت سنانے جاتے تھے تو اکیلے نہیں جاتے تھے بلکہ اپنی اپنی بیویوں کو بھی ساتھ لے جاتے تھے۔ (۳) کلیسیا سے صرف اپنی ہی پرورش کے مستحق نہیں تھے بلکہ اُس سے اپنے اہل و عیال کی پرورش کرانے کا بھی حق رکھتے تھے۔ (۴) جس وقت پولوس نے یہ خط لکھا اُس وقت رسول ایک ہی جگہ عرصے تک مقیم نہیں رہتے تھے بلکہ

برابر پھرا کرتے تھے۔

"اور خداوند کے بھائی" آیت ۵۔ (۱) بعض سمجھتے ہیں کہ یہ یوسف اور مریم کے بیٹے تھے جو مسیح کی پیدایش کے بعد پیدا ہوئے تھے۔ دیکھو متی ۱: ۲۵ و ۱۲: ۴۶ و ۱۳: ۳۵۔ لوقا ۲: ۷۔ (۲) بعض خیال کرتے ہیں کہ یہ یوسف کے بیٹے تھے جو مریم سے بیاہ کرنے سے پہلے پیدا ہوئے اور (۳) بعض یہ کہتے ہیں کہ یہ مسیح کے نزدیکی رشتہ دار تھے یعنی اُس کی ماں مریم کی بہن کے بیٹے تھے اور ایسے نزدیکی رشتہ داروں کو بھائی کہنا اور کہلانا اُس ملک کا دستور تھا۔ سو یہ مسیح کے خالہ زاد بھائی تھے۔ دیکھو متی ۱۰: ۳ و ۱۳: ۵۵ و ۲۷: ۵۶۔ لوقا ۶: ۱۶ و ۲۴: ۱۰۔ یوحنا ۱۹: ۲۵۔ مرقس ۳: ۱۸۔ مسیح کے اِن خالہ زاد بھائیوں میں سب سے مشہور یعقوب تھا جس کا ذکر ذیل کی جگہوں میں پایا جاتا ہے۔ گلتیوں ۱: ۱۹ و ۲: ۹ و ۱۲۔ اعمال ۱۲: ۱۷ و ۱۵: ۱۳ و ۲۱: ۱۸۔

"کیا مجھے اور برنباس کو اختیار نہیں ہے کہ اور رسولوں کی مانند محنت و مشقت سے باز رہ کر کلیسیا سے اپنی پرورش پاویں؟" آیت ۶۔ کیفا سے (آیت ۵) کیفس یعنی پطرس رسول مراد ہے۔ وہ بھی بیاہا تھا۔ دیکھو متی ۸: ۱۴۔ مرقس ۱: ۳۰۔ لوقا ۴: ۳۸۔

محنت سے مراد ہاتھ سے کام کرنا ہے۔ دیکھو اعمال ۱۸: ۳ و ۱-تھسلنیکیوں ۳: ۸۔

برنباس کی کل کیفیت ذیل کی جگہوں میں پائی جاتی ہے۔ اعمال ۴: ۳۶ و ۱۱: ۲۲ و ۲۵ و ۲۹ و ۱۲: ۲۵ و ۱۳: ۱ و ۲ و ۵۰ و ۱۴: ۱۲ و ۱۵: ۲ و ۱۲ و ۳۷۔ گلتیوں ۲: ۱ و ۹ و ۱۳۔ یہاں پولوس کئی وجوہات سے برنباس کا نام لیتا اور

اُس کو گویا ایک نمونہ بتاتا ہے۔ (۱) اِس وجہ سے کہ بہت برس گذرے کہ برنباس نے کلیسیا کی خدمت خاصکر غریبوں کی پرورش کے لئے اپنی کُل ملکیت اور مال دے دیا تھا تو کیا ایسے آدمی ضرورت کے وقت کلیسیا سے پرورش پانے کے حقدار نہ تھے؟ ہاں ضرور تھے (۲) جب سے پولوس اور برنباس میں تکرار ہوئی تب سے وہ دونوں آپس سے ایسے جُدا ہوئے کہ شاید پھر کبھی ایک ساتھ دونوں نے کام نہیں کیا۔ لہٰذا پولوس برنباس کا نام لیکے اور اُس کی تعریف کرکے کُل کلیسیا پر یہ بات ظاہر کرتا ہے کہ میرے دل میں برنباس کی طرف سے کچھ رنج نہیں ہے اور جیسا میں اپنے ہاتھ سے محنت کرکے کلیسیا پر اپنی پرورش کا کچھ بوجھ نہیں ڈالتا ویسا ہی برنباس بھی کرتا ہے۔ پولوس نے اِس کو اچھا موقع سمجھا کہ جو محبت اُس کے دل میں برنباس کی طرف سے تھی وہ اب کلیسیا پر ظاہر ہو جائے +

ساتویں آیت کی تین مثالوں سے پولوس کلیسیا پر اپنے حق کو ثابت کرتا ہے وہ کہتا ہے کہ میں کلیسیا سے پرورش پانے کا اُسی طرح حقدار ہوں جس طرح (۱) سپاہی اپنی سرکار سے مزدوری اور پرورش پانے کا (۲) باغبان اپنے لگائے ہوئے درختوں سے پھل کھانے کا (۳) گڈریا گلّے سے دودھ پینے کا مشتاق ہے اور جس طرح کوئی اِن تینوں شخصوں کے حقوق کی نسبت یہ نہیں کہتا کہ اِس میں کچھ بے انصافی یا کوئی بے جا بات ہے اُسی طرح اُس رسول اور پاسبان یا مناد کی نسبت جس کے وسیلے سے کلیسیا کی بنیاد ڈالی گئی اور اُس کی ترقی ہوئی کوئی نہ کہیگا کہ وہ اُس کلیسیا سے کچھ پرورش نہ پائے۔ بلکہ جو کلیسیا ایسے شخص کی پرورش کرنے سے کچھ عذر کرے وہ ٹھہری بے انصاف اور کمینی ہے کیونکہ اگر کوئی سپاہی نہایت

محنت و جانفشانی سے کسی مُلک یا شہر کے لوگوں کو کسی بلا سے بچائے یا کوئی مزدور سال بھر یا دن بھر کھیت یا باغ میں محنت کرے تو کیا وہ دونوں مزدوری کے حقدار نہیں ہیں؟ مسیحی خادم بھی اُسی سپاہی کی مانند ہیں جو سخت لڑائی میں لڑتا اور لوگوں کی جان کو بچاتا ہے۔ وہ اُس باغبان کی مانند ہیں جو کلیسیا کی خبرداری کرتا ہے۔ پس جس طرح سپاہی مزدور اور باغبان اپنی اپنی پرورش کے حقدار ہیں اُسی طرح خادم دین پاسبان بھی کلیسیا سے پرورش پانے کے حقدار ہیں۔ اور جو کلیسیا اُن کی پرورش سے انکار کریگی اُس پر نہ تو خدا کی برکت ہوگی اور نہ اُس کی کچھ ترقی ہوگی۔ دیکھو متی ۱۰:۱۰-۱۶- اعمال ۲۰:۲۸- غرضیکہ جس کسی کا کام یا خدمت ہیں ہو اُسی سے وہ پرورش پانے کا حق رکھتا ہے۔ لہٰذا رسول اور خادم الدین اپنی خدمت کی وجہ سے کلیسیا سے پرورش پانے کا حق رکھتے تھے +

نہ صرف انسانی قیاس سے پولوس کا دعویٰ ثابت ہوتا ہے بلکہ موسیٰ کی شریعت سے بھی دیکھو آیت ۸۔ جو یہودی مسیحی کرنتھی کلیسیا میں شریک تھے وہ اسی طرح کی دلیلوں سے قائل کئے جاتے تھے اِس لئے پولوس اس کا بیان کرتا ہے کہ جو بات پاک نوشتوں سے ثابت کی جائے اُس کے خلاف کون مسیحی بول سکتا ہے +

نویں آیت کو پولوس نے اِستثنا کے ۲۵: ۴ سے انتخاب کیا ہے اور ۱تیمتھیس ۵: ۱۸ میں اِسی آیت کو مندرج کیا ہے +

کیا خدا کو بیلوں کا فکر ہے؟ آیت ۹- ہاں اس کا جواب بھی ہے پس اگر خدا بے سمجھ بیلوں کی خبر لیتا اور اُن کی پرواہ کرتا ہے تو اُن سے کہیں زیادہ

وہ اپنے محنتی بندوں کی پرواہ نہ کریگا۔" ہوا کے پرندوں کو دیکھو وہ نہ بوتے نہ کوٹھیوں میں جمع کرتے ہیں توبھی تمہارا آسمانی باپ اُن کو پالتا ہے کیا تم اُن سے بہتر نہیں ہو" دیکھو متی ۶: ۲۶۔ لوقا ۱۲: ۲۴۔ ایوب ۳۸: ۴۱۔ زبور ۱۴۷: ۹۔ پاک نوشتوں سے بخوبی ظاہر ہوتا ہے کہ خدا ہر قسم کے جانوروں کی خبر لیتا ہے۔ دیکھو استثنا ۱۴: ۲۱۔ خروج ۲۳: ۱۹ و ۳۴: ۲۶ و زبور ۳۶: ۶ و ۱۴۷: ۹۔ پس اگر خدا کا یہ حکم ہے کہ ہم بیلوں کے ساتھ کچھ بے انصافی نہ کریں بلکہ وقت پر اُن کو کھانا کھلائیں تو کتنا زیادہ اُس کا یہ حکم ہوگا کہ ہم اُس کے بندوں کا پیٹ نہ ماریں +

"ہاں یہ ہمارے واسطے لکھا گیا" آیت ۱۰۔ اس سے کئی ایک نتیجے نکلتے ہیں (۱) پاک نوشتوں کی کوئی بات ہم مسیحیوں کے لیے مطلب سے خالی نہیں۔ جو کچھ آگے لکھا گیا سو ہماری تعلیم کے لیے لکھا گیا تھا تاکہ ہم صبر سے اور کتابوں کی تسلی سے امید رکھیں۔ رومیوں ۱۵: ۴۔ (۲) ہر بات اور واقعات پر جو پاک نوشتوں میں مرقوم ہیں غور کرنے سے کوئی نہ کوئی روحانی مضمون نکلیگا۔ (۳) پرانا عہدنامہ نئے عہدنامے کی روشنی میں پڑھا جائے تب اُس کا پورا مضمون معلوم ہوگا۔ (۴) بیلوں کی خبرداری کے متفرق معنی اس بات کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ بہت سے ایسے احکام موسیٰ کی شریعت میں لکھے ہوئے ہیں جو روحانی مطلب سے بھرے ہیں۔ (۵) آخری بات یہ ہے کہ پاک نوشتوں کی یکتائی و موافقت ظاہر ہوتی ہے۔ وہ سب خدا سے لکھوائے گئے۔ پرانے اور نئے عہدنامے کا لکھنے والا ایک ہی ہے کیونکہ جس قدر ہم غور سے اُن کو پڑھتے ہیں اسی قدر ان کی چھوٹی چھوٹی باتوں میں بھی پوری موافقت پاتے ہیں۔ کاشکہ ان باتوں کے سمجھنے کے لئے

خدا ہم کو روحانی سمجھ اور روشنی عطا فرمائے تاکہ پاک نوشتوں کی وہ باتیں جو اب ہم کو تاریک اور بے معنی معلوم ہوتی ہیں تعلیم اور تسلی سے معمور معلوم ہوں اور موسیٰ کی شریعت کے وہ احکام جو ملک کے انتظام اور جانوروں کے آرام کے لئے پہلے دئے گئے ہیں اُن سے ہم روحانی خوراک پائیں۔ اور اُن کے پڑھنے سے خوشی پر خوشی ہم کو حاصل ہو +

چونکہ رسول نے کرنتھی کلیسیا کی بنیاد ڈالی تعلیم دیکے اُس کو قائم کیا کسان کی مانند روحانی بیج بویا دعا کے ساتھ اُس کو سینچا ہر صورت سے اُس کو سنبھالا تکلیف اٹھا وہ کہتا ہے کہ جس طرح کسان اُس کھیت سے جس میں اُس نے محنت کی ہے اپنی پرورش کا حقدار ہے اُسی طرح کیا میں اور دوسرے رسول اور مناد اس کلیسیا سے جو مثل کھیت کے ہے اپنی پرورش کے حقدار نہیں ہیں؟ آیت ۱۱۔ اور دوسری طرح اس کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ میں نے محنت کر کے تمہیں انجیل کی خوشخبری سنائی تو کیا تم میں کچھ شکرگذاری نہیں ہے کیا تم اُن کو ایسی بڑی نعمت کے بدلے جن کے ذریعے سے تم کو یہ نعمت ملی کچھ نہ دوگے؟ "جو کوئی کلام سیکھتا ہے سکھانے والے کو ساری اچھی چیزوں میں شریک کرے" گلتیوں ۶: ۶۔ دیکھو کہ "جب غیر قومیں روحانی باتوں میں اُن کی شریک ہوئی ہیں تو لازم ہے کہ جسمانی باتوں میں اُن کی خدمت کریں" رومیوں ۱۵: ۲۷۔ کرنتھی کلیسیا سے پرورش پانے میں پولوس کا حق بہ نسبت اوروں کے زیادہ تھا اس لئے کہ اُس نے اُس کلیسیا کی بنیاد ڈالی تھی اس میں طرح طرح کے دکھ اٹھائے اور خطروں کی برداشت کی تھی۔ دیکھو اعمال ۱۸: ۱-۱۸ +

"لیکن ہم نے اس اختیار سے کام نہ لیا" آیت ۱۲ یعنی کرنتھی

کلیسیا سے پرورش پانے کا اختیار پولوس کام میں نہیں لایا اُس نے اِس
امر میں اپنا یہ حق اِس لئے چھوڑ دیا تاکہ ایسا نہ ہو کہ کوئی کرنتھی مسیحی اُس
پر لالچ اور خود غرضی کا الزام لگائے یا اُس کی نیک نیتی اور خیر خواہی پر
شک کرے اور اُس کی منادی و گواہی کو بے اثر و باطل سمجھے کیونکہ ہماری
نصیحت نہ گمراہی سے ہے نہ ناپاکی سے نہ فریب کے ساتھ بلکہ جیسے خدا
نے ہم کو مقبول کر کے خوشخبری ہمارے سپرد کی ویسے ہی ہم بیان
کرتے ہیں۔ آدمیوں کو نہیں بلکہ خدا کو خوش کرنے کے لئے جو ہمارے
دلوں کو آزماتا ہے کیونکہ تم کو معلوم ہی ہے کہ نہ کبھی ہمارے کلام میں
خوشامد پائی گئی نہ وہ لالچ کا پردہ بنا خدا اس کا گواہ ہے اور ہم آدمیوں
سے عزت نہیں چاہتے تھے نہ تم سے نہ اوروں سے اگرچہ مسیح کے
رسول ہونے کے باعث تم پر بوجھ ڈال سکتے تھے" ا تھسلنیکیوں ۲: ۳
-۶ وہ کلیسیا کی ترقی کا یہاں تک مشتاق تھا کہ جس بات سے اُس کو کلیسیا
کی ترقی میں کچھ رکاوٹ معلوم ہوتی تھی یا جس سے کسی کے ٹھوکر کھانے
کا کچھ اندیشہ ہوتا تھا۔ سننے والے کی بدنامی کا خوف ہوتا تھا تو اُس کے دُور
کرنے میں وہ نہایت کوشش کرتا تھا۔ پولوس کی محبت خداوند یسوع مسیح
کی طرف کیسی بڑی تھی کہ اُس کی خاطر اُس نے یہ سب دکھ خوشی سے
اپنے اوپر اُٹھا لیا۔ بلاشک مسیح کا سا مزاج اُس میں بہتات سے تھا۔
فلپیوں ۲: ۵ و ۳: ۷ +

خدا نے پرانے عہد نامے میں کاہنوں اور ہیکل کے خدمتگاروں کی
پرورش کے لئے یہ حکم دیا تھا کہ قربانگاہ کی چڑھائی ہوئی چیزوں میں سے
وہ کچھ حصہ پائیں تاکہ اُن کا گذران اچھی طرح سے ہو۔ دیکھو آیت ۱۳-

احبار ۶: ۱۶۔ گنتی ۵: ۸-۱۰ و ۱۸: ۸-۲۰۔ استثنا ۱۰: ۹ و ۱۸: ۱-۵۔
یہودیوں میں سے کوئی شخص کاہنوں کی پرورش کے لئے حصہ دینے
سے انکار نہیں کرتا تھا بلکہ اپنے نزدیک وہ اُن کو دیکر گویا خدا کو دیتے تھے
یہ اُن کے نزدیک ایک روحانی و الٰہی نذر تھی۔ اگر وہ کاہن کو حصہ دینے
سے انکار کرتے تو اُن کی کوئی نذر یا قربانی خدا کو مقبول نہ ہوتی۔ اِسی طرح
پولوس فرماتا ہے کہ جس کلیسیا کے مسیحی اپنے خادموں اور پاسبانوں کی
پرورش کے لئے کچھ نہیں دیتے وہ خدا کے انتظام کو ناچیز جانتے ہیں
اُن کی کل نذریں اور بندگی نامقبول ہونگی۔ پس جیسا اُس زمانے میں
کاہنوں اور ہیکل کے خادموں کی پرورش کے لئے مدد دینا روحانی
بندگی و خدمت کا ایک حصہ سمجھا گیا ویسا ہی اِس زمانے میں خادم
اور پاسبان کی پرورش کے لئے مدد دینے کو کل کلیسیا خدا کی بندگی و
عبادت کا ایک حصہ سمجھے اور جو اِس میں غافل یا اِس سے منکر ہو وہ کلیسیا
کی ترقی و بہتری کا خواہاں نہیں ہے۔ ۲ کرنتھیوں ۹: ۶-۱۰ +
"اِسی طرح خداوند نے بھی مقرر کیا ہے" آیت ۱۴۔ یعنی متی کے
۱۰: ۱۰ میں خدا نے یہ فرمایا ہے کہ "خوراک مزدور کا حق ہے" "مزدور کی
مزدوری کا حق ہے" لوقا ۱۰: ۷۔ مسیح نے اِس لئے یہ حکم دیا کہ اُس نے
یہ چاہا کہ انجیل کے خادم اپنا کل وقت انجیل کی بشارت سنانے اور
کلیسیا کی ترقی میں صرف کریں۔ اگر کوئی خادم یا اُستاد اپنی پرورش کے
واسطے کلیسیا سے کچھ مدد نہ لے اور کسی خاص وجہ سے اپنا یہ حق چھوڑ
دے جیسا کہ پولوس نے کبھی کبھی ایسا کیا تھا تو یہ اُس کی خوشی ہے
لیکن اور خادم و اُستاد کو کلیسیا سے پرورش پانے کی وجہ سے کچھ شرمندہ

نہ ہونا چاہئے۔ اگر کوئی شخص خواہ وہ مسیحی ہو یا غیر مسیحی کسی منادیا پاسبان پر اِس بات کا الزام لگائے یا اس سبب سے اُس کو حقیر جانے کہ وہ کلیسیا سے پرورش پاتا ہے تو وہ شخص درحقیقت مسیحی منادا اور پاسبان پر الزام نہیں لگاتا بلکہ مسیح کے اِس حکم و انتظام پر الزام لگا کے خود مسیح کو حقیر جانتا ہے۔ وہ جسمانی اور مسیح میں بچہ ہے۔ وہ پُرانے اور نئے عہدنامے دونوں سے ناواقف ہے وہ ایسا اعتراض کر کے اپنی نادانی اور پاک نوشتوں سے ناواقفیت کو ظاہر کرتا ہے گلتیوں ۶:۶ وا تیمتھیس ۵:۱۷+

حاصل کلام

۱- پولوس کی زندگی اور خود انکاری اُس کی رسالت کو ثابت کرتی ہے۔ دیکھو آیت ا و ۲- کاش کہ ہر ایک منادکی رفتار و گفتار سے اُس کی نیک نیتی اور ثابت قدمی ظاہر و ثابت ہو سکے +

۲- ہر ایک مسیحی خادم اور پاسبان و مناد کلیسیا سے پرورش پانے کا حقدار ہے۔ اس بات کے پانچ ثبوت ہیں۔ (۱) یہ کہ عقل و دستور دونوں سے یہ بات ظاہر ہے کہ جو جس کی خدمت کرتا ہے اُسی سے اُس کی پرورش ہونی چاہئے۔ پس کیا یہ مناسب نہیں کہ جو شخص صرف مسیح کی خدمت میں اپنا وقت صرف کرتا ہے وہ مسیح سے پرورش پائے؟ اس زمانے میں مسیح معجزہ دکھا کر آسمان سے روٹی نہیں برساتا لیکن وہ اپنی کلیسیا کے ذریعے سے اپنے خدمتگاروں کی پرورش کراتا ہے (۲) نہ صرف عقل و دستور سے

بلکہ موسیٰ کی شریعت سے بھی یہی بات ثابت ہوتی ہے۔ دیکھو آیت ۹ (۳) جبکہ خدا نے سب جانوروں کی پرورش کے لئے عمدہ عمدہ انتظام کئے تو کیا اُس نے اپنے خاص خادموں کی پرورش کے لئے کوئی تدبیر نہ نکالی ہوگی؟ ہاں نکالی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ جو انجیل کی منادی کرے وہ انجیل کے سُننے اور ماننے والوں سے پرورش پائے۔ (۴) کلیسیا کو مزدوری کے طور سے نہیں بلکہ شکر گذاری کی راہ سے خادم الدین اور پاسبان کی پرورش کرنی چاہئے کیونکہ اُن کے ذریعے سے اُس کو نجات کی خوشخبری ملی۔ اُن کی محنت سے پاک نوشتے ہاتھ لگے گرجے اور دوسری جگہوں میں انہی کی تعلیم و تربیت اور سکھلانے و سمجھانے سے روحانی تسلی و فوائد حاصل ہوئے۔ اِن سب باتوں پر لحاظ کر کے چاہئے کہ کلیسیا کا ہر ایک شریک خوشی اور شکر گذاری کے ساتھ اُن کی پرورش کرے۔ (۵) سب ثبوتوں سے عمدہ اور بہتر یہ ہے کہ ہمارے خداوند یسوع مسیح نے خود اپنے خادموں کی پرورش کا حکم دیا ہے اور اپنی کلیسیا کے قیام و ترقی کے لئے یہی انتظام نکالا۔ اُس نے اپنے رسول پولوس کے ذریعے یہی حکم دوبارہ دیا کیونکہ اُس کو معلوم تھا کہ کس کس تدبیر سے کلیسیا دنیا میں قائم ہوگی اور تمام روئے زمین پر پھیلیگی۔ یہ حکم کلیسیا کے سر کا ہے پس اُس کے ہر ایک عضو پر فرض ہے کہ اُس کے اس حکم کو مانے اور اُس پر عمل کرے۔ اس کے ماننے سے ہندوستان تک انجیل کی خوشخبری پہنچ گئی اور جڑ پکڑتی اور پھیلتی جاتی ہے

عقل شریعت اور مسیح کی محبت سب مل کے پکارتی ہیں کہ اے عبرانی کلیسیا اِس امر میں غافل نہ رہو۔

۳- کرنتھی مسیحیوں کی ناشکری اور نادانی ظاہر ہوتی ہے۔ دیکھو آیت ۳- اگرچہ پولس نے اُن کو انجیل کی خوشخبری پہنچائی تو بھی اُن میں سے بُہتیرے اُس کے کچھ شکرگذار نہیں تھے۔ بلکہ برخلاف اِس کے اُس کی رسالت اور نیک نیتی پر شک کرتے تھے مسیح کے سامنے اُن کو کتنی شرمندگی اُٹھانی ہوگی کہ اُنہوں نے مسیح کے ایسے دیانتدار خادم پر کئی ایک جھوٹے الزام لگائے۔ کاش کہ ہم سب ایسی ناشکری اور بچپن کی نادانی سے بچے رہیں۔ اور جب کسی مسیحی خادم پر کوئی شخص الزام لگائے اور اُسے پرکھے تو وہ پولس کے مثل طاقت دِلی پاکے ایسا ملایم مزاج دکھائے اور معقول جواب دے کہ کُل کلیسیا کو اُس سے فائدہ پہنچے اور ہر ایک سچے مسیحی کا دل گواہی دے کہ بے شک یہ مزاج مسیح میں قائم رہنے سے پیدا ہوا اور یہ جواب عقل و جسم سے نہیں سکھایا گیا بلکہ رُوح پاک سے۔

۴- رسولوں کو بیاہ کرنے کا اختیار تھا اور صرف اختیار ہی نہ تھا بلکہ بیاہ کیا بھی۔ دیکھو آیت ۵۔ کیسے تعجب کی بات ہے کہ اگرچہ بیاہ کرنے کی اجازت پاک کلام سے صاف طور سے ظاہر ہوتی ہے تو بھی رومن کیتھلک کہتے ہیں کہ پوپ سے لیکر سب سے چھوٹے پریسٹ تک کو بھی بیاہ کرنے کا اختیار اور اجازت نہیں ہے جس کا بیان ایسے سخت و بے رحم اور پاک کلام کے برخلاف احکام جاری ہیں کیا

ہم اُس کے ایسے حکم کو مسیح کا حکم سمجھ سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں کیا ہم کبھی اُس کی کسی طرح کی خاطر کر سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں بلکہ جو کلیسیا مسیح اور اُس کے رسولوں کے صاف صاف فرمان کے خلاف تعلیم دے ہم اُس کو نہ مانیں۔ لیکن رُوح صاف کہتا ہے کہ آئندہ زمانے میں بعض لوگ گمراہ کرنے والی روحوں اور شیاطین کی تعلیموں کی طرف متوجہ ہو کر ایمان سے برگشتہ ہو جائینگے۔ یہ اُن جھوٹے آدمیوں کی ریاکاری کے باعث ہوگا جن کا دل گویا گرم لوہے سے داغا گیا ہے۔ یہ لوگ بیاہ کرنے سے منع کرینگے اور اُن کھانوں سے پرہیز کرنے کا حکم دینگے جنہیں خدا نے اِس لئے پیدا کیا ہے کہ ایماندار اور حق کے پہچاننے والے اُنہیں شکرگذاری کے ساتھ کھائیں۔ کیونکہ خدا کی پیدا کی ہوئی ہر چیز اچھی ہے اور کوئی چیز انکار کے لائق نہیں بشرطیکہ شکرگذاری کے ساتھ کھائی جائے ــ ۱-تیمتھیس ۴: ۱-۴۔

آیات ۱۵-۲۳- (۱۵) لیکن میں نے اُن میں سے کسی بات پر عمل نہیں کیا اور نہ اس غرض سے یہ لکھا کہ میرے واسطے ایسا کیا جائے کیونکہ میرا مرنا ہی اِس سے بہتر ہے کہ کوئی میرا فخر کھو دے۔ (۱۶) اگر خوشخبری سناؤں تو میرا کچھ فخر نہیں کیونکہ یہ تو میرے لئے ضروری بات ہے بلکہ مجھ پر افسوس ہے اگر خوشخبری نہ سناؤں۔ (۱۷) کیونکہ اگر اپنی مرضی سے یہ کرتا ہوں تو میرے لئے اجر ہے اور اگر اپنی مرضی سے نہیں کرتا تو مختاری میرے

سپرد ہوئی۔ (۱۸) پس مجھے کیا اجر ملتا ہے؟ یہ کہ جب انجیل کی منادی کروں تو خوشخبری کو مُفت کر دوں تاکہ جو اختیار مجھے خوشخبری کے بارے میں حاصل ہے اُس کے موافق پُورا عمل نہ کروں۔ (۱۹) اگرچہ میں سب لوگوں سے آزاد ہوں پھر بھی میں نے اپنے آپ کو سب کا غلام بنا دیا ہے تاکہ اور بھی زیادہ لوگوں کو کھینچ لاؤں۔ (۲۰) میں یہودیوں کے لئے یہودی بنا تاکہ یہودیوں کو کھینچ لاؤں جو لوگ شریعت کے ماتحت ہیں اُن کے لئے میں شریعت کے ماتحت بنا تاکہ شریعت کے ماتحتوں کو کھینچ لاؤں اگرچہ خود شریعت کا ماتحت نہ تھا۔ (۲۱) بے شرع لوگوں کے لئے بے شرع بنا تاکہ بے شرع لوگوں کو کھینچ لاؤں (اگرچہ خدا کے نزدیک بے شرع نہ تھا بلکہ مسیح کی شریعت کے تابع تھا) (۲۲) کمزوروں کے لئے کمزور بنا تاکہ کمزوروں کو کھینچ لاؤں۔ میں سب آدمیوں کے لئے سب کچھ بنا ہوں تاکہ کسی طرح سے بعض کو بچاؤں (۲۳) اور میں سب کچھ انجیل کی خاطر کرتا ہوں تاکہ اوروں کے ساتھ اُس میں شریک ہوں۔

اِن آیتوں میں پولوس اپنے مسیحی و رسولی اختیار کو چھوڑ دینے اور اپنی آزادگی سے کام نہ لینے کی وجہ بتاتا ہے

پندرھویں آیت میں پولوس یہ کہتا ہے کہ باوجودیکہ کلیسیا پر میرا حق ہے اور میری پرورش کرنی اُس کا فرض ہے لیکن پھر بھی میں نے اپنی

پرورش کے واسطے اُس سے کچھ نہیں لیا۔ شاید کسی نے یہ شک کیا ہو اور پولوس رسول کے اِس قول سے یہ نتیجہ نکالا ہو کہ اگرچہ ابھی تک پولوس نے کچھ نہیں لیا مگر اب ایسی باتیں کہہ کر وہ کچھ حاصل کرنا چاہتا ہے۔ سو وہ اس شک کو رفع کرنے کے واسطے خود یہ کہتا ہے کہ "میں نے اِس غرض سے یہ نہیں لکھا کہ میرے واسطے کیا جائے" آیت ۱۵۔ یعنی اُس نے اپنی کسی مطلب براری اور حاجت روائی کے واسطے یہ نہیں لکھا کیونکہ اب تک اُس نے اپنی پرورش آپ ہی کی تھی اور اب بھی وہ بھار کسی پر ڈالنا نہیں چاہتا تھا بلکہ اُس نے صرف اپنے اُن دشمنوں کا مُنہ بند کرنے کے لئے یہ لکھا کہ جو اُس پر لالچ و خودغرضی اور بدخواہی کا اِلزام لگاتے تھے وہ اُن سے گویا یہ کہتا ہے کہ جب کہ میں اپنی پرورش کے واسطے کلیسیا سے کچھ نہیں لیتا اور اپنی پرورش آپ ہی کرتا ہوں تو تم لوگ کیونکر میرے اوپر خودغرضی اور لالچ کا اِلزام لگاتے ہو؟ اِسی سبب سے وہ کہتا ہے کہ اگر میں اب کلیسیا سے اپنی پرورش کا خواہاں ہوں تو میرا یہ جواب فضول اور میرا یہ فخر کرنا باطل ہوگا اور اِس طرح سے میرے دشمن موقع پا کر میرے برخلاف بہت کچھ کہیں گے اور میری گواہی و منادی بھی بہتوں کے نزدیک معقول و مقبول اور تاثیر بخش نہ ہوگی جیسے کہ اِس وقت ہے۔

"میرا مرنا ہی اِس سے بہتر ہے" آیت ۱۵۔ یعنی اگر کلیسیا سے پرورش پانے سے میری منادی عبث اور بے تاثیر ہو جائے تو ایسی زندگی سے مرنا ہی بہتر ہے۔ ۱-تھسلنیکیوں ۲: ۸ و ۹۔

انجیل کی خوشخبری سُنانے کی وجہ سے پولوس نے کبھی فخر نہیں کیا۔

وہ کہتا ہے کہ لیکن جس خدا نے مجھے میری ماں کے پیٹ ہی سے مخصوص کر لیا
اور اپنے فضل سے بُلا لیا جب اُس کی یہ مرضی ہوئی کہ اپنے بیٹے کو مجھ پر
ظاہر کرے تاکہ میں غیر قوموں میں اُس کی خوشخبری دوں تو نہ میں نے گوشت
اور خون سے صلاح لی (گلتیوں ۱: ۱۵ و ۱۶)۔ اگر وہ جسم اور لہو یعنی دوستوں
اور دنیا سے صلاح لیتا یا انجیل سُنانے سے انکار کرتا تو وہ خدا کی پاک
روح کو رنجیدہ کرتا کیونکہ وہ آپ ہی کہتا ہے کہ بلکہ مجھ پر افسوس ہے اگر
خوشخبری نہ سُناؤں" آیت ۱۶۔ لیکن وہ انجیل کی بشارت سُنانے پر کچھ
فخر نہیں کرتا بلکہ اس بات پر البتہ فخر کرتا تھا کہ اُس نے کلیسیا سے اپنی
پرورش پانے کے حق کو جو اس خدمت کی وجہ سے اُس کو حاصل تھا چھوڑ
دیا۔ اس امر میں کہ اس خدمت کی وجہ سے وہ اپنی پرورش کا مطالبہ کرتا
پھر تو یہ بات بالکل اُس کے اختیار میں تھا سو اُس کا فخر ہمیشہ
اس بات پر رہا کہ میں اپنے ذاتی فائدہ کے واسطے اپنا یہ اختیار کبھی عمل
میں نہیں لایا" اور جب میں تمہارے پاس تھا اور حاجتمند ہو گیا تھا تو بھی
میں نے کسی پر بوجھ نہیں ڈالا کیونکہ بھائیوں نے مکدنیہ سے آکر میری
حاجت کو رفع کر دیا تھا اور میں ہر ایک بات میں تم پر بوجھ ڈالنے سے باز
رہا اور رہونگا۔ مسیح کی صداقت کی قسم جو مجھ میں ہے۔ اخیہ کے علاقے
میں کوئی شخص مجھے یہ فخر کرنے سے نہ روکیگا۔ کس واسطے؟ کیا اس واسطے
کہ میں تم سے محبت نہیں رکھتا؟ اس کو خدا جانتا ہے۔ لیکن جو کرتا ہوں
وہی کرتا رہونگا تاکہ موقع ڈھونڈنے والوں کو موقع نہ دوں بلکہ جس بات
پر فخر کرتے ہیں اُس میں ہم ہی جیسے نکلیں" ۲ کرنتھیوں ۱۱: ۹-۱۲۔
"اگر میں اپنی مرضی سے یہ کرتا ہوں تو میرے لئے اجر ہے"

"اگر میں اپنی مرضی سے یہ کرتا ہوں تو میرے لئے اجر ہے"
آیت ۱۷۔ یعنی جس مراد اور مزاج سے کوئی انجیل کی خوشخبری سُنائے اُسی
کے موافق وہ اجر پائیگا۔ پولوس کے کہنے کی غرض یہ ہے کہ چونکہ مجھے یہ کام
خدا کی مرضی و انتظام سے سونپا گیا لہذا اُس کا کرنا میرا لازمی فرض ہے
خواہ میں چاہوں یا نہ چاہوں لیکن میرا فخر اس بات پر کبھی نہیں ہوا کہ میں
انجیل کی خبر دیتا ہوں بلکہ اس پر کہ میں لالچ سے نہیں خود غرضی سے
نہیں اپنی پرورش کے خیال سے نہیں ناخوشی سے نہیں بلکہ خوشی۔
نیک نیتی اور ایمانداری سے بے خرچ اور بلا مزدوری محض مفت اُس کی
خوشخبری سُناتا ہوں۔ اِس لئے مجھے خدا سے نہ صرف رسول و مناد کی
مزدوری دی گئی بلکہ کچھ پھل اور اجر و درجہ بھی ملا۔ پولوس نے نہ صرف
مزدور کی مزدوری مانگی بلکہ محنتی اور عاجز خادم کی اُجرت۔ متی ۲۰: ۸-
یوحنا ۴: ۳۶۔ فلپیوں ۳: ۱۴ و ۲ تھسلنیکیوں ۱: ۶ و ۷

"مختاری میرے سپرد ہوئی ہے" آیت ۱۷۔ دیکھو لوقا ۱۲: ۴۲
۱۱۔ اعمال ۹: ۱۵ و ۲۶: ۱۶۔ رومیوں ۱۱: ۵ و ۱۵: ۱۶۔ گلتیوں ۱: ۱۵ و ۱۶
و ۱ تیمتھیس ۲: ۷ و ۲ تیمتھیس ۱: ۱۱۔ پولوس نے خالص نیت سے بغیر
دنیوی لالچ کے مفت انجیل کی منادی کر کے خدا سے ذیل کے پانچ
طرح کے پھل پایا ہے۔ آیت ۱۸ (۱) مسیح کی مانند انجیل کی منادی کر کے
اُس کی سی خوشی میں شامل ہونا۔ یہ مسیح کی ایک خوشی تھی جس کی پولوس
نے بھی خواہش کی (۲) کل کلیسیا پر اُس کی بے غرضی و نیک نیتی کا ظاہر
ہونا۔ (۳) مفت انجیل کی خوشخبری سُنا کر اپنے مخالفوں کا مُنہ بند کرنا (۴) مسیح
کی انجیل پھیلانے میں رکاوٹ نہ ہونا۔ دیکھو آیت ۱۲ (۵) انجیل کے سُنانے

ہیں اُس کو زیادہ جُرأت و دلیری و دلجمعی حاصل ہوتا۔ اِن پانچوں پھلوں کے حاصل کرنے کے لئے اُس نے مسیح کی خوشخبری بلا مزدوری سُنائی۔ انہی پھلوں کے حاصل کرنے کے لئے اُس نے کلیسیا سے پرورش پانے کا حق خوشی سے چھوڑ دیا۔ دیکھو ۱۔تھسلنیکیوں ۲: ۹ و ۲۔تھسلنیکیوں ۳: ۸؛ اعمال ۲۰: ۳۳ و ۳۴ و ۲۔کرنتھیوں ۱۱: ۷-۱۲۔

پولوس اُنیسویں آیت میں مسیح کی خوشخبری بلا مزدوری سُنانے میں اپنی ایک غرض اور بھی بتاتا ہے اور وہ یہ ہے کہ اُس نے خیال کیا کہ میں اس طرح منادی کر کے سُننے والوں کے دل پر زیادہ اثر پیدا کرونگا اور بہت لوگوں کو مسیح کی طرف رجوع کرونگا چنانچہ وہ کہتا ہے "تا کہ میں اور بھی زیادہ لوگوں کو کھینچ لاؤں"۔ آیت ۱۹۔ یعنی اگر میں مفت سینت منیت انجیل سُناؤں تو بہت لوگ شوق سے میری بات سُنینگے۔ اس امید سے وہ غلام ہونے پر راضی تھا وہ اپنا حق چھوڑنے پر خوش تھا گنہگاروں کو مسیح کی طرف رجوع کرنا یہی اُس کی مزدوری و خوشی اور یہی اُس کا اجر اور پھل تھا۔ کیونکہ ہماری امید و خوشی اور فخر کا تاج کیا ہے؟ کیا تم ہی ہمارے خداوند یسوع مسیح کے سامنے اُس کے آنے کے وقت نہ ہوگے؟ تم تو ہمارے جلال اور خوشی ہو"۔ ۱۔تھسلنیکیوں ۲: ۱۹ و ۲۰۔ اے پولوس تو اپنے مسیحی بھائیوں کی خاطر اپنی آزادی چھوڑ کر غلام ہوا تو اپنے خداوند کے نمونے پر چل کر ہمارے لئے کیا ہی عمدہ نمونہ بنا۔ کاشکہ ہم اپنی آزادی و بناؤ سنگار کو ناچیز جانکر مسیح کی خاطر اور اُس کی کلیسیا کی ترقی کے لئے غلام گنے جانے میں خوش ہوں۔ کاش کہ ہم پولوس کے نمونے پر غور کر کے اُس کی سی غلامی کو آزاد ہونے بلکہ بادشاہ ہونے سے بھی بہتر اور زیادہ

سمجھیں۔ اے مسیح اپنے سب خادموں بلکہ اپنے سب بندوں میں پولوس کی سی رُوح اُنڈیل دے کہ تیرے پاک نام کی بزرگی اور تیری کلیسیا کی ترقی تمام دنیا میں ظاہر ہو۔

"میں یہودیوں کے لئے یہودی بنا"۔ آیت ۲۰۔ دیکھو اعمال ۱۶: ۳ و ۱۸: ۱۸ و ۲۱: ۲۶ و ۲۳: ۶ و ۲۴: ۴ و ۵ و ۶ و ۲۲: ۲۷-۲۔ رومیوں ۹: ۲ و ۳۔ مثلاً پولوس نے تیمتھیس کا ختنہ کرایا اس لئے کہ اُس کی نامختونی کے سبب یہودی جو اُن اطراف میں رہتے تھے اُس کی بات کو کم سُنتے تھے لہٰذا اُس نے اُن کو مسیح کی طرف زیادہ متوجہ کرنے کے لئے یہ کیا اعمال ۱۶: ۳۔

"میں شریعت کا ماتحت بنا"۔ آیت ۲۰۔ یعنی شریعت کی جن باتوں کے ماننے سے ایمان میں کچھ خلل پڑنے کا اندیشہ نہ تھا اُن پر پولوس نے عمل کر کے شریعت والوں یعنی یہودیوں کو مسیح کی طرف کھینچا۔ رومیوں ۹: ۱-۳۔

"بے شرع لوگوں کے لئے بے شرع بنا"۔ آیت ۲۱۔ یعنی پولوس انجیل کی منادی کرنے کے لئے غیر قوموں میں رہکر اُن کے اُن رسم و رواج کے موافق گذران کرتا تھا جو نہ مسیح کے کسی حکم کے خلاف اور نہ ایمان میں کچھ خلل انداز تھیں۔ چنانچہ جب یروشلیم کے یہودی مسیحیوں نے ختنہ کو مسیحیوں کے لئے ضروری رسم سمجھ کر طِطُس کا ختنہ کرانا چاہا تو اُس نے بے شرع لوگوں کو مسیح کی طرف زیادہ متوجہ کرنے کے لئے اُس کا ختنہ کرانے سے انکار کیا۔ گلتیوں ۲: ۳۔ اور یہودیوں کو زیادہ مسیح کی طرف متوجہ کرنے کے لئے اُس نے تیمتھیس کا جس کی ماں یہودن تھی ختنہ کرایا۔

اعمال ۱۶: ۳-کیونکہ وہ مختونی اور نامختونی کو کچھ نہیں سمجھتا تھا بلکہ اُن باتوں کی طرف اُس کا زیادہ خیال تھا جن کے ذریعے سے لوگ مسیح کی طرف زیادہ کھنچے گئے

رومیوں ۲: ۲۵-۲۹گلتیوں ۲: ۱۱-۱۴

"مسیح کی شریعت کے تابع تھا" آیت ۲۱- دیکھو گلتیوں ۶: ۲-

رومیوں ۸: ۲-گلتیوں ۲: ۲۰-یرمیاہ ۳۱: ۳۳-

"کمزوروں کے لئے کمزور بنا" آیت ۲۲-اس کی نظیر اسی خط کے باب ۸: ۱۳ میں پائی جاتی ہے۔ ضعیف الایمان بھائیوں کے کمزور دلوں کو چوٹ نہ لگنے کی غرض سے وہ اُنہی کی مثل بتوں پر چڑھائے ہوئے گوشت کے کھانے سے پرہیز کرنے پر تیار رہتا ہے۔ غرض ہم زورآوروں کو چاہئے کہ ناتوانوں کی کمزوریوں کی رعایت کریں نہ کہ اپنی خوشی کریں۔ ہم میں سے ہر شخص اپنے پڑوسی کو اُس کی بہتری کے واسطے خوش کرے تاکہ اُس کی ترقی ہو کیونکہ مسیح نے بھی اپنی خوشی نہیں کی بلکہ یوں لکھا ہے کہ تیرے لعن طعن کرنے والوں کی لعن طعن مجھ پر آ پڑی" رومیوں ۱۵: ۱-۳ و ۱۴- ۱-تھسلنیکیوں ۵: ۱۴-

"میں سب آدمیوں کے لئے سب کچھ بنا ہوا ہوں" آیت ۲۲-اس کے معنی یہ نہیں ہیں کہ پولوس لوگوں کی خوشامد کرتا تھا یا اپنے خیالوں کو چھپا کر دغا اور فریب سے لوگوں کو اپنی یا مسیح کی طرف رجوع کرتا تھا۔ وہ خوشامدی یا دغاباز نہیں تھا وہ چاہتا تھا کہ کسی کو مسیحی بناتا تھا ایسا مزاج ذرا بھی اُس میں نہیں پایا گیا۔ بزرگ آگسٹین اور جیروم کے درمیان اس آیت کے معنی کی نسبت بہت خط و کتابت رہی۔ بزرگ جیروم اس آیت سے یہ نتیجہ نکالتے تھے کہ لوگوں کو مسیح کی طرف رجوع کرنے کے

مسیحی کو سب کچھ ہونا اور بننا واجب ہے یہاں تک کہ اگر اس غرض سے دغا اور فریب کی باتیں بھی بولے تو کچھ گناہ نہیں ہے۔ اور اگر گناہ بھی ہو تو ایسا ہے کہ جو خوشی سے معاف کر دیا جائیگا۔ مگر اس نادرست خیال کی تردید میں بزرگ آگسٹین نے بڑا زور دیا یہاں تک کہ ثابت کر دیا کہ یہ نتیجہ اس آیت سے نہیں نکلتا اور آخر کو بزرگ جیروم نے بھی اپنی غلطی مان لی غرضیکہ دغا فریب۔ جھوٹ وغیرہ کسی وقت اور کسی حالت میں یہاں تک کہ نیک کام میں بھی جائز نہیں ہے۔ اور اس کے ناجائز ہونے کی چند دلیلیں یہ ہیں:۔ (۱) خدا ہر طرح کی دغابازی کو منع کرتا ہے۔ پس کیا وہ کسی صورت میں اُس سے خوش ہوگا؟ ہرگز نہیں۔ (۲) جب پطرس نے دغابازی کی "اور باقی یہودیوں نے بھی اُس کے ساتھ دورنگی کی یہانتک کہ برنباس بھی اُن کی ریا میں شریک ہوا" تب پولوس نے "روبرو اُس کی مخالفت کی اس لئے کہ وہ ملامت کے لائق تھا" گلتیوں ۲: ۱۱-۱۳- (۳) دغا سے کلیسیا نہیں بنتی بلکہ بگڑتی ہے۔ (۴) کمزوروں کی برداشت کرنا اس غرض سے کہ وہ بچ جائیں یا ٹھوکر نہ کھائیں اور بات ہے اور کسی کو اس غرض سے فریب دینا کہ وہ مسیحی ہو جائے اور بات ہے۔ غرضیکہ ہر طرح کی دغابازی مسیح اور پولوس کی تعلیم اور نمونے کے بالکل خلاف ہے۔ کاشکہ ہم دغا کے ذریعہ کسی کو مسیحی نہ بنائیں کیونکہ اس کا نتیجہ بد ہے۔ دیکھو ربقہ اور یعقوب نے اضحاق کو فریب دیا اور دونوں عمر بھر تکلیف میں رہے۔ پیدایش ۲۷ باب

"انجیل کی خاطر" آیت ۲۳ یعنی انجیل کی تعلیم پھیلانے کی اُمید سے میں اپنے کو سب کا غلام بناتا ہوں۔ اسی مراد سے میں یہودیوں کے درمیان یہودی سا شریعت والوں میں شریعت والا سا بے شرع لوگوں

میں بے شرع سا اور کمزوروں میں کمزور سا بنتا ہوں۔ ایسا مزاج دکھانا انجیل کے خلاف نہیں ہے ✦

"ہو اُس میں" آیت ۲۳- یعنی انجیل میں اس کے معنی یہ ہیں کہ جو فروتنی خودانکاری برداشت دردمندی وغیرہ انجیل کے ذریعے سے پیدا ہوتی ہے پولس کہتا ہے کہ میں اُس میں تمہارے ساتھ شریک ہونا چاہتا ہوں وہ کہتا ہے کہ میری غرض اِس سے یہ ہے کہ انجیل کے لائق مزاج دکھانے سے بہتیرے مسیح کی طرف رجوع کئے جائیں اس کے علاوہ ہم سب مسیحی اس انجیلی طبیعت کو حاصل کرکے ایک دوسرے پر آشکارا کریں اور اُس میں ساتھی اور شریک ہوں اگر ہم پولس کے ساتھ انجیل کی برکتوں میں شریک ہونا چاہتے ہیں تو اُس کی مانند انجیل کے لائق مزاج دکھائیں اور چال چلیں "جو کام کرو دل سے کرو یہ جان کر کہ خداوند کے لئے کرتے ہو نہ آدمیوں کے لئے کیونکہ تم جانتے ہو کہ خداوند کی طرف سے اس کے بدلے میں تم کو میراث ملیگی تم خداوند مسیح کی خدمت کرتے ہو" کلسیوں ۳: ۲۳ و ۲۴ ✦

حاصل کلام

۱- پولس کی خودانکاری صاف ظاہر ہوتی ہے۔ دیکھو آیت ۱۵- اُس نے خوشی سے مسیح کی خاطر کمزور بھائیوں کے لئے اپنے حقوق چھوڑ دیئے۔ دیکھو اعمال ۱۸: ۳ و ۲۰: ۳۴-۲ کرنتھیوں ۱۱: ۷-۱۰ و ۱۲: ۱۴-۱۸۔ ۱ تھسلنیکیوں ۲: ۸-۱۰ و ۲ تھسلنیکیوں ۳: ۷-۱۰ ✦

۲- جسکو خداوند انجیل کی خاص خدمت کے لئے بلائے اور وہ

خدمت کو نہ بجا لائے تو اُس پر واویلا ہے۔ دیکھو آیت ۱۶- وہ بھاری گناہ کرتا ہے جس کی جواب دہی اُسے حساب کے دن دینی پڑیگی۔ افسوس کی بات ہے کہ بعض مسیحی اِس خدمت کو حقیر جان کر قبول نہیں کرتے باوجودیکہ خداوند کی رُوح رنجیدہ ہوکر اُن کو چھوڑ دیتی ہے۔ افسیوں ۴: ۳۰ و ۱ تھسلنیکیوں ۵: ۱۹ و ۱ تیمتھیس ۴: ۱۴ و ۲ تیمتھیس ۱: ۶ ✦

۳- انجیل کی تعلیم پھیلانے کے واسطے ہمیں اپنی عزت و اختیار اور راحت و آرام کو چھوڑ دینے پر تیار رہنا چاہئے۔ دیکھو آیت ۱۸- فلپیوں ۲: ۴-۹ ✦

۴- مسیح اور انجیل کی خاطر غلام بننا اور غلاموں میں شمار کیا جانا اُس سے بہتر ہے کہ بغیر اُس کی برکت و رضامندی کے ہم آزاد ہوں یا بادشاہ بنیں۔ پولس کے زمانے کے آزاد اور بادشاہ کہاں ہیں۔ اب کون اُن کا نام جانتا اور اُن کی تعریف کرتا ہے۔ لیکن پولس جس نے دوسروں کی خاطر غلامی و خودانکاری قبول کی اُس کو یاد کرکے ابھی تک نہ صرف مسیحی بلکہ دنیا کے بہتیرے لوگ اُس کی تعظیم و تعریف کرتے ہیں دیکھو آیت ۱۹ ✦

۵- مسیحی خادم اور پاسبان یا منادوں کے لئے اپنے ہاتھ سے محنت کرکے اپنی گذران کرنا نہایت فخر و عزت کا باعث ہے لیکن کلیسیا کے شرکا کے لئے یہ نہایت شرم کا باعث ہوگا کہ وہ اپنے پاسبان کا حق ادا نہ کریں۔ دیکھو آیت ۱۸- اعمال ۱۹: ۳۳-۳۵ ✦

آیات ۲۴-۲۷- (۲۴) کیا تم نہیں جانتے کہ میدان کے دوڑنے

والے دوڑتے تو سب ہی ہیں مگر انعام ایک ہی لے جاتا ہے؟ تم بھی ایسے ہی دوڑو تاکہ جیتو۔ (۲۵) اور ہر پہلوان سب طرح کا پرہیز کرتا ہے وہ تو مُرجھانے والا سہرہ پانے کے لئے یہ کرتے ہیں مگر ہم اُس سہرے کے لئے کرتے ہیں جو نہیں مُرجھاتا۔ (۲۶) پس میں بھی اُسی طرح دوڑتا ہوں یعنی بے ٹھکانا نہیں۔ میں اسی طرح مکّوں سے لڑتا ہوں یعنی اُس کی مانند نہیں جو ہوا کو مارتا ہے (۲۷) بلکہ میں اپنے بدن کو مارتا کوٹتا اور اُسے قابو میں رکھتا ہوں ایسا نہ ہو کہ اوروں میں منادی کر کے آپ نامقبول ٹھہروں۔

مسیحیوں کا ہر صورت سے اپنے تئیں ضبط کرنا

"دوڑنے والے دوڑتے تو سب ہی ہیں" آیت ۲۴ یعنی صرف معمولی طور سے دوڑنا کافی نہیں کیونکہ اس طرح کی دوڑ آسان ہے جس میں سب دوڑتے ہیں بلکہ ایسی تیاری اور ہوشیاری اور سرگرمی سے دوڑنا چاہیئے کہ جس سے بازی ضرور ہی مل جائے۔ دوڑنے والے کو سیدھا نشان کی طرف دیکھتے ہوئے دوڑنا چاہیئے اسی واسطے پولوس کہتا ہے کہ "اے بھائیو میرا یہ گمان نہیں کہ میں پکڑ چکا ہوں پر اتنا ہے کہ میں اُن چیزوں کو جو پیچھے چھٹیں بھول کے اُن کے لئے جو آگے ہیں بڑھا ہوا سیدھا نشان کی طرف چلا جاتا ہوں تاکہ میں اُس نشانے کو جس کے لئے خدا نے مجھ کو مسیح یسوع کی معرفت سے اوپر بُلایا پاؤں" فلپیوں ۳: ۱۳ و ۱۴۔

"پس تم بھی ایسا دوڑو تاکہ جیتو" آیت ۲۴۔ مسیح کی نظر میں دوڑو اُسی طرف دیکھتے ہوئے دوڑو اُسی سے ہدایت اور حمایت پاکے دوڑو اُس کی مرضی کے مطابق دوڑو اس لئے کہ بازی پانا ایسے ہی دوڑنے پر موقوف ہے۔ چنانچہ رسول اور شہید اور مقدس لوگوں نے اسی طرح دوڑ کر بازی حاصل کی اور اب ہم کو دوڑتے ہوئے دیکھتے ہیں عبرانیوں ۱۲: ۱-۳۔ مکاشفہ ۷: ۱۳-۱۷۔

"پرہیز کرتا ہے" آیت ۲۵۔ واضح ہو کہ یونانی کشتی لڑنے والوں کو پولوس کے دنوں میں کشتی کرنے سے دس مہینے پہلے ہر قسم کی نفسانی خوشی اور لذیذ خوراک سے پرہیز کرنا اور اپنے بدن کو ہر طرح کی سختی و مشقت سے مضبوط و تیار کرنا پڑتا تھا اُن کو مٹھائی کھانے اور شراب پینے کی ممانعت تھی۔ سردی گرمی کی برداشت کرنی پڑتی تھی یوں وہ لوگ محنت کرکے کشتی کے واسطے تیار ہوتے تھے کشتی کے روز بڑی بھیڑ لگتی تھی اُس وقت بادشاہ کے سامنے یہ بات ظاہر ہوتی تھی کہ کس نے اپنی تیاری میں خوب کوشش و جانفشانی کی ہے اور کس نے غفلت و سستی کی ہے یہ سب محنت و مشقت وہ لوگ صرف پھولوں کے ایک فانی تاج کے حاصل کرنے کے لئے کرتے تھے اُس میں سے جو خوب محنت و مشقت کرکے اپنے کو تیار کرتا تھا اُسی کو وہ پھول کا تاج دیا جاتا تھا۔ سو پولوس اپنے مسیحی بھائیوں سے کہتا ہے کہ جس طرح یونانی پہلوان ایک فانی تاج کے حاصل کرنے کے واسطے کوشش کرتے تھے تم غیر فانی تاج کے حاصل کرنے کے لئے ہر ایک خراب بات سے پرہیز کرو۔

"وہ جو نہیں مُرجھاتا ہے" آیت ۲۵- پاک کلام میں اس تاج کا بیان ہے "آئندہ کے لئے میرے واسطے راستبازی کا وہ تاج رکھا ہوا ہے جو عادل منصف یعنی خداوند مجھے اُس دن دیگا۔" ۲-تیمتھیس ۴: ۸ "اور جب سردار گلہ بان ظاہر ہوگا تو تم کو جلال کا ایسا سہرا ملیگا جو مُرجھانے کا نہیں" ۱-پطرس ۵: ۴ "مبارک وہ شخص ہے جو آزمایش کی برداشت کرتا ہے- کیونکہ جب مقبول ٹھہرا تو زندگی کا وہ تاج حاصل کریگا جس کا خداوند نے اپنے محبت کرنے والوں سے وعدہ کیا ہے" یعقوب ۱: ۱۲ "جو دُکھ تجھے سہنے ہونگے اُن سے خوف نہ کر- دیکھو ابلیس تم میں سے بعض کو قید میں ڈالنے کو ہے تاکہ تمہاری آزمایش ہو اور دس دن تک مصیبت اُٹھاؤ گے- جان دینے تک بھی وفادار رہ تو میں تجھے زندگی کا تاج دونگا۔" مکاشفہ ۲: ۱۰- پس اے بھائیو کیا اس راستبازی و جلال اور زندگی کے تاج کو مسیح کے ہاتھ سے حاصل کرنیکے لئے ہم سبھوں کو ہر طرح کے گناہ سے پرہیز اور جسم و شیطان سے کشتی کرنا مناسب نہیں ہے؟

"وہ بے ٹھکانہ نہیں" آیت ۲۶- یعنی پولوس کو یقین تھا کہ مجھے ضرور تاج ملیگا- یونانی دوڑنے والوں کو اپنی دوڑ پر اور پہلوانوں کو اپنی کشتی پر شک رہتا تھا کہ آیا مجھے ہی کو وہ تاج ملیگا یا دوسرے کو- اس شک و شبہ کے سبب سے اکثر وہ لوگ بے دل ہو کے خیال کرتے تھے کہ اس ساری محنت و مشقت سے کیا فائدہ؟ شاید ہم ہار جائیں اور بجائے تاج و عزت کے ہمیں شرم و ندامت اُٹھانی پڑے- اس خیال سے وہ لوگ کبھی کبھی غافل رہتے اور محنت نہیں کرتے تھے- مگر پولوس کہتا ہے کہ

مجھے یقین ہے کہ میں ضرور تاج حاصل کرونگا- بشرطیکہ دوڑتا جاؤں اور خوشی کرتا رہوں- اس سبھی دوڑ میں میں اُن یونانی دوڑنے والوں کی مانند جو شک کے ساتھ بے ٹھکانے دوڑتے ہیں نہیں دوڑتا" اسی باعث سے میں یہ دُکھ بھی اُٹھاتا ہوں لیکن شرماتا نہیں کیونکہ جس کا میں نے یقین کیا ہے اُسے جانتا ہوں اور مجھے یقین ہے کہ وہ میری امانت کی اُس دن تک حفاظت کر سکتا ہے" ۲-تیمتھیس ۱: ۱۲- اور مجھے اِس بات کا بھروسہ ہے کہ جس نے تم میں نیک کام شروع کیا ہے وہ اُسے یسوع مسیح کے دن تک پُورا کر دیگا" فلپیوں ۱: ۶

"میں اِسی طرح مُکّوں سے لڑتا ہوں" آیت ۲۷- یعنی اپنی جسمانی خواہشوں سے- اِس سخت لڑائی کا ذکر جو سچے مسیحیوں کے اندر جسم اور رُوح پُرانی اور نئی انسانیت میں ہوتی رہتی ہے پاک کلام میں بہت جگہ پایا جاتا ہے "کیونکہ جسم رُوح کے خلاف خواہش کرتا ہے اور رُوح جسم کے خلاف اور یہ ایک دوسرے کے مخالف ہیں تاکہ جو تم چاہتے ہو وہ نہ کرو" گلتیوں ۵: ۱۷- رومیوں ۷: ۲۲-۲۶ و ۸: ۷- اسلئے مسیحی بھائیو اس سخت لڑائی کے سبب سے جو تمہارے اندر جسم اور رُوح میں ہوا کرتی ہے بے دل نہ ہو- مسیح کے فضل و اُس کی طاقت سے تم غالب ہوگے- اور اگر ہم کبھی اپنی غفلت کے باعث جسم و شیطان سے زخمی ہوں تو بے دل ہو کر تھوڑی دیر کے لئے بھی اُس سے کشتی لڑنا نہ چھوڑیں بلکہ ہم اپنے دل کو خوب مضبوط رکھیں کیونکہ ہمارا دعا مانگنا ایمان لانا- پرہیز کرنا دُکھ اُٹھانا صبر کرنا وغیرہ کبھی ضائع نہیں ہوتا- ہم اس طور سے جسم اور شیطان اور دُنیا کو گھونسے مارتے ہیں- ہم اِس طور سے ان پر غالب ہوا کرتے

ہیں۔ ہم بے ٹھکانہ نہیں دوڑتے۔ ہم اِس لڑائی میں سارے ہتھیار باندھیں
تاکہ ہم شیطان کے منصوبوں کے مقابل قائم رہ سکیں۔ کیونکہ ہمیں خون
اور گوشت سے کشتی نہیں کرنی ہے بلکہ حکومت والوں اور اس دنیا کی تاریکی
کے حاکموں اور شریعت کی اُن روحانی فوجوں سے جو آسمانی مقاموں میں
ہیں۔ اس واسطے تم خدا کے سارے ہتھیار باندھ لو تاکہ بُرے دن کو مقابلہ
کر سکو اور سب کاموں کو انجام دیکر قائم رہ سکو۔ افسیوں ۶: ۱۱-۱۳۔ "دنگل
میں مقابلہ کرنے والا بھی اگر اُس نے باقاعدہ مقابلہ نہ کیا ہو تو سہرا حاصل نہیں
کر سکتا۔ ۲-تیمتھیس ۲: ۵۔

پولوس اِس لڑائی کی سختی اور بھی بیان کرتا ہے۔ "بدن" سے (آیت ۲۷)
جسمانی خواہشیں مراد ہیں۔ پولوس نے بدن کو کبھی نہیں پوسا بلکہ جو بد خواہش بدن
سے پیدا ہوتی ہیں ان پر اس نے کچھ ترس نہیں کھایا اور نہ اُن کی کچھ خاطر کی
اُس نے اُن سے ایسا سلوک کیا جیسا کوئی خونی سے کرتا ہے جو اُس کے اوپر
ننگی تلوار لئے ہوئے اس کا سر کاٹنے کو کھڑا ہے۔ کیا ہم اپنے کسی ایسے
دشمن کی کبھی کچھ رعایت کرینگے؟ ہرگز نہیں بلکہ اپنے کو بچانے کے لئے اسے
پیس ڈالیں گے پس یونہی ہم کو اپنے اندرونی گناہوں کے ساتھ سلوک کرنا
چاہئے۔ ہم کو اُن کی ذرا بھی برداشت نہ کرنی چاہئے نہیں تو ہم آپ ہی ہلاک
ہو جائینگے۔ عبرانیوں ۳: ۸-۱۳۔

"میں اپنے بدن کو قابو میں رکھتا ہوں" آیت ۲۷۔ یعنی پولوس
اپنے بدن کو اپنا غلام بنا کے اُس پر سختی سے حکومت کرتا تھا۔ وہ اُس
کو سرکش غلام کی مانند باندھ کے بالکل اپنے بس میں رکھتا اور گھسیٹے پھرتا
تھا۔ اُس نے اِس لئے اُس سے ایسا سلوک کیا کہ اگر وہ بدن کی ہوسوں

کو اس طرح نہ پیٹتا۔ تو وہ رفتہ رفتہ زور پکڑ کے اُس کو خود اپنا غلام بنا لیتیں
اور پھر وہ خدا سے اس غیرفانی تاج کے پانے کے لائق نہ ٹھہرتا۔ بعض کرنتھی مسیحی
گناہ کو معمولی بات سمجھتے تھے۔ وہ اُس سے اس طرح کھیلتے تھے جیسے کوئی
نادان لڑکا سانپ یا بچھو سے کھیلتا ہے۔ اِس لئے پولوس نہایت سختی
کے ساتھ اپنے نمونے سے اُن کے قصوروں اور خطاؤں کو اُن پر ظاہر کرتا
ہے۔ اگر کوئی گناہ سے کشتی نہ کرے اور اُس کو سانپ سا نہ سمجھے تو وہ آخر
کو تاج نہ پانے کے خطرے میں ہے۔ اے مسیحی بھائیو اگر تم کسی طرح کے گناہ
میں پھنس گئے ہو اور اس سے اِس طرح نہیں لڑتے جیسے کوئی سپاہی دشمن
سے یا جیسے کوئی کشتی گیر اپنے مقابل کے پہلوان سے یا جیسے کوئی شخص
شیر یا سانپ سے تو خبردار رہو کہ تم نامقبول ہونے کے خطرے میں ہو
لیکن اگر تم مثل پولوس کے اپنی جسمانی خواہشوں سے لڑتے رہو تو آخر
کو مسیح تم کو قبول کر کے راستبازی اور زندگی اور جلال کا تاج بخشیگا۔ دیکھو
۲-تیمتھیس ۴: ۷-۸۔ یعقوب ۱: ۱۲-۲۶۔

حاصل کلام

اے مسیحیو! زندگی ایک تیز دوڑ کی مانند ہے۔ زندگی کسی قسم کا
کھیل یا تماشہ نہیں ہے۔ پس جو جو صفتیں دوڑنے والے کے
لئے ضروری ہیں وہ سب بلکہ اُن سے زیادہ مسیحیوں کے لئے
درکار ہیں۔ مثلاً جس طرح دوڑنے والے کو اونچے آثار کے سیدھا بازی
کی طرف دیکھتے ہوئے قاعدے کے موافق امید کے ساتھ تیزی و
ہوشیاری سے بغیر آرام اور رکاوٹ کے دوڑنا ضروری ہے ویسا

ہی مسیحی کو بھی اپنی مسیحی دوڑ میں یہ سب چیزیں ضروری ہیں۔ آیت ۲۴+

۲- ہمارے خاص اور زبردست دشمن ہمارے اندر چھپے ہوئے ہیں۔ اُن سے ہم کو کشتی لڑنا چاہیئے اُن کو چھوٹا یا حقیر جان کے ہم کو اُن سے غافل نہ ہونا چاہیئے نہیں تو ہم اُن سے ہار جائیں گے۔ آیت ۲۵۔ اپطرس ۵: ۸-۹+

۳- جن چیزوں سے اعتقاد میں کچھ بھی کمزوری یا سستی و غفلت پیدا ہو یا جن لوگوں سے روحانی خوراک اور خوشی نہ ملے اُن سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ جن جگہوں میں جانے سے آزمایش کا خوف ہو وہاں بھی نہ جانا چاہیئے۔ آیت ۲۵-۲۷+

۴- مسیحیوں کو مسیح سے ایک تاج ملیگا بشرطیکہ وہ گناہ سے کشتی کرتے ہوئے اُس کو پسند آنے کے لیئے دوڑتے رہیں۔ وہ تاج غیرفانی اور حاصل کرنے کے لائق ہے۔ آیت ۲۵+

۵- یہ ہوسکتا ہے کہ کوئی اوروں کو نجات کی خوشخبری سُنائے اور آخر کو خود ہلاک ہو جائے۔ دیکھو یہوداہ اسکریوتی باوجودیکہ رسول تھا اور مسیح سے تعلیم پا کے معجزے کے ساتھ منادی کرنے کے لیئے بھیجا گیا مگر آخر کو خود ہی ہلاک ہوا اگر کوئی مسیحی یا مناد اپنی نفسانیت کو نہیں دباتا تو وہ آخر کو نامقبول ٹھیریگا۔ کاشکہ ہم ان باتوں سے عبرت پکڑ کر جلالی تاج حاصل کرنے کے لائق ٹھیریں۔ آیت ۲۷+

۶- اگر کوئی مسیحی جسم اور شیطان سے کشتی کرتا ہے تو اُسے گھبرانا اور بے دل ہونا نہ چاہیئے وہ اس لڑائی میں ہرگز نہ ہاریگا۔ وہ شخص بے ٹھکانے نہیں دوڑتا وہ ہوا کو ناحق نہیں مارتا ہے بلکہ وہ ہر روز شیطان

کو جو اُس کے اندر چھپا ہوا ہے گھونسے مارتا اور اُس کو پیسے ڈالتا ہے۔ وہ آخر کو اُسے باندھ کر گھسیٹتا پھریگا۔ اے مسیحی بھائیو کشتی کرنے میں غافل اور سُست اور بے دل نہ ہونا چاہیئے۔ پولوس نے ہمارے لیئے اچھا نمونہ دکھایا وہ تاج پا چکا۔ اُس نے اپنی دوڑ کی تمامی میں یہ کہا کہ "میں اچھی کشتی لڑ چکا۔ میں نے دوڑ کو ختم کر لیا میں نے انعام کو محفوظ رکھا۔ آئیندہ کے لیئے میرے واسطے راستبازی کا وہ تاج رکھا ہوا ہے جو عادل منصف یعنی خداوند مجھے اُس دن دیگا اور صرف مجھے ہی نہیں بلکہ اُن سب کو بھی جو اُس کے ظہور کے آرزومند ہوں" ۲ تمتھیس ۴: ۷-۸+

دسواں باب

آیات ۱-۱۴- (۱) اے بھائیو میں تمہارا اِس سے ناواقف رہنا نہیں چاہتا کہ ہمارے سارے باپ دادا بادل کے نیچے تھے اور سب کے سب سمندر میں سے گذرے۔ (۲) اور سب ہی نے اُس بادل اور سمندر میں موسیٰ کا بپتسمہ لیا۔ (۳) اور سب نے ایک ہی روحانی خوراک کھائی۔ (۴) اور سب نے ایک ہی روحانی پانی پیا کیونکہ وہ اُس روحانی چٹان میں سے پانی پیتے تھے جو اُن کے ساتھ ساتھ چلتی تھی اور وہ چٹان مسیح تھا۔ (۵) مگر اُن میں اکثروں سے خدا راضی نہ ہوا چنانچہ وہ

بیابان میں ڈھیر ہو گئے۔ (۶) یہ باتیں ہمارے واسطے عبرت ٹھہریں تاکہ ہم بُری چیزوں کی خواہش نہ کریں جیسے اُنہوں نے کی۔ (۷) اور تم بُت پرست نہ ہو جس طرح بعض اُن میں بن گئے تھے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ لوگ کھانے پینے بیٹھے پھر ناچنے کودنے اُٹھے۔ (۸) اور ہم حرامکاری نہ کریں جس طرح اُن میں بعض نے کی اور ایک ہی دن میں تئیس ہزار مارے گئے۔ (۹) اور ہم خداوند کی آزمائش نہ کریں جیسے اُن میں سے بعض نے کی اور سانپوں نے انہیں ہلاک کیا۔ (۱۰) اور تم بڑبڑاؤ نہیں جس طرح اُن میں سے بعض بڑبڑائے اور ہلاک کرنے والے سے ہلاک ہوئے۔ (۱۱) یہ باتیں اُن پر عبرت کے لئے واقع ہوئیں اور ہم آخری زمانے والوں کی نصیحت کے واسطے لکھی گئیں۔ (۱۲) پس جو کوئی اپنے آپ کو قایم سمجھتا ہے وہ خبردار رہے کہ گر نہ پڑے (۱۳) تم کسی ایسی آزمائش میں نہیں پڑے جو انسان کی برداشت سے باہر ہو اور خدا سچا ہے وہ تم کو تمہاری طاقت سے زیادہ آزمائش میں نہ پڑنے دیگا بلکہ آزمائش کے ساتھ نکلنے کی راہ بھی پیدا کر دیگا تاکہ تم برداشت کر سکو۔ (۱۴) اس سبب سے اے میرے پیارو بُت پرستی سے بھاگو۔

بنی اسرائیل کے نمونے مسیحیوں کو عبرت اور نصیحت کیجاتی ہے

"تمہارا اس سے ناواقف رہنا نہیں چاہتا" آیت ۱۔ اگر پولس اُن

پر یہ بات ظاہر نہ کرتا تو وہ اس سے ناواقف رہتے کیونکہ یہ بات جو پولس اُن پر ظاہر کرنا چاہتا ہے بغیر خدا کی ہدایت کے صرف عقل کے زور سے کبھی دریافت نہیں ہو سکتی۔ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ پرانے عہدنامے کی باتیں یہاں تک کہ تواریخی باتیں بھی بغیر نئے عہدنامے کی مدد کے اچھی طرح سمجھ میں نہیں آتیں۔

"ہمارے سارے باپ دادے" آیت ۱۔ ابراہیم نہ صرف اسرائیلیوں کا باپ کہلاتا ہے بلکہ مسیحیوں کا بھی۔ وہ سب ایماندار وں کا باپ ہے چاہے وہ یہودی ہوں یا غیر یہودی۔ مختون ہوں یا نامختون رومیوں ۴: ۱۲ و ۲۸ و ۲۹ و ۴: ۱۶۔

"سب کے سب" آیت ۱۔ اس لفظ پر پولس بہت زور دیتا ہے اُس نے اس باب کے شروع کی چار آیتوں میں پانچ دفعہ اس لفظ کو لکھا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لفظ مطلب سے خالی نہیں ہے۔ پس واضح ہو کہ جس طرح سب اسرائیلی خدا کے بندے تھے اور ہر صورت سے خدا نے اُن کو سنبھالا اور اپنا پیار اُن پر ظاہر کیا مگر پھر بھی وہ سب ملک موعود میں نہیں پہنچے اُسی طرح پولس کرنتھی مسیحیوں کو آگاہ کرتا ہے کہ تم سب بھی خدا کے بندے ہو اور اُس کے نام سے کہلائے جاتے ہو۔ تم نے اُس سے بہت برکتیں پائیں لہذا میں نہیں چاہتا کہ تم اس سے ناواقف رہو اور اسرائیلیوں کی مانند غافل ہو کر گناہ کرو اور جس طرح اُن میں ہلاک ہوئے تم بھی ہلاک ہو۔

"بادل کے نیچے" آیت ۱ دیکھو خروج ۱۳: ۲۰-۲۲ و ۱۴: ۱۹-۲۰ و ۲۴: ۳۴-۳۸۔ گنتی ۹: ۱۶-۲۳ و ۱۴: ۱۴۔ استثنا ۱: ۳۳۔ زبور

۷۸: ۱۴ اور ۱۰۵: ۳۹۔ بنی اسرائیل کا بیابان میں چالیس برس تک بادل کے نیچے رہنا خدا کی حضوری کا نشان اور ثبوت تھا۔ جس طرف اور جس وقت وہ بادل چلتا تھا اُسی طرح اور اُسی وقت وہ بھی چلتے تھے۔ خدا نے اُس بادل کے ذریعے سے اُن کی راہبری و محافظت کی۔

"وہ سب کے سب سمندر میں سے گذرے" آیت ۱۔ یعنی وہ ایک بڑے معجزے کے ذریعے لال سمندر کے پار اُتر گئے۔ خدا نے اُس سمندر کے بیچ میں اُن کے لئے ایک سوکھی راہ کھول دی جس سے وہ سب باخیر و عافیت پار اُتر گئے اور جب سب بنی اسرائیل پار اُتر گئے تو خدا نے اُن کے دشمنوں کو جو اُن کے پیچھے دوڑے چلے آتے تھے اُسی سمندر میں غرق کر دیا۔ خروج ۱۴ باب۔ گنتی ۳۳: ۹۔ یسعیاہ ۴۳: ۲۔ زبور ۷۸: ۱۳۔

"موسیٰ کا بپتسمہ لیا" آیت ۲۔ جس وقت اسرائیلی مصریوں اور فرعون کی غلامی سے آزاد ہو کے بادل کے نیچے اور موسیٰ کو اپنا ہادی و مالک قبول کر کے اُس کے حکم کے بموجب سمندر سے پار ہو کے فرعون کی غلامی سے رہا و آزاد ہوئے اُسی وقت اُنہوں نے فرعون کی اطاعت سے انکار کیا اور بالعوض اُس کے موسیٰ کو اپنا مالک و اُستاد جانا اور اُس کی پیروی کی یہی بپتسمہ کے معنی ہیں۔ بپتسمہ پاتے وقت ہم لوگ دنیا اور جسم اور شیطان کی غلامی سے انکار کرتے اور خداوند یسوع مسیح کو علانیہ اپنا مالک قرار دیتے ہیں جس طرح اسرائیلی موسیٰ کے حکم کو مان کے سمندر سے پار ہو کر فرعون کی غلامی سے چھوٹ گئے اُسی وقت سے وہ لوگ موسیٰ کے پیرو ہو گئے یونہی ہم لوگ جس وقت مسیح کے حکم کو مان کر بپتسمہ پاتے ہیں تو شیطان کی عملداری سے نکل

جاتے ہیں اور مسیح کے پیرو گنے جاتے ہیں۔ اس لئے علانیہ بپتسمہ پانے کی ضرورت ثابت ہوتی ہے۔ متی ۲۸: ۱۹۔ مرقس ۱۶: ۱۶۔ رومیوں ۶: ۳، ۴۔ عبرانیوں ۳: ۳-۶۔ تیسری اور چوتھی آیت کو خروج ۱۶ باب زبور ۷۸: ۲۴۔ نحمیاہ ۹: ۱۵۔ یوحنا ۶: ۳۱ سے مقابلہ کرو۔ جس طرح پولوس نے دوسری آیت میں موسیٰ اور مسیح کے بپتسمہ کا مقابلہ کر کے ہم کو یہ بتایا کہ یہ دونوں بپتسمے معنی و مراد میں ایک ہی ہیں اسی طرح ان دونوں آیتوں میں وہ یہ بتاتا ہے کہ جو خوراک اور پانی بنی اسرائیل کو بیابان میں ملا وہ ہم مسیحیوں کو عشائے ربانی کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسرائیلیوں نے نہ صرف بپتسمہ ہی پایا بلکہ ایک تمثیلی طور سے عشائے ربانی میں بھی شریک ہوئے۔ جس طرح خدا نے بنی اسرائیل کو نہ صرف فرعون کی غلامی سے رہائی دی بلکہ اس کے علاوہ ایک عجیب طور سے اُن کو کھانا کھلایا اور پانی پلایا یعنی بیابان میں اُن کے لئے آسمان سے روٹی برسائی اور چٹان سے پانی نکالا اُسی طرح خداوند مسیح نے ہم کو نہ صرف شیطان کی عملداری سے چھڑایا بلکہ ہماری رُوح کی پرورش و تقویت کے لئے عشائے ربانی کو بھی مقرر کیا۔

"وہ اُس روحانی چٹان میں سے پانی پاتے تھے جو اُن کے ساتھ ساتھ چلتی تھی" آیت ۴۔ بعض عالم گمان کرتے ہیں کہ درحقیقت اسرائیلیوں کے ساتھ ایک ایسی چٹان چلتی تھی جو اُن کو اُس بیابان میں برابر صاف و عمدہ پانی دیا کرتی تھی اور جہاں جہاں وہ لوگ اُس بیابان میں مقام کرتے تھے وہاں وہاں وہ چٹان بھی اُن کے ساتھ ٹھہرتی تھی۔ اور بعض یہ سمجھتے ہیں کہ حورب کی جس چٹان کو موسیٰ نے خدا کے حکم

سے مارا اور اُس سے فوراً پانی نکلا وہ چٹان تو وہاں ہی قائم رہی مگر بنی
اسرائیل خود کوچ کے وقت نہر کی طرح نالی کھود کے اُس کے پانی کو
اپنے ساتھ لے جاتے اور جہاں کہیں ٹھہرتے وہاں حوض و تالاب
وغیرہ کی طرح بنا کے اُس پانی کو جمع کر کے اپنے کام میں لاتے تھے
لیکن جب تک وہ اُس بیابان میں رہے تب تک اُسی چٹان سے برابر
پانی نکالتے رہے اور وہ اُسی طور سے جہاں جہاں جاتے اپنے ساتھ
اُس کے پانی کو لے جاتے اور کام میں لاتے رہے۔ دیکھو خروج ۱۷: ۵
و ۶۔ یوحنا ۱۹: ۳۴ و ۳۵۔ جس طرح موسیٰ نے شریعت کے نائب ہو کے
اِس چٹان کو مار کے کل اسرائیلیوں کے لئے پانی کا چشمہ جاری کرایا اُسی
طرح شریعت نے مسیح کو جو روحانی چٹان ہے مار کے ہمارے لئے اُس
سے آبِ حیات کا دریا جاری کرایا +

"وہ چٹان مسیح تھا" آیت ۴۔ وہ چٹان مثل بہتے پانی کے
اسرائیلیوں کے ساتھ تھا۔ وہ اُن کی پرورش کرتا اور خبر لیتا تھا۔
خروج ۲۱: ۳۳، ۲۳: ۲۰ و ۲۳ و ۳۲: ۳۴۔ یسعیاہ ۵: ۱۳۔ استثنا ۳۲:
۴ و ۱۵ و ۱۸ و ۳۰ و ۳۱ و ۳۷۔ زبور ۱۸: ۱۔ یوحنا ۴: ۱۰ و ۱۴ و ۷: ۳
۷ و ۳۸۔ تیسری اور چوتھی آیتوں سے چار نتیجے نکلتے ہیں۔ (۱) مسیح کی
الوہیت و قدامت ثابت ہوتی ہے کیونکہ وہ اپنے مجسم ہونے سے دو ہزار
برس پہلے بنی اسرائیل کے ساتھ تھا۔ (۲) پرانے عہدنامے کا یہوواہ
مسیح تھا۔ یوحنا ۸: ۵۸ و ۱۲: ۴۱۔ عبرانیوں ۱۱: ۲۶۔ یہوداہ ۵ آیت
(۳) مسیح کی کلیسیا کی طرف موسیٰ کے دنوں میں پیش نشانیاں موجود تھیں
اعمال ۷: ۳۸۔ یوحنا ۶: ۳۲۔ عبرانیوں ۳: ۴ و ۵ و ۱ پطرس ۲: ۱۱۔

(۴) بنی اسرائیل کو بپتسمہ و عشائے ربانی کی دو خاص نشانیاں دی گئیں
اِسی طرح ہم مسیحیوں کے لئے بھی مسیح کی یہی دو خاص نشانیاں ہیں۔
لہٰذا بپتسمہ اور عشائے ربانی ہلکی باتیں نہیں بلکہ نہایت ضروری فرائض
ہیں۔ لوقا ۳: ۲۱۔ اعمال ۲: ۳۸ و ۴۱ و ۸: ۱۲ و ۳۶ و ۹: ۱۸ و ۱۰: ۴۷
و ۱۶: ۱۵ و ۳۳ و ۱۸: ۸ و ۲۲: ۱۶ +

اگرچہ تمام اسرائیلیوں نے موسیٰ کا بپتسمہ پایا اور روحانی خوراک
کھائی مگر اُن میں سے صرف دو یشوع اور کالب ملکِ موعود میں پہنچے اور
اور باقی سب ڈھیر ہو گئے۔ آیت ۵۔ گنتی ۱۴: ۲۹۔ ۳۸ و ۲۶: ۶۴ و ۶۵
و زبور ۱۰۶: ۲۶۔ پس ہم مسیحیوں کو اِس نصیحت سے عبرت پانا اور خبردار
و ہوشیار رہنا چاہئے۔ اگرچہ ہم نے بپتسمہ پایا اور عشائے ربانی میں
شریک ہوئے تو بھی ہم ہلاک ہو سکتے ہیں۔ باب ۱۱: ۲۷۔ ۲۹۔ عبرانیوں
۳: ۱۵۔ ۱۹ و ۶: ۱۔ ۸ و ۲ پطرس ۲: ۲۰۔ ۲۲ +

"یہ باتیں ہمارے واسطے عبرت ٹھہریں" آیت ۶۔ یعنی جیسا
خدا نے اُن کی نافرمانیوں کے سبب اُن سے سلوک کیا اور اُن کو سزا
دی۔ اگر ہم بھی اُس کی نافرمانی کریں تو وہ ہم سے بھی ویسا ہی سلوک کریگا
خدا بنی اسرائیل کی ہلاکت سے ہم کو عبرت دلاتا اور ہوشیار کرتا ہے۔
جو ماجرے اور واقعات اُن پر گذرے وہ ہمارے لئے مطالب سے بھرے
ہوئے ہیں نہیں تو وہ لکھے نہ جاتے۔ اِسی طرح ہم بنی اسرائیل کے کل
ماجروں پر غور کر کے بہت سے روحانی فائدے حاصل کر سکتے ہیں۔ ہم
اُن کی طرف بغور دیکھ کر اپنے کو گویا آئینے میں دیکھ سکتے ہیں۔ فلپیوں ۳: ۱۷
و تھسلنیکیوں ۱: ۶ و ۱ تیمتھیس ۴: ۱۲ +

"جیسے اُنہوں نے کی" آیت ۶۔ دیکھو گنتی ۱۱: ۴ و ۳۴۔ زبور ۷۸: ۲۷-۳۱۔ ۱۰۵: ۱۴۔ جبکہ اُن لوگوں نے بُری چیزوں کی خواہش کی جنہوں نے کہ خدا کے ہاتھ سے اتنی بے حساب برکتیں پائیں اور مصر و بیابان میں بہت سے معجزے دیکھے تو ہم کو ایسی چیزوں پر دل لگانے کا ڈر نہیں ہے؟ کاشکہ ہم اُن کی نادانی اور کمزوری اور جسمانیت ونفسانیت کو دیکھ کر خوف کریں اور دعا مانگیں کہ اے خداوند ہمیں سنبھال نہیں تو ہم بھی بُری چیزوں کی خواہش کر کے تجھ سے برگشتہ ہو جائیں گے۔ "اے بھائیو خبردار تم میں سے کسی کا ایسا بُرا اور بے ایمان دل نہ ہو جو زندہ خدا سے پھر جائے"۔ عبرانیوں ۳: ۱۲ +

جس سُنہلے بچھڑے کی پرستش مصر سے نکل کے حوریب کے پاس بنی اسرائیل نے کی تھی اُسی کی طرف پولوس یہاں اشارہ کرتا ہے۔ آیت ۷۔ دیکھو خروج ۳۲: ۶-۲۴۔ جس طرح اُس زمانے میں اسرائیلیوں نے سُنہلے بچھڑے کی پُوجا کر کے اپنے کو بُت پرست نہیں سمجھا (خروج ۳۲: ۵، ۶)، اُسی طرح سے اِس زمانے میں کتنی قومیں بُتوں کی پُوجا کر کے اپنے کو بُت پرست نہیں سمجھتیں حالانکہ اُن کی یہ پرستش درحقیقت مورت پُوجا اور خدا کی مرضی کے بالکل خلاف ہے۔ خروج ۲۰: ۴-۶

"لوگ کھانے پینے بیٹھے" آیت ۷۔ اسکو باب ۱۱: ۲۶-۳۴ سے مقابلہ کرو۔ اِن دونوں مقاموں کے مقابلہ کرنے سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ بعض کرنتھی مسیحی عشائے ربّانی کو نامناسب طور سے عمل میں لا کے ویسے ہی گُناہ کرتے تھے جیسے اسرائیلیوں نے بیابان میں کیے تھے +

"پھر ناچنے کودنے اُٹھے" آیت ۷۔ اور اِس کو خداوند کی بندگی سمجھا۔ درحقیقت بُت پرستی سے اِنسان کی عقل جاتی رہتی ہے جب کوئی قوم ایک زندہ خدا کی بندگی کو چھوڑ کے مورت کے سامنے جھکتی ہے تو اُس کی بندگی میں رفتہ رفتہ ہر طرح کی بیہودہ اور نامناسب باتیں شامل ہوتی جاتی ہیں۔ غرضیکہ بُت پرستی ایک سخت گناہ ہے۔ ہم لوگ بُت پرستوں کے درمیان رہکے اور روز روز اُن کی بے جا اور ناواجب پُوجا دیکھ دیکھ کے شاید اُس کو ہلکا گناہ سمجھنے لگے ہیں لیکن درحقیقت ہلکا گناہ نہیں ہے بلکہ ہر طرح کی شرمندگی اُس میں شامل ہوتی ہے۔ بہت سے مندروں کے احاطے میں کسبیاں اور ناچنے والی ہوتی ہیں۔ یہ عورتیں اکثر لڑکپن ہی سے مورت یا مندر کو نذر یا قربانی کے طور سے سونپ دی جاتی ہیں۔ اُن کا یہ حال ہوتا ہے کہ وہ روز مورت کی پُوجا کرتیں۔ مندر کے احاطے میں رہتیں کھانے پینے بیٹھتیں اور پھر ناچنے اُٹھتی ہیں۔ چنانچہ ہندوستان کے دکھن کی طرف یہ بات بہت مشہور ہے۔ ہم سب مسیحیوں کو لازم ہے کہ ہر قسم کے بُت اور مورت کی پرستش کی مخالفت کریں اور اُس سے بالکل پرہیز رکھیں اور اِس بات کو یاد رکھیں کہ اگر ہمارے دلوں میں ذرا بھی بُت پرستی کا بیج پڑیگا تو آخر کار وہ جڑ پکڑ کے اس قدر بڑھیگا کہ کلیسیا اور قوم دونوں کو ہلاک کر ڈالیگا۔ ہم گرجے گھر میں کسی بزرگ مسیحی یا پادری یا شہید یا رسول یہاں تک کہ مسیح کی تصویر کو بھی نہ رکھیں نہیں تو بُت پرست گمان کرینگے کہ ہم اُن بزرگوں کی تصویروں کی پوجا کرتے ہیں۔ اِس لئے بہتر یہ ہے کہ جن صورتوں سے بُت پرستی کا ذرا بھی گمان پیدا ہو اُن سب صورتوں کو

یک لخت ہم ترک کر دیں۔ استثنا ۵: ۸ و ۹ و ۲ کرنتھیوں ۶: ۱۶۔ گلتیوں ۵: ۲۰ و ۱ تھسلنیکیوں ۱: ۹ و ۱ یوحنا ۵: ۲۱۔ مکاشفہ ۹: ۲۰ +

"بُت پرستی سے حرامکاری پیدا ہوتی ہے۔ وہ دونوں ملی جلی ہیں۔" آیت ۸۔ دیکھو گنتی ۲۵: ۱۔۹۔ اعمال ۱۵: ۲۹۔ افسیوں ۵: ۱۱ و ۱۲۔ فلپیوں ۳: ۱۸ و ۱۹۔ یہوداہ ۱۱ سے ۱۳ آیت تک۔

"تیئیس ہزار مارے گئے" آیت ۸۔ واضح ہو کہ گنتی کے ۲۵: ۹ میں چوبیس ہزار لکھا ہے۔ اگرچہ ان دونوں بیانوں میں بظاہر اختلاف معلوم ہوتا ہے مگر درحقیقت کچھ اختلاف نہیں ہے کیونکہ پولس یہ نہیں کہتا کہ چوبیس ہزار نہیں مارے گئے بلکہ اُس کے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ تیئیس ہزار سے کم نہیں مارے گئے۔ پس اگر چوبیس ہزار مارے گئے تو پولس کے اِس قول میں کہ تیئیس ہزار مارے گئے کچھ غلطی نہیں ہے۔ ہاں اگر وہ پچیس یا چھبیس ہزار لکھتا تو البتہ کچھ غلطی کی صورت ہوتی لیکن اِس طرح کہنے میں تو کچھ غلطی نہیں نظر آتی +

"ہم خداوند کی آزمایش نہ کریں" آیت ۹ خداوند سے مسیح مراد ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ جس کا گناہ اسرائیلیوں نے بیابان میں کیا وہ مسیح تھا۔ دیکھو آیت ۴۔ گنتی ۱۴: ۲۲ و ۲۱: ۴۔۶۔ وہی اُن کا ہادی و حامی تھا وہ ابرہام و اضحاق و یعقوب کا خدا تھا وہی یہوواہ تھا جس نے اُن کو مصر سے نکالا اور بیابان میں اُن کی محافظت کر کے ملکِ موعود تک پہنچایا۔ مسیح کا امتحان کرنے سے یہ مراد ہے کہ جب وہ کوئی وعدہ کرے یا دھمکی دے تو اُس کی سچائی پر شک کرنا یہی اُس کا امتحان ہے۔ بنی اسرائیل اُس کی صداقت پر شک کرتے تھے وہ خیال کرتے تھے کہ

ہم اُس کی نافرمانی کر کے کسی نہ کسی طرح بچ جائیں گے۔ اِس طرح سے وہ اُس کا امتحان لیتے تھے کہ آیا وہ اپنے کہنے کے مطابق کریگا یا نہیں۔ خروج ۱۷: ۷۔ متی ۴: ۷۔ اعمال ۵: ۹ و ۱۵: ۱۰۔ عبرانیوں ۳: ۸۔۱۲ +

"سانپوں نے اُنہیں ہلاک کیا" آیت ۹۔ چنانچہ لکھا ہے کہ "تب وہ لوگ موسیٰ کے پاس آئے اور بولے ہم نے گناہ کیا ہے کہ ہم نے خداوند کی اور تیری بدگوئی کی۔ سو تو خداوند سے دعا مانگ وہ ہم میں سے اُن سانپوں کو دُور کرے چنانچہ موسیٰ نے اُن لوگوں کے لئے دعا مانگی۔ تب خداوند نے موسیٰ کو حکم دیا کہ ایک جلانے والا سانپ اپنے لئے بنا اور ایک نیزے پر لٹکا اور ایسا ہوگا کہ جو کوئی ڈسا ہوا اُس پر نظر کریگا تو وہ جیتا رہیگا۔ چنانچہ موسیٰ نے ایک پیتل کا سانپ بنا کر ایک نیزے پر رکھا اور ایسا ہوا کہ سانپ نے جو کسی آدمی کو کاٹا تو جب اُس نے پیتل کے سانپ پر نگاہ کی تو وہ جیتا رہا۔ گنتی ۲۱: ۷۔۹" اور جس طرح موسیٰ نے سانپ کو بیابان میں اونچے پر چڑھایا اُسی طرح ضرور ہے کہ ابنِ آدم بھی اونچے پر چڑھایا جائے تاکہ جو کوئی ایمان لائے اُس میں ہمیشہ کی زندگی پائے" یوحنا ۳: ۱۴ و ۱۵۔

"تم کُڑکُڑاؤ نہیں" آیت ۱۰۔ خروج ۱۶: ۲ و ۱۷: ۲۔ گنتی ۱۴: ۲۔۲۹ و ۱۶: ۴۱۔۵۰۔ واضح ہو کہ جس طرح بنی اسرائیل اکثر موسیٰ اور ہارون کی مخالفت کرتے اور اُن پر کُڑکُڑاتے تھے یہاں تک کہ کبھی اپنی خوراک سے ناخوش ہو کر کُڑکُڑائے اور کبھی جلد پانی نہ پانے کے سبب سے خفا ہوئے کبھی ملک کنعان میں جانے کے حکم سے ناراض ہوئے اِس لئے کہ وہاں کے باشندے بڑے زبردست تھے۔ غرضیکہ کُڑکُڑانا بنی اسرائیل

کی عادت میں داخل ہو گیا تھا ہر ایک بات پر وہ کُڑکُڑانے لگتے تھے یہاں تک کہ دو تین دفعہ وہ ایسے ناراض ہوئے کہ موسیٰ اور ہارون کو سنگسار کرنا چاہا۔ اُن میں کچھ بھی صبر اور ثابت قدمی نہ تھی وہ لڑکوں کی مانند بہت جلد خفا ہو کے موسیٰ کے خلاف بولنے لگتے تھے اُسی طرح کرنتھی مسیحی بھی پولوس کے خلاف بہت کچھ کہتے تھے۔ اور جیسا اسرائیلیوں نے یہ خیال نہیں کیا کہ موسیٰ کی مخالفت کرنے سے ہم خدا کے گنہگار ہونگے ویسا ہی کرنتھی مسیحیوں نے بھی پولوس کی مخالفت اور اس کو بدنام کرنے سے یہ خیال نہیں کیا کہ اُس کی مخالفت درحقیقت خدا کی مخالفت ہے۔ اے بھائیو اس بات کو یاد رکھو کہ خدا کے رسول یا خادم کو حقیر جاننا اور اُس کو بدنام کرنا جیسا کہ بعض کرنتھی مسیحی پولوس کے خلاف بولتا اور اُس کو بدنام کرتے تھے بہت بڑا گناہ ہے۔ وہ شخص عدالت کے دن بغیر سزا پائے نہ رہیگا۔ چنانچہ مسیح نے اپنے خادم کی تسلّی اور اُن کی آگاہی کے لئے یہ فرمایا کہ ”جو تمہاری سُنتا ہے وہ میری سُنتا ہے اور جو تمہیں نہیں مانتا وہ مجھے نہیں مانتا اور جو مجھے نہیں مانتا وہ میرے بھیجنے والے کو نہیں مانتا“ لوقا ۱۰: ۱۶+

”وہ ہلاک کرنے والے سے ہلاک ہوئے“ آیت ۱۰ ۔ خروج ۱۲: ۲۳ و ۲ سموئیل ۲۴: ۱۶ و ۲ سلاطین ۱۹: ۳۵ ۔ اعمال ۱۲: ۲۳ ایک دن میں چودہ ہزار سات سو آدمی کسی قسم کی وبا سے مارے گئے گنتی ۱۶: ۴۱-۵۰ ۔ اگر ہارون موسیٰ کے کہنے کے موافق فوراً لوگوں کے گناہ کے لئے ایک مقبول کفارہ نہ گذرانتا تو وہ سب کے سب ہلاک کئے جاتے۔ سو ہم لوگ جب کرنتھی مسیحیوں کی مانند کُڑکُڑاتے ہیں تو

اپنے سردار کاہن خداوند یسوع مسیح کی سفارش سے ہلاکت سے بچ جاتے ہیں نہیں تو ہم سب ہلاک کئے جاتے۔ اُسی کے کفارے اور ہر وقت کی سفارش پر ہماری سلامتی موقوف ہے۔ خداوند کا شکر کہ ”ہمارا ایسا سردار کاہن نہیں جو ہماری کمزوریوں میں ہمارا ہمدرد نہ ہو سکے بلکہ ساری باتوں میں ہماری طرح آزمایا گیا تاہم بے گناہ رہا۔ عبرانیوں ۴: ۱۵+

آیت ۱۱ کو آیت ۶ سے مقابلہ کرو اور اُس کی تفسیر کو پڑھو۔ جیسا خدا نے اگلے زمانے میں بنی اسرائیل سے سلوک کیا اور جیسا اُس نے ہر قسم کی بُت پرستی حرامکاری اور بڑبڑاہٹ سے اپنی ناخوشی ظاہر کی اور اُن کو سخت سزا دی ویسا ہی اس آخری زمانے میں بھی وہ ہم لوگوں سے سلوک کریگا۔ جبکہ ہم اسرائیلیوں کے بدنمونے پر چلیں ایسی حالت میں وہ ہرگز ہم کو بغیر سزا دئے نہ چھوڑیگا۔ جو واقعات اُن پر گذرے وہ ہمارے لئے عبرت کا باعث ہیں۔ ہم کو اُنہیں غور کے ساتھ پڑھنا چاہئے جب خدا نے ہماری نصیحت اور فائدے کے واسطے موسیٰ کے ذریعے اگلوں واقعات میں سے صرف یہی چند واقعات انتخاب کر کے لکھوائے شاید موسیٰ کو لکھتے وقت یہ خیال ہوا ہو گا کہ ان واقعات کے پڑھنے سے صرف اسرائیلیوں ہی کو پُشت در پُشت نصیحت اور فائدہ پہنچیگا اُس کے دل میں یہ خیال گذرا بھی نہ ہو گا کہ دو ہزار برس کے بعد یونانی اور رومی مسیحیوں کو حوالہ دیکر نصیحت کی جائیگی اور اُن کو عبرت دلائی جائیگی اور چار ہزار برس کے بعد انگریزی اور ہندوستانی بلکہ بہت اور ولایتوں کی زبان میں یہاں تک کہ سینکڑوں زبانوں میں یہ واقعات

تمام دنیا کی نصیحت کے لئے لکھے جائینگے! خدا کی راہیں کیا ہی عجیب ہیں! اُس کی تدبیروں کی گہرائی اونچائی۔ لمبائی اور چوڑائی کو کون دریافت کرسکتا ہے؟ یہ پاک کلام کے الہامی ہونے کا ایک کامل ثبوت ہے۔ وہ ایک قوم کے لئے نہیں لکھا گیا بلکہ کل جہان کے لئے تحریر کیا گیا ہے۔ اُس کی کل باتوں اور نصیحتوں میں چاہے وہ موسیٰ کے ذریعے سے لکھائی گئی ہوں یا پولوس کے ذریعے سے پوری موافقت و مطابقت ہے۔ "ہر ایک صحیفہ جو خدا کے الہام سے ہے تعلیم اور الزام اور اصلاح اور راستبازی میں تربیت کرنے کے لئے فائدہ مند بھی ہے تاکہ مردِ خدا کامل بنے اور ہر ایک نیک کام کے لئے بالکل تیار ہو جائے" ۲۔تیمتھیس ۳ : ۱۶ و ۱۷۔ کیونکہ جتنی باتیں پہلے لکھی گئیں وہ ہماری تعلیم کے لئے لکھی گئیں تاکہ صبر سے اور کتابِ مقدس کی تسلی سے امید رکھیں" رومیوں ۱۵ : ۴ +

"پس" آیت ۱۲۔ یہ آیت اوپر کی آیت کا نتیجہ ہے۔ پولوس نے اوپر ثابت کیا تھا کہ اگرچہ سارے اسرائیلیوں نے موسیٰ کا بپتسمہ پایا روحانی خوراک کھائی۔ موسیٰ سے طرح طرح کی برکتیں پائیں تو بھی اُن میں سے بہتیرے بیابان میں مارے گئے بہتیرے سانپوں سے ہلاک ہوئے بہتیرے وبا سے مارے گئے اگرچہ وہ خدا کے بندے تھے۔ اُس کے نام سے کہلائے جاتے تھے۔ اُن کے درمیان ایک عبادت گاہ تھی۔ جہاں خدا اپنا خاص فضل و جلال دکھاتا تھا تو بھی اُنہوں نے اکثر گناہ کئے۔ اسی سبب سے خدا نے اُن کو سخت سزا دی یہاں تک کہ اُن کو چھوڑ دیا۔ سو پولوس فرماتا ہے کہ اگرچہ تم لوگوں نے کسی رسول کے ہاتھ سے بپتسمہ پایا اور عشائے ربانی کھائی

اور طرح طرح کی فضیلتیں اور نعمتیں بھی حاصل کیں تو بھی اگر تم بنی اسرائیل کے نمونے پر چلوگے تو ضرور سزا پاؤ گے۔ ہاں ضرور ہلاک کئے جاؤ گے۔ اے مسیحی بھائیو کسی پادری کے ہاتھ سے بپتسمہ پانا عشائے ربانی کھانا یا مسیحی کہلانا اور اتوار کو ان کے گرجے میں جانا یہ سب باتیں ضروری اور مفید تو ہیں لیکن ہم کو گرنے سے بچانے کے لئے کافی نہیں ہیں۔ اگر ہم غافل یا بے خبر ہو کے کسی طرح کے گناہ میں پھنس گئے ہوں تو خبردار رہنا چاہئے ایسا نہ ہو کہ ہم بھی اسرائیلیوں کی طرح گر پڑیں۔ اپنے آپ کو قائم سمجھنے سے بے پرواہی اور شیخی پیدا ہوتی ہے۔ چنانچہ پولوس کی نظر میں کرنتھی مسیحیوں کے گرنے کا یہی ایک نشان تھا۔ اس لئے وہ انکو بارھویں آیت میں غفلت کی نیند سے جگاتا ہے۔ کاش کہ جس وقت ہم میں سے کوئی اپنے ایمان یا عرفان یا مال یا زور وغیرہ پر فخر کر کے پھول جائے تو اُسی وقت پولوس کی یہ جگانے والی آیت اُس کو روح القدس سے یاد دلائی جائے کہ "جو کوئی اپنے کو قائم سمجھتا ہے وہ خبردار رہے کہ گر نہ پڑے" آیت ۱۲۔ رومیوں ۱۱ : ۲۰-۲۲ +

واضح ہو کہ آیت ۱۲ میں پولوس نے مسیحیوں کو خوابِ غفلت سے جگایا تھا تاکہ وہ امتحان میں نہ پڑیں اور اب تیرھویں آیت میں اُن لوگوں کو جو امتحان میں گر پڑے ہیں تسلی دیتا ہے۔ شاید کوئی مسیحی اسرائیلیوں کی برکتوں کا بیان سُن کر اور اُن کے گرنے کی خبر پا کر یہ خیال کرے کہ جب وہ لوگ گر پڑے کہ جنہوں نے بڑی بڑی برکتیں پائیں تو پھر اپنا کھڑا رہ سکتا ہے؟ کون ان بھاری امتحانوں میں پڑ کے قائم و ثابت قدم رہ سکتا ہے؟ اور اس خیال سے اُس میں بے دلی اور مایوسی پیدا

ہو تو ایسے لوگوں کی تسکین کے واسطے پولوس تیرھویں آیت میں تسلی بخش باتیں کہتا ہے کہ تمہارا امتحان چاہے کیسا ہی بھاری کیوں نہ ہو لیکن تمہاری طاقت اور برداشت سے باہر نہیں ہے۔ اور اِس کے کئی ایک ثبوت ہیں۔ (۱) یہ کہ جس امتحان میں تم پڑے ہو اُسی امتحان میں اور لوگ بھی پڑ کے ثابت قدم و مستقل مزاج رہے مثلاً موسیٰ اور یشوع اور کالب وغیرہ۔ اور جس جس امتحان میں اور اسرائیلی گرے اُسی میں وہ بھی گرے مگر پھر بھی قائم رہے۔ پس اُنہی کی ثابت قدمی کو دیکھ کر تم بھی خاطر جمع رکھو۔ (۲) یہ کہ خدا وفادار ہے وہ تم کو نہ چھوڑیگا اور اپنے وعدے کے موافق تمہارے ساتھ رہیگا۔ ہماری سلامتی اور ثابت قدمی نہ صرف خدا کی رحمت پر بلکہ اُس کی وفاداری پر موقوف ہے۔ اُس نے اپنے ایماندار بندوں کے ساتھ گویا عہد کیا کہ میں امتحان میں تم کو نہ چھوڑونگا۔ میں تم کو تمہاری طاقت سے زیادہ امتحان میں پڑنے نہ دونگا" آیت ۱۳۔ پس کیا خدا اپنے اِس وعدے کے خلاف ہماری طاقت سے باہر ہمارا امتحان لیگا؟ ہرگز نہیں۔ اُس نے ابرہیم اور ایوب کو سخت امتحان میں ڈالا مگر اُن کو ایسی طاقت دی کہ وہ اُن میں قائم و ثابت قدم رہے۔ (۳) یہ کہ وہ امتحان کے ساتھ نکل جانے کی راہ بھی ٹھہراویگا آیت ۱۳۔ وہ راہ اکثر ہماری نظر سے چھپی ہے۔ ہماری آنکھ چونکہ پہلے ہی سے صرف سخت امتحانوں کو دیکھ کے آنسو بھر لاتی ہے اِس سبب سے خدا کا چھڑانے والا ہاتھ اور بچانے والی راہ جو اُس نے امتحان میں ڈالنے سے پہلے تیار کر رکھی ہے نظر نہیں آتی مگر بات یہ ہے کہ جب خدا کسی کو امتحان میں ڈالتا ہے تو اُسی وقت

اُس سے بچنے کی تدبیر بھی نکال دیتا ہے۔ چنانچہ جس وقت اُس نے ابرہیم کو اسحٰق کی قربانی کا حکم دیا تو اُسی وقت وہاں اُس کے عوض ایک مینڈھا بھی موجود کیا۔ اور جس وقت فرعون بنی اسرائیل کو ہلاک کرنے پر تھا اُسی وقت خدا نے لال سمندر میں اُن کے واسطے ایک سوکھی راہ کھول دی جس سے وہ ہلاک ہونے سے بچ گئے۔ اور جس وقت خدا نے بنی اسرائیل کے ملک میں کال بھیجا تو اُس نے اپنے بندے الیاس کی پرورش کے واسطے کوؤں کو بھیجکر اُسے کال سے بچایا۔ اے بھائیو وہی خداوند اب تک زندہ ہے وہ اب تک وفادار ہے۔ وہ اب تک اپنے بندوں کی طاقت اور کمزوری سے واقف ہے۔ وہ امتحان کے بوجھ کو وزن کرتا ہے وہ اُسکو بھیجکر بچانے کی راہ بھی کھولیگا۔ "خداوند دینداروں کو آزمایش سے نکال لیتا اور بدکاروں کو عدالت کے دن تک سزا میں رکھنا جانتا ہے" ۲ پطرس ۲ : ۹۔ اے بھائیو خاطر جمع ہو کسی امتحان میں بے دل نہ ہو جاؤ۔ زبور ۳۴ : ۱۷-۱۹ و ۳۷ : ۲۳-۲۵

"اے میرے پیارو" آیت ۱۴ پولوس یہ نہیں کہتا کہ اے سخت دلو یا اے سرکشو یا اے بے ایمان مسیحیو یا اے کمزور بھائیو بلکہ کہتا کہ اے میرے پیارو کاشکہ ہم بھی اپنے مسیحی بھائیوں کو نصیحت کرتے وقت اپنے کلام کو پیار سے بھگوئیں تاکہ ہمارا سمجھانا اُن کے دل پر اثر کرے ✤

"تم بُت پرستی سے بھاگو" آیت ۱۴۔ جس بُت پرستی کا ذکر آیت ۸ میں پایا جاتا ہے اُسی کی طرف پولوس یہاں اشارہ کرتا ہے۔ خدا کو چھوڑنا اور کسی سے دل لگانا یہ ایک قسم کی بُت پرستی ہے۔ کسی مندر کے احاطے میں جاکر وہاں ناچ اور تماشہ دیکھنا گویا بُت پرستی کی خاطر کرنا ہے کسی شہید یا کسی اور شخص کی از حد تعظیم کرنا بھی بُت پرستی

سے خالی نہیں ہے۔ جس جگہ یا چیز یا جس کام سے دل خدا سے غافل ہو اُس سے بھاگو۔ پولوس یہ نہیں کہتا کہ اُس سے مقابلہ کرو بلکہ کہتا ہے کہ اُس سے بھاگو۔ اے بھائیو اس سے اس طرح بھاگو جیسے لوگ درندے جانور سے بھاگتے ہیں۔ آزمایش کی چیزوں سے مت کھیلو۔ اُن کے پاس مت جاؤ اُن کو مت چھوؤ کیونکہ اس میں خطرہ ہے۔ اے پیارو بچنے کی یہی ایک راہ ہے کہ اُن چیزوں اور جگہوں سے بھاگو۔ بھاگو۔ بھاگو!

حاصل کلام

۱۔ بنی اسرائیل پر جتنے واقعات گذرے وہ سب ہمارے لئے نمونہ بنے۔ ہماری برکتیں اور آزمائشیں اُن کی سی ہیں پس اُن کی حالت پر بخوبی غور کرنا چاہئے۔ دیکھو آیت ۵ و ۱۱۔

۲۔ خدا اپنے بندوں کو اُن کے گناہوں کے سبب بغیر سزا دئے نہیں چھوڑتا۔ اِس کا ثبوت بنی اسرائیل کی تواریخ ہے دیکھو آیت ۸۔ ۱۰۔

۳۔ ہر قسم کی بت پرستی چاہے وہ اسرائیلیوں میں ہو یا مسیحیوں میں سب سخت گناہ ہے کسی بنائی ہوئی چیز کے سامنے بندگی اور عبادت کی راہ سے جھک کر سجدہ کرنا خدا کی مرضی کے خلاف ہے۔ اسی سبب سے ہم اُن مسیحیوں کو ملامت کرتے ہیں جو کہ شہیدوں کی تصویروں کے سامنے جھک کر سجدہ کرتے ہیں اُن کا یہ دستور بے جا ہے جس کے سبب سے بہت مسیحی ٹھوکر کھاتے ہیں۔

۴۔ مسیحیوں کا قیام اور اُن کی ثابت قدمی و سلامتی خاصکر تین

باتوں پر موقوف ہے۔ (۱) ہر وقت خبردار رہنے پر۔ دیکھو آیت ۱۲۔ (۲) خدا کی وفاداری اور صادق القولی پر اعتماد رکھنے سے دیکھو آیت ۱۳۔ (۳) ہر قسم کے گناہ سے بھاگنے پر۔ دیکھو آیت ۱۴۔ جو مسیحی ان تین باتوں کو یاد رکھے کر اُن کو عمل میں لائیگا وہ امتحان میں پڑکے یا تو اُس امتحان کی برداشت کر سکیگا یا خدا اپنے کسی عجیب انتظام سے اُس کے واسطے اُس امتحان سے بچانے کے لئے کوئی راہ کھولیگا۔

۵۔ بنی اسرائیل کے واقعات کے پڑھنے سے خاصکر اُن کی غفلت اور بے پرواہی پر غور کرنے سے اُن کی نادانی و جہالت ظاہر ہوتی ہے۔ اُنہوں نے یہ گمان کیا تھا کہ ہم ابراہیم کی اولاد ہیں ہم خدا کے خاص بلائے ہوئے عزیز بندے ہیں۔ جو کچھ ہم چاہیں سو کریں ہم کو کچھ خطرہ نہیں ہے ہم سلامت رہینگے۔ ایسی ہی غفلت کے سبب سے وہ طرح طرح کے گناہوں میں مبتلا ہوئے اور آخرکار خدا نے اُن کو چھوڑ دیا۔ وہ اپنے نمونے سے ہم لوگوں کو پکارتے رہتے ہیں کہ اے مسیحیو غافل مت ہو۔ یہ خیال مت کرو کہ ہم نے بپتسمہ پایا اور عشائے ربانی کھائی اب ہم بہشت میں بے کھٹکے داخل ہونگے۔ شاید جیسا ہم نے گناہ کرکے ملک موعود میں دخل نہیں پایا ویسی ہی تمہاری بھی حالت ہو۔ ہماری بربادی سے نصیحت پاؤ اور عبرت حاصل کرو۔ کاشکہ ہم بہرے نہ ہوں اور اس ہیبت ناک آواز کو سنکے جاگتے رہیں تاکہ آخر کو بہشت میں خوشی سے دخل پائیں۔

آیات ۱۵-۳۳ و ۱۱: ۱- (۱۵) میں عقلمند جان کر تم سے کلام کرتا ہوں۔ جو میں کہتا ہوں تم آپ اُسے پرکھو۔ (۱۶) وہ برکت کا پیالہ جس پر ہم برکت چاہتے ہیں کیا مسیح کے خون کی شراکت نہیں؟ وہ روٹی جسے ہم توڑتے ہیں کیا مسیح کے بدن کی شراکت نہیں؟ (۱۷) چونکہ روٹی ایک ہی ہے اِس لئے ہم جو بہت سے ہیں ایک بدن ہیں کیونکہ ہم سب اُسی ایک روٹی میں شریک ہوتے ہیں۔ (۱۸) جو جسم کے اعتبار سے اسرائیلی ہیں اُن پر نظر کرو۔ کیا قربانی کا گوشت کھانے والے قربانگاہ کے شریک نہیں؟ (۱۹) پس میں کیا یہ کہتا ہوں کہ بتوں کی قربانی کچھ چیز ہے یا بُت کچھ چیز ہے؟ (۲۰) نہیں بلکہ یہ کہتا ہوں کہ جو قربانی غیر قومیں کرتی ہیں شیاطین کے لئے قربانی کرتی ہیں نہ کہ خدا کے لئے اور میں نہیں چاہتا کہ تم شیاطین کے شریک ہو۔ (۲۱) تم خداوند کے پیالے اور شیاطین کے پیالے دونوں میں سے نہیں پی سکتے۔ خداوند کے دسترخوان اور شیاطین کے دسترخوان دونوں پر شریک نہیں ہو سکتے۔ (۲۲) کیا ہم خداوند کی غیرت کو جوش دلاتے ہیں؟ کیا ہم اُس سے زورآور ہیں؟ (۲۳) ساری چیزیں روا تو ہیں مگر سب چیزیں مفید نہیں ساری چیزیں روا تو ہیں مگر سب چیزیں ترقی کا باعث نہیں (۲۴) کوئی اپنی بہتری نہ ڈھونڈے بلکہ دوسرے کی (۲۵) جو کچھ قصابوں کی دوکانوں میں بکتا ہے وہ کھاؤ اور دینی امتیاز کے سبب کچھ نہ پوچھو۔ (۲۶) کیونکہ زمین اور اُس کی معموری

خداوند کی ہے۔ (۲۷) اگر بے ایمانوں میں سے کوئی تمہاری دعوت کرے اور تم جانے پر راضی ہو تو جو کچھ تمہارے آگے رکھا جائے اُسے کھاؤ اور دینی امتیاز کے سبب کچھ نہ پوچھو۔ (۲۸) لیکن اگر کوئی تم سے کہے کہ یہ قربانی کا گوشت ہے تو اُس کے سبب جس نے تمہیں جتایا اور دینی امتیاز کے سبب نہ کھاؤ (۲۹) دینی امتیاز سے میرا مطلب تیری امتیاز نہیں بلکہ اُس دوسرے کی بھلا میری آزادی دوسرے شخص کے امتیاز سے کیوں پرکھی جائے؟ (۳۰) اگر میں شکر کرکے کھاتا ہوں تو جس چیز پر شکر کرتا ہوں اُس کے سبب کس لئے بدنام کیا جاتا ہوں؟ (۳۱) پس تم کھاؤ یا پیو یا جو کچھ کرو سب خدا کے جلال کے لئے کرو۔ (۳۲) تم نہ یہودیوں کی ٹھوکر کا باعث بنو نہ یونانیوں کی نہ خدا کی کلیسیا کی۔ (۳۳) چنانچہ میں بھی سب باتوں میں سب کو خوش کرتا ہوں اور اپنا نہیں بلکہ بہتوں کا فائدہ ڈھونڈتا ہوں تاکہ وہ نجات پائیں۔ (۱) تم میری مانند بنو جیسا میں مسیح کی مانند بنتا ہوں *

اِن آیتوں کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ بتوں کے چڑھاوے کے گوشت میں کیا کیا خطرے ہیں اور اُس کو کس موقع اور کس ارادے سے کھا سکتے ہیں

گو کہ پولوس رسول تھا مگر پھر بھی وہ کرنتھی مسیحیوں کو اپنی دی ہوئی

تعلیم کے جانچنے سے اُن کو منع نہیں کرتا تھا۔ دیکھو آیت ۱۵۔ اُس سے یہ چاہا کہ وہ لوگ اُس کی باتوں کی سچائی کو ہر طرح دریافت کریں کیونکہ اُنھوں نے بھی روح القدس پائی تھی اور اُس کی ہدایت سے اُس کی تعلیم کو جانچ سکتے تھے۔ دیکھو باب ۲: ۱۲۔ کرنتھی مسیحی عقل میں کمزور تھے اسی واسطے پولوس کہتا ہے۔ میں تم کو عقلمند جان کر تم سے کلام کرتا ہوں جو میں کہتا ہوں وہ نہ صرف پاک کلام کی تعلیم کے مطابق ہے بلکہ عقل کے خلاف نہیں ہے ۔

"وہ برکت کا پیالہ" آیت ۱۶۔ یعنی عشائے ربانی کے ماننے میں جس پیالے پر برکت مانگی گئی تھی۔ چونکہ اسرائیلیوں میں عید فسح کے ماننے وقت پیالے پر برکت مانگی جاتی تھی اِس لئے وہ برکت کا پیالہ کہلاتا تھا ۔

"ہم برکت چاہتے ہیں" آیت ۱۶۔ یعنی عشائے ربانی کے ماننے وقت جیسے مسیح نے برکت چاہی "اور اسی طرح کھانے کے بعد پیالہ یہ کہکر دیا کہ یہ پیالہ میرے اُس خون میں نیا عہد ہے جو تمہارے واسطے بہایا جاتا ہے" لوقا ۲۲: ۲۰ ۔

"کیا مسیح کے خون کی شراکت نہیں" آیت ۱۶۔ عشائے ربانی کے پیالے سے پی کے ہم مسیح کی موت کو یاد کرتے ہیں کہ اُس نے ہمارے لئے اپنا لہو بہایا اور اُس کی موت کے مطلب کو سمجھتے اور اُس کو مان کے اُس کے فوائد میں شریک ہوتے ہیں ۔

"وہ روٹی جسے ہم توڑتے ہیں" آیت ۱۶۔ بزرگ کیلون نے اس سے یہ نتیجہ نکالا کہ مسیحی عشائے ربانی مانتے وقت ہر ایک آپ ہی اپنے لئے روٹی

سے ایک ٹکڑا توڑ کے کھائے ۔

اس آیت کے معنے یہ ہیں کہ عشائے ربانی میں پیالے سے پی کے اور روٹی توڑ کے اور اُس کو کھا کے ہم مسیح کی موت کو یاد کرتے اور اُس کے ساتھ ایک خاص طور سے شراکت پاتے اور یگانگت دکھاتے ہیں۔ اِس سے عشائے ربانی کی بڑی قدر اور اُس کے ماننے کی بڑی ضرورت ثابت ہوتی ہے۔ متی ۲۶: ۲۶-۲۹ ۔

"ہم جو بہت سے ہیں ایک بدن ہیں" آیت ۱۷۔ یعنی یہودی۔ یونانی آزاد۔ غلام وغیرہ لیکن مسیح میں ہو کے ایک ہی ہو گئے اور اُس پر ایمان لاکر آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ یگانگت اور میل رکھتے ہیں۔ جیسا کہ لکھا ہے کہ "کیونکہ تم سب اس ایمان کے وسیلے سے جو مسیح یسوع میں ہے خدا کے فرزند ہو۔ اور تم سب جتنوں نے مسیح میں شامل ہونے کا بپتسمہ لیا مسیح کو پہن لیا۔ نہ کوئی یہودی رہا نہ یونانی نہ کوئی غلام نہ آزاد نہ کوئی مرد نہ عورت کیونکہ تم سب مسیح یسوع میں ایک ہو" گلتیوں ۳: ۲۶-۲۸۔ جیسے ایک روٹی بہت دانوں سے بنتی اور ایک جسم بہت سے اعضا سے مرکب ہوتا ہے ویسے ہی کلیسیا بہت سے مسیحیوں کے ملنے سے بنتی ہے۔ اس یکتائی اور یگانگت کا ایک نشان یہ ہے کہ ہم سب عشائے ربانی میں ایک دوسرے کے ساتھ کھاتے اور پیتے ہیں۔ دیکھو آیت ۱۷۔ باب ۱۲: ۱۲۔ افسیوں ۴: ۴۔ گلتیوں ۳: ۲۸ کلسیوں ۳: ۱۵۔ یوحنا ۶: ۳۵-۵۸ ۔

ہم ایک ہی روٹی سے کھا کے ایک دوسرے کے ساتھ اپنے میل یگانگت کو دکھاتے اور یہ ظاہر کرتے ہیں کہ ہم ایک ہی زندگی کی روٹی کے باعث مسیح سے روحانی پرورش پاتے ہیں اور ہم سب ہمیشہ اپنی اندرونی

زندگی کو مسیح پر موقوف رکھتے ہیں۔ یوحنا ۱۵: ۱-۶۔ رومیوں ۱۲: ۵*

"جو جسم کے اعتبار سے اسرائیلی ہیں" آیت ۱۸ یعنی جو ابرہام کی اولاد و نسل سے ہیں۔ پولوس اسرائیلیوں کی قربانیوں سے یہ بات ظاہر کرتا ہے کہ جو اسرائیلی قربانگاہ پر چڑھائے ہوئے گوشت کو کھاتا ہے وہ گویا قربانگاہ کو بھی مانتا ہے اور اسرائیل کے خدا کی بھی بندگی کرتا تھا۔ اس سے یہ نتیجہ پولوس نے نکالا کہ جو بُت کے سامنے چڑھائے ہوئے گوشت کو کھاتا تھا وہ بُت کو مانتا تھا اِس لئے ایسا گوشت کھانا بے جا اور نامناسب تھا۔ دیکھو آیت ۱۸۔ متی ۲۳: ۲۰۔ رومیوں ۴: ۱ و ۱۲ عبرانیوں ۱۳: ۱۰۔ احبار ۷: ۱۵ و ۸: ۳۱۔ استثنا ۱۲: ۱۸ و ۱۲: ۱۱*

اگرچہ بُت کوئی چیز نہیں اور اُن کی قربانی بھی کچھ حقیقت نہیں رکھتی لیکن پھر بھی جو کوئی اُن کے سامنے جھکے یا جان بوجھ کے اور آگاہی پا کے اُن پر کی قربانی کھائے تو وہ شیطان کو مانتا اور اُس کی پرستش میں شریک ہوتا ہے آیت ۱۹ و ۲۰۔ اگرچہ زیوس۔ ہارمز۔ وینس۔ مارز وغیرہ (Zeus، Mars ، Venus ، Harmes) جو یونانی دیوی دیوتا تھے درحقیقت کچھ چیز نہیں تھے مگر پھر بھی اُن کے سامنے جھکنا یا اُن پر کا چڑھایا ہوا گوشت کھانا یا کسی اور طرح سے اُن کی خاطر کرنا شیطان کی پرستش و فرمانبرداری کرنا تھا اِس واسطے کہ یہ ساری واہیات اور بے بنیاد پرستشیں اُسی کی چالاکی اور چترائی سے جاری کی گئی ہیں۔ شیطان سارے جھوٹ فریب کا بانی ہے وہ خدا کا مخالف ہو کے بنی آدم کو فریب دیتا اور بُتوں کی پرستش کرا کے اُن کو خدا سے جدا کرتا اور اپنی طرف رجوع کرتا ہے اِس لئے پولوس کہتا ہے کہ تم بُت پرستوں کی قربانیاں کھا کے شیاطین

کے شریک ہوتے ہو۔ آیت ۱۹: ۲۰*

"وہ نہ کہ خدا کے لئے" یہ جملہ (آیت ۱۹) پولوس کے اوپر کے قول کو صحیح ٹھیراتا ہے۔ بُت پرستوں کی قربانیاں سچے زندہ خدا کے لئے نہیں گذرانی جاتیں اِسی سبب سے وہ خدا کو مقبول نہیں ہوتیں۔ اِس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ جو پرستش بُت پرست کرتے ہیں اُس میں بہت کچھ شیطان کی طرف سے ایجاد اور جاری کی گئی ہے۔ اُس نے اپنے کسی مطلب سے خدا کی مخالفت کے لئے اُس کو ایجاد اور جاری کیا ہے۔ لہذا سچے زندہ خدا کی بندگی کو چھوڑ کے ہر قسم کی اور پرستش کو شیاطین کی پرستش سمجھنا چاہئے اور جو کوئی ایسی پرستش کی خاطر کرے وہ خدا کی مخالفت کرتا اور شیطان کے ساتھ شراکت رکھتا ہے۔ اگر کوئی اعتراض کرے جیسا کہ بعض کرنتھی کرتے تھے کہ جب بُت اور مورت کوئی چیز نہیں ہیں اور اُن کی قربانی بھی کچھ نہیں ہے تو اُن کے چڑھاوے کے گوشت کھانے میں کیا نقصان ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگرچہ فی الواقعی بُت کوئی چیز نہیں اور اُس کی قربانی بھی ہیچ ہے لیکن چونکہ بُتوں کے عابد شیاطین سے شراکت رکھتے ہیں لہذا اُن پر کی چڑھی ہوئی چیزوں کا کھانا مناسب نہیں۔ آیت ۲۰۔ استثنا ۳۲: ۱۷۔ یسعیاہ ۴۴: ۱۱۔ ہوسیع ۴: ۱۷۔ زبور ۹۶: ۵ و ۱۰۶: ۳۷۔ یوحنا ۱۲: ۳۱۔ لوقا ۴: ۶ و ۱ تیمتھیس ۴: ۱۔ مکاشفہ ۹: ۲۰ و ۲: ۲

کوئی شخص دو مالکوں کی خدمت نہیں کر سکتا۔ کوئی خداوند اور شیطان دونوں کو خوش نہیں کر سکتا۔ بعض کرنتھی مسیحیوں نے اپنے بُت پرست دوستوں کی خاطر کرنی چاہی اور دوستی کی راہ سے کبھی کبھی اُن کے مندروں میں جاتے اور اُن کی ناجائز ضیافتوں میں شریک ہوتے تھے۔ اِس لئے پولوس

کہتا ہے کہ خداوند کے دسترخوان اور شیاطین کے دسترخوان دونوں میں شریک نہیں ہو سکتے۔ آیت ۲۱۔ خداوند کے دسترخوان سے عشائے ربانی مراد ہے اِس لئے ہم عشائے ربانی کو خداوند کا دسترخوان یا اُس کی میز کہتے ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ وہ اِس لئے خداوند کا دسترخوان یا میز کہلاتا ہے کہ پنتیکوست کے بعد مسیحی اپنے معمولی روزمرہ کے کھانے کے بعد عشائے ربانی کو مانتے تھے۔ اعمال ۲: ۴۶ +

آیت ۲۱ کے موافق بُت یا مورت کے سامنے کے چڑھائے ہوئے گوشت کا کھانا یا اُس کا پیالہ پینا اور شیاطین کے دسترخوان پر کھانا اور اُن کا پیالہ پینا دونوں ایک ہی بات تھیں۔ ایسی چیزوں کا کھانا اور پینا شیاطین کے ساتھ شراکت رکھنا ہے۔ ایسے سمجھے سے نفرت کرنا اور بھاگنا چاہئے تھا جیسا کہ پولوس دوسری جگہ میں فرماتا ہے کہ "بے ایمانوں کے ساتھ ناہموار جوئے میں نہ جُتو کیونکہ راستبازی اور بے دینی میں کیا میل جول؟ یا روشنی اور تاریکی میں کیا شراکت؟ مسیح کو بلی ایل کے ساتھ کیا موافقت؟ یا ایماندار کو بے ایمان سے کیا واسطہ اور خدا کے مقدس کو بُتوں سے کیا مناسبت ہے؟ کیونکہ ہم زندہ خدا کا مقدس ہیں۔ چنانچہ خدا نے کہا ہے کہ میں اُن میں بسوں گا اور اُن میں چلوں پھروں گا اور میں اُن کا خدا ہونگا اور وہ میری اُمت ہونگے۔ اِس واسطے خداوند فرماتا ہے کہ اُن میں سے نکل کر علیحدہ رہو اور ناپاک چیز کو نہ چھوؤ تو میں تم کو قبول کرونگا۔" ۲-کرنتھیوں ۶: ۱۴-۱۷۔ خروج ۲۰: ۴-۵ و ۳۴: ۱۴ و ۱۵ گنتی ۲۵: ۲-۵۔ زبور ۱۰۶: ۲۸ و ۲۹۔ یسعیاہ ۶۵: ۸ +

آیت ۲۲ میں پولوس استثنا ۳۲: ۲۱ کی طرف اشارہ کرتا ہے "اُنہوں

نے اُس کے سبب سے جو خدا نہیں مجھے غیرت دلائی۔ اور اپنی واہیات باتوں سے غصہ دلایا۔" پولوس کرنتھی مسیحیوں کو گویا اِس طرح آگاہ کرتا ہے کہ کیا تم اسرائیلیوں کا سا گناہ کرنا چاہتے ہو؟ کیا تم اُن کی مانند خدا کو غیرت دلانا چاہتے ہو؟ اگرچہ اُنہوں نے بُت پرستی کر کے خدا کا مقابلہ کیا لیکن اِس کا کیا انجام ہوا۔ چنانچہ لکھا ہے کہ "اُنہوں نے اپنے اونچے مکانوں کے سبب سے اُسے غضبناک کیا اور اپنی کھودی ہوئی مورتوں سے اُسکو غیرت دلائی۔ خدا یہ سُنکر غصہ ہوا اور اسرائیل سے نفرت کی۔" زبور ۷۸: ۵۸ و ۵۹۔ عبرانیوں ۳: ۱۲ و ۱۷۔ زندہ خدا کو چھوڑ کر مورت کی پرستش کرنا ایسا گناہ ہے جیسا کوئی عورت اپنے خصم کو چھوڑ کر دوسرے کی ہو جائے۔ اِس امر سے اُس کے خصم کے دل میں ایسی غیرت پیدا ہوتی ہے جو اُس کی برداشت سے باہر ہے۔ سو پولوس کرنتھی مسیحیوں کو آگاہ کرتا ہے کہ تم بُت پرستی کی خاطر کر کے زندہ خدا کو غیرت دلاتے ہو۔ اِس گناہ کے کرنے کے سبب سے تمہاری بے وقوفی ظاہر ہوتی ہے کیونکہ خداوند ہم سے ہزارہا درجے زورآور ہے۔ وہ ایک دم میں ہمیں ہلاک کر سکتا ہے۔ اے مسیحی بھائیو خبردار رہو ایسا نہ ہو کہ کوئی بھائی کسی دیوی دیوتا کا نام لے یا کسی مورت کے سامنے ہاتھ جوڑے اور جھکے یا کسی گھر میں کسی طرح کی بے جا پوجا ہونے دے یا بیاہ یا دفن کے وقت ہنود بھائیوں کی خاطر سے کوئی ایسی ناجائز رسم عمل میں لائے جو بُت پرستی سے ملتی ہو۔ حزقی ایل ۲۲: ۱۴ +

واضح ہو کہ کسی نے پولوس کی تعلیم مذکورہ پر اعتراض کیا تھا کہ جب حال کھانے پینے کی چیزیں نہ ہمیں خدا سے ملاتیں اور نہ اُس سے جدا کراتی اور نہ ہماری اندرونی حالت میں کچھ فرق پیدا کرتی ہیں تو سب چیزیں ہمارے

لئے روا ہیں جس چیز کو ہم چاہیں کھائیں اور جس چیز کو نہ چاہیں نہ کھائیں۔ کھانے کی چیزوں سے پرہیز کرنا نامناسب ہے۔ سو پولوس اس کا یہ جواب دیتا ہے کہ بالفرض اگر سب کچھ حلال بھی ہو تو بھی اس میں دو باتوں کا خیال رکھنا چاہئے۔ ایک یہ کہ جس چیز کو تم حلال اور روا کہتے ہو وہ موقع پر ہو۔ دوسرے یہ کہ وہ مسیحیوں اور کل کلیسیا کی ترقی کا باعث ہو۔ اگر اس چیز کے کھانے کے سبب سے جس کو تم حلال کہتے ہو کوئی بھائی ٹھوکر کھائے اور ہلاک ہو جائے تو کیا اُسکو فائدہ مند اور ترقی بخش کہنا جائز ہے؟ ہرگز نہیں۔ "پس ہم ان باتوں کے طالب رہیں جن سے میل ملاپ اور باہمی ترقی ہو۔ کھانے کی خاطر خدا کے کام کو نہ بگاڑ۔ ہر چیز پاک تو ہے مگر اس آدمی کے لئے بُری ہے جس کو اُس کے کھانے سے ٹھوکر لگتی ہے۔" رومیوں ۱۴: ۱۹ و ۲۰۔ "پس آئندہ کو ہم ایک دوسرے پر الزام نہ لگائیں بلکہ تم یہی ٹھان لو کہ کوئی اپنے بھائی کے سامنے وہ چیز نہ رکھے جو اُس کے ٹھوکر کھانے یا گرنے کا باعث ہو۔" رومیوں ۱۴: ۱۳ ٭

ہر ایک امر میں صرف یہی نہ پوچھنا چاہئے کہ آیا وہ میرے لیئے روا ہے بلکہ یہ بھی دریافت کرنا چاہئے کہ وہ اوروں کے فائدے اور ترقی کا بھی باعث ہے یا نہیں۔ ہم اس کسوٹی پر اپنے ہر ایک کام کو جانچ سکتے ہیں اگر ہمارا کوئی کام کسی کے نقصان یا ٹھوکر کا باعث ہو تو ہمیں اس سے باز آنا چاہئے ٭

"کوئی اپنی بہتری نہ ڈھونڈے بلکہ دوسرے کی۔" آیت ۲۴۔ یہ نہیں لکھا ہے کہ ہم بھائیوں یا دوستوں کی بہتری چاہیں بلکہ یہ کہ ایک دوسرے کی بہتری چاہیں خواہ وہ دوست ہو یا دشمن گھر کا ہو یا باہر کا۔ نہ صرف

اپنے ہی احوال پر نہیں بلکہ ہر ایک دوسروں کے احوال پر بھی نظر رکھے ویسا ہی مزاج رکھو جیسا مسیح یسوع کا بھی تھا۔" فلپیوں ۲: ۴ و ۵۔ رومیوں ۱۵: ۱-۳ ٭

چونکہ اس زمانے میں بتوں کے چڑھاوے کا گوشت بازار میں اکثر بیچا جاتا تھا اس سبب سے بعض مسیحی بازار کے گوشت سے پرہیز کرتے تھے ان کو خوف تھا کہ ایسا نہ ہو کہ جو گوشت وہ لیں وہ چڑھاوے کا ہو اس سبب سے اُن کو بہت تکلیف ہوتی ہوگی اور اُنہوں نے پولوس سے دریافت کیا ہوگا کہ جو گوشت بازار میں بکتا ہے کیا اس کی نسبت ہم قصائیوں سے پہلے دریافت کر لیا کریں کہ یہ گوشت بُت پر چڑھایا گیا ہے یا نہیں یا بغیر پوچھے مول لیں اور کھاویں؟ دیکھو آیت ۲۵۔ سو پولوس ان سے یہ کہتا ہے کہ تم قصائیوں سے کچھ نہ پوچھو کیا معلوم کہ وہ سچ کہینگے یا جھوٹ۔ شاید گوشت کے بکنے کے لالچ سے وہ جھوٹ بولیں اور کہیں کہ لو صاحب یہ ٹکڑا بُت پر چڑھایا نہیں گیا میں نے تم مسیحیوں کے لئے اس کو الگ کر رکھا ہے۔ تو کیا اُس کے اس کہنے پر اعتبار ہو جائیگا؟ ہرگز نہیں۔ اور نہ اس پوچھنے سے کچھ امتیاز ہو سکے گا کہ گوشت کے کون کون اور کتنے کتنے ٹکڑے بُت پر چڑھائے گئے ہیں۔ شک و شبہ اس سے نہ مٹیگا اور تمیز کو کچھ تسلی و اطمینان نہ ہوگا۔ اِس لئے پولوس ان کو یہ صلاح دیتا ہے کہ جو کچھ قصائیوں کی دُکانوں پر بکتا ہے سو کھاؤ اور دینی امتیاز کر کے کچھ نہ پوچھو ٭

گوشت کے حال کو قصائیوں سے یا کسی اور سے نہ پوچھنے کی ایک دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ یہ گوشت بلکہ کھانے کی کل چیزیں خدا کی دی

ہوتی ہیں ۔ اور خدا کی پیدا کی ہوئی ہر ایک چیز اچھی ہے اور انکار کے لائق نہیں اگر شکر کر کے کھائیں۔ اس واسطے کہ وہ خدا کے کلام اور دعا سے پاک ہوتی ہے" ۱-تیمتھیس ۴: ۴ و ۵۔

"زمین اور اُس کی معموری خداوند کی ہے" آیت ۲۶۔ زبور ۲۴: ۱۔ اسرائیلی کھاتے وقت یہ الفاظ شکریہ کے طور پر کہا کرتے تھے۔ سو پولوس کہتا ہے کہ قصائی سے گوشت مول لیتے اور اُس کو کھاتے وقت اپنی تمیز کو دق مت کرو اور اس بات کی فکر مت کرو کہ یہ گوشت چڑھایا گیا ہے یا نہیں بلکہ دستور کے مطابق یہ شکریہ ادا کر کے کھاؤ۔ خدا کے ہاتھ سے اپنا کل کھانا لو۔ بُت یا مورت کا خیال مطلق اپنے دل میں نہ آنے دو۔ گوشت وغیرہ بُت کا دیا ہوا نہیں ہے بلکہ خدا کا عنایت کیا ہوا ہے سو جس کا ہے اور جس سے انعام کے طور پر پایا اُسی کو یاد کرو اور اُسی سے برکت چاہو۔ متی ۱۵: ۱۱۔ رومیوں ۱۴: ۱۴۔ ططس ۱: ۱۵۔

اگر تمہارا کوئی دوست یا رشتہ دار جو ابتک مسیحی نہ ہوا ہو اپنے گھر پر کھانے کے لئے تم کو بلائے تو اس وجہ سے کہ وہ مسیحی نہیں ہے یا اس ڈر سے کہ شاید وہ بُت پر کے چڑھائے ہوئے گوشت کو دسترخوان پر رکھے اُس کے یہاں جانے سے انکار اور کھانے سے پرہیز مت کرو۔ دیکھو آیت ۲۷ جیسا قصائیوں سے یہ دریافت کرنے کی کچھ ضرورت نہیں ہے کہ آیا یہ گوشت چڑھایا گیا ہے یا نہیں ویسا ہی اپنے میزبان سے بھی نہ دریافت کرو بلکہ جو کچھ تمہارے سامنے وہ رکھ دے اُس کو کھا لو۔ پولوس یہاں غیر مسیحی دوست کے گھر پر دعوت کھانے کے لئے جانے کی اجازت دیتا ہے لیکن بُت خانے میں جانے اور

وہاں کھانے کی اجازت نہیں دیتا بلکہ ایسی جگہ جانے کو منع کرتا ہے۔ دیکھو باب ۸: ۱۰۔

آیت ۲۷ سے ذیل کے تین نتیجے نکلتے ہیں (۱) پولوس کے زمانے میں ذات کی کچھ پابندی نہ تھی۔ مسیحی اور غیر مسیحی ساتھ کھا سکتے بلکہ کھاتے بھی تھے۔ (۲) مسیحیوں کو غیر مسیحیوں کے گھر جانا اور اُن کے ساتھ کھانا کھانا منع نہیں ہے۔ خداوند یسوع مسیح خود فریسیوں کے گھر جاتا اور اُن کے یہاں کھانا کھاتا تھا۔ متی ۹: ۱۱۔ لوقا ۵: ۳۰؛ ۱۹: ۷۔ (۳) کھانے پینے کی چیزوں کی نسبت بہت تفتیش کرنے سے کچھ فائدہ نہیں ہوتا بلکہ ایسی باتوں میں زیادہ دینی امتیاز کرنے سے تمیز کو ناحق دقت ہوتی ہے لوقا ۱۰: ۷۔

"اگر کوئی تم سے کہے" آیت ۲۸۔ یعنی اگر کوئی مسیحی بھائی جو تمہارے ساتھ دسترخوان پر بیٹھا ہو تم کو آگاہ کرے کہ یہ گوشت بُتوں کی قربانی کا ہے تو اس کے ضعیف دل کو اس گوشت کے کھانے سے چوٹ نہ پہنچاؤ کیونکہ اگر تم اس آگاہی کے بعد اُسکو کھاؤ گے تو یا تو تمہارا اُس گوشت کا کھا لینا اُسے بالکل ناگوار ہوگا یا تم کو کھاتے دیکھ کر وہ بھی دلیر ہو کے اُسے کھا لیگا۔ اگرچہ اُس کا دل اُس کو ملامت کرتا ہوگا اور اس طور سے اُس کے ایمان میں خلل آئیگا اور اُس کی تمیز بگڑ جائیگی۔ دیکھو باب ۸ آیت ۷۔ بعض یہ سمجھتے ہیں کہ لفظ کوئی سے (آیت ۲۸) غیر مسیحی کی طرف اشارہ ہے یعنی اگر کوئی غیر مسیحی تم کو بت کی قربانی کا گوشت کھاتے دیکھ کے یہ نتیجہ نکالے کہ یہ مسیحی بُت پرستی سے نفرت نہیں کرتا کیونکہ بُتوں کی قربانی کا گوشت کھاتا ہے تو تم اُس گوشت کو نہ کھاؤ۔ بہرحال جب کوئی شخص چاہے وہ مسیحی ہو

یا غیر مسیحی تم کو جتادے کہ یہ گوشت بتوں کی قربانی کا ہے تو تم اُسے مت کھاؤ کسی کو ٹھوکر نہ کھلاؤ کسی صورت سے بُت پرستی کی خاطر نہ کرو صرف اپنی تمیز کا خیال نہ کرنا چاہیئے بلکہ اَوروں کی تمیز کا بھی لحاظ رکھنا چاہیئے اگرچہ بتوں کی قربانی کھانے میں کچھ گناہ بھی نہیں ہے لیکن دوسروں کا لحاظ کرکے اس سے پرہیز کرنا بہتر ہے۔

"بھلا میری آزادی دوسرے شخص کے امتیاز (Conscience) سے کیوں پرکھی جائے"؟

آیت ۲۹- یعنی کھانے پینے کی چیزوں میں ہر مسیحی کو آزادگی ہے کوئی شخص اپنی سمجھ اور تمیز کے مطابق اوروں کی آزادگی کو اپنے بس میں نہیں کرسکتا۔ لیکن دوسروں کے فائدے کے لئے اپنی آزادگی کو ترک کرسکتا ہے اور ایسا کرنا ہم پر واجب اور خدا کو پسند ہے۔ پولوس آیت ۲۹ میں دو باتیں کہتا ہے (۱) یہ کہ ہم اوروں کی تمیز کا لحاظ کریں (۲) یہ کہ کوئی شخص دوسرے کی آزادگی میں خلل نہ ڈالے "مجھے معلوم ہے بلکہ خداوند یسوع میں مجھے یقین ہے کہ کوئی چیز بذاتہ حرام نہیں لیکن جو اس کو حرام سمجھتا ہے اُس کے لئے حرام ہے۔ اگر تیرے بھائی کو تیرے کھانے سے رنج پہنچتا ہے تو پھر تو محبت کے قاعدے پر نہیں چلتا جس شخص کے واسطے مسیح موا اُس کو تو اپنے کھانے سے ہلاک نہ کر۔ پس تمہاری نیکی کی بدنامی نہ ہو کیونکہ خدا کی بادشاہت کھانے پینے پر نہیں بلکہ راستبازی اور میل ملاپ اور اس خوشی پر موقوف ہے جو روح القدس کی طرف سے ہوتی ہے۔ اور جو کوئی اس طور سے مسیح کی خدمت کرتا ہے وہ خدا کا پسندیدہ اور آدمیوں کا مقبول ہے" رومیوں ۱۴: ۱۴-۱۸۔

آیت ۳۰ کو آیت ۲۶ کی تفسیر سے مقابلہ کرو۔ یہ آیت ایک سوال کا جواب ہے جو کھانے کی نسبت کیا گیا ہے اور وہ یہ ہے کہ جب میں کھانے کو خدا کی دی ہوئی نعمت سمجھتا اور کھاتے وقت اُس کا شکر ادا کرتا ہوں جیسا کہ ۱ تمتھیس ۴: ۵ میں ہے تو ایسی چیز کے کھانے سے کہ جس پر اس کا شکر ادا کیا گیا میں کیوں بدنام کیا جاتا اور بُت پرستوں میں شمار کیا جاتا ہوں؟ سو اس سوال کا جواب پولوس آیت ۳۱ میں دیتا ہے۔ پس تم کھاؤ یا پیو یا جو کچھ کرو سب خدا کے جلال کے لئے کرو آیت ۳۱۔

پولوس سوال مذکورہ کا یہ جواب دیتا ہے کہ ہاں کھاؤ پیو جیسا چاہتے ہو بشرطیکہ تمہارے کھانے پینے سے خدا کے جلال میں کچھ خلل نہ آئے میں جانتا ہوں کہ تم چاہتے ہو کہ تمہاری آزادگی کو خلل نہ پہنچے اور اس کی حد نہ ہو سو میں بھی اس کو اپنے بس میں نہیں لانا چاہتا لیکن تو بھی تم کو نہ صرف اپنی آزادگی کا خیال رکھنا چاہیئے۔ بلکہ اس بات کی بھی لحاظ رکھنا چاہیئے کہ آیا اُس کھانے پینے سے خدا کا جلال بھی ظاہر ہوگا یا نہیں اگرچہ کھانا پینا اپنے آپ میں کچھ نہیں ہے تو بھی کبھی کبھی اُس سے خدا کا جلال ظاہر ہوتا اور کبھی کبھی اُس سے اُس کی بدنامی بھی ہوتی ہے۔ تم اپنے کھانے پینے میں دریافت کرو کہ آیا خدا اُس کھانے سے خوش ہوگا یا ناخوش۔ آیا بھائیوں کو اُس سے فائدہ پہنچیگا یا نقصان۔ آیا اُس سے خدا کی تعریف ہوگی یا بدنامی کیونکہ ہم اس لئے پیدا ہوئے ہیں کہ خدا کا جلال ظاہر کریں۔ اگر ہم سے اُس کی تعریف نہیں ہوتی تو ہم اپنی پیدائش کی غرض کو پورا نہیں کرتے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ "تمہاری روشنی آدمیوں کے سامنے چمکے تاکہ وہ تمہارے نیک کاموں کو دیکھیں اور تمہارے باپ

کی جو آسمان پر ہے ستایش کریں"۔ متی ۵: ۱۶۔ یوحنا ۱۵: ۸۔ افسیوں ۵: ۲۰
فلپیوں ۴: ۲۰ کلسیوں ۳: ۱۷ و ۱ تھسلنیکیوں ۵: ۲۸۔ عبرانیوں ۱۳: ۱۵۔
کھانے پینے میں نہ صرف خدا کے جلال کا لحاظ کرنا چاہئے بلکہ غیر مسیحیوں
اور کلیسیا کی بہتری کا بھی۔ دیکھو آیت ۲۳۔ اگر ہمارے کسی قسم کے کھانے
پینے سے اُن کو نقصان یا وہ ہمارے سبب ٹھوکر کھائیں تو ہم خطاوار ہیں
ہم کسی کو حقیر نہ جانیں بلکہ سبھوں کی بہتری چاہیں چاہے وہ ہماری قوم
اور مذہب اور کلیسیا کے ہوں یا نہ ہوں چاہے وہ ہمارے مخالف ہی
کیوں نہ ہوں جیسے یہودی یا ہماری حقارت کرنے والے ہوں جیسے
یونانی یا کوئی کمزور و کم قدر بھائی ہو لیکن ہم سب ہی کی بہبودی اور بہتری
چاہیں ہم اُن کو ناحق ٹھوکر نہ کھلائیں۔ بے شک ہم کو مسیح مصلوب کی
تعلیم و منادی کرنی ہے گو کہ یہودی اور یونانی اس کے سننے سے ٹھوکر
کھائیں اور ناراض ہو جائیں تو بھی جہاں تک ہم سے ہو سکے وہاں تک
ہم اُن کے ٹھوکر کے باعث نہ ہوں خاص کر کھانے پینے کی چیزوں میں اُن
کو ٹھوکر نہ کھلائیں چنانچہ لکھا ہے کہ "تم بے الزام اور بے ریا ہو کے
ٹیڑھی ترچھی پُشت کے درمیان خدا کے بے عیب فرزند بنے رہو"
فلپیوں ۲: ۱۵ و ۱ تھسلنیکیوں ۴: ۱۲۔ رومیوں ۱۴: ۲۱۔

بزرگ آگسٹین کہتے ہیں کہ جب میری دیندار خدا پرست ماں شہر
ملین میں آئی تو اُس کو اس بات سے تعجب ہوا کہ وہاں کے مسیحی اتوار
کے روز روزہ نہیں رکھتے۔ اُس نے ایک بزرگ پادری امبروز نامے
سے کہا کہ جب میں روم میں رہتی تھی تو ہمیشہ اتوار کو روزہ رکھتی تھی لیکن
اب یہاں کیا کروں؟ آیا یہاں کے مسیحیوں کی مانند میں بھی روزہ نہ رکھوں

یا رومی مسیحیوں کے موافق روزے کی پابند رہوں؟ بزرگ امبروز نے جواب
دیا کہ اے بہن جب میں روم میں جاتا ہوں تو وہاں کے بھائیوں کی طرح
روزہ رکھتا ہوں اور جب یہاں رہتا ہوں تو یہاں کے بھائیوں کے
دستور کے مطابق اتوار کو روزہ نہیں رکھتا۔ الغرض ہر مسیحی ہر امر میں
چاروں طرف دیکھے اور لحاظ کرے ایسا نہ ہو کہ اُس کے نمونے سے کسی کو
نقصان پہنچے "تمہاری نیکی کی بدنامی نہ ہووے۔ پس ایسی باتوں کی کہ جن
سے صلح ہو اور ایک دوسرے کی ترقی ہو جائے پیروی کریں"۔ رومیوں ۱۴:
۱۶ و ۱۹۔ "ہم کسی کے ٹھوکر کھانے کے باعث نہیں ہوتے تاکہ یہ خدمت
بدنام نہ ہووے" ۲ کرنتھیوں ۶: ۳۔

جہاں تک پولوس سے ہو سکتا تھا وہاں تک وہ اپنی خوشی اور آرام کو
اس امید سے ترک کرتا تھا تاکہ بہتوں کو نجات ملے۔ وہ ہمیشہ اسی امید میں
اپنی زندگی گذارتا تھا۔ دیکھو باب ۹: ۱۹-۲۳۔

پولوس کے اس قول سے کہ میں سب باتوں میں سب کو راضی رکھتا
ہوں (آیت ۳۳) کوئی یہ نہ سمجھے کہ اُس نے لوگوں کے خوش کرنے کے
لئے حق بات کو بھی چھوڑ دیا یا صرف خوشامد اور چاپلوسی کے طور پر بے پروائی
کے ساتھ اُس نے حق بات کو ظاہر کیا ایسا ہرگز نہیں ہے۔ پولوس خوشامدی
آدمی نہیں تھا وہ کہتا ہے کہ "ہماری نصیحت گمراہی اور ناپاکی اور دغابازی
سے نہ تھی بلکہ جیسا خدا نے ہم کو مقبول جان کے انجیل کا امانت دار کیا
ویسا ہی ہم بولتے ہیں آدمیوں کو نہیں بلکہ خدا کو جو ہمارے دل آزماتا ہے
رضامند کرتے ہیں کہ ہم ہرگز خوشامد کی بات نہیں بولتے تھے جیسا تم جانتے ہو
نہ لالچ کا پردہ رکھتے تھے خدا گواہ ہے اور نہ آدمیوں سے نہ تم سے نہ دوسروں

سے عزت چاہتے تھے۔" دیکھو ۱ تھسلنیکیوں ۲: ۳-۶- وہ اُن مسیحیوں سے جو انجیل کی بنیادی باتوں کو اُلٹتے اور اُس کی باتوں کو لغو سمجھتے تھے بڑی سختی کے ساتھ بولتا ہے۔ چنانچہ وہ اُن سے کہتا ہے کہ "اگر کوئی تمہیں کسی دوسری انجیل کو سوائے اُس کے جسے تم نے پایا سُناوے وہ ملعون ہووے۔ کیا اب میں آدمیوں کو مناتا ہوں یا خدا کو۔ کیا میں آدمیوں کو خوش کرنا چاہتا ہوں؟ اگر میں اب تک آدمیوں کو خوش کرتا تو مسیح کا بندہ نہ ہوتا۔" گلتیوں ۱: ۹ و ۱۰۔ پولوس کے اِس کہنے کی غرض یہ ہے کہ کھانے پینے کی باتوں میں ہم اوروں کو راضی کریں نہ اپنے آپ کو۔ "ہر کوئی ہم میں سے اپنے پڑوسی کو اُس کی بھلائی کے واسطے خوش کرے تاکہ اُس کی ترقی ہو۔" دیکھو رومیوں ۱۵: ۲- فلپیوں ۲: ۴ و ۵ ۞

"تم میری مانند بنو جیسا میں مسیح کی مانند بنتا ہوں۔" باب ۱۱: ۱ یہ آیت باب ۱۰ کی آخری آیت ہونی چاہئے تھی۔ آیت ۳۳ میں پولوس نے اپنا نمونہ پیش کیا تھا۔ اُس نے کرنتھی مسیحیوں سے کہا تھا کہ کھانے پینے کی چیزوں میں میں صرف اپنا فائدہ نہیں چاہتا بلکہ اوروں کا بھی فائدہ ڈھونڈھتا ہوں۔ میں اوروں کو راضی رکھتا ہوں نہ کہ اپنے کو سو اس امر میں میں نہ صرف دوسروں کو نصیحت کرتا بلکہ آپ بھی اپنی نصیحت پر عمل کرتا ہوں۔ نصیحت کرنا آسان ہے یہ ہر شخص کہہ سکتا ہے مگر اُس کو اس طرح عمل میں لانا کہ خود ہی نمونہ بن جائے بے شک بہت مشکل ہے۔ پولوس اِس امر کی نسبت صرف نصیحت نہیں کرتا بلکہ خداوند یسوع مسیح کا نمونہ بھی پیش کرتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ مسیح میرے لئے نمونہ ہے وہ تمہارے لئے بھی نمونہ ہے۔ "وہ اِس لئے نہیں آیا کہ خدمت لے بلکہ خدمت کرے

اور اپنی جان بہتیروں کے لئے فدیہ میں دے۔" متی ۲۰: ۲۸- افسیوں ۵: ۲- رومیوں ۱۵: ۳- فلپیوں ۲: ۴ ۞

حاصل کلام

باب ۱۰ کی ۱۵ آیت سے ۱۱ باب کی آیت ۱ تک

۱- ہر ایک بات کو ماننے سے پہلے جانچنا چاہئے کہ آیا وہ خدا کی رضی کے مطابق ہے یا نہیں تب اُس سے ہم روحانی فائدہ اُٹھا سکینگے پاک کلام کو بھی غور اور سمجھ کے ساتھ پڑھنا چاہئے اور اُس کی تعلیم کا جو ایک باب یا خط میں ہے دوسرے باب یا خط کی تعلیم سے مقابلہ کرنا چاہئے تب اُس کے معنی ٹھیک ٹھیک نکلینگے۔ دیکھو آیت ۱۶

۲- کسی قسم کی بُت پرستی کرنا یا کسی طرح سے اُس کی خاطر کرنا بیجا اور منع ہے۔ دیکھو آیت ۱۵ سے ۲۱- خروج ۲۰: ۲ و ۳- استثنا ۵: ۷- رومیوں ۱: ۱۸-۲۵ ۞

۳- سب طرح کی بُت پرستی شیطان کی ایجاد کی ہوئی ہے۔ دیکھو آیت ۲۱- بُت یا مورت درحقیقت کچھ شے نہیں ہے بلکہ شیطان کے بہکانے سے آدمی کے بنائے ہوئے ہیں۔ زبور ۱۱۵: ۴-۸- رومیوں ۱: ۱۸-۲۴ ۞

۴- محبت کی پرستش چاہے کیسی ہی صدق دلی سے کی جائے اور اُس پر قربانیاں چاہے کیسی ہی نیک نیتی سے گذرانی جائیں مگر پھر بھی خدا کو ناپسند اور نامنظور ہیں۔ ہم کو بُت پرستی کو یوں سمجھنا چاہئے کہ بُت اور اُس کی ساری پوجا پاٹ وغیرہ باطل اور خدا کو نامقبول ہے

آیت ۲۰۔ استثنا ۷: ۲۵ و ۱۶: ۲۲۔ یرمیاہ ۴۴: ۴۔ یسعیاہ ۶۵: ۳ +

۵۔ ہر امر میں دو باتوں کا خیال رکھنا چاہئیے۔ اول دوسروں کے فائدے کا۔ دوسرے کلیسیا کی ترقی کا۔ دیکھو آیات ۲۳ و ۲۴ +

۶۔ صرف یہی کافی نہیں ہے کہ ہم اپنے اعمال کی نسبت یہ جانیں کہ وہ روا یا ناروا ہیں بلکہ اُس کی ظاہری صورت پر بھی لحاظ کرنا چاہئیے کیونکہ ممکن ہے کہ جو اعمال درحقیقت اچھے ہوں وہ بھائیوں کی نظر میں اُن کی کم اعتقادی اور کمزوری کے سبب بُرے معلوم ہوں لہٰذا ہر امر میں نہ صرف یہ دریافت کرنا چاہئیے کہ آیا خدا اس کو منع کرتا ہے یا نہیں بلکہ یہ بھی دریافت کرنا چاہئیے کہ مسیحی بھائی اور باہر والے اس سے کیا نتیجہ نکالینگے۔ ہم کو صرف خدا ہی کی نظر میں نیک نام ہونے کا مشتاق نہ رہنا چاہئیے بلکہ اس کا بھی خیال رکھنا چاہئیے کہ ہم نہ یہودیوں کی ٹھوکر کے باعث ہوں اور نہ یونانیوں اور نہ خدا کی کلیسیا کے۔ دیکھو آیت ۳۲ +

۷۔ چھوٹی چھوٹی باتوں میں بھی خدا کو یاد کرنا چاہئیے۔ ہم روز مرہ کھانے میں خدا کی بندگی و خدمت کر سکتے ہیں۔ ہم کو اس قدر کھانا چاہئیے کہ جس سے بھوک رفع ہو جائے اس لئے نہ زیادہ کھانا چاہئیے نہ کم۔ کھاتے وقت بھائیوں اور باہر والوں کا خیال بھی رکھیں کہ کسی کو اس سے ٹھوکر نہ لگے۔ دیکھو آیات ۲۴ و ۳۱ +

۸۔ ہمیں نہ صرف مسیح کو اپنے اور دوسروں کے لئے نمونہ بنانا چاہئیے بلکہ ہم خود اس قدر مسیح کے نمونے پر چلیں کہ مثل پولوس کے ہم اوروں کے لئے نمونہ بن جائیں۔ کیونکہ اگر ہم خود ہی مسیح کے

نمونے پر نہیں چلتے تو ہماری تعلیم و نصیحت بے کار اور دوسروں کے دل پر باطل و بے تاثیر ٹھہریگی۔ ہمارے نمونے اور نصیحت میں موافقت ہونی چاہئیے ورنہ نصیحت سے کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ دیکھو باب ۱۱: ۱۔ فلپیوں ۳: ۱۷ و ۱۔ تھسلنیکیوں ۱: ۶ و ۲۔ تھسلنیکیوں ۳: ۹

گیارھواں باب

چونکہ اس باب کی پہلی آیت دسویں باب کی آخری آیت سے تعلق رکھتی تھی لہٰذا اُس کی تفسیر اُسی باب کے آخر میں شامل کی گئی +

آیات ۲۔۱۶۔ (۲) میں تمہاری تعریف کرتا ہوں کہ تم ہر بات میں مجھے یاد رکھتے ہو اور جس طرح میں نے تمہیں روایتیں پہنچا دیں تم اُسی طرح اُن کو برقرار رکھتے ہو۔ (۳) پس میں تمہیں آگاہ کرنا چاہتا ہوں کہ ہر مرد کا سر مسیح اور عورت کا سر مرد اور مسیح کا سر خدا ہے۔ (۴) جو مرد سر ڈھانکے ہوئے دعا یا نبوت کرتا ہے وہ اپنے سر کو بے حرمت کرتا ہے (۵) اور جو عورت بے سر ڈھانکے دعا یا نبوت کرتی ہے وہ اپنے سر کو بے حرمت کرتی ہے کیونکہ وہ سر منڈی ہوئی کے برابر ہے۔ (۶) اگر عورت اوڑھنی نہ اوڑھے تو بال بھی کٹائے۔ اگر عورت کا بال کٹانا یا سر منڈانا شرم کی بات ہے تو اوڑھنی اوڑھے۔ (۷) البتہ مرد کو

سر اور مالک ہے کیونکہ خدا نے وہ سب کچھ اُس کے پاؤں تلے کر دیا اور
اُس کو کلیسیا کے لئے سب کا سر بنا دیا۔" افسیوں ۱: ۲۲ و ۴: ۱۵ و کلسیوں
۱: ۱۸ و ۲: ۱۹÷

"**عورت کا سر مرد ہے**،" آیت ۳۔ جیسا مسیح کلیسیا کا سر ہے ویسا
ہی شوہر بیوی کا سر ہے جس طرح مرد مسیح پر ایمان لا کر اور اُس کے نام سے
بپتسمہ پا کر علانیہ اُس کو اپنا سر اور مالک قرار دیتا ہے اُسی طرح عورت کسی مرد
کے ساتھ بیاہ کر کے اُس مرد کو اپنا سر قرار دیتی ہے وہ اُس وقت سے
دوسرے کے بس میں ہو جاتی اُس کا بدن اور اُس کا مال دوسرے کا
ہو جاتا اُس کا نام اُسی وقت سے بدل جاتا اُس وقت سے اُس کے ماں
باپ کا اختیار اُس پر سے جاتا رہتا ہے اس لئے پولوس فرماتا ہے کہ
"اے بیویو اپنے شوہروں کی ایسی تابع رہو جیسے خداوند کی کیونکہ شوہر
بیوی کا سر ہے۔ جیسے کہ مسیح کلیسیا کا سر ہے اور وہ خود بدن کا بچانے
والا ہے لیکن جیسے کلیسیا مسیح کی تابع ہے ویسے بیویاں بھی ہر بات
میں اپنے شوہروں کے تابع ہوں۔" افسیوں ۵: ۲۲-۲۴۔ واضح ہو کہ اگرچہ
شوہر خدا کے انتظام سے اپنی بیوی کا سر ہے اور بیوی اُس کے بس میں
ہے تو بھی شوہر لونڈی کی طرح سے بیوی کے ساتھ سلوک نہ کرے کیونکہ یہ
بالکل بے جا اور منع ہے بلکہ جیسا اپنے بدن کے ساتھ سلوک کرتا ہے ویسا
ہی اپنی بیوی کے ساتھ بھی برتاؤ کرے۔ دیکھو بدن اگرچہ سر کے بس میں
ہے تو بھی سر اُس سے ناحق کوئی کام نہیں لیتا اور بے فائدہ اُس کو تکلیف
نہیں دیتا بلکہ ہر طرح سے اُس کی خاطر کرتا اور ہر صورت سے اُسکو آراستگی
و آرائش بخشتا ہے جب شوہر بیوی کے ساتھ اُسی طرح سلوک کریگا جیسے

اپنے بدن کے ساتھ کرتا ہے تب نہایت خوشی سے عورت اپنے مرد کی
ہر ایک بات مانیگی اور اُس کی عزت کریگی۔ "اے شوہرو اپنی بیویوں سے
محبت رکھو جیسا کہ مسیح نے بھی کلیسیا سے محبت کر کے اپنے آپ کو اُس
کے واسطے موت کے حوالے کر دیا۔ اسی طرح شوہروں کو لازم ہے کہ اپنی
بیویوں سے اپنے بدن کی مانند محبت رکھیں۔ جو اپنی بیوی سے محبت
رکھتا ہے وہ اپنے سے محبت رکھتا ہے۔" افسیوں ۵: ۲۵ و ۲۸ و
۱ تمتھیس ۲: ۱۱ و ۱۲ و ۱ پطرس ۳: ۱ و ۵ و ۶۔ پیدائش ۳: ۱۶÷

"**اور مسیح کا سر خدا ہے**،" آیت ۳۔ اس خط کے باب ۳: ۲۳
و ۸: ۶ و ۱۵: ۲۸ کی تفسیر سے مقابلہ کرو۔ اس کے معنے یہ ہیں کہ جس
طرح خدا کو یہ پسند آیا کہ کلیسیا کی نجات و ترقی کے لئے ہر ایک مسیحی کا سر مسیح
ہو اور خاندان کی بہتری و ترقی کے لئے بیوی کا سر شوہر ہو اُسی طرح دنیا کی
بحالی اور بھلائی کے لئے مسیح کا سر خدا ہوا چنانچہ لکھا ہے کہ وہ اندیکھے
خدا کی صورت اور تمام مخلوقات سے پہلے مولود ہے کیونکہ اُسی میں
ساری چیزیں پیدا کی گئیں۔ آسمان کی ہوں یا زمین کی۔ دیکھی ہوں
یا اندیکھی۔ تخت ہوں یا ریاستیں۔ یا حکومتیں یا اختیارات ساری چیزیں
اُسی کے وسیلے سے اور اُسی کے واسطے پیدا ہوئی ہیں اور وہ سب
چیزوں سے پہلے ہے اور اُسی میں ساری چیزیں قائم رہتی ہیں اور وہی
بدن یعنی کلیسیا کا سر ہے۔ وہی مبدا ہے اور مُردوں میں سے جی اُٹھنے
والوں میں پلوٹھا تاکہ سب باتوں میں اُس کا اول درجہ ہو۔ کیونکہ باپ کو یہ
پسند آیا کہ ساری معموری اُسی میں سکونت کرے اور اُس کے خون کے
سبب جو صلیب پہ بہا صلح کر کے سب چیزوں کا اُسی کے وسیلے سے اپنے

ساتھ میل کرے خواہ وہ زمین کی ہوں خواہ آسمان کی،" کلسیوں ۱: ۲۰۔ فلپیوں ۲: ۶-۱۱۔

آیت تیسری سے صاف یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ساری خلقت درجہ بدرجہ سلسلے وار پیدا کی گئی ہے اور اس زمانے میں بھی ہر ایک کو چاہیے وہ مرد ہو یا عورت مسیحی ہوگیا ہو یا غیر مسیحی جدا جدا کام اور رتبہ عنایت کیا گیا ہے خاندان کی پائیداری اور کلیسیا کی نجات اور دنیا کی بھلائی اس بات پر موقوف ہے کہ ہر شخص اپنے درجے اور لیاقت کے موافق باخوشی کام کرے۔ اے مسیحی بھائیو اور بہنو خدا کا انتظام کیا ہی عجیب اور فضل بخش ہے۔ کاشکہ ہم سب چاہے شوہر ہوں یا بیوی بیٹے ہوں یا بیٹیاں۔ خدا نے جس درجے میں یا جس کے بس میں ہم کو رکھا ہو۔ خدا کے انتظام کے موافق کام کریں۔

یہودیوں کا دستور تھا کہ وہ لوگ اپنے تئیں خدا کے حضور شرمندہ اور عاجز ظاہر کرنے کے لئے بغیر سر ڈھانپے دعا نہیں مانگتے تھے وہ اس کو دیکھنے کے لائق نہیں تھے۔ رومی بھی یہودیوں کی طرح منہ ڈھانپ کے دعا مانگتے تھے مگر یونانی منہ کھول کے اپنے مذہبی رسم و رواج کو ادا کرتے تھے۔ مسیحی بھی پولوس کے زمانے سے منہ کھول کے دعا مانگتے اور بندگی کرتے ہیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ اب شرم اور ڈر کے ساتھ دعا نہیں مانگتے وہ غلام کے طور پر مجرم کی طرح خدا کے سامنے نہیں حاضر ہوتے بلکہ عزیز بیٹے بیٹیوں کی مانند خوشی اور شکرگذاری کے ساتھ خدا کے حضور میں حاضر ہوکر دعا مانگتے اور بندگی کرتے ہیں۔ آیت ۴ و ۲ کرنتھیوں ۳: ۱۸۔ گلتیوں ۴: ۶ و ۷۔

"جو مرد نبوت کرتا ہے۔" آیت ۴۔ نبوت سے خدا کی طرف سے کچھ بولنا مراد ہے۔ اگرچہ نبوت کرنے کے معنی پیش خبری کرنے کے بھی ہیں لیکن اس کے ٹھیک معنی یہ ہیں کہ کوئی خدا کی روح سے کچھ پیغام پا کے بولے اور دوسروں پر اس کا اظہار کرے۔ دیکھو باب ۱۲: ۱۰۔

"وہ اپنے سر کو بے حرمت کرتا ہے۔" آیت ۴۔ بعض سمجھتے ہیں کہ اس جملے میں سر سے مسیح مراد ہے یعنی خدا کے نزدیک کلیسیا کے اندر صرف ایک ہی سر ہے یعنی مسیح۔ پس اگر کلیسیا کے اندر کوئی مسیحی اپنا سر ڈھانپے تو وہ گویا مسیح کے سوا کسی دوسرے کو اپنا سر قرار دیتا اور مسیح کو جو اس کا سر ہے بے حرمت کرتا ہے۔ کلیسیا میں سر ڈھانپ کے بیٹھنا اس بات پر گواہی دیتا ہے کہ ہم کسی آدمی کے بس میں ہیں اور سر کھلا رکھنا اس بات کی دلالت کرتا ہے کہ مسیح کے سوا ہمارا کوئی دوسرا سر نہیں ہے۔ جماعت کے وقت سر ڈھانپ کر بیٹھنا عورتوں کے واسطے مخصوص ہے تاکہ معلوم ہو کہ یہ عورت اپنے شوہر کے بس میں ہے۔ پس اس لحاظ سے بھی عبادت کے وقت مردوں کو سر نہ ڈھانپنا چاہیے کیونکہ یہ عورت کا نشان ہے۔

بعض یہ گمان کرتے ہیں کہ اس دوسرے جملے کے لفظ سر سے مرد کا سر مراد ہے یعنی جو مرد اپنے درجے اور رتبے کے لائق کپڑا نہیں پہنتا وہ اپنے کو بے حرمت کرتا ہے۔ بندگی کے وقت سر ڈھانپنا صرف عورتوں کو زیبا ہے اس لئے کہ یہ ان کے واسطے کسی مرد کے اختیار میں ہونے کا نشان ہے مگر مرد کے لئے یہ بے حرمتی کا باعث ہے۔ غرضیکہ خدا نے جو کچھ اپنے انتظام سے پاک کلام میں پوشاک کی نسبت ہمارے واسطے مقرر کیا ہے اسی کے مطابق ہمیں پہننا چاہیے۔ لہذا مرد کو عورت کی

پوشاک پہننا نازیبا اور بے حرمتی کا باعث ہے اور عورت کو مرد کی پوشاک پہننا نامناسب اور بے حرمتی کا باعث ہے۔ ایسے امور میں خدا کے انتظام کو حقیر نہ جاننا چاہیئے "عورت مرد کا لباس نہ پہنے اور مرد عورت کی پوشاک نہ پہنے کیونکہ خداوند تیرا خدا اُن سب سے جو ایسا کرتے ہیں نفرت رکھتا ہے" استثنا ۲۲: ۵۔

اگر کوئی عورت مسیحی جماعت میں بغیر سر ڈھانپے عبادت کرے تو وہ اپنے سر کو یعنی اپنے شوہر کو بے حرمت کرتی ہے اِس لئے کہ عورت کا سر ڈھانپنا اِس بات کا نشان ہے کہ وہ اپنے شوہر کے بس میں ہے اور اِس نشان کے اُتارنے سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ گویا اپنے شوہر کے اختیار میں رہنے سے انکار کرتی ہے۔

"عورت کے بال کٹانا یا سر منڈانا شرم کی بات ہے" آیت ۶۔ یہ اُس زمانے میں کسبیوں کا نشان تھا۔ ایسی عورتوں کی جو بشرمنتقر کی گئی تھی کہ اُن کا سر منڈا دیا جاتا تھا اور چونکہ اُن کو کچھ لحاظ اور شرم نہیں تھی اس سبب سے وہ سر منڈائے ننگے سر مردوں کے سامنے بے دھڑک بیٹھتی تھیں۔ سو پولوس کہتا ہے کہ اگر کوئی عورت اپنے مرد کے بس میں رہنے کا ایک نشان اُتارتی ہے یعنی جماعت میں بغیر سر ڈھانپے بیٹھتی اور اپنی آزادی و خود اختیاری دکھاتی ہے تو بہتر ہے کہ وہ بے شوہر آزاد عورتوں کا دوسرا نشان بھی دکھائے یعنی اپنا سر بھی منڈائے۔

پولوس کے زمانے میں عورتوں کا اوڑھنی نہ اوڑھنا یا اُن کی چوٹی کاٹنا یا سر منڈانا اُن کی بے حرمتی کے نشانات تھے بلکہ یہ نشان غلاموں، کسبیوں، غمزدوں اور پست حالوں کے نشان تھے۔ استثنا ۲۱: ۱۲۔ سو پولوس طعنہ

کی راہ سے مسیحی عورتوں کو شرم دلاتا ہے کہ اے عورتو تم جو مسیحی جماعت میں مردوں کے سامنے بغیر سر ڈھانپے بندگی کرتی ہو تو اس سے تمہارا کیا مطلب ہے؟ کیا اِس طرح سے تم اپنی آزادی دکھانا چاہتی ہو یا اپنے کو بے شوہر کے ظاہر کرنا چاہتی ہو؟ اگر سر کھلا رکھنے سے تمہارا یہی مطلب ہے تو تم کو چاہیئے کہ اوڑھنی کے ساتھ اپنی چوٹی کو بھی الگ کرو کیونکہ چوٹی رکھنا پاک اور باحیا عورتوں کا نشان ہے۔ تم اپنی چوٹی بھی کٹواؤ اپنا سر منڈواؤ تاکہ سب لوگوں کو بخوبی معلوم ہو جائے کہ یہ عورت کسی کی نہیں ہے یہ اپنے بدن پر خود اختیار رکھتی ہے یہ کسی کو اپنا سر اور مالک نہیں سمجھتی یہ بالکل آزاد ہے یہ اپنی خوشی کے مطابق کر سکتی ہے یہ نہ خدا کے انتظام کو نہ کلیسیا کے درجوں کو اور نہ شوہر کے اختیار کو مانتی ہے کیونکہ یہ عام جماعت میں سر کھولے بغیر اوڑھنی کے بیٹھتی ہے۔ اِس طرح طعنہ زنی کر کے اور شرم دلا کے پولوس اُن کرنتھی مسیحی عورتوں کی نادانی اور بے شرمی کو دور کرنا چاہتا تھا جو کہ کلیسیا کی عام جماعت میں اپنی آزادی ظاہر کرنے یا اپنے شوہر کے ساتھ برابری کرنے کے لئے بن اوڑھنی اوڑھے یا بغیر سر ڈھانپے عبادت کرتی تھیں۔ آیت ۶۔

"مرد خدا کی صورت ہے" آیت ۷۔ "جس دن خدا نے آدم کو پیدا کیا خدا کی صورت پر اُسے بنایا" پیدائش ۱: ۲۶ و ۲۷ و ۵: ۱ و ۹: ۶۔

"اور اُس کا جلال ہے" آیت ۷۔ مرد سب چیزوں پر خدا کے حکم سے حاکم ٹھیرایا گیا۔ پس مسیحی جماعت میں مرد کسی مخلوق کے سامنے سر ڈھانپنا جو کہ محکومیت کا نشان ہے محض بے جا ہے کیونکہ اِس سے

حکومت کا نشان جاتا رہتا ہے۔ لہذا مرد کلیسیا کے اندر عورت کے سامنے سر ڈھانپے اور عورت کلیسیا میں اپنے سر کو ڈھانپے اس لئے کہ وہ خدا کے انتظام سے کلیسیا کی ترقی کے لئے بندوبست کرنے میں مرد کی نسبت محکوم ٹھہرائی گئی ہے۔ جو نسبت اور علاقہ مرد اور عورت کو مسیح کے ساتھ ہے اُس کا پولوس یہاں کچھ ذکر نہیں کرتا بلکہ صرف کلیسیا میں حکومت کی نسبت مرد اور عورت کا جو درجہ ہے اُسی کا بیان کرتا ہے مسیح کے آگے نجات کے بارے میں مرد اور عورت میں کچھ فرق نہیں بلکہ اِس امر میں اُس کے نزدیک دونوں برابر عزیز و مقبول ہیں لیکن کلیسیا کے انتظام و حکومت کے لئے خدا نے مرد ہی کو حاکم ٹھہرایا ہے لہذا کوئی عورت کلیسیا میں مردوں کے اوپر حکومت کرنے کا درجہ نہ پائے کیونکہ وہ اِس لئے پیدا نہیں ہوئی ہے +

"عورت مرد کا جلال ہے" آیت ۷۔ جس طرح مرد خدا سے اپنا اختیار و حکومت پاتا اور حکومت کے درجے میں ہو کر خدا کا جلال دکھاتا ہے ویسا ہی عورت مرد کا جلال ہے +

آیت آٹھویں میں اِس بات کا ثبوت ہے "اِس لئے کہ مرد عورت سے نہیں بلکہ عورت مرد سے ہے" یعنی عورت مرد کا جلال اِس لئے ہے کہ وہ مرد سے نکالی گئی ہے چنانچہ لکھا ہے "خداوند خدا نے اُس پسلی سے جو اُس نے آدم سے نکالی تھی ایک عورت بنا کے آدم کے پاس لایا۔ اور آدم نے کہا کہ اب یہ میری ہڈیوں میں سے ہڈی اور میرے گوشت میں سے گوشت ہے اِس سبب سے وہ ناری کہلاویگی کیونکہ وہ نر سے نکالی گئی" پیدائش ۲: ۲۲ و ۲۳ +

"اور مرد عورت کے لئے نہیں بلکہ عورت مرد کے لئے پیدا ہوئی" آیت ۹۔ عورت کی پیدائش کی غرض یہ تھی کہ وہ مرد کی مدد کرے نہ کہ وہ مرد کی مالک بن بیٹھے۔ پیدائش ۲: ۱۸-۲۵ و ۳: ۱۶۔ اِس لئے مناسب نہیں کہ عورت کلیسیا میں حاکمانہ طور سے بیٹھے یا حکومت کا نشان دکھائے یعنی اوڑھنی اُتار کے ننگے سر بیٹھے "اے بیبیو اپنے شوہروں کی ایسے تابع رہو جیسے خداوند کی۔ کیونکہ شوہر بیوی کا سر ہے جیسے کہ مسیح کلیسیا کا سر ہے اور خود بدن کا بچانے والا ہے۔ لیکن جیسے کلیسیا مسیح کے تابع ہے ویسے ہی بیویاں بھی ہر بات میں اپنے شوہروں کے تابع ہوں۔ اے شوہرو اپنی بیویوں سے محبت رکھو جیسے کہ مسیح نے بھی کلیسیا سے محبت کرکے اپنے آپ کو اُس کے واسطے موت کے حوالے کر دیا۔ اِسی سبب سے آدمی باپ سے اور ماں سے جدا ہو کر اپنی بیوی کے ساتھ رہیگا اور وہ دونوں ایک جسم ہونگے" افسیوں ۵: ۲۲ و ۲۳ و ۲۴ و ۲۵ و ۳۱ و ۱-تیمتھیس ۲: ۹-۱۳ +

"پس فرشتوں کے سبب سے عورت کو چاہئے کہ اپنے سر پر محکوم ہونے کی علامت رکھے" آیت ۱۰۔ یعنی پاک فرشتے مسیحیوں کی جماعت میں حاضر ہو کے اُن کی بندگی کو دیکھتے ہیں وہ مسیحیوں کی خدمت کے لئے بھیجے جاتے ہیں۔ عبرانیوں ۱: ۱۴۔ وہ ہماری بندگی و فرمانبرداری کو دیکھ کر بہت خوش ہوتے ہیں لوقا ۱۵: ۷-۱۰۔ وہ گواہ کے طور پر مثل ابر کے ہمیں آگھیرتے ہیں۔ عبرانیوں ۱۲: ۱ و واعظ ۵: ۶۔ لیکن جب وہ ہماری بندگی میں کوئی بات ناجائز اور نامناسب دیکھتے ہیں تو ناخوش اور رنجیدہ ہوتے ہیں۔ اِس سبب سے پولوس اُن مسیحی عورتوں کو جو جماعت

کے سامنے اوڑھنی نہیں اوڑھتیں یوں سمجھاتا ہے کہ اے عورتو اگر تم کو
مردوں کا کچھ لحاظ نہیں ہے یہاں تک کہ بازاری عورتوں کی مانند تم جماعت
کے سامنے اوڑھنی اتارتی ہو تو فرشتوں کا لحاظ تو کرو صرف مرد ہی تمہاری
بے شرمی و بے حیائی کو نہیں دیکھتے بلکہ پاک فرشتے بھی اس کو دیکھتے ہیں۔
انہی سے تم کچھ شرم کرو اور اپنے سروں کو ڈھانپو وہ تمہاری اطاعت و فرمانبرداری
کو دیکھ کر بہت خوش ہونگے۔ اے مسیحی بھائیو اور بہنو ہم فرمانبردار ہو کے
فرشتوں کو بھی خوشی پہنچا سکتے ہیں۔ نیک نمونے کی تاثیر آسمان سے اونچی
ہے۔ خلقت سے زیادہ لمبی چوڑی اور ہمیشہ تک قائم رہیگی۔ لوقا ۱۲: ۸۔
اتیمتھیس ۵: ۲۱۔ یسعیاہ ۶: ۳+

بعض خیال کرتے ہیں کہ "فرشتوں" سے کلیسیا کے واعظ و افسر مراد
ہیں۔ مکاشفہ ۲: ۱ و ۸ و ۱۲ و ۱۸ و ۳: ۱ و ۷ و ۱۴+

شاید کوئی شخص پولوس کی ان نصیحت کی باتوں کو پڑھ کے عورتوں کو حقیر
جاننے لگے اس لئے وہ آیت ۱۱ میں مرد اور عورت کی حقیقی یگانگت اور
موافقت کو ظاہر کرتا ہے تاکہ کوئی مرد عورت کو حقارت کی نظر سے نہ دیکھے۔
وہ دونوں ایک دوسرے کے لئے ضروری اور مفید ہیں بلکہ ایک دوسرے
کے محتاج ہیں۔ گو کہ عورت مرد سے پیچھے پیدا ہوئی اور اسی سے نکالی
گئی اور اسی کی مدد کے لئے ہے تو بھی وہ حقیر نہ گنی جائے+

"تاہم خداوند میں نہ عورت مرد کے بغیر ہے نہ مرد عورت کے بغیر" آیت ۱۱
یعنی خداوند کی مرضی کے مطابق مرد و عورت کا یہ رشتہ و علاقہ مقرر ہوا
ہے۔ اس سے خاندان کی تعریف ظاہر ہوتی ہے۔ مسیحی خاندان پر خدا کی
برکت نازل ہوتی ہے وہ اس سے بہت خوش ہے۔ کوئی خاندانی حالت

کو مجرد حالت سے کم قدر نہ جانے۔ زبور ۱۲۷: ۳-۵ و ۱۲۸: ۳-۶ و عبرانیوں ۱۳: ۴
آیت بارھویں میں اس بات کا ثبوت ہے کہ مرد اور عورت بہت سی باتوں
میں باہم ایک دوسرے کے محتاج ہیں+

"عورت مرد سے ہے" یعنی عورت مرد سے نکالی گئی ہے پیدایش
۲: ۱۸-۲۵+

"مرد بھی عورت کے وسیلے سے ہے" یعنی پیدایش کے
لحاظ سے+

"پر سب خدا سے ہیں" آیت ۱۲۔ مرد اور عورت کا درجہ بلکہ تمام
مخلوقات کا درجہ خدا کے انتظام سے مقرر ہوا ہے ہر ایک کے حقوق
و فرائض جدا جدا ہیں۔ جن میں غفلت کرنے سے خدا کے وسیع انتظام
میں خلل پہنچتا ہے۔ کیونکہ اسی سے ساری چیزیں جو آسمان و زمین پر ہیں
دیکھی اور ان دیکھی کیا تخت کیا حکومتیں کیا ریاستیں کیا اختیارات پیدا کی گئیں
ساری چیزیں اسی سے اور اس کے لئے پیدا ہوئیں اور وہ سب سے
آگے ہے اور اس سے ساری چیزیں بحال رہتی ہیں۔ کلسیوں ۱: ۱۶ و
۱۷۔ دیکھو رومیوں ۱۱: ۳۶+

آیات ۱۳ و ۱۴ اور پندرھویں کے پڑھنے سے صاف ظاہر ہے کہ
پولوس کے دنوں میں عورتوں کو بغیر سر ڈھانپے مسیحی جماعت میں خدا کی
بندگی کرنا نامناسب تھا اس لئے کہ ان کے سر کھلے رکھنے سے یہ بات
معلوم ہوتی تھی کہ وہ اپنے شوہروں سے آزاد تھیں۔ اور سر پر اوڑھنا
اس بات کا نشان تھا کہ وہ اپنے مردوں کے تحت میں تھیں۔ پس جو
عورت اوڑھنی اتارتی تھی وہ اپنے مرد کی ماتحتی سے انکار کرتی تھی اور

بازاری عورتوں کا طریقہ اختیار کرتی تھی جس طرح بازاری عورتیں اوڑھنی اُتار کے لوگوں پر اپنی آزادی ظاہر کرتی تھیں ویسا ہی وہ بھی اپنے کو آزاد ظاہر کرتی تھیں ۔

"کیا مناسب ہے" آیت ۱۳۔ یعنی جو دستور یا عادت یا کام انسانی اخلاق و شائستگی کے خلاف ہو اُس کا کرنا نامناسب ہے۔ پس عورت کو کسی جماعت میں بغیر سر ڈھانپے عبادت کرنا عام طبیعت کے خلاف ہے اور جو کچھ عام طبیعت کے خلاف ہے وہ سب نامناسب اور نازیبا ہے ۔

"کیا تم کو طبعی طور پر بھی معلوم نہیں" آیت ۱۴۔ یعنی طبیعت سے سیکھنا چاہیئے۔ جو دستور طبیعت کے خلاف ہو اُس کو کرنا نامناسب ہے۔ خدا نہ صرف اپنے پاک کلام اور روح القدس کے ذریعے سے ہم کو تعلیم دیتا ہے بلکہ طبیعت کے ذریعے سے بھی وہ ہمیں ہدایت کرتا ہے۔ وہ خود طبیعت کا پیدا کرنے والا ہے پس جو بات اُس نے طبیعت میں پیدا کی اُس کے خلاف کرنا اُس کو ناپسند ہے۔ مثلاً ننگا یا ادھ ننگا چلنا پھرنا چونکہ انسانی طبیعت کے خلاف ہے لہذا خدا کو بھی ناپسند ہے اور ہم کو بھی ایسے لوگوں کی تعظیم یا مدد کرنا بےجا ہے۔ اور چونکہ طبعی طور سے عورتوں کے لمبے بال دئے گئے ہیں لہذا مانو کہ خدا اُن کو لمبے بال رکھنے کا حکم دیتا اور اُس میں اپنی خوشنودی اور مرضی ظاہر کرتا ہے۔ برعکس اس کے مرد کے لئے لمبے رکھنا بےحرمتی کا باعث ہے اِس لئے کہ وہ لمبے بال رکھ کے گویا اپنے کو عورتوں کی مانند بناتا ہے اور جس طرح مرد کو عورتوں کی وضع اختیار کرنا اور

اُس کا سا لباس پہننا نہایت شرم کا باعث ہے اُسی طرح عورت کو بھی مرد کی وضع اختیار کرنا نامناسب ہے ۔

"اور اگر عورت کے لمبے بال ہوں تو اُس کی زینت ہے کیونکہ بال اُسے پردے کے لئے دئے گئے ہیں" آیت ۱۵۔

خدا کے ہر مخلوق کی زینت اس میں ہے کہ وہ اپنی پیدائش کی غرض کو پورا کرے اور جو امر اُس کی پیدائش کی غرض کے خلاف ہو وہ اُس کی غیر زینت اور بےحرمتی کا باعث ہے۔ ہر ملک اور ہر قوم کی عورتیں چاہے وہ کیسی ہی وحشی کیوں نہ ہوں مگر بال لمبے رکھتی ہیں۔ اور اگر کسی عورت کے بال کسی وجہ سے کاٹ دئے جاتے یا کسی قوم میں کسی خاص دستور کے سبب سے اُس کا سر منڈایا جاتا ہے تو اُس عورت کو بڑا رنج ہوتا ہے۔ اِس سے ظاہر ہوتا ہے کہ عورتوں کا لمبے بال رکھنا اتفاقیہ نہیں ہے بلکہ طبعی عادت کے موافق اور خدا کی مرضی کے مطابق ہے ۔

آیت سولھویں میں پولوس اس بارے میں کہ آیا مسیحی عورت جماعت کے سامنے اوڑھنی اوڑھے یا نہ اوڑھے کسی سے بحث و حجت نہیں کرنا چاہتا۔ جو دستور پیدائش سے طبیعت اور کل کلیسیا کے نزدیک بےجا اور نامناسب ٹھہریگا اُس کو وہ مقدور بھر روکیگا لیکن کسی سے اُس کے واسطے تکرار نہ کریگا کیونکہ جو شخص طبعی پیدائشی اور کلیسیا کی آواز کو نہ سُنیگا تو اُس سے حجت کرنے سے کیا فائدہ ہوگا؟ اِس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جو بات صاف اور صحیح ہو اُس کی نسبت ہم کسی سے حجت نہ کریں کیونکہ حجتی اور تکراری آدمی دلیلوں سے چاہے وہ کیسی ہی صاف اور مضبوط کیوں نہ ہوں کبھی قائل نہیں ہوتا پس اُس سے حجت کرنا فضول اور بیفائدہ ہے ۔

"نہ ہمارا ایسا دستور ہے" آیت ۱۶- یعنی ہم لوگ جو کہ رسول ہیں عورتوں کو بغیر سر ڈھانپے جماعت میں دعا مانگنے کی اجازت نہیں دیتے ہیں یعنی بالاتفاق سب رسول اس طرح دعا مانگنے سے عورتوں کو منع کرتے تھے ⁂

"نہ خداوند کی کلیسیاؤں کا کوئی ایسا دستور ہے" آیت ۱۶- یعنی سوا کرنتھی کلیسیا کے اور کسی کلیسیا میں یہ دستور نہیں تھا کہ عورت برہنہ سر ہو کر دعا مانگے - کرنتھی عورتوں کے اس دستور کو صرف رسول ہی ناجائز نہیں ٹھہراتے تھے بلکہ غیر ملکوں اور شہروں کی کلیسیائیں بھی اُن کے اس دستور کو نہ پسند کرتی تھیں - اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ہم دوسرے ملک کے مسیحیوں کے دستور رسوں کو بھی دریافت کریں - جس دستور کو کل کلیسیائیں ناپسند کرتی ہوں اُس سے ہم بھی پرہیز کریں - بزرگ ٹرٹیلین کہتا ہے کہ پولوس کی اس نصیحت سے کرنتھی مسیحی عورتوں کے دلوں پر اس قدر اثر ہوا کہ آخر کار اُنہوں نے اس بیجا اور بے شرمی کے دستور کو چھوڑ دیا اور جماعت میں اوڑھنی اوڑھنے لگیں ⁂

حاصل کلام

۱- خدا کی ساری خلقتیں درجہ بدرجہ ظاہر ہوتی ہیں - اُس کی کلیسیا میں بھی اُس کے انتظام کے موافق درجے درجے ہوتے ہیں - حکومت کرنے کے لئے صرف مرد مقرر ہوا ہے - لہذا جو دستور اس کے خلاف ہو وہ بے جا اور ممنوع ہے - آیت ۳ ⁂

۲- مرد اور عورت میں جو فرق ہے وہ پیدائش سے ہے اور خدا

کی مرضی کے مطابق ہے - اس فرق کا لحاظ نہ کرنا اور کسی طرح سے اُس کو مٹانا نامناسب ہے - اس اصلی ذاتی پیدائشی فرق کو مسیح اور اُس کے رسولوں نے بھی نہیں مٹایا - آیت ۳ ⁂

۳- مرد اور عورت کو اپنی پوشاک کا لحاظ رکھنا چاہئے - اس امر میں بے پرواہ ہونا اچھا نہیں - مرد کو عورت کی پوشاک اور عورت کو مرد کی پوشاک پہننا نامناسب ہے - آیت ۴-۶ و ۱-تیمتھیس ۲: ۹ و ۱-پطرس ۳: ۱-۶ ⁂

۴- پوشاک کئی باتوں کا نشان ہے - (۱) پوشاک سے مرد اور عورت میں فرق و امتیاز ہوتا ہے - (۲) پوشاک درجے و رتبے کا نشان ہے - جیسا کہ پلٹن میں ہر ایک افسر اپنی پوشاک سے پہچانا جاتا ہے ویسا ہی علی العموم ہر شخص کا رتبہ اُس کے لباس سے معلوم ہو جاتا ہے (۳) پوشاک انسان کے اخلاق و خیالات کو کچھ کچھ ظاہر کرتی ہے - چنانچہ جو شخص بہت بھڑک دار پوشاک پہنتا اور اپنے کو زیورات سے آراستہ کرتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص شوقین ہے اور اُس کے دل کا حال دگرگوں ہے ⁂

۵- پیدائش کی کتاب میں مرد اور عورت کے پیدا ہونے کا جو بیان ہے پولوس رسول اُس کو قبول کرتا اور اُس سے دلیلیں اور نتیجے نکالتا ہے - دیکھو آیت ۸-۱۲ - اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ پولوس پیدائش کی کتاب کو الہامی مانتا تھا ⁂

۶- کوئی شخص مسیحی جماعت کی بندگی کے وقت عام دستور کو نہ چھوڑے - جس کلیسیا میں جو دستور و رواج ہو اُسی کے مطابق

عمل کرنا چاہئے بشرطیکہ اُس میں کچھ گناہ نہ ہو اور نہ اُس سے کوئی بد نتیجہ نکلے۔ خروج ۱۹: ۱۰ و ۱۱۔ استثنا ۲۲: ۵+

۷۔ پاک فرشتے نہ صرف مسیحیوں کی خدمت کرتے بلکہ اُن کی جماعت کی بندگی کو بھی دیکھتے ہیں۔ دیکھو آیت ۱۰۔ عبرانیوں ۱۲: ۱+

۸۔ انسانی طبیعت کے خلاف جو بات اور دستور ہو وہ صحیح نہیں ہے۔ ہم بہت سے دستوروں کو اسی کسوٹی پر جانچ سکتے ہیں۔ دیکھو آیت ۱۴ و ۱۶+

آیات ۱۷-۳۴ (۱۷) لیکن یہ حکم جو میں دیتا ہوں اس میں تمہاری تعریف نہیں کرتا اس لئے کہ تمہارے جمع ہونے سے فائدہ نہیں بلکہ نقصان ہوتا ہے۔ (۱۸) کیونکہ اول تو میں یہ سنتا ہوں کہ جس وقت تمہاری کلیسیا جمع ہوتی ہے تو تم میں تفرقے ہوتے ہیں اور میں اس کا کسی قدر یقین بھی کرتا ہوں۔ (۱۹) کیونکہ تم میں بدعتوں کا ہونا بھی ضرور ہے تاکہ ظاہر ہو جائے کہ تم میں مقبول کون سے ہیں۔ (۲۰) پس جب تم باہم جمع ہوتے ہو تو تمہارا وہ کھانا عشائے ربانی نہیں ہو سکتا۔ (۲۱) کیونکہ کھانے کے وقت ہر شخص دوسرے سے پہلے اپنا عشا کھا لیتا ہے اور کوئی تو بھوکا رہتا ہے اور کسی کو نشہ ہو جاتا ہے۔ (۲۲) کیوں؟ کھانے پینے کے لئے تمہارے گھر نہیں؟ یا خدا کی کلیسیا کو ناچیز جانتے اور جن کے پاس نہیں اُن کو شرمندہ کرتے ہو؟ میں تم سے کیا کہوں؟ کیا اس بات میں تمہاری تعریف کروں؟ میں

تعریف نہیں کرتا۔ (۲۳) کیونکہ یہ بات مجھے خداوند سے پہنچی اور میں نے تم کو بھی پہنچا دی کہ خداوند یسوع نے جس رات وہ پکڑوایا گیا روٹی لی۔ (۲۴) اور شکر کر کے توڑی اور کہا کہ یہ میرا بدن ہے جو تمہارے لئے ہے میری یادگاری کے واسطے یہی کیا کرو۔ (۲۵) اسی طرح اُس نے کھانے کے بعد پیالہ بھی لیا اور کہا کہ یہ پیالہ میرے خون میں نیا عہد ہے۔ جب کبھی پیو میری یادگاری کے لئے یہی کیا کرو۔ (۲۶) کیونکہ جب کبھی تم یہ روٹی کھاتے اور اس پیالہ میں سے پیتے ہو تو خداوند کی موت کا اظہار کرتے ہو۔ جب تک وہ نہ آئے۔ (۲۷) اس واسطے جو کوئی نامناسب طور پر خداوند کی روٹی کھائے یا اُس کے پیالہ میں سے پئے وہ خداوند کے بدن اور خون کے بارے میں قصوروار ہوگا۔ (۲۸) پس آدمی اپنے آپ کو آزما لے اور اسی طرح اس روٹی میں سے کھائے اور اس پیالہ میں سے پئے۔ (۲۹) کیونکہ جو کھاتے پیتے وقت خداوند کے بدن کو نہ پہچانے وہ اس کھانے پینے سے سزا پائے گا۔ (۳۰) اسی سبب سے تم میں بہتیرے کمزور اور بیمار ہیں اور بہت سے سو بھی گئے۔ (۳۱) اگر ہم اپنے آپ کو جانچتے تو سزا نہ پاتے۔ (۳۲) لیکن خداوند ہم کو سزا دیکر تربیت کرتا ہے تاکہ ہم دنیا کے ساتھ مجرم نہ ٹھہریں۔ (۳۳) پس اے میرے بھائیو جب تم کھانے کے لئے جمع ہو تو ایک دوسرے کی راہ دیکھو۔ (۳۴) اگر کوئی بھوکا ہو تو اپنے گھر میں کھا لے تاکہ تمہارا جمع ہونا سزا کا باعث

ہو۔ اور باقی باتوں کو میں آکر درست کر دونگا +

پولوس ان آیتوں میں اس بات کا ذکر کرتا ہے کہ کرنتھی مسیحی عشائے ربانی کے کھانے پینے میں کیا کیا خرابیاں اور بے ترتیبیاں کرتے ہیں

گیارھویں باب کی آیت ۲ میں پولوس نے کرنتھی مسیحیوں کی تعریف کی تھی اس لئے کہ اُنہوں نے اُس کے بہت سے حکموں کو مانا اور اُن پر عمل کیا تھا۔ مگر عبادت کے وقت اُن میں چند دستور ایسے خراب تھے کہ جن کے سبب سے وہ اُن کی تعریف نہیں کر سکا بلکہ برخلاف تعریف کے اُس کو اُنہیں ملامت کرنا پڑا۔ چنانچہ اُن بد دستوروں میں سے ایک یہ تھا کہ اُن کی عورتیں عبادت کے وقت بغیر سر ڈھانپے بندگی کرتی تھیں۔ اور دوسرا دستور یہ تھا کہ وہ عشائے ربانی کو اس طرح مانتے تھے کہ جس سے اُن میں نفاق اور جدائی پڑ گئی۔ مال دار مسیحی اُس وقت غریب بھائیوں کے ساتھ نہیں کھاتے تھے اور اگر کھاتے بھی تھے تو اس طریق سے کہ اُن کے دل کو چوٹ لگتی تھی۔ یاد رکھنا چاہئے کہ پہلے پنتیکوست کے دنوں کے بعد جب مسیحی جمع ہوتے تھے تو وہ نہایت خوشی سے عشائے ربانی کو مانتے اور سب مل کے ایک ساتھ اُس کو کھاتے پیتے تھے۔ دیکھو اعمال ۲: ۴۲ و ۴۶ و ۲۰: ۷۔ وہ کبھی کبھی روزمرہ کے کھانے کے ساتھ عشائے ربانی کو استعمال کرتے تھے۔ کرنتھی مسیحیوں میں بھی یہ دستور رکھتا

کہ اپنے روزمرہ کھانے کے ساتھ وہ عشائے ربانی کو بھی کبھی کبھی مانتے تھے وہ اپنے نزدیک بیٹھے ہوئے بھوکے بھائیوں کو نہیں دیتے تھے اِس سبب سے اُن غریب بھوکے بھائیوں کو چوٹ لگتی تھی لہذا پولوس اُن کو ملامت کرتا ہے کہ "تمہارے جمع ہونے سے فائدہ نہیں بلکہ نقصان ہوتا ہے" آیت ۱۷۔ اگرچہ وہ عبادت کے لئے جمع ہوتے تھے مگر اس سے اُن کی روحانی ترقی نہیں ہوتی بلکہ اور بھی جھگڑے اور جدائیاں پیدا ہوئیں۔ اِس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ مسیحیوں کی بندگی سے نقصان بھی ہو سکتا ہے کیونکہ جب ڈاہ۔ دشمنی۔ بے پرواہی اور آپس میں رنجش ہے تو ضرور نقصان ہوگا۔ گلتیوں ۵: ۱۴ اور ۱۵ +

"جس وقت تمہاری کلیسیا جمع ہوتی ہے" آیت ۱۸۔ یعنی جس وقت تم کسی جگہ بندگی کرنے کی غرض سے اکٹھے ہوتے ہو۔ کلیسیا سے کوئی خاص مکان یا گرجہ گھر مراد نہیں ہے بلکہ اُس سے صرف مسیحیوں کی جماعت مراد ہے کیونکہ پولوس کے زمانے میں عبادت کے واسطے کوئی خاص مکان مقرر نہیں تھا بلکہ مسیحی گھر گھر جمع ہوا کرتے تھے۔ وہ کسی خاص جگہ یا مکان کو گرجہ گھر یا کلیسیا نہیں کہتے تھے۔ باب ۱۶: ۱۹۔ رومیوں ۱۶: ۵ فلیمون آیت ۲ +

"میں اس کا کسی قدر یقین بھی کرتا ہوں" آیت ۱۸۔ یعنی پولوس نے جو جو باتیں کرنتھی مسیحیوں کے آپس کے جھگڑے و فساد کی نسبت سُنیں اُن سب کا یقین نہیں کیا بلکہ اُن میں سے کچھ باتوں کو مجبوری اور ناچاری سے اُس نے صحیح سمجھا۔ باب ۱: ۱۰-۱۲ و ۳: ۳۔ یہ ہمارے لئے اچھا نمونہ ہے۔ ہم بھی جب کسی بھائی کی بدنامی کی کوئی خبر سُنیں تو بغیر

تحقیق کئے جلد اُس کا یقین نہ کریں۔ استثنا ۱۹: ۱۵ اور ۱ تھسلنیکیوں ۵: ۱۹
"تم میں بدعتوں کا بھی ہونا ضرور ہے۔" آیت ۱۹۔ اِس کا مطلب
یہ ہے کہ اِنہی خرابیوں اور اختلافات اور بدعتوں کے ذریعے سے سچے
اور جھوٹے مسیحیوں میں امتیاز کیا جاتا ہے۔ اگر کوئی پوچھے کہ خدا کس لئے
اپنی کلیسیا میں یہ اختلاف اور بدعتیں ہونے دیتا ہے تو اُس کا جواب
یہ ہے کہ وہ یُوں اپنے سچے لوگوں کو ظاہر کرتا ہے۔ چنانچہ ہمارے خداوند
یسوع مسیح نے فرمایا ہے کہ ٹھوکر کھلانے والی چیزوں کا آنا ضروری ہے پر
افسوس اُس شخص پر جس کے سبب سے ٹھوکر لگے۔ متی ۱۸: ۷۔ لوقا ۱۷: ۱۔
کاش کہ جب ہم کلیسیا کے اندر خرابیاں پائیں یا مسیحیوں میں بدعتیں اور جھوٹی
اور غلط تعلیمیں دیکھیں تو ہم کو اس آیت سے تسلی ملے کہ خدا نے اُن کو کسی
خاص غرض سے ہونے دیا۔ باب ۱۴: ۸-۳۳۔ اعمال ۲۰: ۲۹-۳۱ و ۱ تیمتھیس
۴: ۱ و ۲ تیمتھیس ۳: ۱-۵ و ۲ پطرس ۲: ۱۔ یہوداہ آیت ۱۸۔ یوسف کے احوال
کے پڑھنے سے یہ بات بخوبی ظاہر ہوتی ہے کہ اُس کے بھائیوں کی دشمنی
و بے رحمی اور اُس کے مالک کی بیوی کے جھوٹے الزام لگانے سے خدا
نے اُس کی بھلائی نکالی یہاں تک کہ وہ وزیر بن گیا۔ اور بنی اسرائیل کو کال
سے بچانے کے لئے وہ وسیلہ بن گیا اِسی طرح مسیح کا بھی دکھ اُٹھانا اتفاقی نہیں
بلکہ ضرور تھا چنانچہ لکھا ہے کہ "کیا ضرور نہ تھا کہ مسیح یہ دکھ اُٹھا کے اور
اپنے جلال میں داخل ہووے" لوقا ۲۴: ۲۶+

"تاکہ ظاہر ہو جائے کہ تم میں مقبول کون سے ہیں" آیت ۱۹۔
یعنی وہ جو ایسی خرابیوں اور بدعتوں میں نیک مزاجی اور برادرانہ الفت
دکھائینگے وہ اپنی اندرونی مسیحی حالت کے ظاہر کرنے کا موقع پائینگے جیسا

کہ پطرس فرماتا ہے کہ "اِس کے سبب تم خوشی مناتے ہو اگرچہ اب چند
روز کے لئے ضرورت کی وجہ سے طرح طرح کی آزمائشوں کے سبب
غمزدہ ہو اور یہ اِس لئے ہے کہ تمہارا آزمایا ہوا ایمان جو آگ سے آزمائے
ہوئے فانی سونے سے بھی بہت ہی بیش قیمت ہے یسوع مسیح کے
ظہور کے وقت تعریف اور جلال اور عزت کا باعث ٹھہرے۔" ۱ پطرس ۱:
۶ و ۷۔ یعقوب ۱: ۳۔ خدا اِس طور سے اپنے بندوں کے ایمان اور صبر
کو جانچ کر اُن کو ظاہر کرتا ہے۔ سو مسیحیوں میں خرابیاں اور بدعتیں دیکھنے
سے ہم بے دل اور سست اعتقاد نہ ہو جائیں بلکہ اُن باتوں سے اپنے
ایمان کو اور بھی مضبوط کریں اور یہ یقین کریں کہ جیسا لکھا ہے ویسا
ہی ہوا۔ "وہ نکلے تو ہم ہی میں سے مگر ہم میں سے تھے نہیں اِس لئے
کہ اگر ہم میں سے ہوتے تو ہمارے ساتھ رہتے لیکن نکل اِس لئے گئے کہ
یہ ظاہر ہو کہ وہ سب ہم میں سے نہیں ہیں۔" ۱ یوحنا ۲: ۱۹۔ دیکھو استثنا
۱۳: ۱-۳+

"جب تم باہم جمع ہوتے ہو" آیت ۲۰۔ اعمال ۱: ۱۵ و ۲: ۱ و
۳: ۱۔ کرنتھی مسیحی عشائے ربانی کے وقت ایسا مزاج دکھاتے اور غرور
کرتے تھے کہ جس سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ عشا کی اصل غرض کو بھول
گئے۔ عشا میں اُن کو مسیح کے اور اُس کے لوگوں کے ساتھ محبت کرنا چاہئے
تھا کیونکہ اس پاک ضیافت میں ایک ساتھ شریک ہونے سے ایک غرض
یہ بھی تھی کہ مسیحیوں کے درمیان میں محبت ظاہر ہو اور ترقی پائے لیکن
افسوس کہ اُسی وقت اُن میں خاص طور سے جھگڑے اور جدائیاں
ظاہر ہوئیں+

"تمہارا وہ کھانا عشائے ربّانی نہیں ہو سکتا" آیت ۲۰۔ یعنی وہ لوگ عشائے ربّانی کھاتے وقت ایسا مزاج دکھاتے تھے جس سے وہ عشا خداوند کی عشا سمجھنے یا کھلانے کے لائق بالکل نہیں تھی۔ وہ اُس کے کھانے میں ایسا برتاؤ کرتے تھے کہ گویا وہ اُن کی عام ضیافت تھی حالانکہ وہ عشا خاص خداوند کی عشا اور اُسی کی ضیافت تھی۔ اِس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اگر ہمارا دل درست نہ ہو تو عشائے ربّانی کھانے سے کچھ فائدہ نہیں بلکہ بالعوض فائدے کے نقصان ہوتا ہے۔ واضح ہو کہ بعض مسیحی کہتے ہیں کہ پادری یا پریسٹ کی دُعا سے عشائے ربّانی کی روٹی اور وائین بدل جاتی اور خداوند کا حقیقی لہو اور بدن بن جاتی ہے مگر پولس نے روٹی اور وائین سے مسیح کے بدن کو بدلنا نہیں چاہا بلکہ مسیحیوں کے مزاج اور دلوں کو تبدیل کرنا چاہا۔ اور بے شک جب تک کہ ہمارا دل صاف اور دُرست نہ ہوگا تب تک عشائے ربّانی کھانے سے کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ پس کسی کو یہ نہ پوچھنا چاہئے کہ کیا پادری یا پریسٹ نے دُعا کرکے اُس روٹی اور وائین کو مسیح کے حقیقی بدن سے بدل ڈالا بلکہ یہ پوچھنا چاہئے کہ آیا میرا دل صاف اور درست ہو گیا یا ابھی تک اُس میں کسی کی طرف سے کچھ دشمنی اور کدورت باقی ہے؟ اگر دغا۔ دشمنی۔ [illegible] وغیرہ دل میں باقی ہوں تو عشائے ربانی کی روٹی کھانے اور وائین پینے سے چاہے اُس روٹی اور وائین کو بہت سے پریسٹ یا پادریوں نے یہاں تک کہ پوپ نے بھی دعا مانگ کر عشائے ربانی کے لئے مخصوص کیا ہو کچھ فائدہ نہیں بلکہ یہ سمجھنا چاہئے کہ درحقیقت ہم نے عشائے ربّانی نہیں کھائی۔

"کھانے کے وقت" آیت ۲۱۔ پولس کے زمانے میں بعض مسیحی عشائے ربّانی کھانے سے پہلے اپنا ہی کھانا کھا لیتے تھے۔ اعمال ۲: ۴۲، ۲۰: ۷، ۱۱۔ اور بعض عشائے ربّانی کھانے سے پہلے اِس قدر وائین پیتے تھے کہ مست ہو جاتے تھے اور بعض ایسے غریب تھے کہ صرف پیٹ بھرنے اور بھوک مٹانے کے لئے عشائے ربانی کھاتے تھے سو اسکا نتیجہ بہت بُرا ہوا اور آخر کو کھانے کے وقت اور بھوک کی حالت میں عشا بالکل موقوف کر دی گئی۔ ہنوز تیس برس بھی مسیح کو آسمان پر گئے ہوئے نہیں گذرے تھے کہ کرنتھی کلیسیا جو کہ رسولی کلیسیا کہلاتی تھی اُس کی یہ پست حالت ہو گئی تھی کہ اُس نے عشائے ربانی کی قدر مٹا دی یہاں تک کہ اُس میں سے بہتیرے نشے میں چُور رہتے تھے تو بھی بعض مسیحی کہتے ہیں کہ رسولی کلیسیا کے دستورات اور روایات کی بہت قدر کرنی چاہئے اور ہم اُن کو اپنے لئے نمونہ سمجھیں۔ بے شک جہاں تک اُنہوں نے مسیح کی پیروی کی وہاں تک ہم بھی اُن کے نمونے پر چل کر مسیح کی پیروی کریں لیکن اس سے ایک قدم بھی زیادہ نہیں۔ جن باتوں کے سبب سے پولس نے اُن کو ملامت کی اُن باتوں میں ہم کو ہرگز اُن کی پیروی نہ کرنی چاہئے۔ اگرچہ پولس نے خود اُس کلیسیا کی بنیاد ڈالی تھی مگر پھر بھی اُس نے اُن کے گناہوں کو نہیں چھپایا۔ یہ بات بھی غور طلب اور سننے کے لائق ہے یعنی جس طرح پولس نے اپنی کلیسیا کے عیبوں اور گناہوں کو نہیں چھپایا اسی طرح مسیحی پادری یا [illegible] بھی اپنی کلیسیا کی کمزوری اور خطاؤں کو نہ چھپائے۔ اگرچہ مناسب ہے کہ جہاں تک ہو سکے وہ اُن کی تعریف کرے مگر اس کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ جن جن گناہوں میں وہ مبتلا ہوں اُن کو بھی صاف طور

سے ظاہر کر کے اُن کی خطاؤں کے سبب سے اُنہیں ملامت کرے جیسا کہ پولوس نے کیا۔ رومیوں ۱۳: ۱۳، ۲ پطرس ۲: ۱۳۔ یہوداہ آیت ۱۲۔

آیت ۲۲ میں پولوس اُن کو یوں سمجھاتا ہے کہ اگر تم صرف اپنی بھوک رفع کرنے کے لئے عشا کی رسم میں جمع ہوتے ہو تو بہتر ہے کہ اپنے اپنے گھر ہی میں رہو۔ کرنتھی مسیحیوں کے عشائے ربانی کے ماننے میں تین طرح کے تصور تھے۔ (۱) وہ عشائے ربانی کو ایک عام کھانا تصور کرتے اور اُس کو روزمرہ کے کھانے کی مانند کھاتے تھے۔ (۲) وہ اپنے غریب بھائیوں کو شرمندہ کرتے اور یوں مسیح کو اور اُس کی کلیسیا کو ناچیز سمجھتے تھے۔ (۳) وہ اُس وقت مست ہو جاتے تھے اور یوں خدا کی کلیسیا کو حقارت کی نظر سے دیکھتے تھے۔

"یہ بات مجھے خداوند سے پہنچی" آیت ۲۳۔ متی ۲۶: ۲۶-۲۹۔ مرقس ۱۴: ۲۰-۲۵۔ لوقا ۲۲: ۱۹ و ۲۰۔ یہ رسم ایسی پر مطلب اور ضروری تھی کہ خداوند نے اُس کو صاف و صحیح طور سے پولوس پر ظاہر کیا۔ اگر کوئی پوچھے کہ کس طور سے خدا نے یہ بات پولوس پر ظاہر کی تو اس کے جواب میں بعض یہ کہتے ہیں کہ روح القدس کے خاص الہام سے گلتیوں ۱: ۱ و ۱۲۔ اور بعض کہتے ہیں کہ رویا سے اور بعض کہتے ہیں کہ جن رسولوں نے مسیح کے ہاتھوں سے عشا کی روٹی اور پیالہ لئے تھے اور اُسی سے اُن کے معنی سُن لئے تھے تو پولوس نے اُنہی شخصوں کے مُنہ سے اِس عشا کی تقرری اور اُس کے معنی دریافت اور تحقیقات کر کے اور علاوہ ازاں کے خدا سے بھی خاص دعا کر کے اُس کی حقیقت اور سچائی تک پہنچ گیا تھا گویا کہ یہ بات اُس کو خداوند سے پہنچی"۔

"خداوند یسوع نے" آیت ۲۳۔ پولوس نہایت تعظیم کے ساتھ مسیح کو یہ لقب دیکے اُس کا نام لیتا ہے۔ کاش کہ سب مسیحی اُس کے نمونے پر خداوند یسوع بولیں نہ خالی یسوع بعض مسیحی بغیر سوچے سمجھے بلا تعظیم اِس طرح "یسوع یسوع" یا "عیسیٰ عیسیٰ" بولتے ہیں کہ گویا اپنے کسی عام رفیق یا ہمراہی کا نام لیتے ہیں مگر امید ہے کہ اب پولوس کی عادت اختیار کر کے ادب و تعظیم کے ساتھ خداوند یسوع بولیں گے۔

"جس رات وہ پکڑوایا گیا" آیت ۲۳۔ یعنی اُس نے اپنے دکھ کو بھول کر اُس رات کو ہمیں یاد کیا اور ہماری تسلی و بہبودی کے لئے یہ تسلی دہ اور تاثیر بخش رسم مقرر کی۔

"روٹی لی" آیت ۲۳۔ یعنی اُس بے خمیری روٹی میں سے جو عید فسح میں خرچ کی جاتی تھی بعض یہ گمان کرتے ہیں کہ عشائے ربانی میں صرف بے خمیری روٹی استعمال کی جائے مگر یہ ایک چھوٹی بات ہے ہم کو اختیار ہے چاہے ہم خمیری روٹی سے اُس کی موت کو یاد کریں یا بے خمیری سے ضروری بات یہ ہے کہ ہم ایمان کے ساتھ مسیح کی موت کی غرض کو پہچانیں اور اُس کو یاد کر کے چاہے کسی قسم کی روٹی کھائیں لیکن روٹی کے عوض اور کوئی چیز مثل میوے یا ترکاری وغیرہ کے خداوند کی عشا میں استعمال نہ کریں۔

"شکر کر کے" آیت ۲۴۔ اگرچہ ہر کھانے کے وقت خداوند کا شکر بجا لانا چاہئے لیکن خاص کر عشائے ربانی کھاتے وقت اُس کا شکر بجا لانا ضروری ہے اِس لئے کہ یہ ہمیشہ کی زندگی کی روٹی کا نشان ہے۔ متی ۱۴: ۱۹ و ۱۵: ۳۶۔

"توڑی" اِس رسم کے ادا کرتے وقت ہمیشہ روٹی کو جماعت کے سامنے توڑنا چاہئے کیونکہ یہ خداوند یسوع مسیح کے بدن کے توڑے جانے کا نشان ہے۔

"یہ میرا بدن ہے" آیت ۲۴۔ یعنی یہ توڑی ہوئی روٹی میرے بدن کے توڑے جانے کا نشان ہے۔ جیسے یہ روٹی توڑی جاتی ہے ویسا ہی میرا بدن تمہارے فائدے اور رُوح کی پرورش کے لئے توڑا جائیگا۔ واضح ہو کہ بعض مسیحی کہتے ہیں کہ جو روٹی عشائے ربانی میں خرچ کی جاتی ہے وہ پریسٹ یا پادری کی دعا سے درحقیقت مسیح کا حقیقی بدن ہو جاتی ہے۔ مگر اُن کا یہ خیال غلط اور بے بنیاد ہے۔ روٹی روٹی ہی رہتی ہے مسیح کا بدن نہیں بن جاتی۔

"تم میری یادگاری کے واسطے یہ کیا کرو" آیت ۲۴۔ مسیح نے اپنی پیدائش کے یعنی جنم کے دن کے یاد کرنے کا کچھ حکم نہیں دیا لیکن اس نے اپنی موت کی یادگاری کا صاف حکم دیا ہے۔ اِس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ مسیح کی موت کو یاد کرنا اور اُس کی قدر کو پہچاننا بہت مفید اور ضروری بات ہے۔ چونکہ مسیح صرف اپنے شاگردوں کو یہ حکم دیتا ہے لہٰذا کسی اور کو اس میں شریک ہونے کی اجازت نہیں ہے اور نہ ہم کسی اور کو کھانے دیں۔ اور پھر چونکہ مسیح نے اپنی موت کی یادگاری اور عشا کے کھانے کی کچھ میعاد نہیں مقرر کی کہ سال میں اتنی دفعہ کیا کرو یا ہر روز یا ہفتےوار یا ماہ بماہ اس لئے بعض مسیحی ہر اتوار کو مسیح کی موت کو یاد کرتے ہیں اور بعض مہینے میں ایک مرتبہ اور بعض دوسرے تیسرے مہینے مگر میری دانست میں مہینے میں ایک دفعہ سے کم نہ ہونا چاہئے۔

"پیالہ بھی لیا" آیت ۲۵۔ پیالے سے مسیح کا لہو مراد ہے۔ اُس کا لہو ہمارے لئے صلیب پر بہایا گیا۔ یہ پیالہ نئے عہد اور فضل کا نشان اور ثبوت ہے۔ لہو مسیح کی زندگی کا نشان تھا اِس لئے کہ لہو میں زندگی ہے۔ اِس پیالے سے پی کے ہم مسیح کے ساتھ اپنی شراکت و رفاقت دکھاتے ہیں۔

"نیا عہد ہے" آیت ۲۵۔ نہ شریعت کا نہ موسیٰ کا عہد ہے بلکہ عشائے ربانی کا پیالہ اِس عہد کا نشان اور مُہر ہے جو مسیح کی موت سے قائم کیا گیا ہے۔ یہ پیالہ نئے اور فضل بخش عہد کا ظہور ہے ہم اِس پیالے سے پی کے اُس عہد کو قبول کرتے اور اُس پر اپنی رضامندی ظاہر کرتے ہیں جیسا عید فسح کھانے سے بنی اسرائیل پُرانے عہد کو مانتے تھے ویسا ہی ہم عشائے ربانی میں شریک ہو کر نئے عہد یعنی عہد فضل سے اپنی رضامندی ظاہر کرتے ہیں۔ عبرانیوں ۸: ۶-۱۳ و ۹: ۱ و ۱۵-۲۳ و ۱۰: ۱-۱۰۔

عشائے ربانی کی رسم کے ذریعے سے مسیح کی موت کا اظہار کیا جاتا ہے یہ رسم اُس کے پھر آنے کی خبر بھی دیتی ہے۔

"جب تک وہ نہ آوے" آیت ۲۶۔ تب تک ہم اس رسم کو مانینگے لیکن جب وہ آجائیگا تب اس کی کچھ ضرورت نہ رہیگی۔ "میں تم سے کہتا ہوں کہ انگور کا یہ شیرہ پھر کبھی نہ پیونگا اُس دن تک کہ تمہارے ساتھ اپنے باپ کی بادشاہت میں نیا نہ پیوں" متی ۲۶: ۲۹۔ رسولی کلیسیا کے مسیحی مسیح کے لوٹ آنے کا انتظار کرتے تھے۔ اُن کو یہ امید تھی کہ ہمارے زمانے میں مسیح لوٹ آئیگا۔ کاشکہ اسی طرح ہر زمانے میں مسیحی خوشی سے اُس کے لوٹ آنے کا انتظار کرتے رہیں۔ یوحنا ۱۴: ۳ و ۲۱: ۲۲۔ اعمال ۱: ۱۱ و ۱ تھسلنیکیوں ۴: ۱۶ و ۲ تھسلنیکیوں ۱: ۱۰۔ یہوداہ ۱۴۔ مکاشفہ ۱: ۷۔

"اظہار کرتے ہو"۔ آیت ۲۶- یاد دلاتے رہتے ہو- یہ رسم ایک قسم کی منادی ہے- ہم اسی طرح مسیح پر اپنے ایمان اور اُس کے پھر آنے کی امید کی منادی کرتے ہیں۔

"نامناسب طور پر" آیت ۲۷ یعنی بے پرواہی کے ساتھ مثل روزمرہ کھانے پینے کے یا صرف بھوک کے رفع کرنے کی غرض سے یا دوستوں کی ضیافت جان کر اُس کو کھائے اور پئے- جو لوگ اس طور سے اُس کو استعمال کرتے ہیں وہ نامناسب طور سے اُس کو کھاتے اور پیتے ہیں اور مسیح کی موت کی قدر کو نہیں پہچانتے اور نہ اُن کے دل میں اُس کی کچھ شکرگذاری ہے "خداوند کے بدن اور خون کے بارے میں قصوروار ہوگا"۔ آیت ۲۷- وہ گویا دوبارہ مسیح کو صلیب دیتا ہے لہٰذا وہ آدمی اُس کے قاتلوں میں گنا جائیگا نہ کہ اُس کے پرستاروں میں۔ "انہوں نے خدا کے بیٹے کو اپنے لئے دوبارہ صلیب پر کھینچ کر ذلیل کیا" عبرانیوں ۶:۶ اس لئے اُن لوگوں کو خداوند مسیح کے قاتلوں کی سی سزا دی جائیگی- اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بے پرواہی کے ساتھ عشائے ربانی کھانا بڑا سخت اور خطرناک گناہ ہے کاش کہ ہم میں سے کوئی ایسے بے پرواہی کے ساتھ نہ کھائے پیئے گنتی ۹: ۱۰-۱۴۔

آیت ۲۸ ستائیسویں آیت کا ایک نتیجہ ہے

"اپنے آپ کو آزمالے" آیت ۲۸- یعنی ہر ایک اپنے کو خود جانچے کیونکہ اس امر میں کوئی ایک دوسرے کو نہیں جانچ سکتا- پس جب عشا کو بے پرواہی کے ساتھ کھانے پینے میں اتنی بھاری سزا کا ڈر ہے تو لازم ہے کہ ہر ایک اپنے کو جانچے تاکہ ایسا نہ ہو کہ کوئی اس امر میں قصوروار ہو کے

سزا کے لائق ٹھہرے- ہر ایک مسیحی عشائے ربانی کھانے سے پہلے دعا کے ساتھ اپنے دل کو بغور دیکھے کہ آیا اُس کے دل میں کوئی ایسی بات تو نہیں ہے کہ جس کے سبب روح پاک رنجیدہ ہو- اگر کوئی ایسی بات جانچ سے ظاہر ہو تو اُس کو اپنے دل سے نکال ڈالے اور صاف دلی اور شکرگذاری اور عاجزی کے ساتھ عشا کو کھائے پیئے تب وہ فائدہ سے برکت کا باعث ہوگا ورنہ نقصان اور سزا کا- ۲ کرنتھیوں ۱۳: ۵- گلتیوں ۶: ۴۔

"کیونکہ جو کھاتے پیتے وقت خداوند کے بدن کو نہ پہچانے" آیت ۲۹- کرنتھی مسیحی خداوند کے بدن کی نشانیوں یعنی عشا میں اور عام کھانے میں فرق نہیں کرتے تھے بلکہ وہ دونوں کو ایک ہی طرح سے کھاتے تھے اس سبب سے اُن پر خداوند کی طرف سے تنبیہیں نازل ہوئیں۔ خدا ابھی نہ کسی طرح سے ایسے لوگوں پر اپنی ناراضگی کو ظاہر کرتا ہے- رومیوں ۲: ۱، ۲ و ۳ ؛ ۸ و ۱۳ ؛ ۲- گلتیوں ۵: ۱۰- مرقس ۱۲: ۴۰۔

چونکہ کرنتھی مسیحیوں نے عشائے ربانی کے ماننے میں غفلت اور بے پروائی کی اس سبب سے خدا نے اُن پر تین طرح سے اپنی ناراضگی ظاہر کی (۱) بدن کی کمزوری سے- (۲) سخت بیماری سے- (۳) موت سے- دیکھو آیت ۳۰۔

بدن کی کمزوری- بیماری- موت یہ سب خدا کے اختیار میں ہیں اور نافرمانوں کو وہ اپنی ناراضگی دکھانے کے وقت کام میں لاتا ہے-

پس یوں کرنتھی مسیحیوں کو غفلت کی نیند سے جگاتا ہے کہ خدا ہمیشہ دنیا برکتوں سے ہمیں نہیں سدھارتا بلکہ کبھی کبھی تنبیہ سے بھی ہمیں سدھارتا ہے- پس اگر کوئی بھائی کسی طرح کی بدن کی کمزوری میں گرفتار ہو تو اُس مناسب ہے کہ اپنے آپ کو خوب جانچے کہ آیا میں نے کچھ گناہ تو نہیں

کیا جس کی وجہ سے خدا نے مجھے ایسا کمزور کیا لیکن ہم صرف اپنے کو اس طرح جانچیں نہ کہ دوسروں کو۔ یوحنا ۵: ۱۴ +

"بہت سے سو بھی گئے" آیت ۳۰۔ یعنی مر گئے۔ دیکھو باب ۷: ۳۹ اُن کے اس گناہ کے سبب سے خدا نے اُن کو مرنے دیا کیونکہ اُن کی زندگی کلیسیا اور مسیح کے لئے کسی کام کی نہ تھی اِس لئے خدا نے اُن کی کچھ حفاظت نہیں کی بلکہ اُنہیں مرنے دیا +

"اگر ہم اپنے آپ کو جانچتے تو سزا نہ پاتے" آیت ۳۱۔ اُن کی غفلت اور سزا کی وجہ یہ تھی کہ اُنہوں نے اپنے آپ کو جانچنے میں غفلت کی تھی اور ظاہر ہے کہ بے پرواہی سے طرح طرح کی خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔ اگر ہم اپنے گناہوں کا اقرار کریں تو وہ ہمارے گناہوں کے معاف کرنے اور ہمیں ساری ناراستی سے پاک کرنے میں وفادار اور راست ہے۔ ۱ یوحنا ۱: ۹ +

خداوند ہمیں سزا دیکے ہماری ہلاکت نہیں چاہتا بلکہ وہ سزا سے ہم کو سدھا [illegible] تربیت کرتا۔ اور عبرت دلاتا ہے تاکہ ہم سزا پاکے عبرت پکڑیں اور اُس فعل سے باز آئیں۔ آیت ۳۲۔ عبرانیوں ۱۲: ۶۔ طیطس ۲: ۱۲ و ۱ تمتھیس ۱: ۲۰ و ۲ تمتھیس ۲: ۲۵۔ زبور ۹۴: ۱۲۔ امثال ۳: ۱۱ و ۱۲ +

آیت ۳۳ کا آیت ۲۱ سے مقابلہ کرو

"جب تم کھانے کے لئے جمع ہو" آیت ۳۳۔ یعنی جب تم عشائے ربانی کے ماننے کے لئے اکٹھے ہو تو ایک دوسرے کی راہ دیکھو تاکہ تم سب مل کے کھاؤ کیونکہ اس سے تمہاری یگانگت ظاہر ہوگی۔ اُن کا قصور تھا کہ جب وہ اکٹھے ہوتے تھے تو ایک دوسرے کی راہ نہیں دیکھتے بلکہ الگ الگ کھاتے تھے +

"اگر کوئی بھوکا ہو تو اپنے گھر میں کھالے" آیت ۳۴۔ عشائے ربانی کوئی عام ضیافت نہیں ہے کہ جس سے جسمانی بھوک رفع کی جائے اور پیٹ بھرا جائے بلکہ وہ مسیح کے توڑے ہوئے بدن کی نشانی تھی۔ اِس لئے اُس میں اور دوسری ضیافت میں فرق رکھنا واجب ہے +

"اور باقی باتوں کو میں آ کر درست کرونگا" آیت ۳۴۔ اِس سے ظاہر ہوتا ہے کہ پولوس کو اور دوسرے رسولوں کو بھی کلیسیا کے فائدہ کے لئے حکم جاری کرنے کا اختیار تھا۔ دیکھو باب ۴: ۱۹ و ۷: ۱۷ و طیطس ۱: ۵

حاصل کلام

۱۔ خدا کی بندگی اور عشا ترتیب و تعظیم کے ساتھ ہو کیونکہ اسی بے ترتیبی و بے انتظامی کے سبب سے کرنتھی مسیحیوں پر خدا کا غضب نازل ہوا تھا۔ آیت ۱۷ و ۲۹ و ۳۱ +

۲۔ خداوند کے گھر میں خاصکر عشائے ربانی ماننے کے وقت امیر و غریب برابری کے ساتھ دل کے بندگی کریں اور عشا کو کھائیں۔ اُن میں دنیوی طور سے فرق کرنا مناسب نہیں ہے آیت ۲۱ +

۳۔ عشائے ربانی کے ماننے کا طریقہ جو خداوند مسیح اور اُس کے رسولوں سے مقرر ہوا اُس کو کسی چھوٹی بات میں بھی بدلنا نہ چاہئے۔ کیونکہ ہم کو کسی طرح سے اُن کے بدلنے کا اختیار نہیں ہے۔ آیت ۲۳۔

۴۔ عشائے ربانی اور مسیحیوں کی دوسری عام ضیافتوں میں بڑا فرق ہے۔ اُس کو عام ضیافت سمجھنا اور ماننا اُسے نامناسب طور سے کھانا اور پینا ہے۔ آیت ۲۷۔ ۲۹ +

۵۔ عشائے ربانی کے لیتے وقت اپنے آپ کو خاص طور سے جانچنا چاہیئے کیونکہ جب اس طرح سے ہم اپنے کو جانچینگے تو اُس میں شامل ہونے کے لائق ہونگے۔ آیت ۲۸ و ۳۱ +

۶۔ عشائے ربانی میں شریک ہونے سے پہلے تین باتیں ہم میں ہونی چاہئیں۔ (۱) دلی عاجزی۔ اس لئے کہ ہمارے گناہوں کے سبب سے ہمارا خداوند یسوع مسیح صلیب پر کھینچا اور ہمارے ہی واسطے اُس کا لہو بہایا گیا۔ آیت ۲۴۔ (۲) دلی خوشی۔ اس لئے کہ ہمارے گناہ بخشے گئے اور عشائے ربانی کی توڑی ہوئی روٹی اور پیالے میں ڈالا ہوا وائین اس بات کا نشان ہے۔ آیت ۲۵۔ (۳) قوی امید۔ اس لئے کہ ہمارا خداوند پھر آئیگا۔ ہم اُس دن کا انتظار کرتے اور اُس کے ساتھ آسمان کی بادشاہت میں کھانا کھانے کی بڑی امید رکھتے ہیں۔ آیت ۲۶ +

بارھواں باب

آیات ۱-۱۱ (۱) اے بھائیو میں نہیں چاہتا کہ تم روحانی نعمتوں کے بارے میں بےخبر رہو۔ (۲) تم جانتے ہو کہ جب تم غیر قوم تھے تو گونگے بتوں کے پیچھے جس طرح کوئی تم کو لے جاتا تھا اُسی طرح جاتے تھے۔ (۳) پس میں تمہیں جتاتا ہوں کہ جو کوئی خدا کی روح کی ہدایت سے بولتا ہے وہ نہیں کہتا کہ یسوع ملعون ہے۔ اور نہ کوئی روح القدس کے بغیر کہہ سکتا ہے

کہ یسوع خداوند ہے۔ (۴) نعمتیں تو طرح طرح کی ہیں مگر روح ایک ہی ہے۔ (۵) اور خدمتیں بھی طرح طرح کی ہیں مگر خداوند ایک ہی ہے۔ (۶) اور تاثیریں بھی طرح طرح کی ہیں مگر خدا ایک ہی ہے جو سب میں ہر طرح کا اثر پیدا کرتا ہے۔ (۷) لیکن ہر شخص میں روح کا ظہور فائدہ پہنچانے کے لئے ہوتا ہے۔ (۸) کیونکہ ایک کو روح کے وسیلے سے حکمت کا کلام عنایت ہوتا ہے اور دوسرے کو اُسی روح کی مرضی کے موافق علمیت کا کلام۔ (۹) کسی کو اُسی روح سے ایمان اور کسی کو اُسی ایک روح سے شفا دینے کی توفیق۔ (۱۰) کسی کو معجزوں کی قدرت۔ کسی کو نبوت۔ کسی کو روحوں کا امتیاز۔ کسی کو طرح طرح کی زبانیں۔ کسی کو زبانوں کا ترجمہ کرنا۔ (۱۱) لیکن یہ سب تاثیریں وہی ایک روح کرتی ہے اور جس کو جو چاہتی ہے بانٹتی ہے +

روحانی نعمتوں اور انکی اصلیت اور فضیلتوں کا بیان

چونکہ کرنتھی مسیحیوں میں روحانی نعمتوں کی نسبت بڑی بحث و حجت ہوئی تھی کہ سب نعمتوں میں سے کون نعمت بڑی اور قدر کے لایق ہے اور کون نہیں۔ لہذا پولوس اس باب میں روحانی نعمتوں کی غرض اور اُن کی اصلیت اور فضیلت کا بیان کرتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ یہ سب نعمتیں روحانی ہیں اس سبب سے کہ وہ سب روح القدس سے پیدا ہوئیں اور اسی کی بخشش اور پھل ہیں لہذا ایک کو دوسرے پر فوقیت دینا نامناسب ہے +

"وہ بے خبر رہو" آیت ۱- دیکھو باب ۱۰: ۱ و ۱۴: ۱ و ۳۷ کی تفسیر

دوسری آیت میں پولوس کرنتھیوں کو اُن کی پچھلی حالت یاد دلاتا ہے تاکہ وہ اپنی پچھلی حالت کو اِس وقت کی حالت سے مقابلہ کر کے خدا کا شکر بجا لائیں سو وہ کہتا کہ (۱) تم پہلے غیر قوم تھے اور خدا سے اور اُس کے بیش قیمت وعدوں سے جدا تھے۔ (۲) تم بُت پرست تھے۔ (۳) تم شیطان کی روش پر جو گونگے بُتوں کا بانی ہے چلتے تھے اور ہر طرح کی خرابیوں میں مبتلا ہو گئے تھے۔ افسیوں ۲: ۲ و ۱۱ و ۱۲۔ (۴) تم روحانی نعمتوں سے بالکل محروم تھے۔ پولوس کرنتھی مسیحیوں کو اکثر اُن کی پچھلی حالت یاد دلاتا ہے تاکہ وہ لوگ معلوم کریں کہ اُن کی اس وقت کی حالت اور پچھلی حالت میں کتنا فرق ہے۔ کلسیوں ۱: ۲۱ و ۲: ۱۳۔ رومیوں ۱۱: ۳۰۔ افسیوں ۵: ۸ ٭

"گونگے بُتوں کے پیچھے" آیت ۲- دیکھو زبور ۱۱۵: ۴۔ حبقوق ۲: ۱۸ و ۱۹ ٭

"میں تمہیں جتاتا ہوں" آیت ۳- چونکہ تم پہلے شیطان کے چلائے ہوئے تھے اِس سبب سے مجھ کو لازم ہے کہ میں تم کو سچے مسیحی کی شناخت اور اُس کی جانچ کا طریقہ بتا دوں تاکہ تم اُس کو اُس کسوٹی پر کس کے دریافت کر لو کہ آیا وہ خداوند کی روح کا پیرو ہے یا شیطان کا۔ سو وہ کہتا ہے کہ (۱) پہلی جانچ یہ ہے کہ جو کوئی مسیح کی موت کی قدر نہیں جانتا یا جو یہ سمجھتا ہے کہ مسیح درحقیقت خود گنہگار تھا اور اپنے ہی گناہوں کے سبب لعنتی ہوا وہ شخص خداوند کی روح کا چلایا ہوا نہیں بلکہ شیطان کا ہے۔ ۱ یوحنا ۲: ۲۲ و ۲۳۔ (۲) اِس کے

ساتھ دوسری جانچ یہ ہے کہ اگر کوئی یسوع کو خداوند کہتا ہے تو بیشک وہ خداوند کی روح کا سکھایا ہوا ہے اِس لئے کہ اِس بات کا عقل سے دریافت ہونا غیر ممکن ہے۔ (۳) تیسری جانچ یہ ہے کہ آیا وہ مسیح کو خداوند کہہ کے اُس کے نام کی تعریف کرتا اور اُس کے نام کے سُننے سے کچھ خوشی اور آرام پاتا ہے یا نہیں آیا وہ دل سے اُس کی حمد کر سکتا ہے یا نہیں ٭

کرنتھی مسیحیوں کے درمیان اِس امر میں گفتگو ہوئی کہ کون روح القدس کی قدرت و الہام سے بولتا ہے۔ سو پولوس کہتا ہے کہ جو کوئی مسیح کی الوہیت کو مانتا ہے وہ روح القدس کا سکھایا ہوا ہے۔ متی ۲۲: ۴۳-۴۴۔ مرقس ۱۲: ۳۶۔ یسوع کو خداوند کہنے سے اُس کی الوہیت پر ایمان لانا مراد ہے۔ متی ۱۶: ۱۷۔ اعمال ۸: ۳۷ و ۱۰: ۳۸ و ۱۹: ۵ و ۱ یوحنا ۵: ۱۰-۱۳۔ اگرچہ اُس کی موت لعنتی کی موت تھی تو بھی ہم اُس کو خداوند کہتے ہیں جیسا کہ اُس ڈاکو نے جو اُس کے ساتھ مصلوب ہوا تھا اُس کو خداوند کہہ کے یہ دعا مانگی کہ "اے خداوند جب تو اپنی بادشاہت میں آئے تو مجھے یاد کرنا" سو ہم مسیح مصلوب کی طرف ایمان اور پیار کی آنکھ سے دیکھ کے اُس کو خداوند کہتے ہیں۔ اگر کوئی پوچھے کہ کون لوگ مسیحی کہلائے جانے کے لائق ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ وہ جو مسیح کو خداوند کہہ کے اُس کو سجدہ کرتے ہیں۔ متی ۱۶: ۱۵-۱۷۔ یوحنا ۱۵: ۲۶ و ۲ کرنتھیوں ۳: ۵ و ۱ یوحنا ۴: ۱-۳ ٭

"نعمتیں" دیکھو آیت ۴۔ باب ۷: ۷۔ رومیوں ۱۲: ۶-۸ و ۱ پطرس ۴: ۱۰ و ۱۱۔ نعمتوں سے وہ خاص قوتیں مراد ہیں جو کہ روح کی تاثیر ہیں۔

کل روحانی نعمتیں روح القدس کے ذریعے سے خداوند یسوع مسیح کے وسیلے خدا باپ کی طرف سے دی جاتی ہیں۔ یہاں تثلیث کے تین اقنوم یعنی باپ بیٹے اور روح القدس کا ذکر ہے۔ یہ مطلب سے خالی نہیں ہے۔ انہی تینوں سے مسیحیوں کو نعمتیں خدمتیں تاثیریں ملتی ہیں اور وہ تینوں مل کر کام کرتے ہیں۔ اگرچہ تینوں کا کام الگ ہے مگر پھر بھی وہ تینوں مل کے ایک ہی کام کرتے ہیں۔ ۱ پطرس ۱: ۲۔
نعمتیں روح القدس کے ذریعے سے ملتی ہیں۔ خدمتیں خداوند یسوع مسیح کے وسیلے اور تاثیریں خدا باپ سے۔ اگرچہ اُن تینوں کا کام متفرق ہوتا ہے تو بھی اُن تینوں میں موافقت اور مطابقت ہے باب ۳: ۵ و ۶ افسیوں ۴: ۴-۶۔ اعمال ۸: ۱۷ و ۱۸ و ۱۰: ۴۴ و ۴۵۔ گلتیوں ۲: ۸ و ۳: ۲-۵۔ فلپیوں ۲: ۱۳۔

"جو سب میں ہر طرح کا اثر پیدا کرتا ہے" آیت ۶۔ یعنی جس جس کو یہ نعمتیں خدمتیں یا تاثیریں دی گئی ہیں اُن میں اور اُن کے وسیلے سے دوسروں میں خدا اپنی مرضی پوری کرتا ہے باب ۱۵: ۲۸۔ افسیوں ۱: ۲۳۔ کلسیوں ۳: ۱۱۔

"روح کا ظہور" آیت ۷۔ روح القدس طرح طرح کی نعمتیں اور خدمتیں اور تاثیریں جن کا ذکر آیت ۴-۶ میں پایا جاتا ہے ظاہر کرتا ہے "ہر شخص میں" آیت ۷۔ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ہر ایک مسیحی میں روح کی کوئی نہ کوئی نعمت یا خدمت یا تاثیر ظاہر ہوتی ہے اس لئے کسی مسیحی کو حقیر جاننا بے جا ہے۔ وہ کیسا ہی کم قدر کیوں نہ ہو مگر روح القدس کے ذریعے سے کسی نہ کسی طرح کام میں لایا جاتا ہے۔

"فائدہ پہنچانے کے لئے ہوتا ہے" آیت ۷۔ پس جس نعمت یا خدمت یا تاثیر سے عام فائدہ نہ ہو وہ روح القدس کی طرف سے نہیں ہے۔ ہم اس طور سے ہر نعمت وخدمت کو جانچ سکتے ہیں کہ آیا وہ جسم کی طرف سے ہے یا روح پاک کی طرف سے۔ خدا یہ نعمت اس غرض سے ہم کو دیتا ہے تاکہ اُن کے ذریعے سے کلیسیا کی بہبودی ہو۔ لہذا جب کسی شخص کو کوئی نعمت ملے تو اُس پر گھمنڈ نہ کرے کیونکہ وہ نعمت اُس کو اُسی کے فائدے کے لئے نہیں بلکہ فائدہ عام کے لئے بخشی گئی ہے۔ پس ہر ایک مسیحی کو اپنے دل سے پوچھنا چاہئے کہ جو کچھ میں نے خدا کی رُوح سے پایا اُس کو اوروں کی بھلائی اور بہتری کے لئے کام میں لاتا ہوں یا نہیں؟ آیا دوسروں کو بھی اس نعمت وخدمت سے فائدہ پہنچتا ہے یا نہیں؟ اس طور سے ہم اپنی اندرونی اور حقیقی حالت کو دریافت کر سکتے ہیں۔ رومیوں ۱۲: ۶-۸۔ افسیوں ۴: ۷-۱۲ و ۱ پطرس ۴: ۱۰ و ۱۱۔

"حکمت کا کلام" آیت ۸۔ یعنی الٰہی باتوں کے سمجھنے اور سکھانے کی قدرت۔ رسولوں اور نبیوں کو یہ نعمت ملی۔ باب ۲: ۶-۱۳۔ افسیوں ۱: ۸ و ۱۷ و ۲: ۲۰ و ۳: ۵ و ۵: ۱۱۔ کلسیوں ۲: ۳۔

"علمیت کا کلام" آیت ۸۔ یعنی جو الٰہی تعلیم رسولوں اور نبیوں کی طرف سے دی گئی ہے اُس کے سمجھنے اور سمجھانے کی قدرت کو علم کی بات کہتے ہیں۔ کرنتھی مسیحی اس علم میں غنی تھے۔ دیکھو باب ۱: ۵۔ یہ علم اکیلا لاحاصل ہے۔ باب ۱۳: ۲۔ یہ علم بغیر محبت کے آدمی کے دل میں غرور پیدا کرتا ہے۔ باب ۸: ۱۔ علم سے عالم ہوتا ہے اور حکمت سے دانا

۲۔کرنتھیوں ۸: ۷+

"کسی کو اُسی رُوح سے ایمان"، آیت ۹۔ اِس سے مسیح پر ایمان لانا مراد نہیں ہے کیونکہ ہر ایک مسیحی کو رُوح پاک سے یہ ایمان مل چکا ہے بلکہ پولوس یہاں اُس ایمان کا ذکر کرتا ہے جس کے سبب سے آدمی بڑی بڑی کرامات دکھا سکتا ہے۔ باب ۱۳: ۲۔ متی ۱۷: ۲۰۔ یاد رکھنا چاہئے کہ ایمان کا فضل اور ہے اور ایمان کی نعمت اور ہے۔ سو پولوس یہاں ایمان کے فضل کا ذکر نہیں کرتا بلکہ ایمان کی نعمت کا ذکر کرتا ہے۔ ایسا ایمان معجزوں کی ماں کہلاتا ہے لوقا ۱۷: ۵+

"شفا دینے کی توفیق" آیت ۹ جس کا ذکر مقامات ذیل میں پایا جاتا ہے:

مرقس ۱۶: ۱۸۔ اعمال ۳: ۷ و ۸ و ۵: ۱۵ و ۱۶ و ۹: ۳۴ و ۱۹: ۱۱ و ۱۲۔ یعقوب ۵: ۱۴ و ۱۵۔ یہ نعمت رسولوں کے زمانے میں بہت مسیحیوں کو دی گئی تھی وہ بیماروں پر صرف اپنا ہاتھ رکھتے تھے اور بیمار شفا پا جاتے تھے۔ چنانچہ جسٹن مارٹر جو کہ رسولوں کے زمانے میں اُن کے مرنے کے بعد تک زندہ رہا یہ گواہی دیتا ہے کہ اُس کے زمانے میں چنگا کرنے کی نعمت مسیحیوں میں تھی۔ رفتہ رفتہ نعمت مذکورہ کلیسیا سے جاتی رہی۔ لیکن بعض مسیحی اس زمانے میں بھی دعا اور ایمان کے ذریعے سے مریضوں کو چنگا کرتے ہیں۔ یعقوب ۵: ۱۴ و ۱۵+

"کسی کو معجزوں کی قدرتیں" آیت ۱۰۔ جیسا کہ پطرس نے حننیاہ اور سفیرہ کے مار ڈالنے اور تبیتا کے زندہ کرنے میں قدرتیں دکھائیں۔ اعمال ۵: ۱-۱۱ و ۹: ۴۰ و ۱۳: ۱۱ و ۱۹: ۱۲ و گلتیوں ۳: ۵+

واضح ہو کہ روح القدس کی کرامتوں کی دو پہچانیں ہیں۔ (۱) یہ

کہ وہ فائدہ عام کے لئے ہوں دیکھو آیت ۷۔ (۲) یہ کہ کرامات فریبی نہ ہو۔ اگر یہ دو نشانیاں کرامات میں نہ پائی جائیں تو وہ خداوند کی طرف سے نہیں ہے۔ اُن کرامات کے دکھانے والے کی زیادہ قدر نہ کرنی چاہئے۔ اعمال ۴: ۳۰ و ۲ کرنتھیوں ۱۲: ۱۲۔ عبرانیوں ۲: ۴۔ رومیوں ۱۵: ۱۹ و ۱ تیمتھیس ۴: ۱ و ۲ تھسلنیکیوں ۲: ۱۰ و ۱۲+

"اور کسی کو نبوت"، آیت ۱۔ یعنی اُن کو خدا کی رُوح سے الٰہی پیغام سُنانے کی طاقت ملی تھی جو کچھ خدا کی رُوح نے اُن کو سکھایا تھا وہ بولتے تھے۔ جس کو نبوت کی قدرت ملی اُس کو خدا نے مسیحیوں کی ترقی اور غیر مسیحیوں کو مسیح کی طرف کھینچنے کی خدمت سونپی۔ اعمال ۱۱: ۲۷ و ۲۸ و ۱۳: ۱-۴۔ رومیوں ۱۲: ۶+

"اور کسی کو روحوں کا امتیاز" آیت ۱۰۔ یعنی اِس بات کی پہچان کہ کون خداوند کی طرف سے روح القدس کے ذریعے سے بولتا ہے اور کون اپنی عقل یا شیطان کی طرف سے۔ روحوں کی پہچان کی قدرت پانے سے کلیسیا فریبی استادوں اور جھوٹی تعلیموں سے بچ جاتی ہے۔ جس کو یہ قدرت ملی ہو وہ جلد ہر ایک اُستاد کی تعلیم کو آزما سکتا اور سچ جھوٹ میں امتیاز کر سکتا ہے اِس قدرت سے کلیسیا کو بہت فائدہ پہنچتا ہے چنانچہ لکھا ہے کہ "اے عزیزو ہر ایک روح کا یقین نہ کرو بلکہ روحوں کو آزماؤ کہ وہ خدا کی طرف سے ہیں یا نہیں کیونکہ بہت سے جھوٹے نبی دنیا میں نکل کھڑے ہوئے ہیں۔ خدا کی روح کو تم اِس طرح پہچان سکتے ہو کہ جو کوئی رُوح اقرار کرے کہ یسوع مسیح مجسم ہو کر آیا ہے وہ خدا کی طرف سے ہے" ۱ یوحنا ۴: ۱ و ۲ و ۱ تھسلنیکیوں ۵: ۲۰ و ۲۱ و ۲ تھسلنیکیوں ۲: ۲+

"اور کسی کو طرح طرح کی زبانیں،" آیت ۱۰۔ جیسا کہ رسولوں نے پنتیکوست کے دن طرح طرح کی زبانوں میں کلام کیا۔ چنانچہ لکھا ہے کہ "وہ سب روح القدس سے بھر گئے اور غیر زبانیں بولنے لگے جس طرح روح نے انہیں بولنے کی طاقت بخشی" اعمال ۲: ۴ و ۱۰: ۴۶ و ۱۹: ۶۔ باب ۱۴: ۲۔ بعض عالم سمجھتے ہیں کہ طرح طرح کی زبانوں کے بولنے سے یہ مراد ہے کہ کوئی بغیر سیکھے سکھائے غیر ملکوں کی زبانیں بولے اور اس کی یہ دلیل دیتے ہیں کہ کہیں اس بات کا تذکرہ نہیں پایا جاتا کہ رسول تمام ملک ملک جا کر ان ملکوں کی زبانیں سیکھتے تھے۔ اور بعض یہ کہتے ہیں کہ یہاں غیر زبانوں کے بولنے کا کچھ ذکر نہیں ہے بلکہ جن کو طرح طرح کی زبانوں کے بولنے کی قدرت ملی تھی۔ وہ اس طرح بولتے تھے کہ ان کے معنی اکثر سننے والوں کی سمجھ میں نہیں آتے تھے۔ وہ کبھی کبھی خوشی کے مارے ایسے بے خود ہو جاتے اور اس طرح بولنے لگتے تھے کہ ان کی باتیں بہتوں کو بے معنی معلوم ہوتی تھیں۔ وہ اس الٰہی نعمت کی خوشی سے ایسے بے خود ہو کے خدا سے ایسے الفاظ میں دعا مانگتے اور اس کی تعریف کرتے تھے کہ سننے والے دنگ ہوتے تھے اور دیکھنے والوں کو گویا غیر زبانیں بولتا سمجھتے تھے پنتیکوست کے دن بعضوں نے رسولوں کو غیر زبانیں بولتے سن کر جیسا روح نے انہیں بولنے کی قدرت بخشی یہ کہا "وہ تو نئی مے کے نشے میں ہیں" اعمال ۲: ۱۳۔

"اور کسی کو زبانوں کا ترجمہ کرنا،" آیت ۱۰۔ یعنی جو باتیں اس روحانی خوشی کی بے خودی کی حالت میں بولی جاتی تھیں ان کے معنی سمجھنے کے لئے ایک ایسے مترجم کی ضرورت پڑتی تھی کہ جس نے خود بھی یہ نعمت پائی

ہو اور جو اس بے خودی کی حالت کی بولی کو سمجھ سکتا اور اس کے معنی دوسروں کو بتا سکتا ہو۔ دیکھو باب ۱۴: ۵ و ۱۳ و ۲۶ و ۲۸۔

اگرچہ ان سب نعمتوں میں بظاہر تو بڑا فرق ہے لیکن پھر بھی یہ سب ایک ہی روح یعنی صرف روح القدس کی بخشش ہیں۔ دیکھو آیت ۱۱۔ وہ جس مسیحی کو جس کام کے مناسب جانتا ہے اُس پر مقرر کرتا ہے۔ پس کسی کو کوئی نعمت پا کر فخر کرنے کی کوئی جگہ باقی نہیں ہے۔ جو نعمت ہم کو بخشی گئی یا جو ابھی نہیں ملی اُس کی نسبت یہ سمجھنا اور کہنا مناسب ہے کہ "ہاں اے باپ یوں ہی تجھے پسند آیا" متی ۱۱: ۲۶۔ اگر کسی بھائی کو بڑی بڑی نعمتیں ملیں اور ہم کو چھوٹی چھوٹی تو ہم کو اُس بھائی سے حسد یا اُس کے ساتھ دشمنی نہ کرنی چاہئے بلکہ ہم کو مناسب ہے کہ ہم خداوند کا شکر بجا لائیں کہ اُس نے فلانے بھائی کو اتنی بڑی نعمتیں کلیسیا کے فائدے کے لئے بخشیں۔ اور نہ وہ بھائی جس کو زیادہ نعمتیں ملیں پھول کے فخر کرنے لگے کیونکہ لکھا ہے کہ "تجھ میں اور دوسرے میں کون فرق کرتا ہے؟ اور تیرے پاس کونسی ایسی چیز ہے جو تو نے دوسرے سے نہیں پائی؟ اور جب تو نے دوسرے سے پائی تو فخر کیوں کرتا ہے کہ گویا نہیں پائی؟" دیکھو باب ۴: ۷۔ آیت ۱۱ سے روح القدس کی الوہیت اور شخصیت بھی ظاہر ہوتی ہے۔ جو کام آیت ۶ میں خدا کا کیا ہوا کہلاتا ہے وہی کام روح القدس کا بھی کہلاتا ہے۔ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ تثلیث کے تینوں اقنوم ساتھ ساتھ مل کے کام کرتے ہیں۔ ۲ کرنتھیوں ۱۰: ۱۳۔ افسیوں ۴: ۷۔ یوحنا ۳: ۸۔ عبرانیوں ۲: ۴۔

حاصل کلام

۱۔ جیسا کوئی مسیح کو سمجھتا ہے ویسا ہی اُس شخص کی اندرونی و حقیقی حالت سمجھنی چاہیئے دیکھو آیت ۳۔ جس شخص کے دل میں مسیح کو خداوند یا نجات دہندہ یا اُس کو خدا کا بیٹا کہنے میں شک و شبہ ہے اُس شخص کا ایمان بالکل کچا اور خدا کو نامقبول ہے۔ جو سوال مسیح نے اپنی زندگی میں شاگردوں سے کیا تھا وہی سوال اس زمانے میں وہ ہم لوگوں سے بھی کرتا ہے کہ "مگر تم مجھے کیا کہتے ہو"؟ کاشکہ ہم پطرس کی طرح دل سے اُس کو یہ جواب دے سکیں کہ "تو زندہ خدا کا بیٹا مسیح ہے۔" متی ۱۶: ۱۵ و ۱۶ +

۲۔ مسیحی کلیسیا کی یکتائی اور یگانگت ظاہر ہوتی ہے۔ ہر ایک مسیحی میں ایک ہی رُوح ایک ہی زندگی ایک ہی ایمان اور امید اور ایک ہی خداوند ہے۔ دیکھو آیت ۴-۶ +

۳۔ طرح طرح کی نعمتیں روح القدس کی طرف سے ہر ایک کو بانٹ دی جاتی ہیں وہ سب نعمتیں ہر ایک مسیحی کو روح پاک کی مرضی کے مطابق بخشی جاتی ہیں۔ دیکھو آیت ۴-۱۱ +

۴۔ مسیحیوں اور غیر مسیحیوں میں یہ ایک بڑا فرق ہے کہ سچے مسیحی روح القدس کے چلائے چلتے ہیں اور غیر مسیحی مسیح کی خبر پاکر اُس کو قبول نہیں کرتے اور اُسے خداوند اور اپنا نجات دہندہ نہیں مانتے دیکھو آیت ۱ و ۲۔ یوحنا ۱۰: ۴ و ۵ و ۸: ۱۶ +

آیات ۱۲-۳۱۔ (۱۲) کیونکہ جس طرح بدن ایک ہے اور اُس کے اعضا بہت سے ہیں اور بدن کے سارے اعضا گو بہت سے ہیں مگر باہم مل کر ایک ہی بدن ہیں اُسی طرح مسیح بھی ہے۔ (۱۳) کیونکہ ہم سب نے خواہ یہودی ہوں خواہ یونانی خواہ غلام خواہ آزاد ایک ہی رُوح کے وسیلے سے ایک بدن ہونے کے لئے بپتسمہ لیا اور ہم سب کو ایک ہی رُوح پلایا گیا۔ (۱۴) چنانچہ بدن میں ایک ہی عضو نہیں بلکہ بہت سے ہیں (۱۵) اگر پاؤں کہے چونکہ میں ہاتھ نہیں اس لئے بدن کا نہیں تو وہ اس سبب سے بدن سے خارج تو نہیں۔ (۱۶) اور اگر کان کہے چونکہ میں آنکھ نہیں اس لئے بدن کا نہیں تو وہ اس سبب سے بدن سے خارج تو نہیں (۱۷) اگر سارا بدن آنکھ ہی ہوتا تو سُننا کہاں ہوتا؟ اگر سُننا ہی سُننا ہوتا تو سونگھنا کہاں ہوتا؟ (۱۸) مگر فی الواقع خدا نے ہر ایک عضو کو بدن میں اپنی مرضی کے موافق رکھا ہے۔ (۱۹) اگر وہ سب ایک ہی عضو ہوتے تو بدن کہاں ہوتا؟ (۲۰) مگر اب اعضا تو بہت سے ہیں لیکن بدن ایک ہی ہے۔ (۲۱) پس آنکھ ہاتھ سے نہیں کہہ سکتی کہ میں تیری محتاج نہیں اور نہ سر پاؤں سے کہہ سکتا ہے کہ میں تمہارا محتاج نہیں۔ (۲۲) بلکہ بدن کے وہ اعضا جو اوروں سے کمزور معلوم ہوتے ہیں بہت ہی ضروری ہیں۔ (۲۳) اور بدن کے وہ اعضا جنہیں ہم اوروں کی نسبت ذلیل جانتے ہیں انہی کو زیادہ عزت دیتے ہیں اور ہمارے نازیبا اعضا بہت زیبا ہو جاتے ہیں۔ (۲۴) حالانکہ ہمارے زیبا اعضا محتاج نہیں

مگر خدا نے بدن کو اس طرح مرتّب کیا ہے کہ جو عضو محتاج ہے اُسی کو زیادہ عزت دی جائے۔ (۲۵) تاکہ بدن میں تفرقہ نہ پڑے بلکہ اعضا ایک دوسرے کا برابر فکر رکھیں۔ (۲۶) پس اگر ایک عضو دکھ پاتا ہے تو سارے اعضا اُس کے ساتھ دکھ پاتے ہیں اور اگر ایک عضو عزت پاتا ہے تو سارے اعضا اُس کے ساتھ خوش ہوتے ہیں۔ (۲۷) اسی طرح تم مل کر مسیح کا بدن ہو اور فرداً فرداً اعضا ہو۔ (۲۸) اور خدا نے کلیسیا میں الگ الگ شخص مقرر کئے۔ پہلے رسول، دوسرے نبی، تیسرے اُستاد، پھر معجزے دکھانے والے، پھر شفا دینے والے۔ مددگار، منتظم، طرح طرح کی زبانیں بولنے والے۔ (۲۹) کیا سب رسول ہیں؟ کیا سب نبی ہیں؟ کیا سب اُستاد ہیں؟ کیا سب معجزہ دکھانے والے ہیں؟ (۳۰) کیا سب کو شفا دینے کی قوت عنایت ہوئی؟ کیا سب طرح طرح کی زبانیں بولتے ہیں؟ کیا سب ترجمہ کرتے ہیں؟ (۳۱) تم بڑی سے بڑی نعمتوں کی آرزو رکھو لیکن اور بھی سب سے عمدہ طریقہ میں تمہیں بتاتا ہوں۔

اِن آیتوں میں انسان کے بدن کے اور مسیح کے ساتھ کلیسیا کی یکتائی اور یگانگت کے مثل و مقابلے کا بیان ہے

واضح ہو کہ جس طرح انسان کے بدن میں بہت سے عضو ہیں اور وہ

سب مل کر ایک ہی بدن بنتے اور ایک ہی جسم کہلاتے ہیں اُسی طرح سب مسیحی جن میں ایک ہی رُوح بستی ہے اُن سے مل کر مسیح کا بدن بنتا ہے چنانچہ لکھا ہے کہ "کیونکہ جس طرح ہمارے ایک بدن میں بہت سے اعضا ہوتے ہیں اور تمام اعضا کا کام یکساں نہیں اسی طرح ہم بھی جو بہت سے ہیں مسیح میں شامل ہو کر ایک بدن ہیں اور آپس میں ایک دوسرے کے اعضا۔" رومیوں ۱۲: ۴ و ۵۔ اور جس طرح آدمی اپنے عضو یا اعضا کے ذریعے سے اپنی مرضی پوری کرتا ہے اُسی طرح خداوند یسوع مسیح کلیسیا کے ذریعے سے اپنی مرضی پوری کرتا ہے "وہ (کلیسیا) اُس کا بدن اور اُسی کی معموری ہے جو سب کچھ سب میں بھرتا ہے۔" افسیوں ۱: ۲۳ و ۴: ۱۲ و ۵: ۳۰۔

"اُسی طرح مسیح بھی ہے۔" آیت ۱۲۔ کلیسیا مسیح سے ایسی یگانگت اور مطابقت رکھتی ہے کہ پولوس اُس میں اور مسیح میں کچھ فرق نہیں کرتا یہاں تک کہ مسیحیوں کی زندگی کو عین مسیح کی زندگی کہتا ہے چنانچہ لکھا ہے کہ "میں مسیح کے ساتھ مصلوب ہوا ہوں اور اب میں زندہ نہ رہا بلکہ مسیح مجھ میں زندہ ہے اور میں جو اب جسم میں زندگی گزارتا ہوں تو خدا کے بیٹے پر ایمان لانے سے گزارتا ہوں جس نے مجھ سے محبت رکھی اور اپنے آپ کو میرے لئے موت کے حوالے کر دیا۔" گلتیوں ۲: ۲۰۔

آیت تیرہ آیت بارہ کا ثبوت ہے۔ ہم سب روح القدس کا بپتسمہ پا کر ایک بدن بنتے ہیں۔ رُوح القدس پانا ہی بپتسمہ پانا کہلاتا ہے۔ بپتسمہ کے ذریعے سے ہم کلیسیا میں دخل پاتے ہیں۔ روح القدس کلیسیا کے اندر یہودی یونانی۔ غلام اور آزاد کو ملا دیتی ہے۔ جیسا

پولوس فرماتا ہے کہ "تم سب جتنوں نے مسیح میں بپتسمہ پایا مسیح کو پہن لیا۔ سو نہ یہودی۔ نہ یونانی نہ غلام نہ آزاد نہ مرد نہ عورت کیونکہ تم سب مسیح یسوع میں ایک ہو" گلتیوں ۳: ۲۷-۲۸۔ کلسیوں ۳: ۱۱+

"ایک بدن ہونے کے لئے" آیت ۱۳- بدن سے کلیسیا مراد ہے رومیوں ۱۲: ۵۔ افسیوں ۱: ۲۲ و ۲۳ و ۲: ۲۱ و ۲۲+

"ہم سب کو ایک ہی روح سے پلایا گیا" آیت ۱۳ یعنی سب ایک ہی روح سے روحانی پرورش پاتے ہیں اس سے اُن کی یگانگت ظاہر ہوتی ہے۔ اُن کی یکتائی کا ثبوت یہ ہے کہ سب نہ صرف روح القدس سے پیدا ہوئے بلکہ اُسی سے پرورش بھی پاتے ہیں جیسا کہ لکھا ہے کہ "جو مجھ پر ایمان لاتا ہے اُس کے بدن سے جیسا کتاب کہتی ہے جیتے پانی کی ندیاں جاری ہونگی۔ اُس نے یہ روح کی بابت کہی جسے وہ جو اُس پر ایمان لائے پانے پر تھے کیونکہ روح القدس اب تک نازل نہ ہوا تھا اس لئے کہ یسوع ہنوز اپنے جلال کو نہ پہنچا تھا" یوحنا ۷: ۳۸ و ۳۹۔ کلیسیا کی یگانگت صرف اِسی بات پر موقوف ہے کہ سب میں روح القدس بسے نہ اس پر کہ اُن میں ظاہری موافقت پائی جائے یا پوپ مثل انسان کے اُن پر حکومت کرے۔ یوحنا ۱۴: ۱۶ و ۱۷ و ۱۵: ۲۶ و ۱۶: ۷۔ جب روح القدس کے ذریعے سے مسیحیوں کی خصلت۔ مزاج۔ طبیعت بدل جاتی ہے تو وہ پاک کلام کے بموجب نئی پیدائش کہلاتی ہے۔ یوحنا ۳: ۳-۵ و ۶: ۶۳۔ افسیوں ۲: ۱۳ و ۱۴ و ۱۶+

آیت چودھویں بھی آیت بارھویں کو ثابت کرتی ہے۔ جیسا ہر ایک عضو بدن کے فائدے کے لئے ضروری ہے ویسا ہی کلیسیا کے فائدے

کے لئے متفرق نعمتیں اور خدمتیں ضروری ہیں کیونکہ وہ سب بلکہ کلیسیا کو کو فائدہ بخشتی ہیں جس کلیسیا میں متفرق نعمتیں اور خدمتیں نہیں ہیں وہ اُس بدن کی مانند ٹھی ہے جو صرف ایک یا دو تین عضو رکھتا ہو۔ بعض دینداروں کا یہ خیال ہے کہ خدا متفرق کلیسیاؤں کو اِس واسطے برپا ہونے دیتا ہے تاکہ کل کلیسیاؤں کو آپس میں ایک دوسرے سے فائدہ پہنچے لیکن جب اِن سب کلیسیاؤں میں مثل بدن کے عضو کے آپس میں محبت اور میل ہوگا تب اُن سے ایک دوسرے کو فائدہ پہنچیگا ورنہ نہیں +

جیسا ہاتھ پاؤں کان وغیرہ آپس میں ایک دوسرے کے محتاج ہیں ویسے ہی کلیسیا میں ایک مسیحی دوسرے کا محتاج ہے اور جیسا ایک عضو دوسرے کے ساتھ کچھ بغض و حسد نہیں رکھتا اور ایک دوسرے کو کسی تکلیف میں دیکھ کر خوش نہیں ہوتا مثلاً ہاتھ پاؤں کو دھوپ میں جلتے دیکھ کر اُس پر ٹھٹھا نہیں کرتا اُسی طرح کوئی مسیحی اُستاد کسی اُستاد سے یا کوئی اُستاد کسی مسیحی اُستاد سے کچھ فساد اور کینہ نہ رکھے کیونکہ پاسبان قسیس مبشر۔ ڈیکن وغیرہ اور بہتری کے لئے ایسے ضروری ہیں جیسے بدن کے لئے ہاتھ پاؤں کان وغیرہ۔ دیکھو آیت ۱۵ و ۱۶۔ اِس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ جس حالت میں ہم ہیں یا جو خدمت ہم کو سونپی گئی ہے اُس پر قناعت کریں اور خوشی سے اُس کو انجام دیں۔ کاش کہ جو نعمتیں یا خدمتیں خدا کے فضل و انتظام سے ہمیں بخشی گئیں چاہے وہ بہت ہوں یا تھوڑی بڑی ہوں یا چھوٹی ہم اُن کو خدا کے ہاتھ سے لیں اور اُن کو اُس کی بزرگی اور کلیسیا کی ترقی کے لئے کام میں لائیں۔ رومیوں ۱۲: ۳-۸+

اگرچہ آنکھ بہت ضروری عضو ہے اور تمام بدن کی مدد کرتی ہے اور

کل جسم کو فائدہ بخشتی ہے لیکن اگر وہ اکیلی ہوتی اور کوئی دوسرا عضو اُس
کے ساتھ نہ ہوتا تو وہ بے رونق اور بیکار ہوتی۔ آیت ۱۷۔ پس جس طرح
ایسا عمدہ اور شریف عضو بغیر دوسرے اعضا کے کچھ رونق نہیں پاتا اور نہ
کچھ کام کر سکتا ہے اُسی طرح اگر کوئی نہایت عمدہ اور افضل نعمت اکیلی ہو
اور دوسری نعمتیں اُس کے ساتھ شامل نہ ہوں تو وہ بےپھل رہتی ہے وہ
اکیلی کسی کام کی نہیں۔

جو فرق مسیحیوں میں نعمتوں کے بارے میں ہے وہ اتفاقیہ نہیں بلکہ
خدا کی مرضی کے مطابق ہے آیت ۱۸۔ خدا ہی نے اپنی کلیسیا کی ترقی اور
بھلائی کے واسطے بعضوں کو پاسبانی کی نعمت اور بعضوں کو مبشر یا اُستاد
یا خادموں کی خدمت عطا کی ہے۔ لہذا ہر ایک مسیحی کو یہ اعتقاد رکھنا چاہئے
کہ جس خدمت کے لئے مسیح مجھکو بلائیگا اُس کے لئے وہ مجھکو طاقت بھی
اور لیاقت بھی بخشیگا۔ کوئی یہ خیال نہ کرے کہ یہ کام مشکل یا ذلیل ہے یا
میں اس سے زیادہ بڑی خدمت کے لائق ہوں۔ کیونکہ سب کام خدا ہی
کے ہیں اور وہ خوب جانتا ہے کہ کون کس خدمت کے لائق ہے۔ پس
جس کو جو خدمت وہ بخشے سو اُس کو باخوشی وہ منظور کرے اور خوب سرگرمی
اور مستعدی سے بغیر ناراضگی اور بےدلی کے انجام دے۔ دیکھو افسیوں
باب ۴ : ۵۔ رومیوں ۱۲ : ۳۔

پولوس اُنیسویں آیت کی مثال سے کرنتھیوں کو نصیحت کرتا اور سمجھاتا ہے کیونکہ وہ ایک ہی نعمت کی یعنی صرف غیر زبانیں بولنے کی حد
سے زیادہ قدر اور تعریف کرتے اور اُس نعمت کو سب نعمتوں سے عمدہ
اور افضل ٹھہرا کے صرف اُسی کی تلاش کرتے تھے۔ لہذا پولوس اُن کی

اس نادانی کی یہ مثال دیتا ہے کہ وہ اس امر میں گویا اُس آدمی کی مانند
ہیں جو ایک ہی عضو کی قدر کرکے اُسی کی تلاش میں اپنی عمر بسر کرتا ہے
اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ جس کو منادی یا پاسبانی یا قسیس کی یا اُستاد
کی خدمت کے فرائض کو انجام تک پہنچانے کی قوت نہیں ملی سو اُس کو
ہم نہ اُن کاموں کے کرنے کی ترغیب دیں اور نہ اُن پر اُس کو مقرر کریں تاکہ
ایسا نہ ہو کہ وہ کلیسیا کے نقصان کا باعث ہو۔ ۱-تمتھیس ۳ : ۱۰ و ۱۳ و ۵۔
۲۲ طیطس ۱ : ۵-۱۰۔

پولوس بیسویں آیت میں اس بات کو ثابت کرتا ہے کہ جس طرح اعضا
کی بہتات اور اُن کے متفرق کاموں کے سبب سے بدن کی یکتائی اور
یگانگت قایم رہتی ہے اُسی طرح مسیحیوں کی متفرق نعمتوں اور خدمتوں کے
سبب سے کلیسیا کی یکتائی اور یگانگت میں کچھ تفرقہ اور پھوٹ نہ ہونا
چاہئے۔ بلکہ ایک ہی زندگی تمام بدن میں جاری رہے اور ایک ہی مقصد
سب میں قائم رہے۔

"پس آنکھ ہاتھ سے نہیں کہہ سکتی کہ میں تیری محتاج نہیں"
آیت ۲۱۔ اگرچہ یہ بات ظاہر ہے کہ آنکھ ہاتھ سے اور سر پاؤں سے
زیادہ ذی عزت ہے مگر پھر بھی جس طرح یہ ذی عزت اور معزز عضو چھوٹے
عضو کو حقیر اور کم قدر نہیں جانتا اُسی طرح کلیسیا کے وہ مسیحی جن کو خدا
کے فضل سے بڑی بڑی خدمتیں ملی ہیں اُن مسیحیوں کو جنہیں چھوٹی
چھوٹی نعمتیں ملی ہیں حقیر نہ سمجھیں کیونکہ دونوں قسم کی نعمتیں بڑی اور
چھوٹی ضروری اور خدا کی دی ہوئی ہیں۔ اس بات کے یاد رکھنے سے
مسیحیوں کے درمیان سے مغروری بےدلی بےجا فخر اور بےجا فساد

مِٹ جاتے ہیں ÷

"بلکہ بدن کے وہ عضو جو اوروں سے کمزور معلوم ہوتے ہیں بہت ہی ضروری ہیں" آیت ۲۲- کمزور اعضا جیسے آنکھ- کان- مغز وغیرہ اپنے کو چوٹ سے اور کسی صدمے سے نہیں بچا سکتے لیکن جس طرح اُن کی کمزوری کے سبب دوسرے عضو اُن کو حقیر نہیں جانتے بلکہ اُن کی اور بھی زیادہ خبر لیتے اور محافظت کرتے ہیں اسی طرح جو بھائی کلیسیا میں کمزور اور کم قدر معلوم ہوتے ہیں اُن کی ہم سب زیادہ خبر گیری اور خاطر کریں تاکہ وہ ہلاک نہ ہوں بلکہ کلیسیا کے فائدے کے لئے تیار ہوں رومیوں ۱۴: ۱-۳ و ۱۵: ۱-۳- گلتیوں ۶: ۱: ۲ ÷

جب بدن میں کوئی عضو کمزور یا ذلیل ہوتا ہے تو ہم اُس سے رنجیدہ نہیں ہوتے اور نہ اُس کو حقیر جانتے ہیں بلکہ جہاں تک ہو سکتا ہے اُس کی ذلت اور کمزوری اور کم قدری کو چھپاتے ہیں- دیکھو آیت ۲۳- اور جو عضو آپ ہی خوبصورت اور صاحب شوکت ہیں جیسے آنکھ- کان- منہ وغیرہ تو ہم اُن کو ویسا ہی رہنے دیتے اور اُن کے خوبصورت بنانے کی فکر نہیں کرتے اور نہ اُن کو چھپاتے ہیں لیکن جب اُن میں داغ یا کسی قسم کا کچھ عیب ہوتا ہے تب البتہ اُن کو چھپانا چاہتے ہیں اور کل عضو مل کر ایسی کوشش اور فکر کرتے ہیں کہ جس سے اُس عضو کا وہ عیب جاتا رہے- بدن کے اعضا کا یہ پیار اور آپس کی محبت و خاطرداری کلیسیا کے [illegible] کے لئے نہایت عمدہ نمونہ ہے- بدن کا ہر ایک عضو گویا ہم سے یہ کہتا ہے کہ تم بھی ہماری مثل ایک دوسرے بھائی کی مدد کرو اور آپس میں محبت کے ساتھ پیش آؤ- کاش کہ ہم سب بھائی عضووں کی اِس عمدہ مطلب

نصیحت کو سُنیں تاکہ کلیسیا کی ترقی اور بہتری ہو ÷

"ہمارے زیبا عضو" آیت ۲۴- یعنی آنکھ- کان- ناک بلکہ سر کے کل عضو یہ عضو پوشاک اور زیورات اور جواہرات یا کسی سنگار کے محتاج نہیں ہیں کیونکہ یہ آپ ہی خوبصورت ہیں- خدا نے خود ہی بعض عضووں کو حُرمت اور زیبائش بخشی ہے اور بعض کو کمزوری اور کم قدری- پس جیسا کہ عضووں میں فرق خدا کے انتظام سے ہے ویسا ہی کلیسیا کے شرکاء میں جو فرق باعتبار عقل اور نعمتوں اور خدمتوں کے ہے وہ خدا کے انتظام اور اُس کی مرضی سے ہے- پس کوئی بہت سی نعمتیں پانے سے گھمنڈ نہ کرے اور نہ کوئی کم پانے سے بیدل ہو کیونکہ جیسا خدا نے باعتبار طاقت اور عزت اور خوبصورتی وغیرہ کے اعضا میں فرق رکھا ہے ویسا ہی اُس کو پسند آیا کہ کلیسیا کے مسیحیوں میں بھی باعتبار نعمتوں اور خدمتوں کے فرق ہو- پس اے بھائیو جو خدمت تم کو سونپی گئی ہو اُس کو خوشی سے خدا کے ہاتھ سے لیکر اپنے مقدور بھر اُس کے انجام دینے میں کوشش کرو- اس میں تمہارا بڑا اجر ہوگا- متی ۲۵: ۲۴-۳۰- مکاشفہ ۱۲: ۴۲ و ۴۴- لوقا ۲۱: ۳ و ۲ کرنتھیوں ۸: ۱۲ ÷

"تاکہ بدن میں تفرقہ نہ پڑے" آیت ۲۵- خدا نے بدن میں بڑے چھوٹے- زور آور اور کمزور- زیبا اور غیر زیبا عضو اس غرض سے پیدا کئے ہیں تاکہ اُن سب میں میل ہو اور آپس میں دوسرے سے مدد پائیں ÷

"تفرقہ نہ پڑے"، جیسا کہ کرنتھی مسیحیوں میں تھا دیکھو باب

۱: ۱۰ و ۱۱: ۱۸ +

"بلکہ اعضا ایک دوسرے کا برابر فکر رکھیں" آیت ۲۵۔ جب ہاتھ کوئی چیز اوپر سے لینا چاہتا ہے تو پاؤں انگلیوں پر کھڑا رہتا ہے یہاں تک کہ ہاتھ اپنا کام پورا کرتا ہے۔ اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسیحیوں میں جتنی لڑائیاں اور فساد ہوتے ہیں اُس کی وجہ یہی ہے کہ وہ اپنے اتحاد اور یگانگت کو بھول جاتے ہیں۔ دیکھو باب ۸ و ۱۳ و ۹: ۱۹ و ۲۲ و ۲ کرنتھیوں ۱۱: ۲۸ و ۲۹ +

یہ تجربے کی بات ہے کہ جب کسی عضو کو کچھ دکھ درد ہوتا ہے تو اُس ایک عضو کے دُکھی ہونے سے تمام بدن دُکھی ہو جاتا ہے اور کُل عضو اُس کی مدد کرنے کو تیار ہو جاتے ہیں۔ آیت ۲۶۔ مثلاً جب ایڑی میں کانٹا چبھتا ہے تو اُسی وقت پیٹھ خم ہو جاتی سر زمین تک جھک جاتا آنکھ اُسکو ڈھونڈنے لگتی اور ہاتھ کانٹا نکال پھینکتا ہے۔ پس جس طرح کل اعضا آپس میں ایک دوسرے کے مددگار ہو جاتے ہیں ویسے ہی کلیسیا کے مسیحیوں کو بھی چاہئے کہ ہمیشہ ایک دوسرے کی مدد پر تیار رہیں +

"اگر ایک عضو عزت پاتا ہے" آیت ۲۶۔ مثلاً اگر سر پر تاج رکھا جائے تو جس طرح زبان خوشی مناتی آنکھ چمکنے لگتی ہاتھ تالی بجاتا پاؤں کودنے اور خوشی کے سبب ناچنے لگتا ہے اِسی طرح کلیسیا میں بھی جب کوئی بھائی عزت پائے تو چاہئے کہ کُل مسیحی خدا کا شکر بجا لائیں اور خوشی منائیں۔ جس قدر ہم سب میں ایک ہی رُوح اور ایک ہی زندگی ہوگی اُسی قدر ہم سب ایک دوسرے کی ترقی میں خوش ہونگے۔ یہ ہمارے ایمان کا نشان اور زندگی کی یگانگت کی جانچ ہے۔ پس اگر کوئی مسیحی کسی مسیحی بھائی

کی عزت اور ترقی سے بالعوض خوشی کے ڈاہ اور دشمنی رکھے تو سمجھنا چاہئے کہ ہم میں اور اُس میں ایک رُوح اور ایک زندگی نہیں ہے ہم اس کسوٹی پر اپنے آپس کی محبت کو جانچ سکتے ہیں کہ آیا وہ ظاہری ہے یا دلی سچی ہے یا جھوٹی۔ یعقوب ۱: ۹ و ۱۰ +

"اِسی طرح تم مل کر مسیح کا بدن ہو اور فرداً فرداً اعضا ہو" آیت ۲۷۔ یہ آیت اوپر کی آیت کا ایک صاف نتیجہ ہے۔ یعنی اگرچہ ہر ایک مسیحی کی نعمتیں اور خدمتیں جدا جدا ہیں مگر پھر بھی ہر ایک کلیسیا کے جتنے سچے مسیحی ہیں وہ سب مل کر مسیح کا بدن کہلاتے اور ہر ایک مسیحی مسیح کے بدن کا جدا جدا عضو گنا جاتا ہے۔ رومیوں ۱۲: ۵۔ افسیوں ۱: ۲۳ و ۴: ۱۲ و ۵: ۲۳ و ۳۰۔ کلسیوں ۱: ۲۴ +

اٹھائیسویں آیت کو آیت ۱۸ سے مقابلہ کرو۔ جب خدا نے کلیسیا کی بنیاد ڈالی تو اُس نے اُس کی ترقی اور بہبودی کے لئے جدا جدا خادم اور طرح طرح کے وسیلے مقرر کئے۔ یہ ایک الٰہی انتظام ہے جس کے ماننے میں کلیسیا کو بہت فائدے ہیں +

"پہلے رسول" آیت ۲۸۔ یعنی گیارھوں رسولوں اور پولوس کو۔ انہی کے وسیلے سے خدا نے کلیسیا کی بنیاد ڈالی۔ دیکھو باب ۱۵: ۵-۹۔ متی ۱۰: ۱-۴۔ مرقس ۳: ۱۳ و ۱۴ و ۶: ۷۔ لوقا ۹: ۱۔ افسیوں ۲: ۱۹-۲۲ و ۴: ۱۱ +

"دوسرے نبی" دیکھو آیت ۱۰۔ باب ۱۴: ۱ جو خدا کی طرف سے بولتے اور اُس کا پیغام سُناتے تھے وہ نبی کہلاتے تھے وہ مسیحیوں پر ایمان کے بھید اور خدا کی گہری باتوں کو ظاہر کرتے تھے +

"تیسرے اُستاد" آیت ۲۸۔ اِس آیت میں عام اُستاد یا

سے مراد نہیں ہے بلکہ جو پاک کلام کی باتوں کی تعلیم دیتے تھے وہ اُستاد کہلاتے تھے۔ اُن کو پاک کلام سے خوب واقفیت اور سمجھانے کی کامل لیاقت اور قابلیت تھی۔ اعمال ۱۳: ۱۔ افسیوں ۴: ۱۱ +

"معجزے دکھانے والے" آیت ۲۸۔ یعنی اُنکے بولنے اور اُن کی تعلیم کے وسیلے سے خدا اپنی قدرت دکھائیگا۔ اُن کی منادی اور تعلیم الٰہی قدرت سے بھری ہوگی۔ اُن کا انجیل کی باتوں کا سُنانا قدرت کے ساتھ ہوگا جیسا پنتیکُست کے دن ہوا تھا۔ دیکھو باب ۱: ۸ و ۲۴۔ مرقس ۷: ۲۸ و ۲۹۔ اعمال ۲: ۳۷۔ رومیوں ۱: ۱۶۔ بولنے اور سکھانے کی قدرت کے علاوہ معجزے دکھانے کی قدرت کا بھی اشارہ یہاں پایا جاتا ہے +

"پھر شفا دینے والے" آیت ۲۸ یعنی کلیسیا کے مُنادوں میں سے کِتنوں کو شفا دینے کی نعمت بخشی جاتی ہے۔ دیکھو آیت ۸-۱۱۔ اعمال ۵: ۱۵ و ۱۶۔ یعقوب ۵: ۱۴-۱۶

"مددگار" آیت ۲۸۔ یعنی بیماروں کمزوروں اور غریبوں کی مدد کرنے کی لیاقت اور قابلیت۔ اعمال ۶: ۱-۷ و ۲۱: ۳۵۔ گنتی ۱۱: ۱۷ +

"منتظم" آیت ۲۸ یعنی وہ جو کلیسیا کے انتظام کرنے اور اُس کا کاروبار چلانے کی لیاقت رکھتے ہیں "اپنے پیشواؤں کے فرمانبردار اور تابع رہو کیونکہ وہ تمہاری روحوں کے فائدے کے لئے اُن کی طرح جاگتے رہتے ہیں جنہیں حساب دینا پڑیگا تاکہ وہ خوشی سے یہ کام کریں نہ کہ رنج سے کیونکہ اس صورت میں تمہیں کچھ فائدہ نہیں" عبرانیوں ۱۳: ۱۷ دیکھو رومیوں ۱۲: ۸ و ۱تھمتھیس ۵: ۱۷۔ طیطس ۱: ۵ و ۳: ۱ +

"طرح طرح کی زبانیں بولنے والے" آیت ۲۸۔ چونکہ کرنتھی مسیحی طرح طرح کی زبانوں کے بولنے کی نعمت کو دوسری نعمتوں سے عمدہ اور افضل سمجھتے تھے یہاں تک کہ جس کو یہ انعام ملتا تھا اُس کی اُن میں بڑی تعریف اور قدر ہوتی تھی اور جو اس نعمت کو نہیں پاتے تھے وہ اُس نعمت یافتہ سے حسد کرتے تھے اس لئے پولوس اِس نعمت کو سب نعمتوں سے پیچھے لکھتا اور اُس کی کچھ تعریف نہیں کرتا ہے تاکہ اُن لوگوں کے درمیان سے بیجا گھمنڈ اور بے فائدہ حسد جو اس نعمت کے سبب سے پیدا ہوا تھا جاتا رہے دیکھو آیت ۱۰۔ یہاں دو باتیں یاد رکھنے کے لائق ہیں (۱) یہ کہ کلیسیا کے عہدے داروں اور خدمت گاروں کی یہ فہرست پوری نہیں ہے جیسا کہ اس باب کی آیت ۸ و ۱۰ اور افسیوں ۴: ۱۱ کے مقابلہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔ (۲) جدی جدی خدمتوں کے لئے جدی جدی نعمتیں چاہئیں یعنی جو شخص جس عہدے اور خدمت کا دعویدار اور امیدوار ہو وہ اُس خدمت اور عہدے کے لائق خاص نعمتیں دکھائے مثلاً اگر کوئی اپنے کو رسول یا نبی یا اُستاد یا شفا دینے والا یا منتظم بتائے تو اُس میں اِن خدمتوں کی نشانیاں اور نعمتیں پائی جائیں +

جس طرح خدا نے بعضوں کو رسالت بعضوں کو نبوت بعضوں کو کرامتیں دکھانے بعضوں کو چنگا کرنے اور بعضوں کو زبانیں بولنے کی نعمت بخشی۔ اُسی طور پر کلیسیا کے فائدے کے واسطے اُس کو یہ پسند آیا کہ مسیحیوں کو جدی جدی خدمتیں اور متفرق عہدے دئے جائیں کیونکہ سب مسیحی ایک ہی کام نہیں کر سکتے لہذا ایک ہی کام سب مسیحیوں کو نہ دیا جائے بلکہ ہر کلیسیا میں ہر ایک مسیحی کو روحانی اور دینی کام تقسیم کر دئے جائیں جس

طرح خدا نے اگلے وقت میں لوگوں کو فائدہ عام کے لئے حسب لیاقت نعمتیں بخشی تھیں اُسی طرح ہم بھی بعض کو خادم الدین یا پاسبان یا مناد کے عہدے پر اور بعضوں کو ڈیکنس یا ہیڈیا یا وینج کی خدمت پر اور بعض کو ڈیکنین کے کام پر مقرر کریں کیونکہ بغیر ایسے انتظام کے کلیسیا کی ترقی اور بہبودی نہ ہوگی۔ انتیس اور تیسویں آیتوں میں پولوس اُن کرنتھی مسیحیوں کی نادانی کو ظاہر کرتا ہے جو نعمتوں کے بارے میں بے فائدہ کرکرا تے اور بے جا شکایتیں کیا کرتے تھے۔ وہ اُن سے پوچھتا ہے کہ کیا ہو سکتا ہے کہ کلیسیا کے اندر سب مسیحی اُستاد بن جائیں؟ اگر سب اُستاد بن جائیں تو پڑھنے اور سیکھنے والے کون ہونگے؟ اور اگر سب پنچ ہو کے بیٹھیں تو کس کی پنچایت ہوگی؟ غرضیکہ اُس کا مطلب یہ ہے کہ جس کو خدا نے خدمت اور نعمت عطا کی ہے اُس کو ہم خوشی سے اُس خدمت کے لئے پسند اور قبول کریں تاکہ ہم خدا کے ہم خدمت اور مددگار ٹھہریں اور کلیسیا کی ترقی اور سلامتی قائم رہے ✦

اکتیسویں آیت میں اور آیت ۱۱ میں کچھ اختلاف نہیں ہے۔ بے شک خدا کی رُوح چاہتی ہے ہر ایک کو نعمتیں بانٹتی ہے۔ وہ ہر ایک کو اچھی سے اچھی نعمتیں دینا چاہتی ہے اُس کے پاس نعمتوں کی کچھ کمی نہیں ہے بلکہ اسی واسطے وہ ہر ایک کو ترغیب دیتی ہے کہ تم اچھی سے اچھی نعمتوں کے مشتاق رہو جس طرح یہ دونوں باتیں صحیح ہیں کہ سب نعمتیں خدا کی بخشش ہیں اور روح ہی نعمتوں کا بخشنے والا ہے اُسی طرح یہ بھی صحیح ہے کہ وہ اپنے ہاتھوں کو جو کہ نعمتوں سے بھرے ہوئے ہیں ہمیں دکھا کر کہتا ہے کہ ان کے مشتاق رہو۔ انہیں ڈھونڈو۔ دل سے دعا سے۔ دینداری

سے محبت سے فرمانبرداری سے۔ عاجزی سے بلکہ چھوٹی چھوٹی خدمتوں سے بھی اچھی سے اچھی نعمتوں کی تلاش کرو۔ لیکن یاد رکھو کہ اچھی سے اچھی نعمتوں سے پولوس اُن نعمتوں کی طرف اشارہ کرتا ہے جن کے سبب سے کلیسیا زیادہ رونق و ترقی پاتی۔ مگر کرنتھی مسیحی اُن نعمتوں کی از حد تعظیم و تلاش کرتے تھے جن سے بولنے والے کی تعریف ہو یعنی وہ زبانیں بولنے کی بہت زیادہ تعریف کرتے تھے مگر پولوس اِس نعمت کو عمدہ نعمتوں میں سے نہیں سمجھتا اِس لئے وہ اُن کو اِس سے بہتر اور تاثیر بخش نعمتوں کی تلاش کی ترغیب دیتا ہے دیکھو باب ۱۴: ۱ و ۱۲: ۵۔ گلتیوں ۵: ۲۲ ✦

"اور بھی سب سے عمدہ طریقہ" آیت ۳۱۔ یعنی اچھی سے اچھی نعمتیں حاصل کرنے کی سب سے بہتر راہ میں باب ۱۳ میں تم کو دکھاتا ہوں۔ لہذا تم علم سے عقل سے پڑھنے سے مشق کرنے سے مشتاق ہونے سے بلکہ ہر طرح سے اُن عمدہ اور افضل نعمتوں کو ڈھونڈتے رہو کیونکہ ڈھونڈنا اور مشتاق رہنا اچھا ہے۔ اِس میں کچھ عیب نہیں مگر جس راہ سے تم اُن نعمتوں کو ڈھونڈتے ہو وہ درست اور صحیح نہیں ہے۔ تم ایک دوسرے سے حسد اور رشک کرکے اُس راہ کو ڈھونڈتے ہو حالانکہ یہ اُن نعمتوں کے حاصل کرنے کی راہ نہیں ہے بلکہ محبت اُن نعمتوں کے حاصل کرنے کی بہتر راہ ہے اور اس کا ثبوت پولوس آگے باب ۱۳ میں بیان کرتا ہے۔ محبت ہی سے دل ان نعمتوں کے لئے تیار کیا جاتا ہے جس کے دل میں محبت ہو اُسی کو خدا کی رُوح اچھی سے اچھی نعمتیں عطا کرتی ہے ✦

حاصل کلام

۱- جیسی موافقت اور یگانگت بدن کے عضووں میں ہے ویسا ہی اتحاد کلیسیا کے شرکا میں بھی ہونا چاہئے اور جیسا میل اور محبت عضووں میں ہے ویسا ہی مسیحیوں میں بھی ہونا چاہئے آیت ۱۲-۱۶ ✦

۲- جس طرح بدن ایک ہی ہے اگرچہ اُس کے بہت سے عضو ہیں اُسی طرح مسیح کی کلیسیا بھی ایک ہی ہے۔ کل سچے مسیحی اس میں شامل ہیں۔ آیت ۱۲ و ۱۴۔ مسیح کے سچے پیرو بھیڑیں کہلاتی ہیں۔ وہ سب کا چرواہا ہے۔ ایک ہی گلہ (کلیسیا) اور ایک ہی چرواہا (مسیح) ہے مگر مختلف بھیڑ سالے ہیں۔ دیکھو یوحنا ۱۰: ۱۶ ✦

۳- کلیسیا کے فائدے اور ترقی کے لئے کوئی افسر بھی چاہئے اور جس کلیسیا میں اس بات کا خیال کم ہے اُس کی ترقی بھی کم ہوتی ہے۔ جن کو خدا نے حکومت کی لیاقت بخشی ہے اُن کو ہم بخوشی منظور کرکے اُس عہدے پر مقرر کریں۔ آیت ۱۸ و ۲۸ ✦

۴- کلیسیا کے اندر ہر ایک مسیحی کا درجہ و مرتبہ اُس کی لیاقت کے موافق ہونا چاہئے۔ اُس کی ذات یا خاندان یا دولت وغیرہ کے موافق نہ ہو۔ افسوس کی بات ہے کہ کبھی کبھی مسیحی جماعت میں اس کا کم لحاظ کیا جاتا ہے۔ وہ اکثر کسی مالدار شخص کو صرف اُس کی دولتمندی اور ناموری کے سبب سے مسیحی جماعت پر حاکم مقرر کر دیتے ہیں اور اس بات کا لحاظ نہیں کرتے کہ آیا وہ

وہ شخص اس کام کے لائق اور اس خدمت کو انجام تک پہنچا سکتا ہے یا نہیں ✦

۵- ہر ایک کو اچھی سے اچھی نعمتوں کا شوق رکھنا اور اُنکو تلاش کرنا چاہئے کیونکہ جو شخص ایسی نعمتوں کو تلاش کرتا ہے خدا اُس شخص کو اُن نعمتوں کے دینے کے لئے تیار ہے بشرطیکہ وہ اُن نعمتوں کو پسند کرکے عمدہ طور سے اُن کو ڈھونڈے۔ سب لوگوں کو اپنی حالت پر قناعت کرنا اور اُس کے کل فرائض کے ادا کرنے میں کوشش کرنا چاہئے اور جن نعمتوں کو وہ پا چکا ہے اُن سے بہتر اور افضل نعمتوں کا بھی ایسے مشتاق رہنا چاہئے کیونکہ عمدہ نعمتوں کے لئے مشتاق رہنا خدا کی مرضی کے خلاف نہیں ہے اور نہ اُس میں گناہ ہے بلکہ خدا آپ ہی ہر روز ہر ایک مسیحی سے کہتا ہے کہ تم اچھی سے اچھی نعمتوں کے مشتاق رہو۔ آیت ۳۱ ✦

تیرھواں باب

آیات ۱-۳ (۱) اگر میں آدمیوں اور فرشتوں کی زبانیں بولوں اور محبت نہ رکھوں تو میں ٹھنٹھناتا ہوا پیتل یا جھنجھناتی ہوئی جھانجھ ہوں۔ (۲) اور اگر مجھے نبوت ملے اور سارے بھیدوں اور کل علم کی واقفیت ہو اور میرا ایمان یہاں تک کامل ہو کہ پہاڑوں کو

ہٹا دوں اور محبت نہ رکھوں تو میں کچھ بھی نہیں۔ (۳) اور اگر اپنا
سارا مال غریبوں کو کھلا دوں یا اپنا بدن جلانے کو دیدوں اور
محبت نہ رکھوں تو مجھے کچھ بھی فائدہ نہیں۔ (۴) محبت صابر ہے
اور مہربان۔ محبت حسد نہیں کرتی۔ محبت شیخی نہیں مارتی اور
پھولتی نہیں۔ (۵) نازیبا کام نہیں کرتی اپنی بہتری نہیں چاہتی
جھنجھلاتی نہیں۔ بدگمانی نہیں کرتی۔ (۶) بدکاری سے خوش
نہیں ہوتی بلکہ راستی سے خوش ہوتی ہے۔ (۷) سب کچھ سہہ
لیتی ہے سب کچھ یقین کرتی ہے سب باتوں کی امید رکھتی ہے
سب باتوں کی برداشت کرتی ہے۔ (۸) محبت کو زوال نہیں۔
نبوتیں ہوں تو موقوف ہو جائینگی۔ زبانیں ہوں تو جاتی رہینگی
علم ہو تو مٹ جائیگا۔ (۹) کیونکہ ہمارا علم ناقص ہے اور ہماری نبوت
ناتمام۔ (۱۰) لیکن جب کامل آئیگا تو ناقص جاتا رہیگا۔ (۱۱) جب
میں بچہ تھا بچوں کی طرح بولتا تھا بچوں کی سی طبیعت تھی بچوں کی سی
سمجھ تھی لیکن اب جوان ہوا تو بچپن کی باتیں ترک کر دیں (۱۲) اب ہمکو
آئینے میں دھندلا سا دکھائی دیتا ہے مگر اُس وقت روبرو دیکھیں گے
اس وقت میرا علم ناقص ہے مگر اُس وقت ایسے پورے طور پر پہچانونگا
جیسے میں پہچانا گیا ہوں۔ (۱۳) غرض ایمان امید محبت یہ تینوں دائمی
ہیں مگر افضل ان میں محبت ہے۔

محبت کی خوبیاں

چونکہ کرنتھی مسیحی نعمتوں کے حاصل کرنے کا بہت شوق رکھتے تھے لہذا

٭ یا ہم کو آئینے میں معمہ سا معلوم ہوتا ہے۔

پولوس اب نعمتوں کے حاصل کرنے کی ایک اور راہ جو سب راہوں سے بہتر
اور عمدہ ہے اُن کو بتانا چاہتا ہے اور وہ راہ محبت ہے جس شخص کے دل
میں محبت ہے خدا اُس کو عمدہ سے عمدہ نعمت عطا کریگا اور جس میں محبت نہیں
اُس کو وہ کوئی بڑی نعمت نہ بخشیگا۔

"اگر میں آدمیوں اور فرشتوں کی زبانیں بولوں" آیت ۱۔ یعنی
بڑی خوبی اور فصاحت کے ساتھ۔

"ٹھنٹھناتا ہوا پیتل یا جھنجھناتی ہوئی جھانجھ ہوں" آیت ۱ چونکہ
کرنتھی مسیحی زبانیں بولنے کی نعمت کو سب سے عمدہ نعمت سمجھتے تھے لہذا پولوس
اُن کو آگاہ کرتا ہے کہ بغیر محبت کے یہ نعمت بالکل بیفائدہ ہے بلکہ جس طرح
کانسے کی آواز اگرچہ کانوں کو خوش کرے تو کرے لیکن دل پر کچھ اثر نہیں
کرتی اور نہ اُس میں کچھ اخلاقی تاثیر ہوتی ہے۔ اُسی طرح جس منادیا اُستاد
کے دل میں محبت نہیں ہے اُس کی گفتگو اور نصیحت کرنا ویسا ہی بے تاثیر
اور بے فائدہ ہے جیسا پیتل کا ٹھنٹھنانا اور جھانجھ کا جھنجھنانا۔ اور یہ بات
تجربے سے بھی ثابت ہے کہ جس کے دل میں ہماری محبت ہوتی ہے اُس
کی تعلیم اور نصیحت کی باتیں ہم کو نہایت دلچسپ اور دل پذیر معلوم ہوتی ہیں
اور جس کے دل میں ہماری طرف سے محبت نہیں ہوتی اُس کی کوئی بات چاہے
وہ کیسی ہی عمدہ اور مفید کیوں نہ ہو ہمارے دل پر کچھ اثر نہیں کرتی۔ اس
لئے منادوں اور اُستاد کے لئے سب سے عمدہ اور افضل نعمت محبت ہے۔

نبوت سارے بھیدوں سے واقفیت۔ الٰہی علم۔ طاقت بیانیہ اگرچہ
یہ سب نعمتیں نہایت عمدہ اور دُنیا کی ترقی کے لئے بہت مفید تو ہیں لیکن
بغیر محبت کے یہ سب فضول اور بیکار رہیں یہاں تک کہ اگر کوئی شخص بغیر محبت

کے اِن سب نعمتوں کو حاصل بھی کرے تو بھی وہ خدا کی خدمت میں کچھ کام کا نہیں۔

"سارے بھیدوں کی واقفیت" آیت ۲۔ یعنی الٰہی مصلحت کا راز۔ دیکھو باب ۴: ۱ و ۱۲: ۸۔ متی ۱۳: ۱۱۔ رومیوں ۱۱: ۲۵۔

"پہاڑوں کو ہٹا دوں" آیت ۲۔ دیکھو باب ۱۲: ۹۔ متی ۱۷: ۲۰ و ۲۱ لوقا ۱۷: ۶۔ پولوس یہ نہیں کہتا کہ بغیر محبت کے کوئی شخص ان سب نعمتوں کو حاصل کر سکتا ہے بلکہ وہ صرف اتنا کہتا ہے کہ اگر کوئی بغیر محبت کے ایسا کرے۔ لفظ اگر پر غور کرنا چاہئیے۔ درحقیقت بغیر محبت کے کوئی اِن نعمتوں کو حاصل نہیں کر سکتا۔ زندہ ایمان محبت ضرور رکھتا ہے۔ یہ دونوں فضیلتیں یعنی ایمان اور محبت اِس طرح ساتھ ساتھ رہتی ہیں جیسا بدن کے دونوں ہاتھ یا دونوں کان یا دونوں آنکھیں ساتھ ساتھ کام کرتے ہیں۔ گلتیوں ۵: ۶۔ افسیوں ۳: ۱۷ و ۱۹ و ۴: ۱۳-۱۶۔ یعقوب ۲: ۱۸-۲۶۔ غرضیکہ ایمان بغیر محبت کے مُردہ ہے۔

"میں کچھ بھی نہیں ہوں" آیت ۲۔ جو کچھ آدمی رکھتا ہے وہ اور بات ہے اور جو کچھ وہ خود ہے وہ اور بات ہے۔ چاہے وہ نبوت کرے جیسے بلعام اور ساؤل بادشاہ کی سب باتیں اور سارا علم جانے جیسا سلیمان۔ چاہے وہ ایمان بھی دکھائے لیکن تو بھی بغیر محبت کے یہ سب چیزیں خدا کی نظر میں کچھ حقیقت نہیں رکھتیں۔

خیرات کرنا اور بات ہے اور محبت رکھنا اور بات ہے۔ آیت ۳۔ کیونکہ یہ ہو سکتا ہے کہ کوئی شخص خیرات میں اپنا سارا مال خرچ کرے لیکن دل میں کچھ محبت نہ ہو۔ اگر کوئی صرف اپنے گناہوں کو چھپانے یا اموری

حاصل کرنے کے لئے یا صرف اپنا فرض سمجھ کر اپنے کو ملامت سے بچانے کے لئے ناچاری سے خیرات کرے تو یہ خیرات اُس کے لئے کچھ فائدہ مند نہیں ہے۔ ایسی خیرات سے چاہے اوروں کو فائدہ تو ہو لیکن خود ہم کو اُس سے کچھ فائدہ نہ ہوگا جب تک کہ ہماری خیرات محبت کے ساتھ نہ ہو۔ لہٰذا ہم خیرات کے ساتھ اپنے دل کو بھی دیں کیونکہ اسی طرح کی خیرات سے برکت ملتی اور دینے والے اور لینے والے دونوں کو خوشی اور فائدہ ہوتا ہے۔ اگر کوئی صرف ضد سے یا اپنی ناموری کے واسطے اپنی جان دے تو اُس کو اس کے بدلے میں خدا کی طرف سے کچھ نہیں ملیگا اور نہ اُس کو اس سے کچھ حقیقی فائدہ پہنچیگا آیت ۳۔ متی ۶: ۱-۴۔ گلتیوں ۵: ۲۔ دانی ایل ۳: ۲۸۔

"صابر ہے" محبت رکھنے والا آدمی جلد خفا نہیں ہوتا اور نہ جلد اپنے حق کا دعویدار ہوتا ہے۔ محبت غصے کو دباتی اور انسان کے مزاج کو ٹھنڈا رکھتی ہے۔ آیت ۴۔ امثال ۱۰: ۱۲ و ۱ پطرس ۴: ۸۔

"مہربان" آیت ۴۔ یعنی محبت رکھنے والا آدمی رحم اور ترس کرنے والا ہے۔ محبت نیکی کرنے اور دوسروں کی خاطر کرنے سے خوش ہوتی ہے

"محبت حسد نہیں کرتی" چونکہ کرنتھی مسیحی جب کسی کے پاس زیادہ نعمتیں دیکھتے تھے تو اُس پر حسد اور تنازعہ کرنے لگتے تھے اس لئے پولوس گویا اُن کو آگاہ کرتا ہے کہ تم میں محبت نہیں ہے کیونکہ محبت کسی کی نعمت کو دیکھ کر حسد نہیں کرتی بلکہ خدا کی شکرگذار ہوتی ہے۔ آیت ۴ باب ۳: ۳ و ۴: ۶۔ گلتیوں ۵: ۲۰۔

"محبت شیخی نہیں مارتی اور پھولتی نہیں" آیت ۴۔ اس خط کے باب ۸: ۱ سے مقابلہ کرو اور دیکھو رومیوں ۱۲: ۳۔ بعض کرنتھی مسیحی اپنی

نعمتوں پر فخر کرنے اور اُن پر بہت پھولتے تھے سو پولس اُن کو یاد دلاتا ہے
کہ مسیحیوں کو فخر کرنا یا پھولنا بے جا ہے اور محبت کے خلاف ہے کیونکہ
محبت اپنی تعریف اور خوشامد نہیں چاہتی بلکہ وہ یہ کہتی ہے کہ جو کچھ نعمتیں
مجھ کو ملی ہیں سو خدا کے فضل اور کرم سے ملی ہیں میرے لئے فخر کی کوئی
جگہ نہیں ہے۔ ہم مزدوری کے طور پر محنت سے نعمتیں نہیں حاصل کرتے
بلکہ صرف خدا کے فضل اور اُس کی بخشش سے اُن کو پاتے ہیں سچی محبت کا
پھل حلیمی عاجزی اور فروتنی ہے۔ پس جس میں یہ اوصاف نہ ہوں وہ یا تو
محبت سے بالکل خالی ہے یا اُس میں کمزوری ہے الغرض محبت رکھنے
والا آدمی جب اوروں کو اپنے سے زیادہ نعمتیں پائے ہوئے دیکھتا
ہے تو اُن پر ڈاہ نہیں کرتا اور جب خود اوروں کی بہ نسبت
زیادہ نعمتیں پاتا ہے تو شیخی نہیں مارتا اور نہ اُن پر پھولتا
ہے ٭

"محبت نازیبا کام نہیں کرتی" آیت ۵۔ جس کام کے بعد
شرمندگی ہو یا جو کام لائق نہ ہو یا جس کام کا ابھی وقت نہیں آیا اُس کام
کو محبت نہیں کرتی بلکہ وہ وقت اور جگہ اور حالت اور شخص کا لحاظ رکھتی اور
ہر ایک سے اُس کی حالت کے موافق سلوک کرتی اور دوسرے کی خوبیاں
اور سرفرازیاں دیکھ کر ڈاہ نہیں کرتی اور خود عزت پاکے غرور نہیں کرتی
محبت صرف اپنے حقوق و عزت اور فائدے کا خیال نہیں کرتی بلکہ اوروں
کے فائدے کو بھی چاہتی ہے۔ آیت ۵ "ہر ایک اپنے ہی احوال پر نہیں
بلکہ ہر ایک دوسروں کے احوال پر بھی نظر رکھے ویسا ہی مزاج رکھو جیسا
مسیح یسوع کا بھی تھا" فلپیوں ۲: ۴ و ۵ ٭

"محبت جھنجھلاتی نہیں" آیت ۵۔ اِس کے معنی یہ نہیں ہیں
کہ ہم نیکی اور بدی کو ایک ہی نظر سے دیکھیں اور اُن میں کچھ فرق نہ کریں
یا بد آدمی سے اِس طرح گفتگو اور سلوک کریں اور محبت سے پیش آئیں جس
طرح نیک آدمی سے کیونکہ خداوند یسوع نے ایسا نہیں کیا۔ چنانچہ دیکھو
وہ فریسیوں سے کیسی سختی سے بولا "اے ریاکار فقیہو اور فریسیو تم پر افسوس
ہے کہ آسمان کی بادشاہت لوگوں پر بند کرتے ہو کیونکہ نہ تو آپ داخل
ہوتے ہو اور نہ داخل ہونے والوں کو داخل ہونے دیتے ہو" متی ۲۳:
۱۳ و ۱۴۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ ہم اپنے دل میں غصے کو جگہ نہ دیں اور جلد
کسی پر غصہ نہ کریں۔ "غصہ تو کرو مگر گناہ نہ کرو۔ سورج کے ڈوبنے تک
تمہاری خفگی نہ رہے" افسیوں ۴: ۲۶۔ جس طرح کے غصے کی ممانعت یہاں
ہے اُس کا نمونہ متی ۵: ۲۲۔ لوقا ۱۵: ۲۸۔ یوحنا ۷: ۲۳ میں پایا جاتا ہے
"محبت بدگمانی نہیں کرتی" آیت ۵۔ محبت رکھنے والے کے
ساتھ جب کوئی بدی کی جاتی ہے تو وہ اُس کو محبت کے سبب سے یاد
نہیں رکھتا اور نہ کبھی اُس بدی کو خیال میں لاتا ہے بلکہ جلد بھول جاتا اور
موقع پا کے بدی کرنے والے کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہے جیسا کہ یوسف
نے اپنے بھائیوں کی بدیوں کو فراموش کر کے اُن سے مصر میں نیک سلوک
کیا۔ غرضیکہ محبت اپنے دشمنوں سے نیک سلوک کرتی اور اُن کے قصوروں
کو کبھی حساب و شمار میں نہیں لاتی اور نہ اُن کے حق میں کبھی بدگمان ہوتی
ہے بلکہ جہاں تک ہو سکتا ہے اُن کو بے قصور ٹھہراتی ہے۔ محبت کی یہ
کیسی عمدہ صفت ہے۔ کاشکہ ہم سب مسیحیوں میں یہ صفت بکثرت پائی
جائے ٭

"بدکاری سے خوش نہیں ہوتی بلکہ راستی سے خوش ہوتی ہے" آیت ۶۔ دیکھو زبور ۵: ۴ و ۵ و ۱۰: ۱۱۔ ہوسیع ۷: ۳۔ رومیوں ۱: ۳۲ و ۲۔تھسلنیکیوں ۲: ۱۰-۱۲ و ۲۔یوحنا آیت ۴ و ۳۔یوحنا آیت ۴۔ محبت اور سچائی دو حقیقی بہنیں ہیں جو سدا اکٹھے رہنے سے خوش ہوتیں اور آپس میں ایک دوسرے کی مدد کرتی ہیں۔ جب سچائی ناراستی پر غالب ہوتی اور فتح پاتی ہے تو محبت بڑی خوشی مناتی ہے اور جب سچائی اور ناراستی کے درمیان لڑائی ہوتی ہے تو محبت اُس کو دیکھ کر بے پرواہ نہیں ہوتی بلکہ ہر صورت سے سچائی کی مدد کرتی ہے۔

"محبت بے عزتی اور ستائے جانے کے وقت صبر کرتی ہے (آیت"

محبت سب کچھ باور کر لیتی ہے اگرچہ اُس کا باور کرنا بظاہر مشکل ہو۔ وہ کبھی بے دل اور مایوس نہیں ہوتی بلکہ یہ امید رکھتی ہے کہ شاید خدا کے فضل سے وہ شخص جس کی طرف سے سب لوگوں کی امیدیں جاتی رہی ہوں پھر کوئی وقت نیک نکلیگا۔ جس طرح باپ اپنے کھوئے ہوئے بیٹے کے لوٹ آنے کی انتظاری کرتا تھا اُسی طرح محبت برگشتوں کی بحالی کی امید اور انتظاری کرتی ہے۔ لوقا ۱۵: ۱۱-۲۴۔

"وہ سب باتوں کی برداشت کرتی ہے" آیت ۷۔ جس کی بحالی کا یقین اور امید نہیں ہے۔ محبت اُس کی بھی برداشت کرتی ہے۔ وہ دُکھ۔ مصیبت۔ مخالفت یاں سب مشکلات میں مثل اُس سپاہی کے کہ جس پر دشمن حملہ کرتا ہے قایم اور ثابت قدم رہتی ہے۔ رومیوں ۱۵: ۱۔ گلتیوں ۶: ۲۔ فلپیوں ۲: ۴۔ کلسیوں ۳: ۱۲ و ۲۔تمتھیس ۲: ۲۴ طیطس ۳: ۲۔

سب نعمتیں مثل نبوت۔ زبانیں۔ علم وغیرہ آنے والے زمانے میں یعنی

مسیح کے آنے کے بعد کچھ کام کی نہ رہینگی۔ اُن کی کچھ ضرورت باقی نہ رہیگی کیونکہ اُس وقت ان نعمتوں کا کام تمام ہو جائیگا مگر محبت اُس وقت بھی فضول نہ جائیگی بلکہ کام میں آئیگی۔ آیت ۸۔

"ہمارا علم ناقص ہے" آیت ۹۔ اس بات کا ثبوت اچھی طرح سے ہو سکتا ہے کہ ہمارا علم ناقص اور ناتمام ہے کیونکہ اگلے زمانے میں علم کی جو باتیں کل عالموں کے نزدیک مسلم تھیں وہ باتیں اس زمانے میں رد کی جاتیں ہیں اور اب اُن کو کوئی نہیں مانتا۔ مثلاً پولوس کے زمانے کے کل عالم اس امر پر متفق تھے کہ سورج زمین کے گرد گھومتا ہے لیکن آج کل عالم اس کے خلاف یہ کہتے ہیں کہ سورج اپنی جگہ پر قائم ہے اور زمین اُس کے گرد گھومتی ہے۔ اور کیا معلوم کہ اس زمانے کے بعد جو عالم پیدا ہونگے وہ اس مسئلے پر کیا کہیں گے؟ اس کے علاوہ اور نشانیوں سے بھی بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ عالموں کا علم ناقص اور ناتمام ہے۔ لہذا ہمیں دنیوی عالموں کی حد سے زیادہ تعریف اور تعظیم نہ کرنی چاہیے۔

"جب کامل آئیگا" آیت ۱۰۔ یعنی جب مسیح ظاہر ہوگا تب کامل زمانہ آئیگا اور ناقص جاتا رہیگا۔ "عزیزو ہم اس وقت خدا کے فرزند ہیں اور ابھی تک یہ ظاہر نہیں ہوا کہ ہم کیا کچھ ہوں گے۔ اتنا جانتے ہیں کہ جب وہ ظاہر ہوگا تو ہم بھی اُس کی مانند ہونگے کیونکہ اُس کو ویسا ہی دیکھیں گے جیسا وہ ہے۔" ۱۔یوحنا ۳: ۲۔ افسیوں ۴: ۱۱-۱۳۔ ۲۔پطرس ۳: ۱۰-۱۳۔

گیارھویں آیت۔ آیت ۹ و ۱۰ کے بیان کی مثال ہے یعنی جس طرح جوانی کے وقت لڑکپن کی باتیں اور وہ کھلونے جن سے کہ ہم اُس وقت

بہت خوش ہوتے تھے بے قدر معلوم ہوتے ہیں اور کچھ حقیقت نہیں رکھتے اُسی طرح جن نعمتوں سے کر کر نتھی مسیحی آج بہت خوش ہوتے ہیں خاصکر زبانیں بولنے کی نعمت سے وہی نعمتیں آنیوالے زمانے میں کچھ حقیقت نہ رکھیں گی۔ اُس وقت وہ ہماری نظر میں ایسی ناقص اور فضول معلوم ہونگی جیسا کہ عالم کی نظر میں اُس کے لڑکپن کی باتیں اور کھلونے بے قدر معلوم ہوتے ہیں اور کچھ حقیقت نہیں رکھتے۔ بالغوں کے واسطے سب سے عمدہ نعمت محبت ہے وہ لڑکپن کی چیز نہیں ہے وہ ہمیشہ عمدہ اور افضل معلوم ہوتی ہے چاہے آدمی دینداری میں کیسی ہی ترقی کیوں نہ کرے۔ ہر ایک مسیحی اس بات کو دریافت کر کے کہ مجھ میں کس قدر محبت نے ترقی کی ہے اپنی اندرونی اور حقیقی حالت کو معلوم کر سکتا ہے +

ہمارے علم کے ناقص ہونے کی ایک اور مثال بارھویں آیت میں پائی جاتی ہے اور وہ یہ ہے کہ ہم سب روحانی چیزوں کو ابھی گویا آئینے کے وسیلے سے دیکھتے ہیں اور اُن کی حقیقی حالت کو اچھی طرح نہیں دریافت کر سکتے۔ جس طرح شیشے کے وسیلے سے کسی چیز کی اصلی صورت معلوم نہیں ہوتی بلکہ جس رنگ کا شیشہ ہوتا ہے ویسے ہی اشیا کی صورت دکھائی دیتی ہے اُسی طرح ابھی کسی چیز کی حقیقت کامل طور سے ہم پر ظاہر نہیں ہوتی۔ لہذا ثابت ہو گیا کہ ہمارا علم ابھی ناقص اور ناتمام ہے +

"اُس وقت روبرو دیکھینگے" آیت ۱۲ یعنی جب مسیح آئیگا تب ہم اُس کو روبرو دیکھیں گے اور اُس کی مانند ہو جائیں گے تب ہم

اُس کو جیسا وہ ہے ویسا پہچانینگے۔ اُس وقت ہمارا علم دھندلے آئینے سے حاصل نہ کیا جائیگا بلکہ جیسا خدا ہم کو دیکھتا ہے ویسا ہی ہم اُسکو دیکھینگے سو کاشکہ وہ دن جلد آئے۔ پیدایش ۳۲: ۳۰۔ گنتی ۱۲: ۸۔ ایوب ۱۹: ۲۶ و ۲۷۔ گلتیوں ۴: ۹ و ۲ کرنتھیوں ۳: ۱۸ و ۵: ۷۔ فلپیوں ۳: ۱۲ و ا یوحنا ۳: ۲۔ یوحنا ۱۲۔ مکاشفہ ۲۲: ۴ +

ایمان۔ امید۔ محبت مثل دوسری نعمتوں کے کبھی زایل نہ ہونگی بلکہ ہمیشہ تک قائم رہینگی۔ دیکھو آیت ۱۳ +

"ایمان" سے خدا پر وہ اعتقاد اور اعتبار مراد ہے جو کبھی جاتا نہ رہیگا بلکہ خدا کے دیکھنے سے اور بھی بڑھیگا +

"امید" سے دل کی وہ تمنا مراد ہے جو ہمیشہ خدا سے زیادہ پانے کی انتظاری کرتی اور ہمیشہ اُس کو ڈھونڈتی اور پاتی جاتی ہے۔ جس قدر ایمان کی آنکھ خدا میں خوبیاں دیکھتی ہے اُسی قدر امید اُس میں بڑھتی جاتی ہے۔ محبت اس لئے ایمان اور امید سے بڑی گنی جاتی ہے کہ وہ خدا کی سب سے افضل صفت ہے کیونکہ خدا آپ ہی محبت ہے محبت سے ہم خدا کے بہت نزدیک پہنچتے اور اُس کی مانند بنتے اور اُس کی بادشاہت کے اندر زیادہ اُونچے درجے کے لایق ٹھیرتے ہیں۔ ایمان کے وسیلے سے ہم خود بچتے ہیں لیکن محبت سے ہم اوروں کو بھی بچاتے ہیں۔ محبت ایمان اور امید کی جڑ ہے کیونکہ جس سے ہم محبت رکھتے ہیں اُس پر ہم ایمان بھی لاتے اور اُس کے دیکھنے کی زیادہ امید اور آرزو ہوتی ہے۔ بغیر محبت کے ایمان اور امید موجود نہیں رہ سکتے اس لئے پولوس فرماتا ہے کہ یہ تینوں دائمی ہیں مگر افضل اِن میں محبت ہے" آیت ۱۳ +

حاصل کلام

۱-محبت ہر نعمت پر سبقت و فضیلت رکھتی ہے۔ وہ ہر امر میں کارگر ہوتی اور ہمیشہ قائم رہتی ہے۔ وہ کل نعمتوں کی جڑ ہے بغیر اس کے یا تو دوسری نعمتیں بالکل جاتی رہینگی یا انسان کو دی نہ جائینگی آیت ۱-۳+

۲-محبت خدا کی روح کا پہلا پھل ہے۔ گلتیوں ۵: ۲۲-وہ روح القدس کی سب سے بڑی بخشش ہے "اور امید سے شرمندگی حاصل نہیں ہوتی کیونکہ روح القدس جو ہم کو بخشا گیا ہے اُس کے وسیلے سے خدا کی محبت ہمارے دلوں میں ڈالی گئی ہے"۔ رومیوں ۵: ۵ جس میں خدا کی روح نہیں بستی اُس میں وہ محبت جس کی تعریف پولس اس باب میں کرتا ہے پائی نہیں جاتی +

۳-محبت اور بات ہے اور غریبوں کو کھلانا اور خیرات دینا اور بات ہے۔ یہ ممکن ہے کہ کوئی دینی کاموں اور غریبوں کی پرورش میں اپنا سارا مال خرچ کرے لیکن اُس میں محبت نہ ہو۔ آیت ۳+

۴-محبت مسیح کے شاگردوں کا نشان اور اُس کی صداقت کا ثبوت ہے چنانچہ مسیح نے خود فرمایا ہے کہ "اگر آپس میں محبت رکھوگے تو اس سے سب جانینگے کہ تم میرے شاگرد ہو"۔ یوحنا ۱۳: ۳۵-جس کلیسیا میں برادرانہ محبت و اُلفت نہ ہو وہ مسیح کی خدمت کرنے میں کچھ کام کی نہیں ہے محبت ہی کے نہ ہونے اور پھوٹ کے پڑ جانے سے کرنتھی کلیسیا میں ابتری ہو گئی تھی +

۵-محبت ایک ہی صفت نہیں بلکہ چند صفات کا مجموعہ ہے۔ اُس کی خاصیتیں یہ ہیں۔ ملائمت۔ ملنساری۔ فروتنی۔ عاجزی۔ خوش مزاجی۔ خود انکاری۔ خیر خواہی۔ سچائی میں خوشی۔ امید ایمان جس میں یہ صفتیں پائی جائیں وہ محبت رکھتا ہے اور جس قدر کوئی ان صفتوں سے خالی ہے اُسی قدر وہ خدا کی بندگی اور خدمت میں کمزور اور بیکار رہے +

۶-محبت ذیل کی وجوہات سے کل نعمتوں سے افضل شمار کی جاتی ہے۔ (۱) بغیر اس کے ساری نعمتیں فضول اور بیکار ہیں مثلاً زبانیں بولنا۔ نبوت کرنا۔ خدا کے بھیدوں سے واقفیت رکھنا۔ ایمان دکھانا۔ خیرات دینا۔ دین کے لئے ستایا جانا بلکہ جلایا جانا بغیر محبت کے یہ سب بیکار اور خدا کے نزدیک نامقبول ہیں۔ (۲) محبت کے ساتھ یہ سب نعمتیں تاثیر بخش ہوتیں اور اپنا کامل اثر دکھاتی ہیں۔ (۳) محبت کے ذریعے سے اور بڑی بڑی نعمتیں حاصل ہوتی ہیں۔ یہاں تک کہ جس میں محبت ہوگی خدا اُس پر اپنے آپ کو خوب صاف طور سے ظاہر کریگا۔ جس سے ہم محبت رکھتے ہیں اُس پر اپنے کل دلی بھید ظاہر کر دیتے ہیں اور اُس سے کوئی بات نہیں چھپاتے باب ۲: ۹، ۱۰-(۴) محبت سے ہم خدا کی مانند بنتے جاتے ہیں کیونکہ یہ ظاہر ہے کہ جس سے ہم محبت رکھتے ہیں اکثر اُس کے ساتھ رہتے ہیں اور جس کے ساتھ ہم رہتے ہیں اُسی کی مانند ہو جاتے ہیں۔ پس محبت سے ہم خدا کی مانند ہو جاتے ہیں +

۷- محبت کی ترقی و زیادتی سے ہماری حقیقی و روحانی حالت دریافت اور ظاہر ہو جاتی ہے۔ اگر کوئی دریافت کرنا چاہے کہ آیا میں خدا کے فضل اور پہچان میں ترقی پاتا ہوں یا نہیں تو وہ اپنی محبت کی ترقی پر غور کرے۔ وہ اپنے دل سے پوچھے کہ آیا میں بہ نسبت آگے کے اب لوگوں کے ساتھ زیادہ محبت رکھتا ہوں یا کم۔ آیا مجھ میں بہ نسبت پہلے کے اب زیادہ صبر۔ ملائمت۔ ملنساری۔ خود انکاری۔ فروتنی۔ خیر خواہی۔ سچائی میں خوشی ہے یا نہیں اگر ان باتوں میں کچھ ترقی نہیں ہے تو سمجھ لے کہ ابھی میں مسیح کا شاگرد کہلانے کے لائق نہیں ہوں۔ کاش کہ ہر ایک مسیحی بچہ اور جوان بڈھا۔ اور ضعیف۔ دولتمند اور غریب اپنے دل کی حقیقی حالت کو اس طرح جانچے اور دریافت کرے کہ مسیح اور روحانی زندگی میں اس نے کہاں تک ترقی کی ہے ٭

۸- محبت میں ترقی کرنے کا سب سے عمدہ وسیلہ ایک یہ ہے کہ ہم اس باب کی آیت ۱ سے آیت ۷ تک کو حفظ کریں اور اپنے دل کو سنائیں اور ان پر عمل کرنے کی کوشش کریں۔ اگر کوئی ایک برس تک ہر روز صبح اور شام یہ سات آیتیں اپنے دل کو سنایا کرے تو یقیناً وہ بڑی بڑی نعمتوں میں خوب ترقی حاصل کریگا۔ کاش کہ ہم سب محبت کی ضرورت کو پہچان کر ہر روز اس کے بڑھانے میں کوشش کریں اور خداوند یسوع سے یہ دعا کیا کریں کہ وہ اے خداوند جو حکم تو نے اپنے شاگردوں کو دیا ہے کہ تم ایک دوسرے سے محبت رکھو۔ یہ حکم اپنی روح پاک سے میرے دل پر نقش کر دے۔

یوحنا رسول کی ایک روایت یہ ہے کہ جب وہ بالکل بوڑھا اور ضعیف اور چلنے سے مجبور ہو گیا تو لوگ اس کو چوکی پر بٹھا کے گرجے گھر میں لے جایا کرتے تھے اور وہ چوکی پر بیٹھا ہوا تمام راستے ہمیشہ یہی جملہ کہا کرتا تھا کہ "ایک دوسرے سے محبت رکھو"۔ ایک مرتبہ کسی نے اس سے پوچھا کہ آپ کیوں یہی ایک جملہ ہمیشہ کہا کرتے ہیں تو اس نے یہ معقول جواب دیا کہ "اے بچو اس سے بہتر اور کوئی بات نہیں ہے۔ جس میں محبت ہے اس کے لئے کچھ باقی نہیں ہے اس نے سب کچھ حاصل کر لیا"۔ غرضیکہ یوحنا اور پولوس دونوں یہی گواہی دیتے ہیں کہ خدا کی سب نعمتوں میں جو بڑھکر ہے وہ محبت ہے۔ پس ہم سب دل کے دل سے کہیں آمین ٭

چودھواں باب

آیات ۱-۲۵- (۱) محبت کے طالب ہو اور روحانی نعمتوں کی بھی آرزو رکھو خصوصاً اس کی کہ نبوت کرو۔ (۲) کیونکہ جو بیگانی زبان میں باتیں کرتا ہے وہ آدمیوں سے باتیں نہیں کرتا بلکہ خدا سے۔ اس لئے کہ اس کی کوئی نہیں سمجھتا حالانکہ وہ اپنی روح کے وسیلے سے بھید کی باتیں کہتا ہے (۳) لیکن جو نبوت کرتا ہے وہ آدمیوں سے ترقی اور نصیحت اور تسلی کی باتیں کہتا ہے۔

یا سننا۔ یار وح میں۔ یونانی تعبیر ٭

(۴) جو بیگانہ زبان میں باتیں کرتا ہے وہ اپنی ترقی کرتا ہے اور جو نبوت کرتا ہے وہ کلیسیا کی ترقی کرتا ہے۔ (۵) اگرچہ میں یہ چاہتا ہوں کہ تم سب بیگانہ زبانوں میں باتیں کرو لیکن زیادہ تر یہی چاہتا ہوں کہ نبوت کرو اور اگر بیگانہ زبانیں بولنے والا کلیسیا کی ترقی کے لئے ترجمہ نہ کرے تو نبوت کرنے والا اُس سے بڑا ہے۔ (۶) پس اے بھائیو اگر میں تمہارے پاس آکر بیگانہ زبانوں میں باتیں کروں اور مکاشفہ یا علم یا نبوت یا تعلیم کی باتیں تم سے نہ کہوں تو تم کو مجھ سے کیا فائدہ ہوگا؟ (۷) چنانچہ بیجان چیزوں میں بھی جن سے آواز نکلتی ہے۔ مثلاً بانسری یا بربط اگر اُن کی آوازوں میں فرق نہ ہو تو جو پھونکا یا بجایا جاتا ہے وہ کیونکر پہچانا جائے؟ (۸) اور اگر تُرہی کی آواز صاف نہ ہو تو کون لڑائی کے لئے تیاری کریگا؟ (۹) ایسے ہی تم بھی اگر زبان سے واضح بات نہ کہو تو جو کہا جاتا ہے کیونکر سمجھا جائیگا؟ تم ہوا سے باتیں کرنے والے ٹھہروگے۔ (۱۰) دُنیا میں کتنی ہی مختلف زبانیں کیوں نہ ہوں مگر اُن میں سے کوئی بھی بے معنی نہ ہوگی۔ (۱۱) پس اگر میں کسی زبان کے معنی نہ سمجھوں تو بولنے والے کے نزدیک میں اجنبی ٹھہرونگا اور بولنے والا میرے نزدیک اجنبی ٹھہریگا۔ (۱۲) پس تم جب روحانی نعمتوں کی آرزو رکھتے ہو تو ایسی کوشش کرو کہ تمہاری نعمتوں کی افزونی سے کلیسیا کی ترقی ہو۔ (۱۳) اِس سبب سے جو بیگانہ زبان میں باتیں کرتا ہے

لفظ یونانی تعمیر۔ لفظ یونانی روحوں۔

وہ دعا مانگے کہ ترجمہ بھی کر سکے۔ (۱۴) اِس لئے کہ اگر میں کسی بیگانہ زبان میں دعا مانگوں تو میری رُوح تو دعا مانگتی ہے مگر میری عقل بیکار ہے۔ (۱۵) پس کیا کرنا چاہئے؟ میں رُوح سے بھی دُعا مانگونگا اور عقل سے بھی دُعا مانگونگا۔ رُوح سے بھی گاؤنگا اور عقل سے بھی گاؤنگا۔ (۱۶) ورنہ اگر تو رُوح ہی سے حمد کریگا تو ناواقف آدمی تیری شکرگذاری پر آمین کیونکر کہیگا؟ اِس لئے کہ وہ نہیں جانتا کہ تو کیا کہتا ہے۔ (۱۷) تُو بے شک اچھی طرح سے شکر کرتا ہے مگر دوسرے کی ترقی نہیں ہوتی۔ (۱۸) میں خدا کا شکر کرتا ہوں کہ تم سب سے زیادہ زبانیں بولتا ہوں۔ (۱۹) لیکن کلیسیا میں بیگانہ زبان میں دس ہزار باتیں کہنے سے مجھے یہ زیادہ پسند ہے کہ اوروں کی تعلیم کے لئے پانچ ہی باتیں عقل سے کہوں۔ (۲۰) اے بھائیو تم سمجھ میں بچے نہ بنو۔ بدی میں تو بچے رہو مگر سمجھ میں جوان بنو۔ (۲۱) توریت میں لکھا ہے کہ خداوند کہتا ہے۔ میں بیگانہ زبان اور بیگانہ ہونٹوں سے اِس اُمت سے باتیں کرونگا تو بھی وہ میری نہ سنینگے۔ (۲۲) پس بیگانہ زبانیں ایمانداروں کے لئے نہیں بلکہ بے ایمانوں کے لئے نشان ہیں اور نبوت بے ایمانوں کے لئے نہیں بلکہ ایمانداروں کے لئے نشان ہے۔ (۲۳) پس اگر ساری کلیسیا ایک جگہ جمع ہو اور سب کے سب بیگانہ زبانیں بولیں اور ناواقف یا بے ایمان

لفظ یونانی جو ناواقف کی جگہ کو بھر دیتا ہے لفظ یونانی تعمیر لفظ یسعیاہ ۲۸: ۱۱ و ۱۲۔ استثنا ۲۸: ۴۹

لوگ اندر آجائیں تو کیا وہ تم کو دیوانہ نہ کہینگے؟ (۲۴) لیکن اگر سب نبوّت کریں اور کوئی بے ایمان یا ناواقف اندر آجائے تو سب اُسے قائل کر دینگے اور سب اُسے پرکھ لینگے۔ (۲۵) اور اُس کے دل کے بھید ظاہر ہو جائینگے۔ تب وہ منہ کے بل گر کر خدا کو سجدہ کریگا اور اقرار کریگا کہ بے شک خدا تم میں ہے

طرح طرح کی زبانیں بولنے کی نعمت پر نبوت کرنے کی نعمت کی فوقیت و فضیلت کا بیان

"محبّت کے طالب ہو" آیت ۱۔ اگر یہ جملہ تیرھویں باب کی آخری آیت ہوتی تو نہایت موزوں ہوتا کیونکہ یہی فقرہ تیرھویں باب کا نتیجہ ہے۔ محبّت کے طالب ہونے کی ضرورت ذیل کی وجہوں سے ثابت ہوتی ہے (۱) محبّت سب نعمتوں سے بہتر ہے۔ (۲) وہ اور سب نعمتوں کو رونق وفضیلت اور فائدہ بخشتی ہے۔ (۳) بغیر اُس کے سب نعمتیں فضول و بیکار ہیں۔ (۴) اُس کے وسیلے سے دوسری نعمتیں حاصل ہوتی ہیں۔ (۵) وہ ہمیشہ تک قائم رہے گی۔ (۶) اُس کے وسیلے سے ہم خدا کی مانند بنتے جاتے ہیں۔ پس پولوس کا یہ فرمانا کہ اے کرنتھی مسیحی بھائیو بلکہ اے کُل مسیحیو محبّت کا پیچھا کرو بالکل صحیح اور درست ہے۔ واضح ہو کہ پولوس نے اگرچہ محبّت کی بہت تعریف کی ہے مگر اِس سے کوئی یہ نتیجہ نہ نکالے کہ اب دوسری

نعمتیں آرزو رکھنے یا تلاش کرنے کے لایق نہیں ہیں بلکہ اُس کی غرض یہ ہے کہ اگرچہ یہ نعمت دوسری نعمتوں سے افضل اور فائدہ مند ہے مگر اور نعمتیں بھی بہت کار آمد اور ضروری ہیں جیسے نبوّت وغیرہ۔

"روحانی نعمتوں" سے روح القدس کی بخشی ہوئی نعمتیں مراد ہیں۔ جن میں سے نبوّت بھی ایک خاص نعمت ہے آیت ۱۔ نبوّت کرنے سے صرف یہ مراد نہیں ہے کہ آدمی آنے والی باتوں کی خبر دے بلکہ اُس کے معنی یہ بھی ہیں کہ خاص خدا کی طرف سے پیغام پاکر اُسے صفائی کے ساتھ دوسروں سے بیان کرے۔ یہی پولوس کے قول کے مطابق نبوّت کرنے کی نعمت ہے۔ اور انجیل کے محاورے کے موافق بھی نبوّت کرنے کے یہی معنی ہیں کہ جو تعلیم یا تسلی یا نصیحت کی باتیں کوئی خدا کی روح کے ذریعے سے پائے وہ اُسے اوروں کو بتائے اور سُنائے۔ پولوس اِس باب میں اِسی قسم کی نبوّت کی خوبیاں بیان کرتا اور اِسی طرح کی نبوّت کو زبانیں بولنے کی نعمت پر فضیلت دیتا ہے کرنتھی ۱۱: ۲۵-۲۹۔

پولوس دوسری اور تیسری آیتوں میں زبانیں بولنے اور نبوّت کرنے کا مقابلہ کرتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ بیگانی زبان میں باتیں کرنا کسی کو فائدہ نہیں پہنچاتا لیکن نبوّت کرنا دوسروں کو ترقی اور نصیحت و تسلی بخشتا ہے لہذا بیگانی زبان میں باتیں کرنے کی بہ نسبت نبوّت کرنا زیادہ خوبی اور قدر کے لائق ہے۔

"وہ آدمیوں سے باتیں نہیں کرتا بلکہ خدا سے" آیت دوسری

اُس کی بات سمجھتا ہے (رومیوں ۸: ۲۶ و ۲۷)۔ لیکن چونکہ بیگانی زبان بولنے
کے سبب سے اُس کی گفتگو لوگوں کی سمجھ میں نہیں آتی اس سبب سے
اُس کا کلام بے تاثیر و بے فائدہ ہے۔ اگر کوئی کہے کہ جب وہ روح سے
بھید کی باتیں بولتا ہے تو اُس کی گفتگو کیونکر بے فائدہ ہو سکتی ہے؟ تو میں
کہونگا کہ میں نے مانا کہ وہ روح سے بھید کی باتیں بولتا ہے مگر جب تک
اُس کی باتیں لوگوں کی سمجھ میں نہ آئیں تب تک وہ کلیسیا کو کیا فائدہ بخشینگی؟
لہٰذا اُس کا کلام بے فائدہ اور بے تاثیر ہے۔ برخلاف اس کے نبوّت
کرنے والا ایسا صاف اور واضح بولتا ہے کہ جس سے سننے والوں کو ترقی
تسلّی اور نصیحت حاصل ہوتی ہے۔ پس نبوت کرنے والا کلیسیا کے لئے
بیگانی زبان بولنے والے سے ہزار ہا درجے بہتر اور افضل سمجھا جائے
اعمال ۴: ۳۶۔ افسیوں ۴: ۱۲ و ۱۳ و تھسلنیکیوں ۵: ۱۴ +

بیگانی زبان بولنے سے صرف بولنے کی تسلی و ترقی ہوتی ہے اور نبوت
کرنے والے سے بہتوں کی ترقی ہوتی ہے۔ پس جس نعمت سے زیادہ لوگ
فائدہ اُٹھاویں وہی اول و افضل گنی جائے۔ لہٰذا نبوت کرنا بیگانی زبان
بولنے سے ہزار ہا درجے بہتر و عمدہ ہے۔ آیت ۴ +

پانچویں آیت کو باب ۱۲: ۱۰ سے مقابلہ کرو۔ نبوت کرنے کی اس قدر
تعریفیں سن کے کوئی یہ خیال نہ کرے کہ پولوس طرح طرح کی زبانیں بولنے
کی کچھ قدر نہیں کرتا۔ وہ صاف کہتا ہے کہ اگر زبانوں کا ترجمہ کیا جائے
تو اُس سے بھی کلیسیا کی ترقی ہوگی اور اُس وقت وہ بھی ایک عمدہ
نعمت ٹھیرے گی۔ آیت ۵ +

اب چھٹویں آیت میں پولوس ہر ایک نعمت کے فائدوں پر نظر کرتا

اور اُن کی قدر کو اُن کے فائدوں سے جانچتا ہے +

"مکاشفہ" سے وہ باتیں مراد ہیں جو خدا کی روح سے بغیر کسی
کے وسیلے کے ملیں۔ مکاشفہ نبوت کرنے کی بنیاد ہے۔ جس قدر کوئی
خدا کی روح سے مکاشفہ پائیگا اُسی قدر نبوّت کر سکیگا +

"علم" سے وہ باتیں مراد ہیں جو پڑھنے دیکھنے اور سوچنے سے حاصل
ہوتی ہیں۔ علم تعلیم دینے کی بنیاد ہے۔ جس قدر کسی کو علم حاصل ہوگا
اُسی قدر وہ اُستاد بن کر تعلیم دے سکیگا۔ اعمال ۲: ۴۲ +

ساتویں آٹھویں اور نویں آیتوں میں طرح طرح کی مثالوں سے پولوس
اِس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ بیگانی زبان بولنے سے کلیسیا کو کچھ فائدہ
نہیں ہوتا۔ یعنی جس طرح بنسری یا بربط یا نرسنگے کی آوازوں میں فرق
نہ ہونے کے سبب سے سپاہیوں کو اُن کی آوازوں سے کچھ فائدہ نہیں
ہوتا اور وہ نہیں سمجھتے کہ کونسی آواز جنگ کی ہے اور کونسی آرام
کی۔ کونسی حملہ کرنے کی ہے اور کونسی بھاگنے کی۔ کونسی اُٹھنے کی ہے اور
کونسی بیٹھنے کی۔ کونسی آواز آگے بڑھنے کی ہے اور کونسی پیچھے ہٹنے
کی۔ اسی طرح اگر منادی یا واعظ عام فہم الفاظ میں نہ بولے اور اُس کی
گفتگو جماعت کی سمجھ میں نہ آئے تو اُس کا بولنا فضول اور بے فائدہ ہے
بلکہ جس طرح نرسنگوں کی آواز کے صاف و معنی نہ سمجھنے کے سبب سے سپاہیوں
کو بالعوض فائدے کے اُن کی آوازوں سے نقصان ہوتا ہے اسی طرح
اگر مناد کی منادی لوگوں کی سمجھ میں نہ آئیگی تو جماعت کو ایسی منادی سے
نقصان ہوگا۔ گو کرنتھی مسیحی بیگانی زبانیں بولنے کی نعمت کی حد سے
زیادہ تعریف کرتے تھے اور اُس کو سب سے افضل نعمت کہتے تھے تو بھی

پولوس نے اسی سبب سے کلیسیا کی جماعت کے سامنے بیگانی زبان میں باتیں کرنے کی تعریف نہیں کی بلکہ اُس کو سب سے کم قدر سمجھا۔ ظاہر ہے کہ بیگانی زبان بولنے والا چاہے کیسی ہی عمدہ سے عمدہ تعلیم اور تسلی کی باتیں کیوں نہ سنائے لیکن اگر اُس کے معنی سننے والے کی سمجھ میں نہ آئیں تو اُس کے بولنے سے کیا فائدہ ہے۔

"اگر زبان سے واضح بات نہ کہو" آیت ۹۔ یعنی واعظ کو مسیحی جماعت کے سامنے ہر ایک بات کو بڑی صفائی کے ساتھ سمجھانا اور ایسے سہل الفاظ اور سلسلے وار عبارت اور ٹھیک محاورے کے ساتھ بولنا چاہیئے کہ اَن پڑھ بھی اُس کی گفتگو با آسانی اور سہولیت سے سمجھ لیں۔ اس لئے پولوس باوجودیکہ زبانیں بولنے کی قدرت رکھتا اور بڑی فصاحت کے ساتھ بول سکتا تھا لیکن جماعت میں وہ کبھی ایسا نہیں بولتا کہ لوگوں کو اُس کی بات سمجھنے میں کچھ دقت ہوئی ہو۔ وہ کلام کی فصاحت کے ساتھ اُن کے درمیان نہیں آیا جیسا کہ وہ خود کہتا ہے کہ "اور میری تقریر اور میری منادی میں حکمت کی لُبھانے والی باتیں نہ تھیں بلکہ وہ رُوح اور قدرت سے ثابت ہوتی تھی تاکہ تمہارا ایمان انسانوں کی حکمت پر نہیں بلکہ خدا کی قدرت پر موقوف ہو" دیکھو باب ۲: ۴ و ۵۔

دسویں آیت میں پولوس ایک اور دلیل سے جماعت کے سامنے مختلف زبانیں بولنے سے کرنتھی مسیحیوں کو منع کرتا ہے اور وہ یہ ہے کہ ہر ایک مخلوق کی زبان جُدا جُدا ہے۔ اسی وجہ سے دنیا میں بے شمار زبانیں ہیں مگر ہر ایک زبان کچھ نہ کچھ معنی رکھتی ہے لیکن کرنتھی مسیحیوں میں سے زبان بولنے والے اکثر بے معنی باتیں بولتے تھے۔ اس لئے پولوس کہتا

ہے کہ سوائے کرنتھیوں کے دنیا میں کوئی ایسا مخلوق نہیں ہے کہ جو بے معنی زبان بولتا ہو۔ وہ لوگ اِس طرح کی زبان بول کر عام لوگوں کی طبیعت کے خلاف کرتے تھے۔

"بولنے والے کے نزدیک میں اجنبی ٹھہرونگا" آیت ۱۱۔ یعنی بے معنی گفتگو کرنے والا یا تو وحشی کی مانند ہوگا یا اس ناداں کم فہم کی مانند ٹھہرے گا جو سمجھ اور صفائی سے نہیں بول سکتا۔ چونکہ روحانی نعمتوں کی آرزو رکھنا اچھا ہے اور اس میں کچھ عیب یا خطا نہیں ہے اسی سبب سے پولوس اُنکو روح القدس کی دی ہوئی نعمتوں کی خواہش کرنے اور اُن کو ڈھونڈنے سے منع نہیں کرتا اور نہ اس بارے میں اُن کے ساتھ کچھ روک ٹوک کرنا چاہتا ہے۔ اُس کے کہنے کی غرض صرف یہ ہے کہ جس نعمت سے کلیسیا کی زیادہ ترقی ہو سکے اُسی نعمت کو حاصل کرنے کے واسطے ہر ایک مسیحی کو زیادہ کوشش کرنی چاہیئے۔

"اس سبب سے جو بیگانی زبان میں باتیں کرتا ہے وہ دُعا مانگے کہ ترجمہ بھی کر سکے" آیت ۱۳۔ اس لئے وہ یہ دعا مانگے کہ بغیر ترجمہ کرنے کی نعمت کے اُسکا بولنا فضول اور بے فائدہ ہے۔ اس تیرھویں آیت سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ بولنے کی نعمت اور ہے۔ اور ترجمہ کرنے کی نعمت اور ہے۔ لہذا پولوس زبانیں بولنے والوں کو یہ ترغیب دیتا ہے کہ جو کچھ تم بولو دعا مانگو کہ اُس کے معنی بھی بتلا سکو۔ تاکہ تمہارا بولنا بے معنی اور بیفائدہ نہ ہو۔

"اس لئے کہ اگر میں کسی بیگانی زبان میں دعا مانگوں تو میری رُوح تو دعا مانگتی ہے مگر میری عقل بیکار ہے" آیت ۱۴۔ اس زمانے کے مسیحیوں کو اس آیت کا مطلب سمجھنا بہت مشکل ہے بلکہ بہت صدیاں گذریں کہ جب مسیحیوں کو کرنتھی مسیحیوں کے مثل بیگانی زبانیں بولنے کی نعمت ملی تھی

سوا اتنی مدت گذرنے کے سبب سے ہم اُس کی کیفیت کو اچھی طرح سے نہیں سمجھتے اور نہ اب اِس بات کو سمجھ سکتے ہیں کہ آدمی کی رُوح تو دعا کرتی ہے مگر اُس کی عقل بیکار ہوتی ہے۔ شاید اِس قسم کی دعا کی طرف پولوس یوں اشارہ کرتا ہے "اِسی طرح رُوح بھی ہماری کمزوری میں مدد کرتی ہے کیونکہ جس طور سے ہم کو دعا مانگنی چاہئے وہ نہیں آتی مگر رُوح خود ایسی آہیں بھر بھر کے ہماری شفاعت کرتی ہے جن کا بیان نہیں ہو سکتا۔ اور دلوں کے پرکھنے والا جانتا ہے کہ رُوح کی کیا نیت ہے کیونکہ وہ خدا کی مرضی کے موافق مقدسوں کی شفاعت کرتا ہے" رومیوں ۸: ۲۶ و ۲۷ - شاید پولوس اپنے ہی تجربے کی طرف اشارہ کر کے یہ بیان کرتا ہے "مجھے فخر کرنا ضرور ہوا اگرچہ مفید نہیں۔ پس جو رویا اور مکاشفے خداوند کی طرف سے عنایت ہوئے اُن کا میں ذکر کرتا ہوں۔ میں مسیح میں ایک شخص کو جانتا ہوں۔ چودہ برس ہوئے کہ وہ یکایک تیسرے آسمان تک اُٹھا لیا گیا نہ مجھے یہ معلوم کہ بدن سمیت نہ یہ معلوم کہ بغیر بدن کے۔ یہ خدا کو معلوم ہے اور میں یہ بھی جانتا ہوں کہ اُس شخص نے (بدن سمیت یا بغیر بدن کے یہ مجھے معلوم نہیں خدا کو معلوم ہے) یکایک فردوس میں پہنچکر ایسی باتیں سُنیں جو کہنے کی نہیں اور جن کا کہنا آدمی کو روا نہیں۔ میں ایسے شخص کے اوپر تو فخر کرونگا لیکن اپنے اوپر سوا اپنی کمزوریوں کے فخر نہ کرونگا۔ اور اگر فخر کرنا چاہوں بھی تو بے وقوف نہ ٹھہرونگا اس لئے کہ سچ بولوں گا مگر تاہم باز رہتا ہوں تاکہ کوئی مجھے اُس سے زیادہ نہ سمجھے جیسا مجھے دیکھتا ہے یا مجھ سے سُنتا ہے۔ اور مکاشفوں کی زیادتی کے باعث میرے پھول جانے کے اندیشے سے میرے جسم میں کانٹا چبھویا گیا یعنی شیطان کا قاصد تاکہ

میرے مُکے مارے اور میں پھول نہ جاؤں" ۲ کرنتھیوں ۱۲: ۱-۷ +

"پس کیا کرنا چاہئے؟ میں رُوح سے بھی دعا مانگونگا اور عقل سے بھی دعا مانگونگا" آیت ۱۵۔ اس آیت سے پولوس کی غرض یہ ہے کہ مسیحی واعظ یا اُستاد کو جماعت کے سامنے نہ صرف روح القدس کی سکھائی ہوئی باتیں بولنا یا دعا مانگنا چاہئے بلکہ اُن کو ایسا بولنا چاہئے کہ جس سے رُوح اور عقل دونوں پر اثر ہو اور دونوں مل کے بندگی میں شریک ہوں +

"رُوح سے بھی گاؤنگا اور عقل سے بھی گاؤنگا" آیت ۱۵۔ رُوح اور عقل سے گانے کے معنی یہ ہیں کہ ہم سمجھ کے ساتھ خدا کی حمد و ستایش کریں۔ اِس آیت سے یہ بات بھی ظاہر ہوتی ہے کہ رسول کے دنوں میں مسیحی مل کے خدا کی بندگی میں گیت گایا کرتے تھے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ "اور آپس میں مزامیر اور گیت اور روحانی غزلیں گایا کرو اور دل سے خداوند کے لئے گاتے بجاتے رہا کرو" افسیوں ۵: ۱۹۔ یعقوب ۵: ۱۳۔ جس لفظ کا ترجمہ گاؤنگا (Psallo) کیا گیا ہے اُس کا ترجمہ باجہ بجانا بھی ہو سکتا ہے۔ اسی سبب سے بعض کہتے ہیں کہ رسولوں کے زمانے میں مسیحی خدا کی بندگی میں صرف گیت اور غزل وغیرہ ہی نہیں گاتے تھے بلکہ کسی قسم کا باجہ بھی بجاتے تھے جیسے بین۔ بربط وغیرہ۔ مگر ہم اِس بات پر کچھ زور نہیں دیتے اور نہ اس آیت میں بندگی کے وقت باجہ بجانے کا حکم پاتے ہیں لیکن اور بہت ایسی وجہیں ہیں کہ جن سے بندگی کرنے میں گاتے وقت باجہ بجانا مناسب بھی نہیں ہے۔ الغرض عبادت چاہے آواز کی مدد سے ہو یا بین بربط کے ذریعے سے مگر یہ نہایت ضروری ہے کہ بندگی روح اور عقل دونوں سے کی جائے تب اُس سے خدا بھی خوش ہوگا اور جماعت کو بھی ترقی اور تسلی ہوگی۔ گیت گا کر خدا کی ستائش کرو گیت گا

کے ستائش کرو ہمارے بادشاہ کی ستائش گیت گا کے کرو گیت گا کے ستائش کرو کہ خدا سارے جہان کا بادشاہ ہے سوچ سمجھ کے اسکی ستائش کے گیت گاؤ" زبور ۴۷: ۶ و ۷ "مسیح کے کلام کو اپنے دلوں میں کثرت سے بسنے دو اور کمال دانائی سے آپس میں تعلیم اور نصیحت اور اپنے دلوں میں فضل کے ساتھ خدا کے لئے مزامیر اور گیت اور روحانی غزلیں گاؤ" کلسیوں ۳: ۱۶ ✦

"ورنہ اگر تو روح ہی سے حمد کریگا تو ناواقف آدمی تیری شکر گذاری پر آمین کیونکر کہیگا؟ اِس لئے کہ وہ نہیں جانتا کہ تو کیا کہتا ہے" آیت ۱۶- آیت سولھویں سے تین باتیں ظاہر ہوتی ہیں- (۱) یہ کہ دعا بیگانی زبان میں نہ مانگی جائے بلکہ جس زبان سے جماعت کے لوگ بخوبی واقف ہوں اُسی میں کی جائے- جس جماعت کی عبادت اُس زبان میں کی جاتی ہے جس سے نماز پڑھنے والے ناواقف ہوں تو ایسی عبادت پولوس کی اس نصیحت کے خلاف ہے اور وجہ یہ ہے کہ ایسی عبادت عقل اور سمجھ سے نہیں ہو سکتی- (۲) یہ کہ اُن دنوں مسیحیوں میں بندگی کے وقت آمین کہنے کا دستور تھا- آمین کے معنی ہاں یعنی ایسا ہو یا ایسا ہوگا- دیکھو استثنا ۲۷: ۱۵-۲۶- نحمیاہ ۵: ۱۳ و ۸: ۶- مکاشفہ ۵: ۱۴ یہودیوں کی عبادت میں لفظ آمین کا بکثرت استعمال کیا جاتا تھا (۳) یہ کہ بندگی ایسی صاف عبارت اور ایسے سہل الفاظ میں ہو کہ اَن پڑھے بھی بندگی میں شریک ہو کے باآسانی اُس کے مطلب کو سمجھ لیں ✦

"ناواقف" (آیت ۱۶) سے وہ لوگ مراد ہیں جن کو کوئی خاص نعمت مثل نبوت یا زبان بولنے کی نہیں ملی ✦

"تو" آیت ۱۷- سے وہ مسیحی مراد ہیں جن کو زبان بولنے کی نعمت ملی

"دوسرے" (آیت ۱۷) سے وہ مسیحی مراد ہیں جو اَن پڑھے تھے یا جن کو کوئی خاص نعمت نہیں بخشی گئی ✦

"ترقی" آیت ۱۷- یہی ہر ایک نعمت اور دستور اور کام کی جانچ ہے کہ آیا اس سے کلیسیا کو فائدہ ہوتا ہے یا نقصان- لہٰذا ہر کام کرتے وقت اس بات کا خیال ضرور رکھنا چاہئے کہ آیا اُس سے کلیسیا کو کچھ فائدہ ہوگا یا نہیں ✦

اٹھارھویں آیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ پولوس کو بہ نسبت کرنتھی مسیحیوں کے زبانیں بولنے کی زیادہ لیاقت تھی مگر اُس نے اس پر کبھی فخر نہیں کیا بلکہ خدا کا شکر بجا لایا ✦

"کلیسیا میں" آیت ۱۹- پولوس گویا یہ کہتا ہے کہ میں تنہائی میں اپنی خوشی و ترقی کے لئے جس زبان میں چاہوں اُس زبان میں بولوں مگر کلیسیا میں جماعت کے سامنے میں بیگانی زبان میں نہیں بولتا اِس لئے کہ اُس سے ہر شخص کو فائدہ نہ ہوگا- چونکہ جماعت کے اکٹھا ہونے کی ایک خاص غرض تعلیم و نصیحت حاصل کرنا ہے لہٰذا وعظ سنانے اور انجیل کی تعلیم دینے کو مسیحی جماعت کی بندگی کا ایک ضروری حصہ سمجھنا چاہئے- بعض جماعت میں وعظ کی قدر نہیں کی جاتی بلکہ زیادہ وقت دعا مانگنے یا پڑھنے اور کلام پڑھنے اور گیت گانے میں صرف کیا جاتا اور کلام کا مطلب کم بتایا جاتا ہے- اِس سبب سے پولوس یہاں اس بات پر زور دیتا ہے کہ کل بندگی چاہے وعظ ہو یا دعا یا گیت ایسی زبان میں اور ایسے طور سے کی جائے کہ کل جماعت سمجھ سکے اور فائدہ اُٹھا سکے اور اگر ایسا نہ ہوگا تو وعظ اور دعا چاہے کیسی ہی فصاحت اور کتنی ہی زبانوں میں

کیوں نہ کی جائیں مگر بیکار اور بے تاثیر رہینگی۔ لہٰذا ہر واعظ پولوس کی نصیحت
ماننے کے موافق بندگی کے وقت عام زبان میں دعا مانگے اور تعلیم دے
دیکھو آیت ۱۹۔ ✤

"اے بھائیو تم سمجھ میں بچے نہ بنو" آیت ۲۰۔ سمجھ میں بچے
بنے رہنے سے کرنتھی مسیحی مراد ہیں کیونکہ وہ بچوں کی مانند اُن نعمتوں پر
جو ظاہر میں بہت بڑی اور رونق دار معلوم ہوتی تھیں بہت دل لگاتے اور
اُن کی حد سے زیادہ تعریف کرتے تھے۔ جیسے بچے رنگین کھلونوں کو کارآمد
چیزوں کی بہ نسبت زیادہ پسند کرتے ہیں اُسی طرح کرنتھی مسیحی بیگانی زبان
بولنے کی نعمت کو نبوت کی نعمت سے بہتر جان کر بچوں کا سا مزاج اور عقل
دکھاتے تھے اس لئے پولوس اُن سے کہتا ہے کہ سمجھ میں بچے نہ بنو" دیکھو
باب ۳: ۱۔ رومیوں ۱۶: ۱۹ ✤

"بدی میں تو بچے (لڑکے) رہو" آیت ۲۰۔ جیسے بچوں میں مُراد
بغض یا مغروری یا کینہ نہیں ہوتا ویسا ہی مسیحیوں کو ان باتوں میں لڑکوں
بلکہ بچوں کی مانند ہونا چاہئے۔ کاشکہ ہم سب میں ایسا ہی مزاج پایا جائے
کیونکہ یہ مزاج مسیح کی نظر میں بہت قیمتی ہے چنانچہ اُس نے خود بھی لڑکوں
کو ہمارے لئے نمونہ ٹھہرایا ہے۔ متی ۱۱: ۲۵ و ۱۸: ۳ و ۱۹: ۱۴۔ افسیوں ۴:
۱۴۔ عبرانیوں ۵: ۱۲ و ۱ پطرس ۲: ۲ ✤

"مگر سمجھ میں جوان بنو" آیت ۲۰۔ جوان سے قوی اور مضبوط شخص
مراد ہے۔ جس لفظ کا ترجمہ یہاں جوان کیا گیا ہے اُس کا ترجمہ اور بہت
سی جگہوں میں کامل کیا گیا ہے۔ دیکھو متی ۵: ۴۸ و ۱۹: ۲۱۔ افسیوں ۴: ۱۳
کلسیوں ۱: ۲۸۔ فلپیوں ۳: ۱۵۔ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ پاک کلام کے

محاورے کے موافق کامل شخص سے ایمان اور محبت اور روحانی سمجھ
میں قوی اور مضبوط اور تجربےکار شخص مراد ہے۔ دیکھو باب ۲: ۶۔ ۲
کرنتھیوں ۱۳: ۱۱۔ فلپیوں ۳: ۱۲ و ۲ تیمتھیس ۳: ۱۷ ✤

اکیسویں آیت میں توریت نہ صرف موسیٰ کی کتابیں بلکہ کُل پرانا عہدنامہ
مراد ہے یعنی توریت۔ زبور اور انبیاء کی کل کتابیں۔ دیکھو یوحنا ۱۰: ۳۴ و
۱۲: ۳۴ و ۱۵: ۲۵۔ رومیوں ۳: ۱۹۔ گلتیوں ۳: ۲۳ و ۲۴ و ۴: ۵۔
عبرانیوں ۹: ۸-۱۰ ✤

"توریت میں لکھا ہے کہ خداوند کہتا ہے میں بیگانی زبان اور
بیگانے ہونٹوں سے اس اُمت سے باتیں کرونگا تو بھی وہ میری
نہ سُنینگے" آیت ۲۱۔ یسعیاہ ۲۸: ۱۱ و ۱۲ یعنی یہ لکھا ہے کہ خدا نے نبی پر
نبی اسرائیلیوں کے سمجھانے اور سدھارنے کے لئے بھیجے لیکن اُنہوں
نے اُن کی نہیں سُنی۔ آخر کو خدا نے سزا کی راہ سے اُن کو بابل کی اسیری
میں بھیجا جہاں انہوں نے بیگانی زبان سُنی۔ پولوس کے اس کہنے سے
یہ غرض ہے کہ بابل میں بیگانی زبان بولنے اور سُننے سے بنی اسرائیل نے
خدا کی جانب سے سزا پائی۔ پس جیسا بیگانی زبان بولنے اور سننے سے
اُس زمانے میں خدا کے لوگوں کو کچھ فائدہ نہیں ہوا ویسا ہی ممکن ہے کہ
اس زمانے میں کلیسیا کو بھی بیگانی زبان بولنے اور سُننے سے کم فائدہ
ہو یا اسرائیلیوں کی مانند کچھ بھی نہ ہو۔ پس اس نعمت کو سب نعمتوں پر
فوقیت دینا نامناسب ہے ✤

"پس بیگانی زبانیں ایمانداروں کے لئے نہیں بلکہ
بے ایمانوں کے لئے نشان ہیں اور نبوت بے ایمانوں کے

لئے نہیں بلکہ ایمان داروں کے لئے نشان ہے،، آیت ۲۲ بیگانی
زبان میں باتیں کرنا یہ خدا کی ناراضگی کا نشان ہے۔ جب کوئی قوم خدا
کے حکموں کو حقیر جانتی اور اُس کے نبیوں اور ایلچیوں کو قبول نہیں کرتی
اور اُن کی بات نہیں سُنتی تب خدا اُن کی کم اعتقادی و بے ایمانی کے
سبب سے سزا کی راہ سے اُن سے یوں بولتا ہے کہ وہ سُنتے تو ہیں مگر
سمجھتے نہیں۔ چنانچہ لکھا ہے ،، اس لئے میں اُن سے تمثیلوں میں بات
کرتا ہوں کہ وہ دیکھتے ہوئے نہیں دیکھتے اور سُنتے ہوئے نہیں سُنتے
اور نہیں سمجھتے ہیں۔ اور اُن کے حق میں یسعیاہ کی نبوت پوری ہوتی کہ
تم کانوں سے تو سُنو گے مگر سمجھو گے نہیں اور آنکھوں سے دیکھو گے پر
دریافت نہ کرو گے،، متی ۱۳: ۱۳ و ۱۴۔ پنتیکُست کے دن خدا نے
رسولوں کو زبانیں بولنے کی قدرت بخش کر بے ایمانوں کو اپنی قدرت اور
وجود کا یہ ایک کامل نشان دکھایا مگر تو بھی بعضوں نے ٹھٹھا کیا اور رسولوں
کو زبانیں بولتے سن کر کہا کہ ،، یہ نئی مے کے نشے میں ہیں،، اعمال ۲:
۱۳ اور ہزاروں بے ایمانوں میں سے صرف تین ہزار اس عجیب نشان
کے دیکھنے سے اپنے گناہوں سے قائل ہو کر ایماندار ہو گئے۔

،، نبوت ایمان داروں کے لئے نشان ہے،، یعنی پاک کلام
کی تفسیر کرنا۔ یہ نعمت خاصکر ایمان داروں کی ترقی و تسلی کے لئے فائدہ مند
ہوتی ہے۔ آیت ۲۲۔ اعمال ۱۳: ۱-۳۔ رومیوں ۱۲: ۶۔ افسیوں ۴: ۱۱۔
واتھسلنیکیوں ۵: ۲۰۔

تیئیس۔ چوبیس اور پچیسویں آیتوں میں پولوس زبانیں بولنے اور
نبوت کرنے کا الگ الگ نتیجہ بتاتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ بیگانی زبانیں

بولنے کا یہ نتیجہ ہے کہ جو مسیحی نہیں ہیں وہ غیر زبانیں بولنے والوں کو دیوانہ
کہیں گے۔ اُن کے دل پر بیگانی زبانوں سے کچھ اثر نہیں ہوا اور نہ ایسی
بندگی میں شریک ہونے سے اُن کو کچھ فائدہ ہوتا تھا اس واسطے کہ وہ
اُن زبانوں کو نہیں سمجھتے تھے بلکہ اُن کے دل اور بھی سخت ہو جاتے تھے
اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ہم کو بندگی کے وقت ناواقف اور جاہلوں کا
بھی خیال رکھنا چاہئے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ ہماری بندگی دیکھنے اور سُننے
سے ٹھوکر کھائیں۔ لہذا ہم اُن کو غیر مسیحی یا اَن پڑھ سمجھ کر بے پرواہ نہ
ہوں۔ نبوت کرنے کا یہ نیک نتیجہ ہے کہ نبوت کرنے والوں کی تعلیم و نصیحت
بے تاثیر و لاحاصل نہ ہوگی بلکہ اُن کی تعلیم و نصیحت سے غیر مسیحی اپنے
گناہوں سے قائل ہو کر اور مسیح کی سچائی کو پہچان کر اُس پر ایمان لائیگا
اور اُس کو سجدہ کریگا۔ آیت ۲۵۔ یوحنا ۱۶: ۹۔ عبرانیوں ۴: ۱۲ و ۱۳ و ۱
سموئیل ۱۹: ۲۴۔ اس طور سے ہم مانتے ہیں بہت سے لوگ جو کہ محض
بے علم اور ناواقف تھے واعظ کی تعلیم اور نصیحت سُن کر مسیح کی طرف کھنچ گئے
،، سب اُسے پرکھ لینگے،، آیت ۲۵۔ یعنی نبوت کرنے والوں
کی تعلیم و نصیحت سے ناواقف آدمی پرکھا اور قائل کیا جاتا ہے یہاں تک کہ
وہ خود اپنے کو مجرم و نالائق مان لیتا ہے۔ اس مثال سے پولوس بیگانی
زبانیں بولنے پر نبوت کرنے کی نعمت کی فوقیت و فضیلت بیان کرتا ہے۔
شاید اُس نے خود بھی دیکھا تھا کہ زبانیں بولنے سے باہر والوں کے
دلوں پر کچھ اثر نہیں ہوا اور وعظ و تعلیم سے اُن کے دل مسیح کی طرف
رجوع کیئے گئے۔ اسی لئے وہ نبوت کرنے کی بڑی تعریف کرتا اور زبانیں
بولنے کو بہت ہی کم قدر جانتا بلکہ بغیر ترجمے کے اُس کو نقصان کا باعث

سمجھاتا ہے*

"بے شک خدا تم میں ہے" آیت ۲۵ - یعنی باہر والے اینگے کہ جس کو تم خدا جانتے اور جس کی تم بندگی کرتے ہو وہی بے شک زندہ اور سچا خدا ہے اور یوں وہ مسیح کے شاگرد ہوکے اُس کی بندگی کرنے لگینگے ۔ ۲کرنتھیوں ۴: ۲ و ۵: ۱۱ - افسیوں ۵: ۱۵ ۔ کلسیوں ۴: ۵*

حاصل کلام

۱۔ جس نعمت سے کل کلیسیا کی زیادہ ترقی و بہتری ہو وہ سب سے بڑی گنی جائے ۔ پس نبوت کرنا یعنی خدا کی طرف سے پیغام سُنانا نہایت عمدہ اور بکار آمد نعمت ہے جس نعمت سے صرف اُسی شخص کو یا بہت تھوڑوں کو فائدہ پہنچے وہ نعمت بڑی نہ سمجھی جائے پس زبانیں بولنا یعنی اِس طور سے دُعا مانگنا یا خدا کی تعریف کرنا کہ صرف بولنے والا آپ ہی سمجھے نبوت کرنے کے برابر نہیں ہے آیت ۲-۵*

۲- جو بندگی عقل اور رُوح دونوں سے نہیں ہوتی وہ بیفائدہ اور لاحاصل ہے ۔ پس جس زبان سے سُننے والے ناواقف ہیں اُس میں دعا مانگنا یا تعلیم دینا بے فائدہ ہے ۔ آیت ۱۹ - پس جس کلیسیا کی جماعت میں بیگانی زبان میں جس سے لوگ ناواقف ہوں دعا مانگنا یا نماز پڑھنا ہو تو وہ خدا کے کلام کی تعلیم کے خلاف ہے ۔ آیت ۱۴-۱۹*

۳- جماعت کی بندگی ایسے طریقے سے کی جائے کہ غیر مسیحی اور ان پڑھے بھی اُس سے فائدہ اُٹھا سکیں ۔ لہذا واعظ عربی ۔ فارسی ۔ سنسکرت یا غیر مشہور الفاظ کو وعظ میں استعمال نہ کرے نہیں تو بہت لوگوں کا بندگی میں شامل ہونا بے فائدہ ہوگا ۔ اس قسم کے الفاظ سے چاہے واعظ اپنا علم دکھائے اور لوگوں سے کچھ تعریف پائے تو پائے لیکن ایسے وعظ پر نہ خدا کی برکت ہوگی ۔ اور نہ کسی کے دل یا چال چلن پر اُس وعظ سے کچھ اثر ہوگا آیت ۹ و ۱۹ و ۲۴ و ۲۵*

۴- بندگی میں گیت گانا عبادت کا ایک مفید حصہ ہے ۔ موسیٰ کے وقت سے اب تک خدا کے بندوں نے اِسی طور سے خدا کی تعریف کی کیونکہ گیت یا غزل یا بھجن گانے سے دل میں روحانی خوشی پیدا ہوتی ہے ۔ آیت ۱۴ و ۱۵ اور آپس میں مزامیر اور گیت اور روحانی غزلیں گایا کرو اور دل سے خداوند کے لئے گاتے بجاتے رہا کرو ۔ افسیوں ۵: ۱۹*

آیات ۲۶-۴۰ - (۲۶) پس اے بھائیو کیا کرنا چاہئے؟ جب تم جمع ہوتے ہو تو ہر ایک کے دل میں[1] مزمور یا تعلیم یا مکاشفہ یا بیگانی زبان یا ترجمہ ہوتا ہے ۔ سب کچھ روحانی ترقی[2] کے لئے ہونا چاہئے ۔ (۲۷) اگر بیگانی زبان میں باتیں کرنی ہوں تو دو دو یا زیادہ سے زیادہ تین تین شخص باری باری سے بولیں اور ایک شخص ترجمہ کرے ۔ (۲۸) اور اگر کوئی ترجمہ کرنے والا نہ ہو تو بیگانی زبان بولنے والا کلیسیا میں چپکا رہے اور اپنے دل سے اور خدا سے باتیں کرے ۔ (۲۹) نبیوں میں سے دو یا تین بولیں اور باقی اُن

[1] یا ہر ایک کے پاس [2] یونانی تعمیر

کے کلام کو پرکھیں۔ (۳۰) لیکن اگر دوسرے پاس بیٹھنے والے
پر وحی اُترے تو پہلا خاموش ہو جائے۔ (۳۱) کیونکہ تم سب
کے سب ایک ایک کر کے نبوت کر سکتے ہو تاکہ سب سیکھیں اور
اور سب کو نصیحت ہو۔ (۳۲) اور نبیوں کی روحیں نبیوں کے
تابع ہیں۔ (۳۳) کیونکہ خدا ابتری کا نہیں بلکہ امن کا بانی ہے
جیسا مقدسوں کی ساری کلیسیاؤں میں ہے (۳۴) عورتیں
کلیسیا کے مجمع میں خاموش رہیں کیونکہ انہیں بولنے کا حکم نہیں
بلکہ تابع رہیں جیسا توریت میں بھی لکھا ہے۔ (۳۵) اور اگر کچھ
سیکھنا چاہیں تو گھر میں اپنے اپنے شوہر سے پوچھیں کیونکہ عورت
کا کلیسیا کے مجمع میں بولنا شرم کی بات ہے۔ (۳۶) کیا خدا کا
کلام تم میں سے نکلا؟ یا صرف تم ہی تک پہنچا ہے؟ (۳۷) اگر کوئی
اپنے آپ کو نبی یا روحانی سمجھے تو یہ جان لے کہ جو باتیں میں تمہیں
لکھتا ہوں وہ خداوند کے حکم ہیں۔ (۳۸) اور اگر کوئی نہ جانے تو نہ جانے
(۳۹) پس اے بھائیو نبوت کرنے کی آرزو رکھو اور زبانیں بولنے
سے منع نہ کرو۔ (۴۰) مگر ساری باتیں شائستگی اور قرینہ کے ساتھ
عمل میں آئیں ٭

کلیسیا کے اندر بندگی کی نسبت ترتیب و شائستگی کے قائم رکھنے کے چند قوانین

(۱) اے بھائیو۔ دیکھو آیت ۲۶ اور باب ۱: ۱۰ و ۱۱ کی تفسیر کو۔ چونکہ

؎ سب تسلی پائیں۔ مثلاً پیدائش ۲۳: ۲ کو دیکھو۔ ؎ ن۔ تو وہ لحاظ کے قابل نہیں ٭

پولوس کرنتھی مسیحیوں پر اُن کی ایک خطا ظاہر کر کے اُن کو نصیحت کرنا چاہتا
ہے اِس لئے وہ آداب و دستور کے موافق اِس محبت آمیز لقب کے ساتھ اُس
نصیحت کو شروع کرتا ہے کیونکہ اگرچہ وہ خطاوار تھے مگر بھائی تھے لہٰذا
وہ برادرانہ اُلفت کے ساتھ اُن کو اُن کی خطا سے آگاہ کرتا اور شیریں گفتگو
کے ساتھ اُن کو نصیحت کرتا ہے۔ واضح ہو کہ اُن میں یہ عیب تھا کہ وہ
بے ترتیبی اور بدانتظامی کے ساتھ بندگی کرتے تھے یعنی کوئی اُٹھ کے
زبور پڑھنے لگتا اور کوئی گانے لگتا تھا اور کوئی تعلیم دینے لگتا اور کوئی
بیگانی زبانیں بولنے اور ترجمہ کرنے لگتا تھا۔ اور کبھی دو تین ملکر ایک
ساتھ گانے اور بولنے لگتے تھے۔ وہ اِس بات کا کچھ خیال نہیں کرتے
تھے کہ ایسی بے ترتیبی سے گانا بولنا وغیرہ بے فائدہ اور لاحاصل ہو جاتا
ہے بلکہ یہ دعویٰ کرتے تھے کہ چونکہ پاک روح کا نزول ہم پر ہوا ہے اس
لئے ایسی حالت میں روح کو ضبط کرنا اور اختیار میں لانا مشکل بلکہ محال
ہے اِسی سبب سے پولوس فرماتا ہے کہ چاہے کوئی زبور پڑھے یا گائے
تعلیم دے یا زبانیں بولے مگر اپنی ہی خوشی اور فائدے کا خیال نہ کرے بلکہ کل
جماعت کی ترقی کا خیال رکھے۔ اِسی لحاظ سے ضروری ہے کہ جس وقت
کوئی دوسرا شخص پڑھتا یا گاتا یا بولتا ہو تو وہ اپنی روح کو ضبط کر کے
خاموش رہے۔ دیکھو باب ۷: ۱۲ و ۸: ۱، ۱۰: ۲۳ و ۱۲: ۷-۱۱ و ۲ کرنتھیوں
۱۲: ۱۹ و ۱۳: ۱۰۔ افسیوں ۴: ۱۱-۱۳ و ۵: ۱۹ ٭

(۲) **اور ایک شخص ترجمہ کرے۔** ’’آیت ۲۷۔ کیونکہ اگر دو تین مترجم
اور مفسر ہونگے تو اُنکے ترجمے اور تفسیر میں یا تو فرق ہوگا یا یکساں نیت ہوگی
اگر فرق ہوگا تو جماعت کو حیرانی اور پریشانی ہوگی کہ کس کے ترجمے اور تفسیر کو

صحیح سمجھے اور کس کو غلط؟ اور اگر سب کا ترجمہ ایک ہی ہوگا تو ایک مترجم سے زیادہ کی ضرورت نہیں ہے۔ اسی سبب سے پولوس نے یہ حکم دیا کہ ایک شخص ترجمہ کرے۔ اس سے یہ نتیجہ بھی نکلتا ہے کہ کلیسیا کی خوش انتظامی و ترقی کبھی کبھی چھوٹی باتوں پر بھی موقوف ہوتی ہے۔ لہٰذا پولوس نے زبانیں بولنے والوں کی تعداد مقرر کر دی۔ ططس ۱: ۵ و ۱۰ و ۱۱ +

"کلیسیا میں چپکا رہے" آیت ۲۸ - وہ آدمی اپنے گھر میں یا تنہائی میں بولے لیکن جماعت میں کچھ نہ بولے۔ اس لئے کہ اُس کے بولنے سے سوا اُس کے اور کسی کو فائدہ نہ ہوگا۔ دیکھو آیت ۴ و ۵ و ۱۲ و ۱ تیمتھیس ۱: ۴ و ۶: ۳-۵ +

جو حکم بیگانی زبان بولنے والوں کو آیت ۲۷ میں دیا گیا ہے وہی اب نبیوں کو بھی دیا جاتا ہے۔ دیکھو آیت ۲۹ +

"نبیوں" سے وہ اُستاد یا واعظ مراد ہیں جو خدا کی طرف سے پیغام پاکر بولتے ہیں۔ گنتی ۱۱: ۲۴-۲۹ و ۱ سموئیل ۲۸: ۶ و ۱۵ و نحمیاہ ۶: ۷ ؛ ۹: ۳۰ - یرمیاہ ۱۴: ۱۴ و ۲۳: ۲۱ و ۲۲ و ۳۱ - متی ۲۳: ۳۴ - لوقا ۱: ۷۰ - اعمال ۳: ۱۸ و ۲۱ +

"دو یا تین بولیں" آیت ۲۹ - ایسا نہ ہو کہ بولنے والوں سے جماعت کو کھٹکاوٹ اور پریشانی ہو +

"اور باقی اُن کے کلام کو پرکھیں" آیت ۲۹ - اُس جماعت کے باقی کل مسیحی بولنے والے کی تعلیم کی تحقیقات کریں کہ آیا وہ خدا کی رُوح کی سکھائی ہوئی تعلیم ہے یا نہیں۔ پولوس نے اور جگہوں میں بھی مسیحیوں کو ترغیب دی ہے کہ وہ ہر ایک بات کو خوب جانچ جانچ کر تسلیم

کریں۔ دیکھو باب ۱۰: ۱۵ و ۱۱: ۱۳ و ۱۲: ۱-۳ و ۱ یوحنا ۲: ۲۰ و ۲۷ و ۴: ۱-

اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ جو تعلیم ہم کسی اُستاد یا واعظ سے سُنیں اُس کو بغیر سوچے سمجھے اور پاک کلام سے مقابلہ کئے قبول نہ کریں +

اگر کوئی نبی جماعت میں بول رہا ہو اور اُس وقت کسی دوسرے کو خدا کی رُوح سے کوئی پیغام ملے تو پہلا دوسرے کو بولنے کا موقع دے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اُن دنوں کی بندگی کے طریقے میں بہ نسبت آجکل کے طریقے کے فرق تھا اس لئے کہ اُن دنوں بولنے میں زیادہ آزادگی تھی جیسا لکھا ہے کہ جہاں کہیں خداوند کی رُوح ہے وہاں ہی آزادگی ہے ۲ کرنتھیوں ۳: ۱۷۔ چونکہ جس جماعت میں خداوند کی رُوح بکثرت نازل ہوگی اُس میں خدا کی تعریف کرنے اور لوگوں کو تعلیم و تسلی دینے کی بڑی خواہش پیدا ہوگی۔ اِس سبب سے پولوس نے اِس قانون کے ذریعے سے رُوح کے ظہور کے لئے موقع دینا چاہا کہ جس وقت کسی کو رُوح کی طرف سے کوئی بات حاصل ہو اُسی وقت فوراً وہ سُنی جائے۔ اِس قانون سے جماعت کو یہ فائدہ پہنچیگا کہ ہر ایک اُستاد یا واعظ یا نبی یا بولنے والے کی تعلیم فوراً جانچی جا سکتی ہے کہ آیا وہ بات رُوح کی دوسری سکھائی ہوئی باتوں سے میل رکھتی ہے یا نہیں۔ پس جماعت کو بغور اُس کی بات سُننا چاہئے اور جن کو روحوں کی پہچان کی نعمت مل چکی ہے وہ جماعت کو بتا سکتے ہیں کہ کونسی بات درحقیقت خدا کی روح کی طرف سے یا اُس کی سکھائی ہوئی تعلیم کے موافق ہے اور کونسی نہیں دیکھو باب ۱۲: ۱۰ و ۱ تھسلنیکیوں ۵: ۱۹-۲۱ +

کسی کو نبوت کرنے سے ممانعت نہ کی جائے بشرطیکہ ہر ایک اپنی اپنی

باری باری بولے تاکہ اُس سے سب کو تعلیم و تسلی حاصل ہو (آیت ۳۱)+

"سب کے سب ایک ایک کرکے نبوت کرسکتے ہو" آیت ۳۱ بعض کرنتھی مسیحی کہتے تھے کہ جس وقت کسی نبی کو کسی بات کا الہام ہو اُسی وقت وہ بول اُٹھے اور وہ اس کا کچھ خیال نہ کرے کہ ابھی کوئی دوسرا نبی کلام کر رہا ہے مگر پولوس کو یہ بات نامناسب معلوم ہوئی اس واسطے اُس نے کہا کہ ایک ایک اپنی باری سے بولے +

"اور نبیوں کی روحیں نبیوں کے تابع ہیں" آیت ۳۲- اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جب کوئی نبی بولتا ہو تو دوسرا خاموش رہے۔ اگر کوئی کہے کہ میں خدا کے پیغام اور اُس کی رُوح سے معمور ہوں یہاں تک کہ میں اپنے کو دوسرے نبی کے خاموش ہونے تک ضبط نہیں کرسکتا بلکہ اُسی کے کلام کے درمیان میں میرا بھی ابھی پیغام سُناؤنگا تو پولوس اِس کے جواب میں کہتا ہے کہ اگر فی الحقیقت تمہارا پیغام خدا کی روح کی طرف سے ہوتا تو تم اپنے کو ضبط کرسکتے کیونکہ سچے نبی کا یہ ایک نشان ہے کہ وہ اپنی روح پر اختیار رکھتا ہے وہ کبھی بے لگام گھوڑے کی مانند نہیں بھاگتا۔ اِس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ بندگی میں دو تین آدمیوں کا ایک ساتھ بولنا یا دعا میں اِس زور سے چلّانا کہ جس سے معلوم ہو کہ گویا رُوح اُس آدمی کے اختیار میں نہیں ہے بیجا ہے "اے عزیزو ہر روح کا یقین نہ کرو بلکہ روحوں کو آزماؤ کہ وہ خدا کی طرف سے ہیں یا نہیں کیونکہ بہت سے جھوٹے نبی دنیا میں نکل کھڑے ہوئے ہیں" ۱-یوحنا ۴: ۱+

اگر دو تین نبی ایک ساتھ ایک جماعت میں بولینگے تو کلیسیا میں بدانتظامی اور جھگڑا ہوگا اور جس جماعت میں خدا کی بندگی بے انتظامی یا بے ترتیبی

یا جھگڑے کے ساتھ ہوگی اُس میں خدا نہ ہوگا اس لئے کہ "وہ ابتری کا بانی نہیں ہے" آیت ۳۳- یہ ہماری بندگی ہی مقبولیت یا نامقبولیت کا ایک نشان ہے کہ آیا اُس میں کچھ ابتری اور بے انتظامی اور جھگڑا ہے یا نہیں +

"خدا امن کا بانی ہے" آیت ۳۳- دیکھو رومیوں ۱۳: ۳۳ و ۱۶: ۲۰ فلپیوں ۴: ۹ و ۱-تھسلنیکیوں ۵: ۲۳- پس جبکہ خدا سلامتی اور میل کا بانی ہے تو وہ کسی کے بے موقع بولنے اور کلیسیا میں بے انتظامی پھیلانے کو پسند نہ کریگا لہذا جو کوئی عبادت میں بے موقع بولتا یا کسی کو بے موقع کلام کرنے کی ترغیب دیتا ہے وہ خود دھوکا کھاتا اور دوسروں کو دھوکے میں ڈالتا ہے۔ دیکھو باب ۱۱: ۱۶+

"عورتیں کلیسیا کے مجمع میں خاموش رہیں کیونکہ اُنہیں بولنے کا حکم نہیں بلکہ تابع رہیں جیسا توریت میں بھی لکھا ہے" آیت ۳۴- علمائے مسیحی میں اس جملے کی نسبت کہ "جیسے مقدسوں کی ساری کلیسیاؤں میں ہے" یہ گفتگو ہے کہ آیا یہ جملہ آیت ۳۳ سے تعلق رکھتا ہے یا آیت ۳۴ سے مگر چونکہ جملہ مذکورہ آگے کی باتوں کی طرف اشارہ کرتا ہے اس سے یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ وہ آیت ۳۴ کا پہلا فقرہ ہوگا۔ کرنتھی کلیسیا میں یہ بڑا خراب دستور تھا کہ اُن کی عورتیں عام جماعت میں کلام کرتی تھیں حالانکہ یہ رواج کسی اور کلیسیا میں نہیں تھا۔ سینٹ پولوس اُن کو دو وجہوں سے اِس دستور کے چھوڑ دینے کا حکم دیتا ہے۔ اول اس وجہ سے کہ اگر یہ دستور اچھا ہوتا تو اور کلیسیاؤں میں بھی جاری ہوتا مگر چونکہ دوسری کلیسیائیں جماعت میں عورتوں کے کلام کو نہیں پسند کرتیں لہذا چاہئے کہ تمہاری عورتیں بھی کلیسیا میں خاموش رہیں۔ مگر یاد رکھنا چاہئے کہ وہ صرف

کلیسیا میں عورتوں کے بولنے کی ممانعت کرتا ہے لیکن کلیسیا کے علاوہ اور
دوسری جگہوں میں اُن کا بولنا یا نبوّت کرنا یا لوگوں کو نصیحت کرنا روا ہے۔
دوسرے اِس وجہ سے کہ چونکہ کلیسیا سے اِس جگہ وہ عام جماعت مراد ہے
کہ جس میں مرد اور عورت دونوں اکٹھے ہوں۔ پس شاید اُس جماعت میں
کسی عورت کا شوہر یا باپ ہو تو اُس عورت کا جماعت کے سامنے شوہر یا
باپ کو تعلیم دینا یا نصیحت کرنا یا اُن پر حکومت کرنا نہ صرف طبیعت کے خلاف
ہوگا بلکہ شریعت کے بھی خلاف ہوگا۔ دیکھو پیدائش ۳: ۱۶۔ لہٰذا پولوس
اِس آیت میں عورتوں کو کلیسیا کے سامنے کسی مرد پر خاصکر اپنے شوہر
پر حکومت کرنے سے منع کرتا ہے کیونکہ عورتوں کا شوہروں اور مردوں پر
حکومت کرنا بے ترتیبی اور بے انتظامی کا باعث ہے۔ اِس سے معلوم ہوتا
ہے کہ اُن کا کلیسیا کی عام جماعت میں بولنا خدا کو بھی پسند نہیں "کیونکہ خدا ابتری
کا بانی نہیں ہے" دیکھو آیت ۳۳۔ مگر بعض کہتے ہیں کہ پولوس باب ۱۱ آیت
۴ سے ۱۳ تک میں جہاں عورتوں کے جماعت میں دعا مانگنے اور نبوّت کرنے
کا ذکر کرتا ہے وہاں اُن کو جماعت میں بولنے سے منع نہیں کرتا لیکن اُن
کا یہ خیال کئی وجہوں سے قابل تسلیم نہیں ہے۔ (۱) اِس وجہ سے کہ
اِس سے پولوس کے کلام میں اختلاف لازم آتا ہے حالانکہ یہ غیر ممکن ہے
اگر وہ یہاں اُن کو جماعت میں بولنے کی ممانعت کرتا ہے تو ممکن نہیں کہ
دوسری جگہ اُن کو اِس کی اجازت دے۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ باب ۱۱ میں
وہ عورتوں کو جماعت کے روبرو اوڑھنی اوڑھنے کا حکم دیتا اور سر کھول
کے اُس میں شامل ہونے اور بولنے کو منع کرتا اور اُس طریقے کو بے حیائی
و بے شرمی کا باعث کہتا ہے۔ ظاہر ہے کہ اِس سے اُن کے بولنے کی اجازت

نہیں ثابت ہوتی۔ فرق یہ ہے کہ باب مذکور میں وہ اُن کے طریقہ کلام کی بےحیائی
کا ذکر کرتا ہے۔ اور اِس باب میں علاوہ طریقہ مذکورہ کے کلیسیا میں کلام کرنے
کی ممانعت کرتا اور اُس کو کلیسیا کی بے انتظامی کا باعث کہتا ہے۔ پس
دونوں جگہوں میں کچھ اختلاف نہیں ہے۔ (۲) اِس وجہ سے کہ پولوس نے
تیمتھیس کے وسیلے شہر افسس کے مسیحیوں کو بھی یہی حکم دیا تھا۔ چنانچہ لکھا
ہے کہ "میں نے مقدونیہ کو جاتے وقت تجھ سے التماس کیا تھا کہ افسس میں
رہ تو تاکہ تو بعضوں کو تاکید کرے کہ اور طرح کی تعلیم نہ دیویں" ۱ تیمتھیس ۱: ۳
اور پھر لکھا ہے کہ "میں اجازت نہیں دیتا کہ عورت سکھاوے یا مرد پر
حکم چلائے بلکہ چپ چاپ رہے" ۱ تیمتھیس ۲: ۱۲ (۳) اِس وجہ سے
کہ اگر پولوس کے کلام سے عورتوں کا کلیسیا میں حکومت کرنا ثابت ہوتا تو
قدیم زمانے کی کلیسیائیں ضرور عورتوں کو کلیسیا میں حکومت کرنے کی اجازت
دیتیں مگر چونکہ پولوس کے زمانے سے ابتک کسی کلیسیا میں دو ایک کے
سوا اُن کو اِس کی اجازت نہیں دی گئی اور نہ ابتک کوئی عورت پادری یا
بشپ یا اُسقف مقرر ہوئی ہے لہٰذا معلوم ہوا کہ اُس زمانے کے لوگوں
کے نزدیک بھی کلیسیا میں عورتوں کا حکومت کرنا پولوس کے کلام
سے ثابت نہیں ہوا۔ لیکن افسوس ہے کہ حال کی بعض کلیسیائیں عورتوں
کو کلیسیا میں حکومت کرنے کا عہدہ دیتیں اور پولوس کے حکم کی مخالفت
کرتی ہیں حالانکہ خدا کے انتظام میں جیسا عورتوں کا شوہروں پر حکومت
کرنا بےجا اور نامناسب ہے ویسا ہی اُس کے نزدیک کلیسیا کے عام
شرکا پر بھی اُن کا حکومت کرنا نامناسب اور بے انتظامی کا باعث ہے
پس جس کلیسیا میں عورتوں کو مردوں پر حکومت کرنے کی اجازت دی جائیگی

اُس میں اس بے انتظامی کے سبب سے برائی اور ابتری کی جڑ قائم ہو چکی ہے وہ کلیسیائیں ہرگز قائم نہ رہینگی۔ کیونکہ خدا بے انتظامی کا بانی نہیں ہے۔" (۴) اس وجہ سے کہ اگر پولوس کی یہی غرض ہوتی کہ عورتیں کلیسیا میں حکومت کا کام کریں تو کیوں اٹھارہ سو برس تک کل کلیسیائیں اِس کے معنی سمجھنے میں غلطی کرتی رہیں اور روح القدس نے اُن کو ہدایت نہ کی حالانکہ مسیح نے جاتے وقت اپنے شاگردوں سے یہ تسلی بخش وعدہ کیا تھا کہ وہ تسلی دینے والا جو روح القدس ہے جسے باپ میرے نام سے بھیجیگا وہی تمہیں سب چیزیں سکھائیگا اور سب باتیں جو کچھ کہ میں نے تمہیں کہی ہیں تمہیں یاد دلائیگا۔ یوحنا ۱۴: ۲۶ و ۱۶: ۱۳+

علاوہ اس کے اگر خداوند یسوع مسیح کو یہ منظور ہوتا کہ عورتیں کلیسیا میں حکومت کا کام کریں تو اب تک وہ بہت سی عورتوں کو اپنی روح کے ذریعے سے اس کام کے واسطے تیار کرتا اور اُن کو حکومت کرنے کی لیاقت اس قدر بخشتا کہ پھر کوئی اُن کی اس خدمت پر کچھ شک اور اعتراض نہ کرتا اور مثل بارہ رسولوں اور خادموں کے وہ عورتوں کو بھی اس کام کے لئے برگزیدہ و تیار کرتا مگر چونکہ مسیح نے کسی عورت کو اس کام کے واسطے انتخاب نہیں کیا لہذا معلوم ہوتا ہے کہ خداوند کو بھی جو کلیسیا کا سر ہے عورتوں کا مردوں پر حکومت کرنا منظور نہیں تھا۔ پس کوئی کلیسیا اُن کو یہ اختیار نہ دے" بلکہ چاہئے کہ وہ فرمانبردار رہیں جس طرح شریعت میں لکھا ہے"۔ پیدایش ۳: ۱۶۔ افسیوں ۵: ۲۲۔ کلسیوں ۳: ۱۸۔ ططس ۲: ۵ و ۱پطرس ۳: ۱+

شاید کسی نے پولوس کے حکم مذکور پر یہ اعتراض کیا تھا کہ اگر عورتیں

کلیسیا کی جماعت میں بولنے کی اجازت نہ پائینگی تو کیونکر وہ اپنے دل کے شکوک کو رفع کرینگی اور خدا کے کلام کی مشکلات کو دریافت کرینگی۔ لہذا پولوس اس کا یہ جواب دیتا ہے کہ اگر عورتوں کو کوئی مشکل مسئلہ حل کرنا منظور ہو تو اپنے اپنے شوہروں سے پوچھیں یا اُن کے ذریعے سے نبیوں اور رسولوں سے دریافت کروالیں مگر خود کلیسیا میں کچھ نہ بولیں "کیونکہ شرم کی بات ہے کہ عورتیں کلیسیا میں بولیں" اور اس میں شرم کئی وجہوں سے ہے۔ (۱) اِس سبب سے کہ جب وہ کسی مسئلے کو کسی مرد سے دریافت کرینگی تو شاید اُس مرد سے جماعت کے سامنے بلکہ اپنے شوہر کے سامنے بحث و حجت کی نوبت آئیگی اور یہ بالکل بیجا ہے (۲) اِس سبب سے کہ اس سے وہ اپنے شوہر سے اپنی آزادگی ظاہر کرتی ہے اور یہ بھی شرم کی بات ہے۔ (۳) اِس وجہ سے کہ جس طرح عورتوں کو مرد کا لباس پہننا شرم کا باعث ہے ویسے ہی کلیسیا کی جماعت میں مردوں سے بحث کرنا بھی شرم کی بات ہے۔ مرد اور عورت کی ذاتی طبیعت میں فرق ہے۔ خدا نے اِن میں یہ فرق پیدا کیا ہے لہذا جو ذاتی فرق مرد اور عورت میں ہو جس دستور یا طریقے سے یہ فرق مٹایا جائے وہ طریقہ بیجا ہے۔ عورت کو مردوں کی جماعت میں بحث کرنا اِس ذاتی فرق کو مٹاتا ہے "کیا خدا کا کلام تم میں سے نکلا؟ یا صرف تم ہی تک پہنچا ہے؟" آیت ۳۶۔ چونکہ کرنتھی مسیحیوں کے سوا اور کسی کلیسیا میں جماعت کے روبرو عورتوں کے کلام کرنے کا رواج نہیں تھا لہذا پولوس اُن کو اس دستور سے شرمندہ کرنے کے واسطے یہ کہتا ہے کہ اِس دستور میں تمہارا کل کلیسیا سے اختلاف کرنا اِس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ گویا تم اپنے سوا

اور کسی جماعت کو اصلی اور سچی کلیسیا نہیں جانتے اور یہ سمجھتے ہو کہ پاک کلام پہلے پہل تمہیں کو سُنایا گیا اور شروع سے تم ہی سے نکلا حالانکہ یہ سراسر تمہاری غلطی اور بھول ہے۔ جس طرح وہ نبیوں اور رسولوں کے ذریعے سے تمہیں پہنچایا گیا ویسے ہی دوسری کلیسیاؤں کو بھی ملا پس تم ہر کلیسیا کے دستورات کو دیکھو اور اُن کو حقیر نہ جانو جس طرح دوسری کلیسیائیں جماعت میں عورتوں کا بولنا اور مردوں پر اختیار رکھنا بیجا جانتی ہیں ویسے ہی تم بھی جانو اور اُن سے مخالفت نہ کرو کیونکہ جو کلیسیا دوسری رسولی کلیسیاؤں کے تعلیم و طریقے سے مخالفت کرتی ہے وہ اُسی کے مثل ہے جو یہ دعویٰ کرتی ہے کہ پاک کلام مجھ ہی سے نکلا ہے۔ پھر پولوس اُن سے کہتا ہے کہ تم اِس بات کو خوب یاد رکھو کہ پاک کلام میرے ہی وسیلے سے تم کو ملا ہے جس طرح تم میری اور تعلیموں کو مانتے ہو ویسے ہی اِس حکم کو بھی مانو +

چونکہ پولوس پہلے سے اِس بات کو جانتا تھا کہ میرے بعد بہت سے ایسے لوگ اُٹھینگے جو میرے کلام کے خلاف لوگوں کو تعلیم دینگے اور اپنے کو نبی اور روحانی آدمی کہیں گے اس واسطے وہ سچے نبی اور روحانی آدمی کی یہ ایک جانچ بتاتا ہے کہ "اگر کوئی اپنے آپکو نبی یا روحانی سمجھے تو یہ جان لے کہ جو باتیں میں تمہیں لکھتا ہوں وہ خداوند کے حکم ہیں" آیت ۳۷۔ پس اگر کوئی پولوس کے اِس حکم کو خدا کا حکم سمجھ کر قبول نہ کرے اور اپنے کو روحانی اور روح القدس سے منور اور خدا کا تعلیم یافتہ بتلا کر عورتوں کو کلیسیا کی جماعت میں مردوں پر اختیار رکھنے اور حکم چلانے کی اجازت دے تو وہ صرف پولوس کے حکم کا منکر نہیں بلکہ خدا کے حکم کا بھی منکر ہے۔ اِس سے چند نتیجے نکلتے ہیں۔ (۱) یہ کہ پولوس اِلہام سے بولتا تھا اور اُسکے کُل احکام خدا کے احکام تھے۔ (۲) یہ کہ اگر کوئی اپنے کو نبی یا روحانی یا اُستاد قرار دے اور اُس کی تعلیم پولوس کی تعلیم کے مطابق نہ ہو تو ہم اُس کی نہ سُنیں۔ ا یوحنا ۴: ۱ +

(۳) یہ کہ چونکہ پولوس اور سب رسولوں کے تعلیم و احکام میں پوری مطابقت پائی جاتی ہے۔ اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ سب ایک ہی رُوح اور اُستاد کے سکھائے ہوئے تھے نہیں تو اُن کی تعلیم میں اختلاف ہوتا۔ (۴) یہ کہ جو احکام اِس خط میں عورتوں کے درجے و طریقے کی نسبت لکھے گئے ہیں وہ صرف اُسی زمانے یا مُلک یا کلیسیا کی عورتوں کے لئے نہیں تھے بلکہ ہر زمانے اور مُلکوں اور کلیسیاؤں کی عورتوں کے واسطے ہیں۔ ا یوحنا ۴: ۶ +

"اور اگر کوئی نہ جانے تو نہ جانے" آیت ۳۸۔ جو شخص خدا کے اِس حکم کو نہیں مانتا وہ درحقیقت سچے نبی اور روحانی آدمی کی نسبت بہت سخت گستاخی کرتا ہے۔ وہ اس لائق نہیں ہے کہ پولوس اُس کی طرف کچھ توجہ کرے یا اُس کے ساتھ بحث کرے کیونکہ ایسے شخص کے خدا کے کلام کی راہ پر آنے کی اُمید نہیں ہے اور نہ اُس کی مخالفت سے کچھ نقصان پس اُس کے ساتھ بحث کرنا وقت کو بے فائدہ صرف کرنا ہے اسی واسطے پولوس فرماتا ہے کہ "اور اگر کوئی نہ جانے تو نہ جانے" آیت ۳۸۔ اِس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اگر کوئی مسیحی پاک کلام کی تعلیم کی مخالفت کرے تو ہم اُس سے بار بار حجت کر کے اپنے وقت کو برباد نہ کریں اور نہ اُس کی مخالفت سے بے دل ہو جائیں کیونکہ پولوس کے زمانے میں بھی ایسے مسیحی بہت تھے بلکہ جب تک کہ یہ زمانہ تمام نہ ہوگا تب تک ایسے لوگ ہمیشہ اُٹھا کرینگے۔ پولوس کی یہ تعلیم مسیح کی اُس تعلیم سے جو کہ متی کے باب ۱۸: ۱۶ میں ہے بالکل مطابق ہے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ اگر وہ اُن کی بھی سُننے سے انکار کرے تو کلیسیا سے کہہ اور اگر کلیسیا کی بھی سُننے سے انکار کرے تو تو اُسے غیر قوم والے اور محصول لینے والے کے برابر جان متی ۱۸: ۱۷ +

"پس اے بھائیو نبوت کرنے کی آرزو رکھو اور زبانیں بولنے سے منع نہ کرو"۔ آیت ۳۹۔ اس آیت میں پولوس اُس نصیحت کا خلاصہ بیان کرتا ہے جو کہ اُس نے نبوت اور زبانیں بولنے کی نسبت اُوپر کی آیتوں میں کی تھی۔ وہ کہتا ہے کہ اگرچہ نبوت کرنے کی نعمت زبانیں بولنے کی نعمت سے بہت بہتر اور اُس کے حاصل کرنے کا آرزومند رہنا بہت اچھا ہے مگر اُس کی فضیلت و فوقیت کے سبب سے کسی کو زبانیں بولنے کی ممانعت نہ کی جائے کیونکہ درحقیقت ان دونوں میں کچھ اختلاف نہیں ہے وہ دونوں اپنے اپنے وقت پر کلیسیا کے لئے مفید ہیں +

"مگر ساری باتیں شائستگی اور قرینے کے ساتھ عمل میں آئیں"

آیت ۴۰۔ مسیحی جماعت کی کسی عبادت میں یعنی دعا مانگنے۔ گیت گانے یا نبوت اور وعظ کرنے میں کچھ بھی بے ترتیبی و بے انتظامی یا بے پرواہی نہ کی جائے بلکہ ہر ایک عبادت اِس ترتیب اور درستی اور شائستگی کے ساتھ کی جائے کہ وہ دوسروں کے دلوں پر اثر کرے اور کل کلیسیا کو اُس سے فائدہ پہنچے۔ کوئی یہ خیال نہ کرے کہ چونکہ خدا روح ہے اور وہ صرف عابد کے دل کو دیکھتا اور ظاہر پر زیادہ نظر نہیں کرتا ہے لہذا اُس کی پرستش صرف روح اور راستی سے کی جائے خواہ ترتیب و انتظام کے ساتھ ہو یا نہ ہو کیونکہ پولوس چالیسویں آیت میں یہ حکم دیتا ہے کہ جماعت کی عبادت میں نہ صرف دل کو درست کرنا چاہئے بلکہ عبادت کے طریقے و ترتیب کا بھی خیال رکھنا چاہئے۔ عبادت کا ہر ایک حصہ چاہے دعا ہو یا گیت یا وعظ ہو یا جو کچھ ہو موقع پر شائستگی اور ترتیب کے ساتھ ہو۔ اِس لئے جماعت کی عبادت میں کودنا ناچنا چلانا۔ اُچھلنا سب بیجا اور نامناسب ہے +

حاصل کلام

۱۔ جو کام کیا جائے وہ دینداری کے ساتھ سب کی بھلائی اور ترقی کے لئے کیا جائے۔ اِسی کسوٹی پر ہر ایک دستور و طریقہ جانچا جائے کہ آیا وہ اوروں کی ترقی و بہبودی کا باعث ہے یا نہیں؟ دیکھو آیت ۲۶ +

۲۔ دعا مانگنے اور وعظ کرنے والے کی رُوح اُس کے اختیار میں ہے۔ دیکھو آیت ۳۲۔ لہذا کوئی شخص جماعت میں ایسی لمبی چوڑی دُعا کرکے یا طول طویل وعظ سُنا کے کہ جس سے جماعت پریشان ہو جائے یہ عذر نہ کرے کہ میری روح میرے اختیار میں نہ تھی یا جتنا خدا نے مجھے سکھایا اُتنا میں نے کہا۔ اُس شخص سے یہ پوچھا جائے کہ کیا تم تنہائی میں بھی اپنی رُوح پر اختیار نہیں رکھتے اور ایسی ہی لمبی چوڑی دعا کرتے ہو یا نہیں؟ (دیکھو آیت ۳۲) +

۳۔ خدا بے انتظامی کا بانی نہیں ہے۔ پس جس بات یا دستور سے بے انتظامی و بے ترتیبی پیدا ہو وہ خدا کی طرف سے نہیں ہے اِسی طرح کل امور کی جانچ ہو سکتی ہے کہ آیا وہ خدا کی طرف سے ہیں یا نہیں؟ دیکھو آیت ۳۳ +

۴۔ عورتوں کا کلیسیا کی جماعت میں مردوں پر حکومت کرنا خدا کی طرف سے منع کیا گیا ہے اور اس کی کئی وجوہات ہیں۔ (۱) یہ بے انتظامی کی بات ہے۔ (۲) یہ خدا کے کلام کے خلاف ہے۔

دیکھو باب ۱۱: ۳- افسیوں ۵: ۲۲-۲۳ و ا تیمتھیس ۲: ۱۲ و ا پطرس ۳: ۵-۷- (۳) کبھی کسی رسولی یا قدیم کلیسیا میں یہ رواج نہیں تھا- (۴) یہ شرم کی بات بھی ہے کہ عورت چاہے کلیسیا کی جماعت میں یا کسی دوسری جماعت میں اپنے شوہر یا باپ پر حکومت یا کر اُس کو تنبیہ دلانے کا اختیار رکھے یہ اُلٹی بات ہے- جو ذاتی و طبعی صفتیں خدا نے عورت کو بخشی ہیں اُن میں مرد پر حکومت کرنا نہیں ہے لہذا اُس کو کلیسیا میں یہ اختیار نہ دیا جائے- دیکھو آیات ۳۳-۳۸ تک کی تفسیر +

۵- جو مسیحی پاک کلام کی مخالفت اور اپنی بات پر ہٹ کرتے ہیں اُن سے بحث کرنا بے فائدہ ہے اگر وہ نہ جانے تو نہ جانے اُن کی کچھ پرواہ نہ کرو کیونکہ ایسے شخص کے ساتھ بحث کرنے سے وقت ضائع کرنے کے سوا کوئی فائدہ نہیں ہے- دیکھو آیت ۳۲ +

۶- مسیحی جماعت کی عبادت کی ساری باتیں موقع پر درستی اور ترتیب کے ساتھ ہو دیں- اس بارے میں بے پرواہی کرنا اچھا نہیں بلکہ جب وقت عبادت کے کسی حصے میں کچھ بے ترتیبی یا بے پرواہی شروع ہو اُسی وقت فوراً اُس کا انتظام کیا جائے کیونکہ ابتدا میں ہر چیز کا درست کرنا آسان ہے ورنہ جب رفتہ رفتہ وہ بے ترتیبیاں جڑ پکڑ جائینگی تو اُن کا روکنا دشوار ہو جائیگا اور پھر اُن سے ایسے بد نتیجے پیدا ہونگے جن سے کُل کلیسیا کو نقصان پہنچیگا- ہر قسم کی بُرائی یا بے ترتیبی سے شروع ہی میں مقابلہ کرو تب وہ آسانی سے مٹ جائیگی- دیکھو آیت ۳۳ و ۴۰ +

پندرھواں باب

آیات ۱-۱۱- (۱) اب اے بھائیو میں تمہیں وہی خوشخبری جتائے دیتا ہوں جو پہلے دے چکا ہوں جسے تم نے قبول بھی کر لیا تھا اور جس پر قائم بھی ہو- (۲) اُسی کے وسیلے سے تم کو نجات بھی ملتی ہے بشرطیکہ وہ خوشخبری جو میں نے تمہیں دی تھی یاد رکھتے ہو ورنہ تمہارا ایمان لانا بے فائدہ ہوا- (۳) چنانچہ میں نے سب سے پہلے تم کو وہی بات پہنچا دی جو مجھے پہنچی تھی کہ مسیح کتاب مقدس کے بموجب ہمارے گناہوں کے لئے مؤا (۴) اور دفن ہوا اور تیسرے دن کتاب مقدس کے بموجب جی اُٹھا- (۵) اور کیفا کو اور اُس کے بعد اُن بارہ کو دکھائی دیا- (۶) پھر پانچسو سے زیادہ بھائیوں کو ایک ساتھ دکھائی دیا جن میں سے اکثر اب تک موجود ہیں اور بعض سو گئے- (۷) پھر یعقوب کو دکھائی دیا پھر سارے رسولوں کو- (۸) اور سب سے پیچھے مجھ کو جو گویا ادھورے دنوں کی پیدائش ہوں دکھائی دیا- (۹) کیونکہ میں رسولوں میں سب سے چھوٹا ہوں بلکہ رسول کہلانے کے لائق نہیں اس لئے کہ میں نے خدا کی کلیسیا کو ستایا تھا- (۱۰) لیکن جو کچھ ہوں خدا کے فضل سے ہوں اور اس کا فضل جو مجھ پر ہوا وہ بے فائدہ نہیں ہوا- بلکہ میں نے اُن سب سے زیادہ محنت کی اور یہ میری طرف سے نہیں ہوا- بلکہ خدا کے فضل سے جو مجھ پر تھا- (۱۱) پس خواہ میں ہوں خواہ وہ ہوں ہم یہی منادی کرتے ہیں اور اسی پر تم ایمان بھی لائے +

مسیح کے جی اُٹھنے کی حقیقت اور اُسکا ثبوت

"انجیل یعنی خوشخبری" آیت ۱- انجیل ایک یونانی لفظ ہے جس کے معنی خوشخبری کے ہیں- لوقا ۲: ۱۰ و ۱۱- جو پولوس نے اِس باب میں مسیح اور مسیحیوں کی قیامت کے بارے میں لکھی ہے اُسے وہ انجیل کی بات یعنی خوشخبری کی بات کہتا ہے اِس بات کی تعلیم انجیل کی ایک بنیادی بات ہے اگر یہ بات اُس میں نہ ہوتی تو وہ انجیل یعنی خوشخبری کہلائے جانے کے لائق نہ ٹھہرتی- اگر انجیل میں مسیح اور اُس کے لوگوں کی جلالی قیامت کا وعدہ نہ ہوتا تو پھر اُس میں کونسی خوشخبری ہوتی؟ انجیل کی اُن باتوں پر ایمان لانے کے سبب سے جو پولوس کے ذریعے کرنتھی مسیحیوں کو سُنائی گئی تھیں اُنہیں نجات مل گئی کیونکہ جو تعلیم اُس نے اُن کو دی تھی وہ نجات بخشنے والی تھی متی ۱: ۲۱+

"ورنہ تمہارا ایمان لانا بے فائدہ ہے" آیت ۲- پولوس کرنتھی مسیحیوں سے کہتا ہے کہ اے بھائیو جو خوشخبریاں مسیح کے حق میں ہم نے تم کو سُنائی ہیں اُن کے قبول کرنے اور اُن پر قائم رہنے سے تم ضرور نجات پاؤ گے اور اگر نجات نہ پاؤ گے تو تمہارا ایمان لانا بے فائدہ اور لاحاصل ہے دیکھو آیت ۱۴+

"کتاب مقدس کے بموجب" آیت ۳ یعنی پرانے عہدنامے توریت- زبور اور انبیا کی کتابوں میں- اگر کوئی دریافت کرنا چاہے کہ پرانے عہدنامے کی کن کتابوں اور مقاموں میں خداوند یسوع مسیح کے مرنے اور پھر جی اُٹھنے کی خبر پائی جاتی ہے تو وہ ذیل کی جگہوں کو دیکھے- پیدایش ۲۲

باب- گنتی ۲۱: ۵-۹- زبور ۲: ۷ زبور ۲۲ و ۴۰ و ۱۰۲ و ۱۱۰ یسعیاہ ۵۳ باب زکریاہ ۱۲: ۱۰- اسکا یہ نتیجہ ہے کہ مسیح کا مرنا اور پھر جی اُٹھنا صرف پولوس ہی کی گواہی سے نہیں بلکہ توریت زبور اور انبیا کی کتابوں سے بھی ثابت ہوتا ہے

"مسیح ہمارے گناہوں کے واسطے مرا" آیت ۳- اِس بات کی خبر کتاب مقدس میں صاف پائی جاتی ہے- دیکھو متی ۲۰: ۲۸- مرقس ۱۰: ۴۵ لوقا ۲۴: ۲۵- یوحنا ۲۰: ۹- اعمال ۸: ۳۵ و ۱۳: ۲۹ و ۱۷: ۳ و ۲۶: ۲۲- رومیوں ۵: ۸-۱۰ و ۶: ۴ و ۲ کرنتھیوں ۵: ۱۴ و ۱۵ کلسیوں ۲: ۱۲ و ۱ تھسلنیکیوں ۶: ۲ و ۱ پطرس ۱: ۱۱ و ۱۹- یہ نہیں لکھا ہے کہ خداوند یسوع مسیح ہمارے لئے نمونہ دکھانے یا ہمارے دلوں پر اثر کرنے کے لئے مؤا بلکہ یہ کہ وہ ہمارے گناہوں کے واسطے مؤا- بے شک وہ اوروں کے لئے اپنی جان دینے کے سبب سے نیک نمونہ ٹھہرا اور ہمارے دلوں پر اثر کرتا ہے مگر یہ اُس کے مرنے کی غرض نہ تھی بلکہ ہمارے گناہوں کا کفارہ ہو کر وہ مؤا جیسے لکھا ہے "وہ ہماری خطاؤں کے واسطے حوالے کیا گیا" رومیوں ۴: ۲۵ "وہ آپ ہمارے گناہوں کو اپنے بدن پر اُٹھا کے صلیب پر چڑھ گیا" ۱ پطرس ۲: ۲۴ "وہ ہمارے بدلے میں لعنتی ہوا" گلتیوں ۳: ۱۳ اور پھر لکھا ہے کہ "یقیناً اُس نے ہماری مشقتیں اُٹھا لیں اور ہمارے گناہوں کا بوجھ اپنے اوپر چڑھایا پر ہم نے اُس کا یہ حال سمجھا کہ وہ خدا کا مارا کوٹا اور ستایا ہوا ہے- پر وہ ہمارے گناہوں کے سبب گھائل کیا گیا اور ہماری بدکاریوں کے باعث کچلا گیا- ہماری ہی سلامتی کے لئے اُس پر سیاست ہوئی تا کہ اُس کے مار کھانے سے ہم چنگے ہوں" یسعیاہ ۵۳: ۴ و ۵- زبور ۲۲: ۱۵- دانیل ۹: ۲۶ زکریاہ ۱۳: ۷ پولوس نے مسیح کی عجیب زندگی کی کیفیت اول باتوں میں شامل نہیں کی

کیونکہ وہ اُس کے کفارے کی موت اور اُس کے پھر جی اُٹھنے کو سب سے خاص اور بڑی بات سمجھا۔ فرشتوں نے لوگوں کو مسیح کی عجیب پیدایش کی خبر دی لیکن مسیح نے قبر سے اُٹھ کر اپنے شاگردوں کو اپنے جی اُٹھنے کی خبر دی۔ خداوند یسوع نے پولوس کے قائل کرنے کے لئے آپ ہی اس کو سب سے عجیب اور خاص بات کی خبر دی اور یہی بات کہ مسیح ہمارے گناہوں کے واسطے مؤا اور پھر جی اُٹھا پولوس کی منادی اور گواہی میں سب سے اول اور اعلیٰ بات پائی جاتی ہے۔ دیکھو باب ۱: ۱۸-۲۴ و ۲: ۲-۱۰۔ افسیوں ۱: ۲۳- کلسیوں ۱: ۱۴-۲۳ و تیمتھیس ۱: ۱۵ و ۳: ۱۶ +

"اور دفن ہوا" آیت ۴- اس سے ہم پر اُس کے مرنے کی حقیقت ثابت ہوئی اور تیسرے روز اُس کی قبر کے کھلے ہونے اور خالی پائے جانے سے اُس کا جی اُٹھنا ثابت ہوا مسیح کا مرنا اور قبر میں گاڑا جانا اور تیسرے روز جی اُٹھنا مسیحیوں کے ایمان کی اول و بنیادی باتیں ہیں یہ باتیں خوشخبری یعنی انجیل کہلاتی ہیں اور یہ سب پاک نوشتوں میں لکھی ہوئی ہیں اگر یہ باتیں صحیح نہیں ہیں تو مسیح پر ایمان لانا بے فائدہ ہے اس لئے پولوس ان باتوں کو خاص باتیں کہتا اور اُن پر زور دیتا ہے "کتاب مقدس کے بموجب جی اُٹھا" آیت ۴- دیکھو ۲: ۷ و ۱۶: ۱۰- یسعیاہ ۵۳: ۱۰ اور یوحنا کے ۲: ۱۰ کو متی کے ۱۲: ۴۰ و ۱۶ سے مقابلہ کرو +

"کیفا کو" آیت ۵- یعنی پطرس کو۔ دیکھو لوقا ۲۴: ۳۴ +

"اور اُس کے بعد بارھوں کو دکھائی دیا" آیت ۵- یعنی رسولوں کو دیکھو متی ۲۸: ۱۷- مکاشفہ ۱۶: ۱۴- لوقا ۲۴: ۳۶- یوحنا ۲۰: ۱۹-

۲۶- اعمال ۱: ۴-۱۰- اگرچہ اب یہوداہ اسکریوتی اُن میں نہیں تھا اور اُس کے نکل جانے سے صرف گیارہ رسول باقی رہ گئے تھے مگر چونکہ وہ جماعت بہت دنوں سے بارہ کے لقب سے مشہور تھی لہٰذا یہوداہ کے نکل جانے کے بعد بھی وہ جماعت بارہ کہی گئی کیونکہ یہاں بارہ درحقیقت شمار کے لئے نہیں ہے بلکہ لقب کے طور پر ہے +

بعض گمان کرتے ہیں کہ متیاہ "بارھوں" میں شمار کیا جائے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ "اُنہوں نے ان پر چٹھیاں ڈالیں اور چٹھی متیاہ کے نام پر نکلی تب وہ گیارہ رسولوں میں شمار کیا گیا۔ اعمال ۱: ۲۶ +

"پھر پانچسو سے زیادہ بھائیوں کو ایک ساتھ دکھائی دیا" آیت ۶- اغلب ہے کہ یہ پانچسو بھائی گلیلی شاگرد تھے اور گلیل میں مسیح اُنکو دکھائی دیا۔ متی ۲۶: ۳۲ و ۲۸: ۱۰ و ۱۶ +

"ایک ساتھ" آیت ۶- کئی رسولوں کو خداوند یسوع بار بار دکھائی دیا لیکن ان پانچسو کو صرف ایک بار +

"جن میں سے اکثر اب تک موجود ہیں" آیت ۶- یعنی وہ اس بات پر گواہی دینے کو اب تک زندہ ہیں۔ اغلب ہے کہ پولوس نے ان بھائیوں میں سے کتنوں ہی سے اس بارے میں گفتگو بھی کی ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ رسولی کلیسیا اُن لوگوں سے جو مسیح کے جی اُٹھنے کی گواہی دیتے تھے بخوبی واقفیت رکھتی اور اُن کی گواہی سے انکار کرنے والے کو قائل کرتی تھی +

"اور بعض سو گئے" آیت ۶- کیونکہ اُن پانچسو شاگردوں کو مسیح کے دکھائی دینے کے تقریباً پچیس برس بعد پولوس نے یہ خط کرنتھیوں کو لکھا تھا

توکچھ تعجب نہیں کہ اتنے عرصے میں اُن پانچسو میں سے کئی ایک مرگئے ہوں۔ اِن پانچسو شاگردوں نے مسیح کے جی اُٹھنے پر اُس وقت گواہی دی کہ جب حاکم وقت اور شہر کی کل رعایا مسیحیوں کے جانی دشمن تھے مگر اِن دینداروں نے اپنی جانوں کا کچھ خیال نہ کرکے امرِحق کو ظاہر کیا۔ پس کیونکر ممکن ہے کہ جس بات پر ایسے دلیر اور دیندار پانچسو آدمی گواہی دیں وہ جھوٹ ہو؟ لہٰذا مسیح کا جی اٹھنا برحق اور ان کی گواہی درست و قابل یقین ہے ۞

گمان غالب ہے کہ جس کا ذکر ساتویں آیت میں کیا گیا ہے وہ یعقوب خداوند کا بھائی یعنی یوسف اور مریم کا بیٹا تھا۔ دیکھو باب ۹: ۵۔ متی ۱۳: ۵۵۔ اعمال ۱: ۱۴۔ پولوس نے یعقوب ہی سے اِس بات کی خبر پائی ہوگی کیونکہ اُس نے اُس کو یروشلیم میں دیکھا تھا۔ گلتیوں ۱: ۱۹۔ یہی یعقوب مسیحی بزرگوں کی اُس مذہبی جماعت کا جو یروشلیم شہر میں فراہم ہوئی تھی میرِمجلس تھا۔ اعمال ۱۵: ۱۳ ۞

"پھر سارے رسولوں کو مسیح دکھائی دیا"، آیت ۷۔ لوقا ۲۴: ۳۳۔ ۵۱۔ یوحنا ۲۰: ۱۹۔ ۲۹۔ اعمال ۱: ۳ و ۴ ۞

"اور سب سے پیچھے مجھ کو دکھائی دیا" آیت ۸۔ یعنی سب رسولوں کے پیچھے شاید پولوس کو دکھائی دینے کے بعد پھر کسی اور کو مسیح نہیں دکھائی دیا۔

"جو گویا ادھورے دنوں کی پیدائش ہوں" آیت ۸۔ دیکھو زبور ۵۸: ۸۔ پولوس نے اپنے تئیں رسولی گھرانے میں ایسا چھوٹا اور کمزور اور نالائق سمجھا جیسا گھرانے میں ادھورے دنوں کا پیدا سب سے چھوٹا اور کمزور ہوا کرتا ہے۔ اِس مثال سے پولوس کی عاجزی و فروتنی ظاہر ہوتی ہے۔ سچ ہے کہ جس کی طرف خدا کا فضل و احسان بکثرت ہوتا ہے وہ ضرور اپنے کو اپنی نظر میں عاجز و حقیر سمجھتا ہے ۞

"مجھ کو بھی" آیت ۸۔ پولوس کو چار مرتبہ مسیح دکھائی دیا۔ دیکھو (۱) اعمال ۹: ۳ و ۱۷ (۲) اعمال ۲۲: ۱۴-۱۷ کو اعمال ۹: ۲۰ سے مقابلہ کرو۔ (۳) اعمال ۱۸: ۹ (۴) ۲ کرنتھیوں ۱۲: ۱۔ گلتیوں ۱: ۱۲ ۞

چونکہ پولوس نے اپنے مسیحی ہونے کے پہلے مسیحیوں کو بڑی سختی سے ستایا تھا یہاں تک کہ بہتیرے مسیحیوں کو اُس نے جان سے بھی مار ڈالا۔ اعمال ۷: ۵۸ و ۸: ۳ و ۹: ۱۔ گلتیوں ۱: ۱۳ و ۱ تیمتھیس ۱: ۱۳۔ اِس لئے اُس نے اپنے تئیں رسولوں میں سب سے چھوٹا بلکہ رسول کہلائے جانے کے لائق نہیں سمجھا۔ دیکھو آیت ۹۔ اگرچہ خدا نے پولوس کے گناہ کو معاف کیا تھا مگر پھر بھی جب وہ اپنے قصور کو یاد کرتا اور خدا کی بے حساب رحمت پر غور کرتا تھا تو اُس کے دل میں سچی خاکساری پیدا ہوتی تھی چنانچہ لکھا ہے کہ "اور خدا کے اُس فضل کی بخشش سے جو اُس کی قدرت کی تاثیر سے مجھ پر ہوا میں اِس خوشخبری کا خادم بنا مجھ پر جو سب مقدسوں میں چھوٹے سے چھوٹا ہوں یہ فضل ہوا کہ میں غیر قوموں کو مسیح کی بے قیاس دولت کی خوشخبری دوں" افسیوں ۳: ۷ و ۸ ۞

"میں نے خدا کی کلیسیا کو ستایا تھا" آیت ۹۔ اعمال ۹: ۴ و ۵: ۲۰۔ ۲۸۔ گلتیوں ۱: ۱۳۔ فلپیوں ۳: ۶۔ مسیحیوں کو ستانا اِس سبب سے سخت گناہ تصور کیا جاتا ہے کہ وہ خدا کی کلیسیا ہیں۔ کلیسیا خدا کے نزدیک ایسی عزیز و بیش قیمت ہے جیسے آدمی کو اپنا بدن۔ افسیوں ۵: ۲۵۔ ۳۲ ۞

اگرچہ پولوس نے اپنے کو چھوٹا اور ناچیز اور رسول بنانے کے لائق نہیں سمجھا مگر جو کام خدا نے اُس کو سونپا تھا اُس کو اُس نے کبھی چھوٹا اور

نہیں جانا اُس نے اپنی تعریف نہیں کرنی چاہی مگر جو کام خدا نے اُس کے وسیلے سے کیا اُس کام کی تعریف کو اس نے واجب سمجھا۔ خدا کے فضل سے وہ چنا اور بُلایا گیا اُسی کے فضل سے اُس کو رسالت کی عظیم خدمت ملی۔ خداوند اپنے فضل سے اُس کے ساتھ ہو کے اُس کے کام کو انجام دیتا اور اُس کی محنت و منادی پر برکت کی اوس ٹپکاتا رہا اُس نے بویا لیکن خدا نے بڑھایا اور پھل دیا۔ دیکھو باب ۳: ۶-۹۔ کہنے والا وہ نہ تھا بلکہ خدا کی رُوح تھی جو کہ اُس میں بستی اور بولتی تھی۔ متی ۱۰: ۲۰۔ "ہم مسیح کی معرفت خدا پر ایسے ہی بھروسہ رکھتے ہیں یہ نہیں کہ بذاتِ خود ہم اس لائق ہیں کہ اپنی طرف سے کچھ خیال بھی کر سکیں۔ بلکہ ہماری لیاقت خدا کی طرف سے ہے"۔ ۲۔کرنتھیوں ۳: ۴ و ۵+

اور اُس کا فضل جو مجھ پر ہوا وہ بے فائدہ نہ ہوا"۔ آیت ۱۰۔ اس لئے کہ وہ اُس کو قبول کر کے کام میں لاتا رہا جیسا کہ اُس نے خود فرمایا ہے کہ "اور ہم جو اُس کے ساتھ کام میں شریک ہیں یہ بھی التماس کرتے ہیں کہ خدا کا فضل جو تم پر ہوا بے فائدہ نہ رہنے دو"۔ ۲۔کرنتھیوں ۶: ۱+

میں نے اُن سب سے زیادہ محنت کی"۔ آیت ۱۰۔ چونکہ وہ غیر قوموں کا رسول تھا اِس لئے اُس کو ملک بملک اور شہر بشہر جانا پڑا اور ہر طرح کی مصیبتیں و مشکلات اُٹھانی پڑیں چنانچہ وہ خود فرماتا ہے کہ "کیا وہی مسیح کے خادم ہیں؟ (میرا یہ کہنا دیوانگی ہے) میں زیادہ تر ہوں محنتوں میں زیادہ۔ قید میں زیادہ۔ کوڑے کھانے میں حد سے زیادہ۔ بارہا موت کے خطروں میں رہا ہوں۔ میں نے یہودیوں سے پانچ بار ایک کم چالیس چالیس کوڑے کھائے تین بار بینتیں کھائیں۔ ایک بار سنگسار کیا گیا تین دفعہ

جہاز ٹوٹنے کی بلا میں پڑا۔ ایک رات دن سمندر میں کاٹا۔ میں بارہا سفروں میں دریاؤں کے خطروں میں۔ ڈاکوؤں کے خطروں میں۔ اپنی قوم سے خطروں میں۔ غیر قوموں سے خطروں میں۔ شہر کے خطروں میں۔ بیابان کے خطروں میں۔ سمندر کے خطروں میں۔ جھوٹے بھائیوں کے خطروں میں محنت اور مشقت میں۔ بارہا بیداری کی حالت میں۔ بھوک اور پیاس کی مصیبت میں۔ بارہا فاقہ کشی میں۔ سردی اور ننگے پن کی حالت میں رہا ہوں اور باتوں کے علاوہ جن کا میں ذکر نہیں کرتا ساری کلیسیاؤں کا فکر مجھے ہر روز آدباتا ہے"۔ ۲۔کرنتھیوں ۱۱: ۲۳-۲۸+

"اور یہ میری طرف سے نہیں ہوئی بلکہ خدا کے فضل سے جو مجھ پر تھا"، آیت ۱۰۔ اِسی فضل کے ذریعے سے میں نے اُن سب سے زیادہ محنت کی۔ پولوس گویا کہتا ہے کہ میرے ساتھ مسیح تھا وہ مجھ کو زور بخشا کرتا تھا۔ وہ مجھے کہا کرتا تھا کہ "مگر اُس نے مجھ سے کہا کہ میرا فضل تیرے لئے کافی ہے کیونکہ میری قدرت کمزوری میں پوری ہوتی ہے پس میں بڑی خوشی سے اپنی کمزوری پر فخر کروں گا تاکہ مسیح کی قدرت مجھ پر چھائی رہے"۔ ۲۔کرنتھیوں ۱۲: ۹۔ "میں مسیح کے ساتھ مصلوب ہوا ہوں اور اب میں زندہ نہ رہا بلکہ مسیح مجھ میں زندہ ہے اور میں جو اب جسم میں زندگی گذارتا ہوں تو خدا کے بیٹے پر ایمان لانے سے گذارتا ہوں جس نے مجھ سے محبت رکھی اور اپنے آپ کو میرے لئے موت کے حوالے کر دیا"، گلتیوں ۲: ۲۰+

"ہم یہی منادی کرتے ہیں اور اسی پر تم ایمان بھی لائے" آیت ۱۱یعنی مسیح کے جی اُٹھنے کی منادی سب رسول کرتے تھے پولوس اور دوسرے رسولوں کے درمیان دوسری باتوں میں مثلاً محنت وغیرہ کے فرق ہو تو ہو مگر مسیح کے جی اُٹھنے کی منادی کرنے میں وہ

سب برابر تھے وہ سب اسکو مسیحی مذہب کی اصلی و بنیادی بات مانکر برابر اُسکی منادی کرتے تھے اور سب مسیحی بغیر شک و شبہ کے اِس بات پر ایمان لائے تھے۔ چاہے کوئی مسیحی پولوس یا سب سے زیادہ محنتی رسول مانیں یا نہ مانیں اسکی کچھ پرواہ نہ تھی مگر مسیح کے جی اُٹھنے اور زندہ ہونے پر ایمان لانا بہت ضروری اور بنیادی بات تھی کیونکہ اِس پر شک کرنے سے خدا کا فضل باطل و بے فائدہ ٹھہرتا ہے۔ اعمال ۱: ۲۲ و ۲: ۳۲ و ۳۳ و ۱۷: ۱۸ و ۳۲ و ۲۳: ۶ و ۲۴: ۱۵ +

حاصل کلام

۱۔ مسیح کا جی اُٹھنا مسیحی مذہب کی ایک بنیادی بات ہے۔ جو شخص اِس بات کا منکر ہے وہ مسیحی نہیں ہے کیونکہ اگر مسیح درحقیقت نہیں جی اُٹھا تو ہمارا ایمان لانا بے فائدہ ہے آیت ۳-۸ +

۲۔ جیسا مسیح کا جی اُٹھنا بہت قوی دلیلوں سے ثابت ہوتا ہے ویسا تواریخ کا کوئی واقعہ عمدہ اور قوی دلیلوں سے ثابت نہیں ہوتا۔ چنانچہ بارہ دفعہ مسیح اپنے جی اُٹھنے کے بعد اپنے شاگردوں کو دکھائی دیا اور ایک بار پانچسو شاگردوں کو۔ پس کیا وہ سب جھوٹے گواہ ہونگے؟ کیا ممکن ہے کہ ایک بارگی پانچسو آدمی بے غرض جھوٹی گواہی دینگے؟ ہرگز نہیں۔ آیت ۵-۸ +

۳۔ پولوس کا مسیحی ہونا مسیح کے جی اُٹھنے کا ایک کامل ثبوت ہے دیکھو آیت ۸۔ پولوس یہودیوں کا ایک نہایت عالم اور فاضل شخص تھا۔ وہ پہلے مسیحیوں کا سخت دشمن تھا اور ہر صورت سے اُن کو ستاتا تھا لیکن یکایک وہ مسیح کا شاگرد ہو گیا اگر کوئی پوچھے کہ وہ کیوں مسیحی

ہوا تو جواب یہ ہے کہ وہ دولت یا عزّت یا کسی اور دُنیوی غرض سے مسیحی نہیں ہوا کیونکہ وہ خود اپنی قوم کا ذی عزّت شخص تھا اور مسیحی ہو جانے کے بعد سوائے ذلّت اور ستائے جانے کے اور کچھ اِس دُنیا میں اُس کو حاصل نہیں ہوا۔ پس اگر وہ دولت یا عزّت کا خواہاں ہوتا تو کبھی مسیحی نہ ہوتا۔ وہ اپنے مسیحی ہونے کی وجہ آپ ہی بتاتا ہے کہ خداوند یسوع مسیح اپنے جی اُٹھنے کے بعد مجھ کو دکھائی دیا اِس سبب سے میں ایمان لایا۔ اعمال ۲۲: ۶-۲۱۔ پولوس کی گواہی اعتبار و یقین کے لائق ہے کیونکہ وہ دھوکا کھانے یا دھوکا دینے والا آدمی نہیں تھا اگر درحقیقت خداوند یسوع مسیح اُس کو نہیں دکھائی دیا تو پھر کس غرض سے اُس نے یہ جھوٹی گواہی دی اور مسیح پر ایمان لا کر اپنی دنیوی عزّت کھوئی؟ آیت ۸ و ۹ +

۴۔ مسیح کے مرنے اور جی اُٹھنے کی پیشینگوئی پُرانے عہدنامے میں بھی پائی جاتی ہے۔ دیکھو آیت ۳ و ۴۔ گنتی ۲۱: ۵-۹۔ زکریاہ ۱۲: ۱۰ متی ۱۲: ۴۰۔ اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ پولوس اور دوسرے رسول اپنی عقل سے کوئی بات نہیں ایجاد کرتے تھے بلکہ جو خبر نبیوں نے مسیح کی موت اور جی اُٹھنے اور سلطنت کرنے کے بارے میں دی تھی وہی اُنہوں نے بھی بیان کی +

۵۔ خداوند یسوع مسیح کی خاص غرض یہی تھی کہ ہمارے گناہ بخشے جائیں۔ آیت ۳۔ بے شک اُس نے عمدہ عمدہ تعلیمیں دیں اور نیک نمونے دکھائے لیکن اِس لئے وہ نہیں مُوا بلکہ صرف اِس لئے کہ وہ گناہوں کا کفارہ ہو۔ دیکھو رومیوں ۴: ۲۵ و ۵: ۶-۹ و ۲-کرنتھیوں

۵: ۲۱ و ۱ پطرس ۳: ۱۸ +

۶- حقیقی عاجزی و حلیمی خداپرست کا ایک نشان ہے۔ پولوس اپنے تئیں سب سے چھوٹا جانتا اور رسول ہونے کے لائق نہیں سمجھتا تھا۔ دیکھو آیت ۹ +

۷- جو کچھ ہم خدا کے لئے کرتے ہیں وہ سب اُس کے فضل و احسان سے کرتے ہیں۔ جس قدر خدا سے ہم کو فضل عنایت ہو اور اُس کو ہم عمل میں لائیں اُسی قدر ہم محنتی خادم ہونگے۔ کاش کہ ہم میں سے کوئی فضل عبث نہ پائے بلکہ اُس کو عاجزی اور شکرگذاری کے ساتھ قبول کرکے ایسا عمل میں لائے کہ فضل پر فضل بخشا جائے۔ آمین دیکھو آیت ۱۰ +

آیات ۱۲-۳۴- (۱۲) پس جب مسیح کی یہ منادی کی جاتی ہے کہ وہ مُردوں سے جی اُٹھا تو تم میں سے بعض کس طرح کہتے ہیں کہ مُردوں کی قیامت ہی نہیں؟ (۱۳) اگر مُردوں کی قیامت نہیں تو مسیح بھی نہیں جی اُٹھا۔ (۱۴) اور اگر مسیح نہیں جی اُٹھا تو ہماری منادی بھی بے فائدہ ہے اور تمہارا ایمان بھی بے فائدہ (۱۵) بلکہ ہم خدا کے جھوٹے گواہ ٹھہرے کیونکہ ہم نے خدا کی بابت یہ گواہی دی کہ اُس نے مسیح کو جلا دیا حالانکہ نہیں جلایا اگر بالفرض مُردے نہیں جی اُٹھتے۔ (۱۶) اور اگر مُردے نہیں جی اُٹھتے تو مسیح بھی نہیں جی اُٹھا۔ (۱۷) اور اگر مسیح نہیں جی اُٹھا تو تمہارا ایمان بے فائدہ ہے تم اب تک اپنے گناہوں میں گرفتار ہو۔ (۱۸) بلکہ جو مسیح

میں سو گئے ہیں وہ بھی ہلاک ہوئے۔ (۱۹) اگر ہم صرف اسی زندگی میں مسیح میں امید رکھتے ہیں تو سارے آدمیوں سے زیادہ بدنصیب ہیں۔ (۲۰) لیکن فی الواقع مسیح مُردوں میں سے جی اُٹھا ہے اور جو سو گئے ہیں اُن میں پہلا پھل ہوا۔ (۲۱) کیونکہ جب آدمی کے سبب سے موت آئی تو آدمی ہی کے سبب سے مُردوں کی قیامت بھی آئی اور جیسے آدم میں سب مرتے ہیں ویسے ہی مسیح میں سب زندہ کئے جائیں گے۔ (۲۳) لیکن ہر ایک اپنی اپنی باری سے۔ پہلا پھل مسیح پھر مسیح کے آنے پر اُس کے لوگ۔ (۲۴) اِس کے بعد آخرت ہوگی اُس وقت وہ ساری حکومت اور سارا اختیار اور قدرت نیست کرکے بادشاہت کو خدا یعنی باپ کے حوالے کر دیگا۔ (۲۵) کیونکہ جب تک کہ وہ سارے دشمنوں کو اپنے پاؤں تلے نہ لے آئے اُس کو بادشاہی کرنی ضرور ہے۔ (۲۶) سب سے پچھلا دشمن جو نیست کیا جائیگا وہ موت ہے۔ (۲۷) کیونکہ خدا نے سب کچھ اُس کے پاؤں تلے کر دیا ہے مگر جب وہ کہتا ہے کہ سب کچھ اُس کے تابع کر دیا گیا تو ظاہر ہے کہ جس نے سب کچھ اُس کے تابع کر دیا وہ الگ رہا۔ (۲۸) اور جب سب کچھ اُس کے تابع ہو جائیگا تو بیٹا خود اُس کے تابع ہو جائیگا جس نے سب چیزیں اُس کے تابع کر دیں تاکہ سب میں خدا ہی سب کچھ ہو۔ (۲۹) ورنہ جو لوگ مُردوں کے لئے بپتسمہ[1] لیتے ہیں وہ کیا کریں گے؟ اگر مُردے جی اُٹھتے ہی نہیں تو پھر کیوں اُن کے لئے بپتسمہ لیتے ہیں؟ (۳۰) اور ہم کیوں

[1] یا استباغ +

ہر وقت خطرے میں پڑے رہتے ہیں؟ (۳۱) اے بھائیو مجھے اُس فخر کی قسم جو ہمارے خداوند مسیح یسوع میں تم پر ہے میں ہر روز مرتا ہوں۔ (۳۲) اگر میں انسان کی طرح افسس میں درندوں سے لڑا تو مجھے کیا فائدہ؟ اگر مُردے نہ جلائے جائیں گے تو آؤ کھائیں پئیں کیونکہ کل تو مر ہی جائینگے۔ (۳۳) فریب نہ کھاؤ بری صحبتیں اچھی عادتوں کو بگاڑ دیتی ہیں۔ (۳۴) راستباز ہونے کے لیے[۱] ہوش میں آؤ اور گناہ نہ کرو کیونکہ بعض خدا سے ناواقف ہیں میں تمہیں شرم دلانے کو یہ کہتا ہوں۔

مُردوں کی قیامت کے مُنکروں کا جواب

"تم میں سے بعض کس طرح کہتے ہیں" بارھویں آیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ بعض کرنتھی مسیحی قیامت کے مُنکر تھے۔ شاید اس خط کے باب ۱: ۲۰ میں اُنہیں مُنکرینِ قیامت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ اِس کلیسیا میں بہت تھوڑے دُنیوی عالم اور صاحب مقدرت و اشراف تھے۔ اور اغلب ہے کہ انہی میں سے بعض یہ گمان کرتے تھے کہ قیامت ایک روحانی امر ہے اُن کا یہ خیال تھا کہ رُوح کو پھر بدن میں مقید کر دینا مناسب نہیں۔ وہ خدا کے کلام کی نسبت اپنی عقل پر زیادہ بھروسہ رکھتے تھے۔ شاید جن مسیحیوں کی طرف یہاں اشارہ ہے وہ صدوقیوں میں سے تھے یا اگر صدوقی نہ تھے تو یہ غلط تعلیم انہوں نے انہی سے پائی

[۱] یا راستبازی سے یا جیسا مناسب ہے۔

تھی کیونکہ صدوقی ہی قیامت کے منکر تھے چنانچہ ان صدوقیوں نے قیامت کے باطل کرنے کے واسطے خداوند یسوع مسیح سے ایک دفعہ یہ سوال کیا تھا کہ اگر کسی عورت کا خصم مر جائے اور وہ عورت دوسرے سے پھر بیاہ کرے تو قیامت کے دن وہ کس کی ہوگی؟ پس ہمارے خداوند یسوع مسیح نے اُن کو یہ معقول جواب دیا "یسوع نے اُن سے کہا کیا تم اس سبب سے گمراہ نہیں ہو کہ نہ کتاب مقدس کو جانتے ہو نہ خدا کی قدرت کو؟ کیونکہ جب لوگ مُردوں میں سے جی اُٹھیں گے تو اُن میں بیاہ شادی نہ ہوگی بلکہ آسمان پر فرشتوں کی مانند ہونگے مگر اس بارے میں کہ مُردے جی اُٹھتے ہیں کیا تم نے موسیٰ کی کتاب میں جھاڑی کے ذکر میں نہیں پڑھا کہ خدا نے اُس سے کہا کہ میں ابراہیم کا خدا اور اضحاق کا خدا اور یعقوب کا خدا ہوں؟ وہ تو مُردوں کا خدا نہیں بلکہ زندوں کا ہے پس تم بڑے گمراہ ہو" مرقس ۱۲: ۲۴-۲۷۔ اگر کوئی مسیحی قیامت کا مُنکر ہو تو اُس کے اِنکار کی وجہ یہ ہے کہ وہ پاک نوشتوں اور خدا کی قدرت سے ناواقف ہے کیونکہ اِن دو باتوں سے ناواقفیت رکھنا ہی ساری بدعتوں اور غلطیوں کی ایک خاص وجہ ہے۔ پولوس کے زمانے میں سب یونانی اور دیگر عالم بدن کی قیامت کے مُنکر تھے۔ چنانچہ جب پولوس نے اتھنی عالموں کو قیامت کی خبر دی کہ "جب اُنہوں نے مُردوں کی قیامت کا ذکر سُنا تو بعض ٹھٹھا مارنے لگے اور بعض نے کہا کہ یہ بات ہم تجھ سے پھر کبھی سُنینگے" اعمال ۱۷: ۳۲۔

یونانی عالموں میں سے بعضوں نے یہ خیال کیا کہ موت کے بعد رفتہ رفتہ آدمی کی رُوح خدا کی رُوح میں مِل جاتی اور آخر کار اُس کی شخصیت نیست ہو جاتی

ہے اور بعضوں نے جیسے افلاطون نے یہ گمان کیا کہ آدمی کی شخصیت قائم رہیگی مگر بدن کی قیامت نہ ہوگی اِس لئے کہ بدن اُن کے نزدیک نجس وناقص ہے اور خدا سے میل رکھنے اور رفاقت کرنے کے واسطے بدن سے آزادگی حاصل کرنی ضروری ہے لہذا یونانی عالم اور یہودی صدوقی بدن کی قیامت کا انکار اور خداوند یسوع مسیح اور اُس کے رسولوں کی اِس تعلیم کی مخالفت کرتے تھے۔ چونکہ پولوس نے بعض کرنتھی مسیحیوں کو قیامت کا منکر پایا لہذا اُن کی آگاہی کے واسطے اُس نے اِن آیتوں میں قیامت کا ذکر کرکے اُن کی غلطی کو ظاہر کیا۔

تیرھویں آیت میں پولوس یہ کہتا ہے کہ اگر اُنکا خیال یہ ہے کہ قیامت نہوگی صحیح ہے تو خداوند یسوع مسیح کا جی اُٹھنا جو مسیحی مذہب کی بنیادی بات ہے ثابت نہیں ہوسکتا جیسا کہ لکھا ہے کہ "وہ یہ کہہ کر کہ قیامت ہو چکی ہے حق سے گمراہ ہو گئے ہیں اور بعض کا ایمان بگاڑتے ہیں" ۲ تیمتھیس ۲: ۱۸۔

"مسیح بھی نہیں جی اُٹھا" آیت ۱۳۔ اگر مُردوں کی قیامت غیر ممکن ہے جیسا کہ بعض کہتے تھے تو مسیح کا جی اُٹھنا بھی ناممکن تھا۔ جس خیال اور تعلیم سے ایسا نتیجہ پیدا ہو وہ غلطی اور بدعت ہے مسیحیوں کو اُسے نہ قبول کرنا اور نہ آپس میں اُس کی برداشت کرنا چاہئے۔ ۱ تھسلنیکیوں ۴: ۱۴۔ اگر مسیح نہیں جی اُٹھا تو وہ ابتک مُردہ ہے اور ظاہر ہے کہ مُردہ نہ کسی کی مدد کرسکتا اور نہ کسی کو بچا سکتا ہے۔ پس اس سے یہ بڑا نتیجہ نکلتا ہے کہ مسیح نہ کسی کی مدد کرسکتا نہ کسی کو گناہ کی سزا سے بچا سکتا ہے بلکہ اُس کے ابن اللہ ہونے کا دعویٰ بھی جھوٹا ٹھیرتا ہے اِسی سبب سے پولوس نہایت صفائی کے ساتھ قیامت کے منکرین کی غلطی کو ظاہر کرتا ہے۔ وہ اِسی طرح مسیحیوں کو اکثر اُن کی

غلطیوں سے آگاہ کرتا اور اپنی پرتاثیر نصیحت سے اُن کو آگاہ کیا کرتا تھا۔ چنانچہ وہ کہتا ہے کہ "خبردار کوئی شخص تم کو اُس فیلسوفی اور لاحاصل فریب سے شکار نہ کرلے جو انسانوں کی روایت اور دنیوی ابتدائی باتوں کے موافق ہیں نہ مسیح کے موافق" کلسیوں ۲: ۸۔ خداوند یسوع مسیح کو خدا کا بیٹا ماننا واجب ہے لیکن اگر وہ نہیں جی اُٹھا تو اُس کا ابن اللہ ہونا ثابت نہیں ہوسکتا جیسا کہ لکھا ہے کہ "اُس کے جی اُٹھنے ہی سے خدا کا بیٹا ثابت ہوا" رومیوں ۱: ۴۔ اگر وہ نہیں جی اُٹھا تو ہمارا ایمان جھوٹی بات پر ہے اور ہم جھوٹی بات کی منادی کرتے ہیں اِس لئے پولوس فرماتا ہے کہ ایسی بات کی منادی کرنا یا اُس پر ایمان لانا عبث و بیفائدہ اور بالکل بے تاثیر ہے۔ دیکھو آیت ۱۴۔

"جھوٹے گواہ" قیامت کے انکار کرنے سے پولوس اور دوسرے رسولوں کی گواہی مسیح کے جی اُٹھنے کی نسبت نہ صرف عبث اور بیفائدہ ٹھیرتی بلکہ وہ خود جھوٹے گواہ ٹھیرے یعنی مسیح کے جی اُٹھنے کے منکر پولوس کو بلکہ سب رسولوں کو جھوٹے گواہ ٹھیراتے ہیں۔ شاید کوئی یہ کہے کہ مسیح درحقیقت جی نہیں اُٹھا بلکہ رسولوں کو اُس کے جی اُٹھنے کا صرف دھوکا ہوا۔ تو پولوس اُس کا یہ جواب دیتا ہے کہ مسیح کے نہ جی اُٹھنے سے ہم صرف دھوکا کھانے والے ہی نہیں بلکہ جھوٹے اور فریبی بھی ٹھیرتے ہیں۔ دیکھو آیت ۱۵۔ پس کیا کوئی اِس بات کو تسلیم کرسکتا ہے کہ پولوس اور سب رسول جھوٹے تھے؟ ہرگز نہیں بلکہ وہ سچے اور معتبر تھے اور اُن کی گواہی قابل یقین اور لائق تسلیم ہے۔ وہ خاصکر اسی بات پر گواہی دینے کے لئے مقرر ہوئے اور خدا کی طرف سے بھیجے گئے تھے دیکھو اعمال ۱: ۲۲ و ۲: ۲۴ و ۳: ۱۵ و ۲۱ و ۴: ۲ و ۱۰ و ۳۳ و ۵: ۳۰ و ۱۰: ۳۹-۴۳ و ۱۳: ۳۰-۳۷۔

جو کوئی مُردوں کی قیامت کا منکر ہے وہ مسیح کے جی اُٹھنے کا بھی منکر ٹھہرتا ہے اِن دونوں باتوں میں ایسا تعلق ہے کہ یہ دونوں ایک ساتھ ہی ثابت اور قائم ہوتیں اور ایک ہی ساتھ ناقص و باطل ٹھہرتی ہیں۔ آیت ۱۶۔ اِس لئے پولوس مُردوں کی قیامت کے ثبوت پر زور دیتا اور اُن کو جو اس بات کے منکر تھے ملامت کرتا اور اُن کی اس غلط تعلیم کا جو نتیجہ ہر صورت سے اُن کو دکھاتا ہے اس سے یہ نتیجہ بھی نکلتا ہے کہ پاک نوشتوں کی ساری تعلیمیں آپس میں ملی ہوئی اور ایک دوسرے سے کچھ تعلق رکھتی ہیں اگر ہم اُن کی ایک بات کو رد کریں تو ہمیں اُن کی دوسری باتوں کو بھی جو اس تردید شدہ سے تعلق رکھتی ہیں رد کرنا پڑیگا اور یوں رفتہ رفتہ کُل پاک نوشتے باطل ٹھہرینگے۔ اِسی سبب سے پولوس نے غلط تعلیم کی برداشت نہیں کی بلکہ نہایت صفائی سے شروع ہی میں اُس کا مقابلہ کیا تاکہ کلیسیا کو اُس سے نقصان نہ پہنچے کاش کہ پولوس کے اِس مفید نمونے پر ہر ایک منّاد اور واعظ کاربند ہو اور جو تعلیم غلط ہو اُس کو کسی طرح مسیحیوں میں جڑ پکڑنے نہ دے ٭

اگر مسیح نہیں جی اُٹھا تو ہم ایک مُردہ شخص پر بھروسہ رکھتے ہیں حالانکہ مُردے پر ایمان لانا بے فائدہ اور لاحاصل ہے آیت ۱۷۔ ہمارے گناہوں کی معافی ایک ایسے زندہ نجات دہندہ پر موقوف ہے جو خدا کی درگاہ میں ہر وقت حاضر رہکر ہماری سفارش کرتا ہے چنانچہ لکھا ہے کہ "اے میرے بچو یہ باتیں میں تمہیں اس لئے لکھتا ہوں کہ تم گناہ نہ کرو اور اگر کوئی گناہ کرے تو باپ کے پاس ہمارا ایک مددگار موجود ہے یعنی یسُوع مسیح راستباز"۔ ۱-یوحنا ۲: ۱۔ اور پھر لکھا ہے کہ "لیکن خدا اپنی محبت کی خوبی ہم پر یوں ظاہر کرتا ہے کہ جب ہم گنہگار ہی تھے تو مسیح ہماری خاطر موا پس جب ہم اُس کے خون کے باعث

اب راستباز ٹھہرے تو اُس کے وسیلے سے غضب الٰہی سے ضرور ہی بچیں گے کیونکہ باوجود دشمن ہونے کے خدا سے اُس کے بیٹے کی موت کے وسیلے سے ہمارا میل ہو گیا تو میل ہونے کے بعد تو ہم اُس کی زندگی کے سبب سے ضرور ہی بچینگے"۔ رومیوں ۵: ۸-۱۰۔ اِس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مسیح کا ہمارے گناہوں کی معافی کے لئے مرنا اور ہم کو خدا کے سامنے راستباز اور صادق ٹھہرانے کیلئے پھر جی اُٹھنا یہ دونوں باتیں ملی ہوئی ہیں۔ پس جو مسیح کے جی اُٹھنے یا مُردوں کی قیامت کا منکر ہے وہ ہمارے گناہوں کے لئے مسیح کے کفارہ ہونے کو بھی انکار کرتا ہے۔ پولوس ایسیوں کو سمجھاتا اور نصیحت کرتا ہے کہ تم اب تک اپنے گناہوں میں گرفتار ہو۔ تم ایک مُردہ مسیح پر ایمان لاتے ہو کیونکہ اگر مُردوں کی قیامت نہیں ہو سکتی تو مسیح کا جی اُٹھنا بھی غیر ممکن ہے اور اُس پر تمہارا ایمان لانا بیفائدہ ہے۔ رومیوں ۴: ۲۵ ٭

جو مسیح پر اعتقاد کرکے دنیا سے گذر گئے اُنہوں نے اس طرح آرام پایا جیسے تھکے ہوئے کو سونے سے آرام ملتا ہے۔ مسیحیوں کی موت نیند کے آرام کی مثل تصور کی جاتی ہے۔ دیکھو آیت ۱۸۔ متی ۲۷: ۵۲۔ یوحنا ۱۱: ۱۱۔ اعمال ۷: ۶۰، ۱۳: ۳۶ و ۱-تھسلنیکیوں ۴: ۱۳-۱۷ ٭

اگر مُردے نہیں اُٹھتے تو جتنے نبی اور مقدس لوگ دنیا کی پیدائش سے آج تک مرے وہ سب نیست ہوئے۔ ابراہیم۔ اسحٰق۔ یعقوب۔ موسیٰ۔ داؤد وغیرہ اور جتنے ہمارے نیک عزیز و دوست اس دنیا سے گذر گئے وہ سب نیست ہو گئے ہم اُن کو کبھی نہ دیکھینگے کیا ایسا خیال ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں پس معلوم ہو گیا کہ مُردے نیست نہیں ہوئے بلکہ ضرور اُٹھینگے ٭

اگر ہماری یہ امید کہ مسیح زندہ ہے اور ہم ہمیشہ اُس کے ساتھ جلال میں

جیئینگے عبث اور باطل ہے تو ہم سب سے زیادہ کم بخت ہیں۔ آیت ۱۹۔ اس لئے کہ (۱) ہم ایک جھوٹی بات مانتے ہیں۔ (۲) اوروں کو بھی جھوٹی تعلیم دیتے ہیں۔ (۳) ہم مسیح کی خدمت کے عوض کچھ اجر نہ پائینگے۔ (۴) آخر کو ہم آپ ہی اپنی امید کی بطالت و بے بنیادی دیکھ کے شرمندہ کئے جائینگے لیکن ہماری یہ امید باطل و بے بنیاد نہیں ہے۔ وہ زمانوں کی چٹان پر ڈالی گئی وہ ہلنے کی نہیں چنانچہ لکھا ہے کہ "ہم جانتے ہیں کہ جس نے خداوند یسوع کو جلایا وہ ہم کو بھی یسوع کے ساتھ شامل جان کر جلائیگا۔ تمہارے ساتھ اپنے سامنے حاضر کریگا اس لئے کہ ساری چیزیں تمہارے واسطے ہیں تاکہ بہت سے لوگوں کے سبب فضل زیادہ ہو کر خدا کے جلال کے لئے شکرگذاری بھی بڑھائے۔ اس لئے ہم ہمت نہیں ہارتے بلکہ گو ہماری ظاہری انسانیت زائل ہوتی جاتی ہے پھر بھی ہماری باطنی انسانیت روز بروز نئی ہوتی جاتی ہے کیونکہ ہماری دم بھر کی ہلکی سی مصیبت ہمارے لئے از حد بھاری اور ابدی جلال پیدا کرتی جاتی ہے۔ جس حال میں کہ ہم دیکھی ہوئی چیزوں پر نظر کرتے ہیں کیونکہ دیکھی ہوئی چیزیں چند روزہ ہیں۔ مگر اندیکھی چیزیں ابدی ہیں" ۲۔کرنتھیوں ۴: ۱۴-۱۸۔ لہذا سچے مسیحی سب آدمیوں سے زیادہ نیک بخت اور سعادتمند ہیں رومیوں ۸: ۱۸۔ کلسیوں ۳: ۳ و ۴۔ یعقوب ۱: ۱۲۔

چونکہ پولوس مسیح کے جی اٹھنے کو بہت قوی دلیلوں سے ثابت کر چکا لہذا اب وہ رسولی اختیار کے ساتھ فرماتا ہے کہ آئندہ کو کوئی مسیح کے جی اٹھنے پر شک نہ لائے کیونکہ اس کا جی اٹھنا ایسی مضبوط دلیلوں سے ثابت ہو چکا ہے کہ اب اس میں شک کرنے یا بحث کرنے کی جگہ باقی نہیں رہی۔ "لیکن فی الواقع مسیح مردوں میں سے جی اٹھا ہے اور جو سو گئے

ان میں پہلا پھل ہوا" آیت ۲۰۔ پولوس یہاں احبار ۲۳: ۱۰ و ۱۱ کی طرف اشارہ کرتا ہے چنانچہ لکھا ہے کہ "بنی اسرائیل کو فرما اور ان سے کہہ کہ جب تم اس زمین میں جو میں تمہیں دیتا ہوں داخل ہو اور اس کا غلہ کاٹو تو تم اپنے غلے کے پہلے حاصل میں سے ایک پولا کاہن پاس لاؤ۔ اور وہ اسے خداوند کے حضور ہلاوے تاکہ وہ تمہاری طرف سے قبول ہووے اور سبت کے دوسرے دن صبح کو کاہن اسے ہلائے۔" یہ پہلا پھل پیمانہ کے طور پر خدا کو نذر کیا گیا۔ اس لئے یہ ظاہر ہوا کہ کل فصل خدا کی ہے اور اسی کو دی جاتی ہے سو مسیح مثل پہلے پھل کے خدا کے حضور میں پہنچ گیا۔ خدا نے اس کو زندہ کر کے اور اپنے حضور جگہ دیکے یہ بات ظاہر کی جیسا وہ خدا کے حضور میں مقبول ہوا ویسے ہی وہ بھی ہونگے۔ جتنے اس کے ہوں وہ ان کے جی اٹھنے کا پیمانہ ہے اور وہ بھی مثل اس کے جی اٹھینگے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ "ہماری مملکت آسمان پر ہے جہاں سے نجات بخشنے والے خداوند یسوع مسیح کی راہ تاکتے ہیں کہ وہ اپنی قدرت کی تاثیر کے مطابق جس سے وہ سب کو اپنے تابع کر سکتا ہے ہمارے خاکی بدن کو بدل کے اپنے جلالی جسم کی مانند بنائیگا" فلپیوں ۳: ۲۰ و ۲۱ کلسیوں ۱: ۱۸ و ۱ پطرس ۱: ۳ و ۱ یوحنا ۳: ۲۔ مکاشفہ ۱: ۵ و ...

آدم کی نسل میں شریک ہونے سے کل بنی آدم گنہگار اور سزا کے لائق ہوگئے آیت ۲۱۔ یہ پیدائش ہی سے ہر ایک آدمی کی حالت ہے۔ چنانچہ لکھا ہے "پس جس طرح ایک آدمی کے سبب سے گناہ دنیا میں آیا اور گناہ کے سبب موت آئی اور یوں موت سب آدمیوں میں پھیل گئی اس لئے کہ سب نے گناہ کیا ... کیونکہ جب ایک شخص کے قصور کے سبب موت نے اس ایک کے ذریعے سے بادشاہی کی تو جو لوگ فضل اور راستبازی کی بخشش

وفات سے حاصل کرتے ہیں وہ ایک شخص یعنی یسوع مسیح کے وسیلے سے ہمیشہ کی زندگی میں ضرور ہی بادشاہت کرینگے۔ غرض جیسا کہ ایک قصور کے سبب وہ فیصلہ ہوا جس کا نتیجہ سب آدمیوں کی سزا کا حکم تھا ویسا ہی راستبازی کے ایک کام کے وسیلے سے سب آدمیوں کو وہ نعمت ملی جس سے راستباز ٹھیر کے زندگی پائیں کیونکہ جس طرح ایک ہی شخص کی نافرمانی سے بہت سے لوگ گنہگار ٹھیرے اُسی طرح ایک کی فرمانبرداری سے لوگ راستباز ٹھیرینگے"۔ رومیوں ۵: ۱۲ و ۱۷ و ۱۸ و ۱۹۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایک آدمی سے موت آئی اور ایک دوسرے سے زندگی۔ آدم پرانی انسانیت کا سر ہو کے اپنے گناہ کے سبب سے سب کی موت کا باعث ہوا اور خداوند یسوع مسیح نئی انسانیت کا سر ہو کے اپنی راستی اور فرمانبرداری کے سبب اُن سب کے لئے جو اُس میں شریک ہیں قیامت اور ہمیشہ کی زندگی کا باعث ہوا۔ یوحنا ۱۱: ۲۵۔ رومیوں ۶: ۲۳۔ آیت بائیسویں سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ جیسا آدم میں شامل ہونے سے ہم موت کے لائق ٹھیرے ویسا ہی مسیح میں شامل ہونے سے ہم ہمیشہ کی زندگی کے لائق ٹھیرتے ہیں۔ اگر آدم کی نافرمانی کے سبب سے ہم موت کی سزا کے لائق ہیں تو مسیح کی فرمانبرداری کے سبب سے ہم ہمیشہ کی زندگی کے مستحق ہوتے ہیں۔ اگر آدم کے گناہ کے سبب سے ہم مرنے والے ٹھیرتے ہیں تو مسیح کی راستبازی کے سبب سے ہم زندگی پاتے ہیں۔ چنانچہ لکھا ہے کہ "جو گناہ سے واقف نہ تھا اُسی کو اُس نے ہمارے واسطے گناہ ٹھیرایا تاکہ ہم اُس میں ہو کر خدا کے راستباز ہو جائیں"۔ ۲ کرنتھیوں ۵: ۲۱۔ یوحنا ۵: ۲۱ و ۶: ۲۷ و ۳۹۔ ۸: ۵۱ و ۱۱: ۲۵ +

"مسیح میں سب زندہ کئے جائینگے"۔ آیت ۲۲۔ یعنی سب جو مسیح میں

شامل ہیں وہ پہلی قیامت میں زندہ کئے جائینگے۔ اس کے کئی ایک ثبوت ہیں۔ (۱) یہ کہ اس کل باب میں سوا اُن کے جو مسیح کے ہیں اوروں کا کچھ ذکر نہیں ہے (۲) یہ کہ لفظ زندہ کیا جانا اُن لوگوں کے حق میں جو مسیح میں شامل نہیں ہیں کبھی استعمال نہیں کیا جاتا۔ دیکھو آیت ۴۵۔ یوحنا ۵: ۲۱ و ۶: ۶۳۔ رومیوں ۸: ۱۱۔ کلسیوں ۳: ۱-۴ (۳) یہ کہ اس آیت کے پہلے فقرے میں لفظ سب سے بھی صرف وہ لوگ مراد ہیں جو آدم میں شامل ہیں پس دوسرے فقرے کے لفظ سب سے بھی صرف وہ لوگ مراد ہونگے جو مسیح میں شامل ہیں۔ پس اب بخوبی معلوم ہو گیا کہ پہلی اور مبارک قیامت میں نہ کہ سب زندہ کئے جائینگے بلکہ صرف وہی جو مسیح میں شامل ہیں چاہے وہ اُس کے پھر آنے کے وقت قبر میں ہوں یا زمین پر جیتے ہوں "مبارک اور مقدس وہ ہے جو پہلی قیامت میں شریک ہوا ایسوں پر دوسری موت کا کچھ اختیار نہیں بلکہ وہ خدا اور مسیح کے کاہن ہونگے اور اُس کے ساتھ ہزار برس تک بادشاہت کرینگے"۔ مکاشفہ ۲۰: ۶۔ دیکھو لوقا ۲۰: ۳۵ و ۳۶۔ رومیوں ۸: ۲۳۔ فلپیوں ۳: ۱۱۔ تھسلنیکیوں ۴: ۱۶ و ۱۷ +

"لیکن ہر ایک اپنی اپنی باری سے۔ پہلا پھل مسیح"۔ آیت ۲۳۔ یعنی ہر ایک مسیحی اپنی ایمانداری اور فرمانبرداری کے مطابق الگ الگ درجہ اور رُتبہ پا کر آئیگا۔ پہلے درجے میں مسیح اکیلا آیا۔ اس لئے کہ اس کے برابر کوئی دوسرا نہ تھا کہ اُس کے درجے میں شامل ہوے اور وہی بدن یعنی کلیسیا کا سر ہے۔ وہی مبدا ہے اور مُردوں میں سے جی اُٹھنے والوں میں پہلوٹھا تاکہ سب باتوں میں اُس کا اوّل درجہ ہو۔ کلسیوں ۱: ۱۸۔ یوحنا ۱۴: ۱۹۔ اعمال ۲۶: ۲۳۔ مکاشفہ ۱: ۵ +

"پھر مسیح کے آنے پر اُس کے لوگ۔" آیت ۲۳۔ اِس سے چند نتیجے نکلتے ہیں۔ (۱) یہ کہ مسیح کے آنے پر قیامت شروع ہوگی۔ (۲) قیامت کے شروع میں سوا اُن لوگوں کے جو مسیح کے ہیں اور کوئی زندہ نہ کیا جائیگا۔ (۳) اُن کا زندہ کیا جانا ویسا ہی ہوگا جیسا مسیح کا ہوا۔ وہ اُس کا بدن پا کر پہچانے جائینگے۔ وہ مسیح کے ساتھ بادشاہت کرینگے جیسا کہ لکھا ہے کہ "وہ اُس کے ساتھ ہزار برس تک بادشاہت کرینگے۔" مکاشفہ ۲۰: ۶۔ مسیح اپنے آنے پر بعضوں سے یہ کہیگا کہ "شاباش اے اچھے نوکر اِس لئے کہ بہت تھوڑے میں تو ایماندار نکلا اب تو دس شہروں پر اختیار رکھ۔" لوقا ۱۹: ۱۷۔ مسیح کا لوٹ آنا کلیسیا کی امید ہے۔ یہ "مبارک امید" کہلاتی ہے۔ دیکھو طِطُس ۲: ۱۳۔ جو پہلا پیغام خداوند یسوع مسیح نے آسمان پر جانے کے بعد اپنے شاگردوں کو اُن کی تسلی کے لئے بھیجا یہ تھا کہ "اے گلیلی مردو تم کیوں کھڑے آسمان کی طرف دیکھتے ہو؟ یہی یسوع جو تمہارے پاس سے آسمان پر اٹھایا گیا ہے اسی طرح پھر آئیگا جس طرح تم نے اُسے آسمان پر جاتے دیکھا ہے" اعمال ۱: ۱۱۔ اُس وقت سے اب تک ہر زمانے میں اُس کے شاگردوں نے اُس کے آنے کی امید اور انتظاری کر کے تسکین و تسلی پائی۔ جب تک کہ وہ لوٹ نہ آئے بدن کی قیامت و رہائی نہ ہوگی اِس لئے "ہم بھی جنہیں روح کے پہلے پھل ملے اپنے میں کراہتے ہیں اور لے پالک ہونے کی یعنی اپنے جسموں کی رہائی کی راہ تاکتے ہیں۔" رومیوں ۸: ۲۳۔ "پس اے بھائیو خداوند کی آمد تک صبر کرو۔ دیکھو کسان زمین کی قیمتی پیداوار کے انتظار میں پہلے اور پچھلے مینہ کے برسنے تک صبر کرتا رہتا ہے۔ تم بھی صبر کرو اور اپنے دلوں کو مضبوط رکھو۔ کیونکہ خداوند کی آمد قریب ہے۔" یعقوب ۵: ۷ و ۸ و ۱ تھسلنیکیوں ۲: ۱۹ و ۳: ۱۳

۴: ۱۵ و ۲ پطرس ۳: ۳-۱۳ و ۱ یوحنا ۲: ۲۸۔

"اِس کے بعد آخرت ہوگی" آیت ۲۴۔ یعنی اِس زمانے اور حال کی حالت کی آخرت ہوگی۔ شیطان قید میں ڈالا جائیگا۔ موت کا دروازہ بند ہو جائیگا۔ تب دنیا کی ساری بادشاہتیں ہمارے خداوند یسوع مسیح کی ہو جائینگی اور وہ بادشاہت کریگا۔ مکاشفہ ۱۱: ۱۵۔ تب ہر ایک کیا آسمانی اور کیا زمینی کیا وہ جو زمین کے تلے ہیں خداوند یسوع کا نام لیکے گھٹنے ٹیکیگا اور ہر ایک کی زبان اقرار کریگی کہ یسوع مسیح خداوند ہے تاکہ خدا باپ کا جلال ہو۔ دیکھو فلپیوں ۲: ۱۰ و ۱۱۔

"اُس وقت وہ ساری حکومت اور سارا اختیار اور قدرت نیست کر کے بادشاہت کو خدا یعنی باپ کے حوالے کر دیگا" آیت ۲۴۔ یعنی بادشاہت اُس کے ہاتھ سے چھین نہ لی جائیگی بلکہ وہ اُس کو ایک پاک اور کامل بادشاہت بنا کے خوشی سے خدا باپ کے حوالے کر دیگا کیونکہ وہ باپ کی مرضی پوری کرنے کو دنیا میں آیا تھا۔ پس جب اُس کی مرضی ہو جائیگی اور جس کام کے لئے دنیا میں آیا تھا اُس کو انجام دے چکیگا تو پھر باپ کے ساتھ تخت پر بیٹھ کے ہمیشہ تک اُس کے ساتھ سلطنت کریگا۔ دنیا میں مسیح کے آنے کا مقصد یہ تھا کہ وہ باپ کا جلال دکھائے۔ پس جب وہ یہ کام کر چکیگا تب اِس زمانے کا آخر ہوگا۔ دنیا سے جاتے وقت اُس نے یہ کہا کہ "جو کام تو نے مجھے کرنے کو دیا تھا اُس کو تمام کر کے میں نے زمین پر تیرا جلال ظاہر کیا۔ اور اب اے باپ تو اُس جلال سے جو میں دنیا کی پیدائش سے پیشتر تیرے ساتھ رکھتا تھا مجھے اپنے ساتھ جلالی بنا دے۔" یوحنا ۱۷: ۴ و ۵ اِس سے ظاہر ہوتا ہے کہ خداوند یسوع مسیح نے خدا باپ کی مرضی بجا لانے اور اپنی بادشاہت کو اُس کے حوالے کر دینے سے اپنی ذاتی بزرگی کو نہیں چھوڑا بلکہ جب وہ اپنے

زمین کام کو انجام دے چکا تب اُس نے اپنی اُس جلالی بزرگی کو جو دُنیا کی پیدایش سے پیشتر خدا کے ساتھ رکھتا تھا پھر لیا۔ اُس وقت وہ ساری حکومت اور سارے اختیار اور قدرت کو نیست کریگا۔ حکومت اور اختیار اور قدرت سے شیطانی ریاستوں کے تین بڑے درجے مُراد ہیں۔ جو مسیح اور اُس کے لوگوں کا مقابلہ کرتے رہتے ہیں۔ جیسا لکھا ہے کہ "کیونکہ ہمیں خون اور گوشت سے کُشتی نہیں کرنی ہے بلکہ حکومت والوں اور اختیار والوں اور اِس دنیا کی تاریکی کے حاکموں اور شرارت کی اُن روحانی فوجوں سے جو آسمانی مقاموں میں ہیں"۔ افسیوں ۶: ۱۲۔ مسیح کے آنے کے بعد اُس کے سارے دشمنوں کی حکومتیں اور قدرتیں نیست ہو جائینگی۔ یہ کیسی خوشخبری ہے۔ کاش کہ ہم اُس زمانے کی انتظاری کر کے بے دل نہ ہو جائیں۔ "کیونکہ جتنی باتیں پہلے لکھی گئیں وہ ہماری تعلیم کے لئے لکھی گئیں تاکہ صبر سے اور کتاب مقدس کی تسلی سے اُمید رکھیں"۔ رومیوں ۱۵: ۴۔ دانیل ۷: ۱۳ و ۱۴ و ۲۷ +

"سارے دشمنوں" (آیت ۲۵) سے وہ حکومت اور اختیار اور قدرت مراد ہے جن کا ذکر آیت ۲۴ میں ہے۔ جب تک کہ یہ سارے دشمن بالکل مسیح کے تابع نہ ہو جائینگے تب تک وہ اپنی بادشاہت کو باپ کے حوالے نہ کریگا۔ چنانچہ لکھا ہے کہ "خداوند نے میرے خداوند کو فرمایا تو میرے دہنے ہاتھ بیٹھ جب تک کہ میں تیرے دشمنوں کو تیرے پاؤں تلے کی چوکی نہ بناؤں"۔ زبور ۱۱۰: ۱۔ دیکھو متی ۲۲: ۴۴-۴۶۔ اعمال ۲: ۳۵ و ۳۶۔ عبرانیوں ۱: ۱۳ و ۱۰: ۱۳۔ افسیوں ۱: ۲۱-۲۳۔ فلپیوں ۲: ۱۰ و ۳: ۲۱۔ عبرانیوں ۱: ۴-۸ +

"سب سے پچھلا دشمن جو نیست کیا جائیگا وہ موت ہے"۔

آیت ۲۶۔ موت اِس لئے آخری دشمن کہلاتی ہے کہ وہ گناہ کی مزدوری ہے۔ رومیوں ۶: ۲۳۔ جب تک گناہ نیست نہ کیا جائیگا تب تک یہ دشمن موجود رہیگا۔ موت گناہ کا نشان اور ثبوت ہے۔ دیکھو رومیوں ۵: ۱۲۔ اگر گناہ نہ ہوتا تو موت بھی نہ ہوتی یہ دونوں ساتھ آئے اور ساتھ جائینگے۔ گناہ جڑ ہے اور موت اُس کا پھل ہے۔ بعضے بے سوچے سمجھے موت کو ہمارے دوستوں میں شمار کرتے ہیں حالانکہ یہ خیال اُن کا غلط ہے۔ وہ ہماری دوست نہیں بلکہ دشمن ہے۔ جب تک کہ ہمارا خداوند یسوع مسیح لوٹ نہ آئے ہم اِس دشمن سے رہائی نہ پائینگے۔ موت کا آنا ہماری اُمید نہیں بلکہ مسیح کا لوٹ آنا ہماری "مبارک اُمید" ہے۔ کیونکہ اُسی وقت ہمارا بدن موت کی قید سے رہائی پائیگا اور ہماری خوشی اور جلال پورا ہوگا۔ لوقا ۲۰: ۳۵-۳۶۔ کلسیوں ۳: ۴۔ رومیوں ۸: ۲۳۔ مکاشفہ ۲۰: ۱۴۔ یسعیاہ ۲۵: ۸۔ بیشک ایمان لانے اور اُس کی انتظاری کرنے سے ہم موت کے ڈر سے چھوٹ جاتے ہیں مگر پھر بھی اُس کے ڈر سے چھوٹ جانا اور بات ہے اور اُس کے بس سے بالکل آزادی پانا اور بات ہے اگرچہ ہم مسیح پر ایمان لاکر موت کے ڈر سے چھوٹ جاتے ہیں مگر جب تک کہ ہمارا خداوند یسوع مسیح لوٹ نہ آئے تب تک ہم اُس کے بس میں رہینگے اور وہ ہمارے دشمنوں ہی میں شمار کی جائیگی دیکھو آیت ۵۴ و ۵۵ و ۱-تھسلنیکیوں ۴: ۱۳-۱۸۔ عبرانیوں ۲: ۱۴ و ۱۵ +

بے شک خدا باپ نے سب کچھ خداوند یسوع مسیح کے پاؤں تلے کر دیا۔ اِس لئے کہ اُسی کے ذریعے سے ساری چیزیں پیدا ہوئیں۔ "مگر جب وہ کہتا ہے کہ سب کچھ اُس کے تابع کر دیا گیا تو ظاہر ہے کہ جس نے سب کچھ اُس کے تابع کر دیا وہ الگ رہا"۔ آیت ۲۷۔ پولوس نے یہ اِس لئے کہا ہے کہ

اُس نے نہیں چاہا کہ کوئی اُس کے اوپر کے بیان سے یہ نتیجہ نکالے کہ خدا باپ خداوند یسوع مسیح کے تابع میں کسی طرح سے آگیا۔ اِس فقرے کو یوحنا ۱: ۲۹ و ۱۷: ۱۱ و ۲۲ سے مقابلہ کرو۔ دیکھو متی ۲۸: ۱۸۔ عبرانیوں ۲: ۸۔ ۱-پطرس ۳: ۲۲

"اور جب سب کچھ اُس کے تابع ہو جائیگا۔ بیٹا خود اُس کے تابع ہو جائیگا جس نے سب چیزیں اُس کی تابع کر دیں"۔ آیت ۲۸۔ اِس خط کے باب ۳: ۲۳ و ۱۱: ۳ کی تفسیر کو دیکھو۔ اس کے کئی ایک معنی ہو سکتے ہیں (۱) یہ کہ خداوند یسوع مسیح نے بیٹا ہو کے اپنے کو خود باپ کا تابعدار بنایا یعنی کسی نے جبراً اُس کو تابعدار نہیں کیا اور نہ جبراً تابعدار کیا جائیگا بلکہ وہ آپ ہی تابعدار رہا اور رہو جائیگا چنانچہ لکھا ہے کہ "ویسا ہی مزاج رکھو جیسا مسیح یسوع کا بھی تھا۔ اُس نے اگرچہ خدا کی صورت پر تھا خدا کے برابر ہونے کو قبضے میں رکھنے کی چیز نہ سمجھا بلکہ اپنے آپ کو خالی کر دیا اور خادم کی صورت اختیار کی اور انسانوں کے مشابہ ہو گیا اور انسانی شکل میں ظاہر ہو کر اپنے آپ کو پست کر دیا اور یہاں تک فرمانبردار رہا کہ موت بلکہ صلیبی موت گوارہ کی۔ اِسی واسطے خدا نے بھی اُسے بہت سربلند کیا اور اُسے وہ نام بخشا جو سب ناموں سے اعلیٰ ہے تاکہ یسوع کے نام پر ہر ایک گھٹنا ٹکے خواہ آسمانیوں کا ہو خواہ زمینیوں کا خواہ اُن کا جو زمین کے نیچے ہیں اور خدا باپ کے جلال کے لئے ہر ایک زبان اقرار کرے کہ یسوع مسیح خداوند ہے"۔ فلپیوں ۲: ۵-۱۱۔ متی ۲۶: ۳۹۔ یوحنا ۵: ۳۰ و ۶: ۳۸ و ۷: ۱۸ و ۸: ۵۰ و ۵۴۔ افسیوں ۱: ۱۰+

(۲) دوسرے معنی یہ ہو سکتے ہیں کہ جب سب کچھ مسیح کے اختیار میں آجائیگا اور خدا کے اور اُس کے سب دشمن نیست ہو جائینگے تب مسیح کی بادشاہت

کی غرض پوری ہو جائیگی اور جس کے لئے آسمان اور زمین کا سارا اختیار اُس کو دیا گیا تھا اُس اختیار کی اُسے کچھ ضرورت نہ رہیگی۔ وہ خوشی سے سب کچھ خدا باپ کے حوالے کر دیگا۔ اِس لئے کہ باپ اور وہ ایک ہی ہیں جیسا کہ لکھا ہے کہ "میں اور باپ ایک ہیں"۔ یوحنا ۱۰: ۳۰ اور پھر لکھا ہے کہ "اور جو کچھ میرا ہے وہ سب تیرا ہے اور جو تیرا ہے وہ میرا ہے اور ان سے میرا جلال ظاہر ہوا ہے"۔ یوحنا ۱۷: ۱۰+

(۳) تیسرے معنی جو بزرگ اتھینیسیس (Athanasius) سمجھا تا تھا وہ یہ ہیں کہ خداوند یسوع مسیح خود خدا باپ کا تابعدار نہ ہو جائیگا بلکہ اُس کا بدن یعنی اُس کی کلیسیا تابعدار ہو جائیگی۔ اِسی لحاظ سے پولوس نے اُس کو اور اُس کی کلیسیا کو ایک ہی جان کر یہ کہا کہ تب بیٹا آپ ہی اُس کا تابعدار ہو جائیگا+

(۴) چوتھے معنی جو بزرگ کرسا سٹم (Chrysostom) سمجھاتا تھا وہ یہ ہیں کہ خداوند یسوع مسیح اپنی الٰہی ذات کی راہ سے خدا کا محکوم نہیں ہوا اور نہ ہوگا بلکہ صرف اپنی انسانی ذات کے اعتبار سے وہ باپ کا محکوم ہوا اور چونکہ اُس کی انسانی ذات ہمیشہ تک قائم رہیگی لہٰذا وہ صرف اِسی ذات کے اعتبار سے ہمیشہ تک اُس کا تابعدار رہیگا+

اِن معنوں میں سے پہلا معنی سب سے زیادہ معقول اور پاک نوشتوں کے مطابق ہے+

"تاکہ سب میں خدا ہی سب کچھ ہو وے"۔ آیت ۲۸۔ یہ خداوند یسوع مسیح کے دنیا میں آنے کی خاص غرض تھی۔ اُس نے دنیا کو جو خدا سے برگشتہ ہو گئی تھی پھر اُس کے تابع میں لانا چاہا۔ دیکھو متی ۶: ۱۰۔ یوحنا ۱۷: ۳

رومیوں ۸: ۲۲ و ۲۳- برگشتہ انسان پر خدا کی بادشاہت کی بحالی خداوند
یسوع مسیح کے مجسم ہونے سے کی گئی- یوحنا ۱: ۱۴ و ۱۴: ۸-۱۰- کلسیوں
۱: ۱۹ و ۲: ۹- خدا باپ خدا بیٹے کے وسیلے سے اس لئے ہم پر ظاہر ہوا
کہ ہم پھر اُس سے ویسی ہی رفاقت حاصل کریں جیسی برگشتہ ہونے کے
پیشتر تھی- دیکھو باب ۱: ۹- یوحنا ۱۶: ۲۳-۲۸- رومیوں ۵: ۱-۲- افسیوں ۲:
۱۸ و ۳: ۱۲- عبرانیوں ۱۰: ۲۰- اس لئے خداوند یسوع مسیح دروازہ اور راہ
کہلاتا ہے کہ اُسی کے وسیلے سے ہم خدا باپ کے پاس لائے جاتے ہیں-
اس طور سے آخر کو ہر ایک مسیح کا بندہ نہ صرف مسیح ہی سے رفاقت رکھیگا
بلکہ باپ کے حضور میں بھی رفاقت حاصل کریگا تاکہ خدا باپ سب میں سب
کچھ ہو +

درحقیقت یہ ایک گہری بات ہے- کاش کہ سب خداوند یسوع مسیح پر ایمان
لا کے اُس کے آخری زمانے کے جلال کی خوشی سے انتظاری کریں- دیکھو
مکاشفہ کی کتاب ۲۱: ۱-۷ و ۲۲: ۱-۷ +

"ورنہ جو لوگ مُردوں کے لئے بپتسمہ لیتے ہیں وہ کیا کریں گے؟
اگر مُردے جی اُٹھتے ہی نہیں تو پھر کیوں اُن کے لئے بپتسمہ لیتے ہیں؟"
آیت ۲۹- بعض کرنتھیوں میں یہ دستور تھا کہ جب اُن کا کوئی دوست بغیر بپتسمہ پائے
مرجاتا تھا تو کوئی مسیحی اُس کا نام لیکے اُس کے عوض بپتسمہ لیتا تھا وہ سمجھتے
تھے کہ اس دستور سے اُس مُردے کو کچھ فائدہ پہنچیگا- سو پولوس اس جگہ
اس دستور کی بھلائی اور بُرائی کی نسبت کچھ گفتگو نہیں کرتا بلکہ صرف اُن کے
اس دستور کو قیامت کے ثبوت کی ایک دلیل گردانتا اور قیامت کے انکار
کرنے والوں کو اُسی دستور سے یوں قائل کرتا ہے کہ اگر مُردوں کی قیامت نہ ہوگی

تو زندہ مُردوں کی خاطر کیوں بپتسمہ لیتے ہیں؟ اگر مُردے جی اُٹھتے ہی نہیں تو
اس دستور سے اُن کو کیا فائدہ ہوگا؟ گمان غالب ہے کہ کئی ایک مسیحی جو قیامت
کے منکر تھے اور جن کا ذکر آیت ۱۲ میں پایا جاتا ہے وہ اس رواج کو فائدہ مند
سمجھ کے مُردوں کے لئے بپتسمہ لیا کرتے تھے- کچھ تعجب نہیں کہ جن لوگوں
نے ایسی غلط تعلیم قیامت کی نسبت قبول کی ہو وہ بیجا دستور بھی
مانتے رہے ہوں- کیونکہ ایک غلطی سے دوسری غلطی بھی پیدا ہوتی ہے اور جو
خدا کے کلام کی تعلیم کو چھوڑ کے اپنی عقل کو مالک ٹھیراتا ہے- وہ تاریکی کو نور
اور بُرائی کو بھلائی مانتا ہے جیسا کہ لکھا کہ "وہ آپ کو دانا ٹھیرا کے نادان
ہوگئے" رومیوں ۱: ۲۲- کرنتھیوں کے اس دستور پر پولوس کے کچھ اعتراض
نہ کرنے سے کوئی یہ خیال نہ کرے کہ دستور مذکور پولوس کے نزدیک بھی درست
تھا لہذا ہم بھی اپنے اُن گذرے ہوئے دوستوں کے عوض جنہوں نے
کہ بپتسمہ نہیں پایا بپتسمہ لینگے کیونکہ (۱) پولوس یہاں صرف "تذکرتاً" اس
دستور کا بیان کرتا ہے اور ظاہر ہے کہ کسی امر کا "تذکرتاً" بیان کرنا اور بات
ہے اور اُس کو منظور کرنا اور بات ہے- (۲) اس جگہ پولوس بپتسمہ کی نسبت
کچھ تعلیم نہیں دیتا لہذا اُس نے یہاں اُن کے دستور مذکور پر جو بپتسمہ
سے تعلق رکھتا ہے کچھ اعتراض نہیں کیا اگر کسی کو اس مسئلے کی تحقیقات
منظور ہو کہ کس کس کو بپتسمہ دیا جائے تو وہ اُن مقامات کو دیکھے جہاں اس
کا ذکر ہے- (۳) پولوس نے ایسی ہی ناجائز باتوں کو درست کرنے کے
واسطے کرنتھس جانے کا ارادہ کیا تھا جیسا کہ لکھا ہے کہ "اب جو کچھ باقی
ہے سو میں آکے درست کرونگا" باب ۱۱: ۳۴- اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے
کہ جب ہم کسی مسئلے کے حق میں پاک کلام سے اُس کی تعلیم دریافت کرنا چاہیں

تو صرف ایک آیت یا باب یا خط پر غور نہ کریں بلکہ جس جس جگہ اُس مسئلے کا ذکر
ہو اُن سب جگہوں کو پڑھیں تب پاک نوشتوں کا مطلب بخوبی معلوم ہوگا۔ بعض
عالم سمجھتے ہیں کہ یہاں بپتسمہ سے پانی کا بپتسمہ نہیں بلکہ وہ بپتسمہ مراد ہے
جس کا ذکر متی ۳: ۱۱ و ۲۰: ۲۲ میں ہے۔ یعنی پولوس کے کہنے کی غرض
یہ ہے کہ اگر مُردے نہ اُٹھینگے تو وہ جو مسیح کی خاطر دُکھ اور مصیبت کا بپتسمہ
پاتے ہیں اُن کو کیا فائدہ ہوگا اور اگر کسی ایک کا قول کہ مُردے نہیں اُٹھتے
صحیح ہو تو مسیح یا مسیحیوں کی خاطر تمہارا دُکھ اُٹھانا بلکہ مرنا بھی بالکل بے فائدہ
اور بے اجر ہوگا +

اگر وہ مُردے جو مسیح میں سو گئے ہیں پھر نہ اُٹھیں تو وہ اپنی محنت
و مشقت کا اجر کہاں پائینگے؟ وہ جو یہاں دُکھ اور مصیبت اُٹھاتے اور مسیح کی
خاطر اکثر خطرات میں پڑتے بلکہ کبھی کبھی اپنی جان بھی دے دیتے ہیں کیا وہ اسکا
کچھ اجر نہ پائینگے؟ کیا وہ حیوانوں کی مانند مر کے خاک میں مل جائینگے؟ اگر
قیامت کے منکرین کا یہ قول صحیح ہے تو مسیحیوں کی یہ ساری محنتیں اور
خطرات بے فائدہ اور لاحاصل ہیں۔ حالانکہ یہ نہیں ہو سکتا پس قیامت
بالضرور ہوگی۔ دیکھو آیت ۳۰ و ۲ تیمتھیس ۴: ۶-۸ و ۱ پطرس ۴: ۱۳
و ۵: ۴ و ۲ پطرس ۳: ۱۳ +

"اے بھائیو مجھے اُس فخر کی قسم جو ہمارے خداوند یسوع
میں تم پر ہے۔ میں ہر روز مرتا ہوں" آیت ۳۱۔ اس کے دو معنی
ہیں۔ (۱) یہ کہ جس بات کا فخر وہ خداوند یسوع مسیح میں کرتے تھے اُسی میں
پولوس بھی شریک تھا۔ اُن کے اور اُس کے فخر کرنے کی ایک ہی وجہ تھی
وہ دونوں ایک ہی مسیح پر ایمان لائے اور ایک ہی امید رکھتے تھے سو پولس

اُن کو یاد دلاتا ہے کہ اِن سب باتوں پر وہ اور وہ دونوں ساتھ فخر کرتے تھے
(۲) دوسرے معنی یہ کہ وہ پولوس کی جانفشانی کی تعریف کرتے۔ ۲ کرنتھیوں
۱: ۱۴۔ اور اُس پر فخر کرتے تھے۔ پس وہ گویا کہتا ہے کہ اگر میں جی نہ اُٹھونگا
یعنی اگر موت کے بعد کچھ نہیں ہوتا میری جانفشانی فضول اور بے فائدہ
اور تمہارا فخر بیجا اور لاحاصل ہے +

"میں ہر روز مرتا ہوں" دیکھو رومیوں ۶: ۳ و ۴ و ۱۱ و ۷: ۴ و ۸:
۱۳ و ۳۶ و ۲ کرنتھیوں ۱: ۹ و ۴: ۱۰-۱۲۔ گلتیوں ۲: ۲۰ و ۵: ۲۴ و ۶: ۱۴۔
کلسیوں ۲: ۲۰ و ۳: ۳ و ۵۔ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ مسیحیوں کو گناہ کی
نسبت روز روز مرنا چاہئے انہیں گناہ سے کشتی کرنی چاہئے۔ گناہ ایک نہایت
چالاک اور زبردست دشمن ہے جو ہر صورت سے ہم کو اپنے تابع کرنا چاہتا ہے
پس اُس کی خاطر نہ کرو۔ اُس کو دل میں جگہ نہ دو بلکہ اُس سے نفرت کرکے باز رہو
جیسا کہ لکھا ہے کہ جب مسیح جو ہماری زندگی ہے ظاہر کیا جائیگا تب تم بھی
اُس کے ساتھ جلال میں ظاہر کئے جاؤ گے۔ اس واسطے تم اپنے عضووں
کو جو زمین پر ہیں یعنی حرامکاری اور ناپاکی اور شہوت اور بُری خواہش اور لالچ
کو جو بُت پرستی ہے کشتہ کرو۔ کلسیوں ۳: ۴ و ۵۔ پس جو شخص یہ خیال کرتا
ہے کہ موت کے بعد کچھ نہ ہوگا تو کیا وہ خوشی سے دُکھ اور تکلیف اُٹھائیگا
یا گناہ سے لڑیگا؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ جب وہ قیامت کو مانیگا تب ہی گناہ
سے نفرت کرکے اُس کی طرف سے گویا روز بروز زیادہ مریگا اور نیکی کی طرف
روز بروز زیادہ جئیگا۔ سو پولوس اپنے ہی سے مُردوں کے جی اُٹھنے
کی ضرورت کی دلیل نکالتا ہے وہ اس لئے گناہ کی نسبت روز مرتا تھا
کہ اُس میں ایک نئی آسمانی زندگی تھی اور وہ آنے والے زمانے میں ایک

بڑے درجے کو ڈھونڈتا تھا۔ اسی امید سے وہ مسافرت کرتا اور مشکلات کو اپنے اوپر گوارا کرتا تھا۔ ۲-کرنتھیوں ۴: ۱۰ و ۱۱ ❖

"اگر میں انسان کی طرح افسس میں درندوں سے لڑا تو مجھے کیا فائدہ؟ اگر مُردے نہ جلائے جائینگے تو آؤ کھائیں پئیں کیونکہ کل تو مر ہی جائینگے۔" آیت ۳۲۔ اِس کے دو معنی ہو سکتے ہیں۔ (۱) پہلا یہ کہ اگر میں آدمی کی طرح بولوں یعنی آدمی کے محاورے کے موافق مثال سے اِس بات کا بیان کروں۔ (۲) اور دوسرے معنی یہ ہیں کہ اگر میں آدمی کی طرح دُنیوی غرض سے روز بروز یہ ساری مصیبتیں اُٹھاؤں یہاں تک کہ میری جان گویا درندوں کے درمیان خطرے میں ڈال جائے تو مجھے کیا فائدہ ہوگا۔ اگر موت کے بعد اُسکا اجر نہ پاؤں؟

"افسس میں درندوں سے لڑا"، یعنی اُس کے دشمن اور مخالف ایسے سخت اور بے رحم تھے جیسے درندے یہ سخت خطرے کی ایک معقول مثال ہے۔ دیکھو زبور ۲۲: ۲۰ و ۲۱؛ ۳۵: ۱۷۔ اعمال ۱۹: ۲۸-۳۴ و ۲-تیمتھیس ۴: ۱۷۔ وہ مثل دانی ایل نبی کے درندوں کے درمیان نہیں ڈالا گیا کیونکہ اگر وہ واقعی درندوں کے سامنے ڈالا جاتا تو ۲-کرنتھیوں ۱۱: ۲۳-۲۸ میں جہاں وہ اپنی مصیبتوں کا بیان کرتا ہے اس کا بھی ضرور بیان کرتا۔ پھر وہ رومی تھا اور رومیوں کو درندوں کے سامنے ڈالنا اُن کے قانون کے خلاف تھا۔ علاوہ ان دونوں وجوہات کے اگر وہ حقیقت میں درندوں کے سامنے ڈالا گیا ہوتا تو لوقا جو پولوس کا ساتھی اور شاگرد تھا اپنی کتاب اعمال میں ضرور اس کا بیان کرتا۔ ان سب وجوہات سے معلوم ہوتا ہے کہ پولوس حقیقت میں درندوں کے سامنے نہیں ڈالا گیا بلکہ صرف مثال کے طور

پر وہ یہ کہتا ہے کہ اگر میں آدمی کی طرح افسس میں درندوں کے ساتھ لڑا تو مجھے کیا فائدہ اگر مُردے نہ اُٹھیں؟ ۲-کرنتھیوں ۱: ۸ ❖

"آؤ کھائیں پئیں کیونکہ کل مر ہی جائینگے"، آیت ۳۲۔ یعنی ہم حیوانوں کی مانند مرینگے تو چاہیے کہ ہم اُنہی کی طرح صرف کھانے پینے میں اپنی زندگی بسر کریں ❖

بعض عالم اِس آیت کو اس طرح دو فقروں میں علیحدہ علیحدہ تفسیر کرتے ہیں کہ "اگر میں انسان کی طرح افسس میں درندوں سے لڑا تو مجھے کیا فائدہ" یہ ایک فقرہ تمام ہوا اور دوسرا فقرہ یہ ہے کہ اگر مُردے نہ جلائے جائیں تو آؤ کھائیں پئیں کیونکہ کل تو مر ہی جائینگے"، یعنی اگر مُردے نہ اُٹھینگے اور اُن کی قیامت نہ ہوگی تو ہم کو بھی حیوانوں کی مثل صرف کھانے پینے میں اپنے دنوں کو کاٹنا بہتر ہے اور عاقبت کی فکر کرنا فضول ہے۔ اِس طرح سے پولوس قیامت کے منکروں کی غلطی اور نادانی دکھاتا ہے۔ لوقا ۱۲: ۱۹-۲۱۔ یعقوب ۴: ۱۳-۱۶ ❖

"فریب نہ کھاؤ بُری صحبتیں اچھی عادتوں کو بگاڑ دیتی ہیں۔" آیت ۳۳۔ اِس آیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ بعض کرنتھی مسیحیوں نے یونانی عالموں کے ساتھ دوستی اور صحبت رکھنے سے قیامت کے بارے میں یہ غلطی کی اِس لئے پولوس اُن کو آگاہ کرتا ہے کہ اگر تم اُن لوگوں کے ساتھ صحبت رکھتے ہو جو کہ ایسی تعلیم دیتے ہیں کہ "آؤ کھائیں پئیں کہ کل کے دن مرینگے" تو اس کا نتیجہ بُرا ہوگا۔ اِس سے تمہارے ایمان کی بنیاد اُکھاڑ دی جائے گی اور تمہارا چال چلن جلد بگڑ جائیگا۔ اے مسیحی بھائیو جو لوگ مسیح کو نہیں مانتے جن کا چال چلن خراب ہے اُن سے کچھ رفاقت و صحبت نہ رکھو اس لئے کہ

"دو بُری صحبتیں اچھی عادتوں کو بگاڑتی ہیں" اغلب ہے کہ بعض کرنتھی مسیحیوں کے خیالات اور افعال یونانی عالموں کے ساتھ رہنے سے بگڑ گئے تھے اِس لئے پولوس کا اُن کو آگاہ کر دینا بجا اور مناسب تھا جن لوگوں سے کوئی بھی دوستی رکھتا ہو اُن کی عادتوں کو مجھے بتاؤ تو میں مسیحی کی اندرونی اور حقیقی حالت بتا سکونگا۔ ہر ایک شخص اپنے دوستوں سے پہچانا جائیگا اِس لئے کہ وہ اُن کی مانند بنتا جائیگا۔ دیکھو باب ۵: ۲ و ۶ و ۱۳ و ۲ تیمتھیس ۲: ۱۶-۱۸ و ۳: ۶ و ۴: ۳ و ۴ ططس ۳: ۹-۱۱۔ بعض کرنتھی مسیحی یونانی عالموں کے ساتھ صحبت رکھنے سے راستی کی نسبت گویا نیند میں پڑ گئے تھے اِس لئے پولوس اُن کو اُن کی غفلت سے جگانا چاہتا ہے آیت ۳۴۔ باب ۶: ۹-۱۱ و ۱۲: ۲۔ اُن کی ناراستی و غفلت و گناہ کی وجہ یہ تھی کہ "اُن میں خدا کی پہچان نہ تھی" سچے زندہ خدا کو نہ پہچاننا ہر طرح کی بُرائی اور بدعتوں کی جڑ ہے جیسا کہ لکھا ہے کہ "اِس لئے کہ اگرچہ اُنہوں نے خدا کو جان تو لیا مگر اُس کی خدائی کے لائق اُس کی بڑائی اور شکر گذاری نہ کی بلکہ باطل خیالات میں پڑ گئے اور اُن کے بے سمجھ دِلوں پر اندھیرا چھا گیا۔ وہ اپنے آپ کو دانا جتا کر بیوقوف بن گئے" رومیوں ۱: ۲۱ و ۲۲۔ فلپیوں ۳: ۱۸ و ۱۹ و ۱ تھسلنیکیوں ۴: ۵ و ۲ پطرس ۲: ۱۸-۲۲۔ یہوداہ ۴-۱۰ ✝

"میں تمہیں شرم دلانے کو یہ کہتا ہوں" آیت ۳۴۔ چونکہ پولوس نے اُن کی بھلائی اور بحالی چاہی اِس لئے وہ نہایت سختی کے ساتھ اُنہیں سمجھاتا اور شرمندہ کرنا چاہتا ہے۔ مسیحی بھائی اور بہنوں کے گناہوں کی غفلت سے جگانے اور سدھارنے کی غرض سے اُن کو اِس طرح نصیحت کرنا کہ جس سے اُن کو اُس کام کے کرنے سے شرمندگی اُٹھانی پڑے مناسب

ہے گناہوں سے کسی کو شرم دلانا دشمنی کا نشان نہیں بلکہ دوستی کا ہے جیسا کہ مہربان حکیم کسی بے ہوش مریض کو ہوش میں لانے کے واسطے طرح طرح کی کڑوی اور بے مزہ دوائیں پلاتا ہے۔ اُسی طرح پولوس کرنتھی مسیحیوں کو گناہ کی غفلت اور بیہوشی سے جگانے کے لئے طرح طرح سے نصیحت کرکے شرم دلاتا ہے۔ رومیوں ۱۳: ۱۱-۱۴۔ ۲ کرنتھیوں ۷: ۹ و ۱۲ و ۱۲: ۲۰ و ۱۳: ۲ و ۱۰۔ افسیوں ۵: ۱۱-۱۴ ✝

حاصل کلام

۱۔ مُردوں کی قیامت کی منادی سب رسولوں نے کی ہے۔ یہ سچے مسیحی کی ایک بُنیادی بات ہے اگر کوئی اِس کا منکر ہو تو وہ مسیحی کہلائے جانے کے لائق نہیں ہے۔ آیت ۱۲-۱۴ ✝

۲۔ رسولی کلیسیا میں بھی کئی شخص بدعتی نکلے۔ دیکھو ۲ تیمتھیس ۲: ۱۶-۱۸۔ جب تک یہ زمانہ رہیگا تب تک کلیسیا میں بدعتی لوگ اُٹھا کرینگے۔ آیت ۱۲۔ ۲ تیمتھیس ۲: ۱۶-۱۸ و ۳: ۱-۷ ✝

۳۔ غلط تعلیموں کو ہر طرح کی دلیلوں سے روکنا اور باطل کرنا چاہئے جیسا کہ پولوس نے قیامت کے منکروں کو پاک نوشتوں اور عقلی دلیلوں اور اُنہی کے دستوروں اور دوسری تعلیموں سے شرمندہ کیا۔ آیات ۱۸ و ۱۹ و ۲۹ و ۳۲ ✝

۴۔ پولوس اور دوسرے رسول جھوٹے گواہ نہیں تھے۔ وہ سچے اور معتبر شخص تھے وہ نہ دھوکا کھانے والے اور نہ دوسروں کو دھوکا دینے والے تھے۔ پس اُن کی گواہی قابل اعتبار ہے۔ اگر ہم مسیح کے

جی اُٹھنے کی نسبت اُن کی گواہی کو معتبر نہ سمجھیں تو ہم اُن کو جھوٹے گواہ ٹھہراتے ہیں۔ اگر کوئی کہے کہ انہوں نے جھوٹی گواہی دی تو اُس سے یہ پوچھنا چاہیئے کہ انہوں نے یہ جھوٹی گواہی کس غرض سے دی۔ آیت ۱۵ +

۵۔ خداوند یسوع مسیح کا جی اُٹھنا اُس کے سب لوگوں کے جی اُٹھنے کا ثبوت اور مثال ہے۔ دیکھو آیت ۲۰۔ جیسا وہ جی اُٹھا ویسا ہی وہ سب بھی جو اُس میں سو گئے ہیں اپنی اپنی نوبت اور درجے میں جی اُٹھینگے۔ دیکھو آیت ۲۲ و ۲۳۔ تب اُس کے لوگ اُس کا سا بدن پائینگے فلپیوں ۳: ۲۱۔ تب اُس کی مانند بنینگے۔ ایوحنا ۳: ۲ و ۳۔ یہ کیسی مبارک اور تسلی بخش امید ہے +

۶۔ موت ہمارا دشمن ہے۔ دیکھو آیت ۲۶۔ وہ ہماری امید نہیں ہے بلکہ ہماری امید خداوند یسوع مسیح کا لوٹ آنا ہے ططس ۲: ۱۳۔ ہم موت کی انتظاری نہیں کرتے بلکہ خداوند مسیح کے آنے کی۔ دس کنواریاں موت کے ملنے کو نہیں نکلیں بلکہ دولہا کے ملنے کو۔ متی ۲۵: ۱-۱۲ +

۷۔ جب مسیح کے دنیا میں آنے کی غرض پوری ہو جائیگی اور دنیا اُس کے کفارے اور جی اُٹھنے اور سلطنت سے بحال ہو جائیگی تب وہ اپنی بادشاہت کو خدا کے سپرد کر کے باپ کے ساتھ تخت پر بیٹھیگا۔ دیکھو آیات ۲۴-۲۸۔ جب اُس کا درمیانی کا کام پورا ہو جائیگا تب وہ اپنی اصلی ذات اور مرتبہ پھر لیگا۔ یوحنا ۱۷: ۲۲-۲۴ +

۸۔ پاک چال چلن کا حاصل ہونا تعلیم کی صحت پر موقوف ہے بعض لوگ کہتے ہیں کہ تعلیم سے آدمی نیک نہیں بنتا۔ اسی سبب سے وہ تعلیم کی پرواہ نہیں کرتے۔ لیکن پولوس کہتا کہ غلط تعلیم سے آدمی کے

خیال بگڑ جاتے ہیں اور جیسا کسی کا خیال ہوگا ویسا ہی وہ کریگا۔ دیکھو آیات ۳۳ و ۳۴۔ واعظ کو تعلیم دینے میں بے پرواہی نہ کرنی چاہیئے اور کلیسیا میں غلط تعلیم کے پھیلانے کی برداشت نہ کرنا چاہیئے +

۹۔ مسیحیوں کا اجر آنے والا ہے۔ خداوند یسوع مسیح کی خاطر دکھ اُٹھانے اور خطرے میں پڑنے کا پھل ہر ایک کو اُس کے آنے پر ملیگا۔ ہم بیفائدہ مسیح کی خدمت نہیں کرتے۔ دیکھو آیت ۳۲۔ رومیوں ۸: ۱۷-۲۳۔ کلسیوں ۳: ۴۔ مکاشفہ ۷: ۱۳-۱۷ +

آیات ۳۵-۵۳۔ (۳۵) اب کوئی یہ کہیگا کہ مُردے کس طرح جی اُٹھتے ہیں اور کیسے جسم کے ساتھ آتے ہیں؟ (۳۶) اے نادان تو خود جو کچھ بوتا ہے جب تک وہ نہ مرے زندہ نہیں کیا جاتا۔ (۳۷) اور جو تو بوتا ہے یہ جسم نہیں جو پیدا ہونے والا ہے بلکہ صرف دانہ خواہ گیہوں کا خواہ کسی اور چیز کا۔ (۳۸) مگر خدا اپنے جیسا ارادہ کر لیا ویسا اُس کو جسم دیتا ہے اور ہر ایک بیج کو اُس کا خاص جسم۔ (۳۹) سب گوشت یکساں گوشت نہیں بلکہ آدمیوں کا گوشت اور ہے۔ چوپاؤں کا گوشت اور۔ پرندوں کا گوشت اور ہے۔ مچھلیوں کا گوشت اور۔ (۴۰) آسمانی بھی جسم ہیں اور زمینی بھی مگر آسمانیوں کا جلال اور ہے زمینیوں کا اور (۴۱) آفتاب کا جلال اور ہے ماہتاب کا اور ستاروں کا اور کیونکہ ستارے ستارے کے جلال میں فرق ہے۔ (۴۲) مُردوں کی قیامت بھی ایسی ہی ہے جسم فنا کی حالت میں بویا جاتا ہے اور بقا کی

حالت میں جی اُٹھتا ہے۔ (۴۳) بے حرمتی کی حالت میں بویا جاتا ہے اور جلال کی حالت میں جی اُٹھتا ہے۔ (۴۴) نفسانی جسم بویا جاتا ہے اور روحانی جسم جی اُٹھتا ہے۔ جب نفسانی جسم ہے تو روحانی جسم بھی ہے۔ (۴۵) چنانچہ لکھا بھی ہے کہ پہلا[1] آدمی یعنی آدم زندہ نفس بنا۔ پچھلا آدم زندگی بخشنے والی روح بنا (۴۶) لیکن روحانی پہلے نہ تھا بلکہ نفسانی تھا اس کے بعد روحانی ہوا۔ (۴۷) پہلا آدمی زمین سے یعنی خاکی تھا۔ دوسرا آدمی آسمانی ہے (۴۸) جیسا وہ خاکی تھا ویسے ہی اور خاکی بھی ہیں اور جیسا وہ آسمانی ہے ویسے ہی اور آسمانی بھی ہیں۔ (۴۹) اور جس طرح ہم اُس خاکی کی صورت پر ہوئے اُسی طرح اُس آسمانی کی صورت پر ہوں۔ (۵۰) اے بھائیو میرا مطلب یہ ہے کہ گوشت اور خون خدا کی بادشاہت کا وارث نہیں ہو سکتا اور نہ فنا بقا کی وارث ہو سکتی ہے۔ (۵۱) دیکھو میں تم سے بھید کی بات کہتا ہوں۔ ہم سب تو نہیں سوئینگے مگر سب بدل جائینگے۔ (۵۲) اور یہ ایکدم میں ایک پل میں پچھلا نرسنگا پھونکتے ہی ہوگا کیونکہ نرسنگا پھونکا جائیگا اور مُردے غیر فانی حالت میں اُٹھینگے اور ہم بدل جائینگے (۵۳) کیونکہ ضرور ہے کہ یہ فانی جسم بقا کا جامہ پہنے اور یہ مرنے والا جسم حیاتِ ابدی کا جامہ پہنے۔

[1] پیدایش کی کتاب ۲: ۷۔

مُردوں کی قیامت کے طریقے کا بیان

اوپر کی آیتوں میں پولوس نے مُردوں کی قیامت کی حقیقت کو ثابت کیا تھا اور ان آیتوں میں اُس کے طریقے کا بیان کرتا ہے۔

اب کوئی یہ کہیگا کہ مُردے کس طرح جی اُٹھتے ہیں'' آیت ۳۵۔ اغلب ہے کہ یہ سوال کسی صدوقی مسیحی نے کیا ہوگا کیونکہ صدوقی مُردوں کی قیامت کے منکر تھے۔ بعض نومرید صدوقی پولوس کی اوپر کی تعلیم پر جو کہ اُس نے قیامت کے بارے میں دی تھی یہ اعتراض کرتے تھے کہ ''مُردے کس طرح اُٹھتے ہیں اور کس جسم کے ساتھ آتے ہیں''؟ صدوقیوں کے اس غلط خیال کا بیان اور خداوند یسوع مسیح کا جواب جو اُس نے اُن کو دیا متی ۲۲: ۲۳-۳۳ میں پایا جاتا ہے۔ مرقس ۱۲: ۱۸ اعمال ۴: ۱-۴۔ اور بعض فریسی یہ غلط تعلیم دیتے تھے کہ جو بدن قبر میں گاڑا جاتا ہے وہی اٹھایا جائیگا اور جس طرح اب آدمی کھاتا۔ پیتا۔ سوتا۔ چلتا۔ پھرتا ہے ویسا ہی قیامت کے بعد بھی کھائے پیئیگا۔ اس کی کسی حالت میں فرق نہ آئیگا۔ سو اُن کی اس تعلیم کی غلطی اور نادانی پولوس اب ظاہر کرتا ہے حزقی ایل ۳۷: ۱-۱۰۔

پولوس اس اعتراض کرنے والے کو اس لئے **نادان** کہتا ہے (آیت ۳۶) کہ باوجود دیکھ ہر روز وہ قیامت کی مثال اور نظیر دیکھتا تھا تو بھی اُس پر یقین نہیں کرتا تھا۔

''تو خود جو کچھ بوتا ہے'' آیت ۳۶ لفظ **تُو** پر غور کرنا چاہئے۔ پولوس گویا یہ کہتا ہے کہ اے فانی اور کم فہم آدمی جبکہ اُس بیج کو جسے **تُو خود** بوتا ہے

خدا جلا کے ایک بدن دیتا ہے تو کیا اُس بیج کو جسے وہ خود بوتا ہے جلا
کے بدن نہ دیگا؟ ہاں وہ ضرور دیگا۔ کیا ہو سکتا ہے کہ وہ فانی آدمی کے
بوئے ہوئے بیج پر برکت دے اور اپنے بوئے ہوئے بیج کو غنیمت ہونے دے
یہ بات خلاف قیاس ہے۔ جو ایسا خیال کرتا ہے وہ اُس نادان نابینا شخص
کی مانند ہے جو اپنی آنکھ کے سامنے اور پاؤں کے نیچے کی چیز کو نہیں دیکھتا
پس ایسا اعتراض کرنا صرف کم اعتقادی کا نشان نہیں بلکہ کم فہمی اور نادانی
کا بھی ہے۔

"جب تک وہ نہ مرے زندہ نہیں کیا جاتا" آیت ۳۶ جس
نشان اور دلیل کی وجہ سے اعتراض کرنے والا قیامت کو نہیں مانتا اُسی
نشان اور دلیل کے وسیلے پولوس اُس کو ثابت کرتا ہے۔ معترض کا یہ اعتراض
ہے کہ جب ہم آدمی کے بدن کو صاف صریح اپنی آنکھوں کے سامنے خاک
میں ملتے اور بالکل نیست ہوتے دیکھتے ہیں تو کیونکر یقین کر سکتے ہیں کہ اُس کی قیامت
ہوگی اور وہ پھر اُٹھیگا۔ سو پولوس جواب دیتا ہے کہ ہاں وہ ضرور پھر اُٹھیگا جیسا
کہ بیج باوجودیکہ زمین میں گاڑا جاتا اور خاک میں مل جاتا ہے لیکن تو بھی اُسی
خاک سے نکلتا اور پھل دیتا ہے اُسی طرح ایمانداروں کی قیامت ہوگی
اور وہ قبر سے اُٹھائے جائینگے۔ شاید پولوس نے یہ مثال خداوند یسوع
مسیح کے کسی شاگرد سے سُنی تھی چنانچہ یوحنا کی انجیل میں لکھا ہے کہ خداوند
نے اپنے شاگردوں سے یہ کہا کہ "میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ جب
تک گیہوں کا دانہ زمین میں گر کے مر نہیں جاتا اکیلا رہتا ہے لیکن جب مر جاتا
ہے تو بہت سا پھل لاتا ہے"۔ یوحنا ۱۲: ۲۴۔

جس طرح درخت اور پھل کے واسطے صرف بیج اور دانے بوئے جاتے ہیں

اور اُن بیجوں اور اُن کے پھلوں اور درختوں کی صورت میں بہت فرق ہوتا
ہے اُسی طرح یہ جسمانی بدن مثل دانے کے بویا جاتا ہے لیکن قیامت کی
فصل میں مثل درختوں اور پھلوں کے اس کی بھی صورت میں فرق ہو جائیگا
اس مثال سے یہ صاف نتیجہ نکلتا ہے کہ قیامت میں ہمارا بدن بدل جائیگا۔
اُس وقت ہم کو ایک جلال والا بدن ملیگا وہ خداوند یسوع مسیح سا جلال والا
بدن ہوگا۔ لوقا ۲۴: ۱۶ اور ۳۱ و ۳۷-۴۰۔ یوحنا ۲۰: ۱۹-۲۷ و ۲۱: ۴۔ رومیوں
۸: ۱۱۔ مکاشفہ ۲۱: ۴۔ لیکن چونکہ یہ بات ثابت ہے کہ جب تک خداوند
یسوع مسیح نہ آئیگا تب تک ایمانداروں کی قیامت نہ ہوگی اور اُن کا جلال
پورا نہ ہوگا۔ لہذا اُن کو اُس کے آنے کا انتظار کرنا اور اُس کی طرف سے نئے
جلالی بدن کے پانے کی تمنا رکھنا چاہیئے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ "چنانچہ ہم اس
میں کراہتے ہیں اور بڑی آرزو رکھتے ہیں کہ اپنے آسمانی گھر سے ملبس ہو جائیں
تاکہ ملبس ہونے کے باعث ننگے نہ پائے جائیں"۔ ۲ کرنتھیوں ۵: ۲ و ۳۔

جس طرح ہر ایک بیج کی صورت اور خاصیت خدا ہی سے مقرر ہوئی ہے
اور ہم اُس کی صورت کے دیکھنے سے اُس کی آئندہ کی صورت اور حالت کو
نہیں دریافت کر سکتے اُسی طرح قیامت کے وقت خدا ہر ایک کے ایمان
اور اعمال کی تحقیقات کر کے جیسا مناسب جانیگا ویسا ہی ہر ایک کو خاص
جسم دیگا کیونکہ جب خدا ہمارے بوئے ہوئے بیجوں کو فصل کے وقت
بے شمار متفرق صورتوں کے بدن دیتا ہے تو کیا وہ قیامت کے وقت ایمان
داروں کو بے شمار اور متفرق بدن نہیں دے سکتا؟ بے شک وہ دے
سکتا ہے اور دیگا بھی۔ وہ پیدا کرنے میں کمزور نہیں ہو گیا اُس کی قدرت محدود
نہیں ہو گئی۔ اس میں کچھ تعجب نہیں کہ وہ ایمانداروں کی قیامت میں اپنی

خاص قدرت اور دانائی دکھائیگا۔ دیکھو آیت ۳۸۔ مکاشفہ ۲۰: ۶+

"سب گوشت یکساں گوشت نہیں" آیت ۳۹۔ اس کے معنی یہ نہیں کہ جیسے اِس زمانے میں آدمیوں۔ چوپاؤں۔ مچھلیوں اور پرندوں کے بدن گوشت سے بنے ہیں۔ مگر پھر بھی اُن سب کے بدنوں میں بہت فرق ہے ویساہی قیامت کے وقت اگرچہ سبھوں کو بدن ملیں گے مگر اُن کی صورت اور شوکت اور صفت میں بہت فرق ہوگا۔ سبھوں کو ایک ہی بدن نہ ملیگا بلکہ ہرایک کو اُس کی لیاقت کے مطابق خاص بدن بخشا جائیگا کیونکہ آدمی جو کچھ بوتا ہے سوہی کاٹیگا، جو کوئی اپنے جسم کے لئے بوتا ہے وہ جسم سے ہلاکت کی فصل کاٹیگا اور جو روح کے لئے بوتا ہے وہ رُوح سے ہمیشہ کی زندگی کی فصل کاٹیگا۔ ہم نیک کام کرنے میں ہمت نہ ہاریں کیونکہ اگر بے دل نہ ہونگے تو عین وقت پر کاٹینگے" گلتیوں ۶: ۸ و ۹+

"آسمانی بھی جسم ہیں" آیت ۴۰۔ بعض عالم سمجھتے ہیں کہ آسمانی جسم" سے پاک فرشتے مراد ہیں۔ دیکھو لوقا ۹: ۲۶۔ اور بعض کہتے ہیں کہ اُس سے سُورج چاند ستارے مراد ہیں۔ خیر جو کچھ ہو اصل مطلب یہ ہے کہ جس طرح یہ صورت و شوکت و صفت میں فرق رکھتے ہیں اُسی طرح قیامت میں آسمان پر ایمانداروں کے جلال میں بھی فرق ہوگا۔ جس طرح اِس زمانے میں آسمانی جسم کا جلال خاکی جسم کے جلال سے سبقت لے جاتا ہے ویسا ہی قیامت کے دن ایمانداروں کا بدن اُن کے زمینی اور خاکی بدن سے سبقت لے جائیگا۔ ۲ کرنتھیوں ۱۱: ۲۔ مکاشفہ ۲۱: ۲۔ یسعیاہ ۵۴: ۵ و ۶۱: ۱۰ و ۱۱+

قیامت میں جو فرق ایمانداروں کے رونق اور مرتبے میں ہوگا اُس کے

بارے میں کچھ تعجب نہ کرنا چاہئے کیونکہ جس طرح آفتاب۔ ماہتاب اور ستارے باوجودیکہ سب آسمانی درجہ رکھتے ہیں مگر پھر بھی اُن کی روشنی اور رونق خوبی اور صورت وغیرہ میں فرق ہے یعنی بعضے بڑے ہیں اور بعضے چھوٹے بعضے زیادہ روشن ہیں اور بعضے کم۔ اِسی طرح قیامت میں ایمان داروں کے رونق اور مرتبے میں بھی فرق ہوگا ہرایک کو الگ الگ اُن کے درجے اور رُتبے کے موافق رونق اور مرتبہ دیا جائیگا۔ آیت ۴۱۔ متی ۱۶: ۲۷۔ ۲۔ رومیوں ۲: ۶ و ۷ و ۲ کرنتھیوں ۵: ۱۰۔ مکاشفہ ۲: ۲۳ و ۲۲: ۱۱+

"مُردوں کی قیامت بھی ایسی ہی ہے" آیت ۴۲۔ یعنی جس طرح ستارے آپس میں فرق رکھتے ہیں اُسی طرح قیامت میں ایمان داروں کے درمیان بھی فرق ہوگا۔ وہ سب جلال پائینگے لیکن بعض زیادہ اور بعض کم۔ ہرایک اپنے اپنے کاموں کے مطابق درجہ اور رُتبہ پائیگا جیسا کہ لکھا ہے کہ "اُس وقت میکائیل وہ بڑا سردار جو تیری قوم کے فرزندوں کی حمایت کے لئے کھڑا ہے اُٹھیگا اور ایسی تکلیف کا وقت ہوگا جو اُمت کی ابتدا سے لیکے اُس وقت تک کبھی نہ ہوا تھا اور اُس وقت تیرے لوگوں میں سے ہرایک جس کا نام کتاب میں لکھا ہوگا رہائی پائیگا۔ اور اُن میں سے بہتیرے جو زمین پر خاک میں سو رہے ہیں جاگ اُٹھینگے بعض حیاتِ ابدی کے لئے اور بعض رسوائی اور ذلتِ ابدی کے لئے۔ پس اہل دانش فلک کی چمک کی مانند چمکینگے اور وہ جن کی کوشش سے بہتیرے صادق ہو گئے ستاروں کی مانند ابدالآباد تک۔ لیکن تو اے دانی ایل اِن باتوں کو بند کر رکھ اور کتاب پر آخر وقت تک مُہر کر رکھ۔ بہتیرے اُس پر سراسر ملاحظہ کرینگے اور دانش زیادہ ہوگی" دانی ایل ۱۲: ۱-۴۔ متی ۱۳: ۴۳+

مخفی نہ رہے کہ اِس کُل باب میں پولوس صرف ایمانداروں کی قیامت کا ذکر کرتا ہے چاہے وہ کسی مُلک کے کیوں نہ ہوں۔ پہلی اور مبارک قیامت میں سوائے اُن کے اور کوئی شرکت نہ پائیگا۔ فلپیوں ۳: ۱۱۔ مکاشفہ ۲۰: ۶ ◆

"جسم فنا کی حالت میں بویا جاتا ہے اور بقا کی حالت میں جی اُٹھتا ہے۔" آیت ۴۲۔ یعنی وہ پھر نہیں مرنے کا وہ بے زوال رہیگا۔ چنانچہ لکھا ہے کہ "وہ ہر ایک کو اُسکے کاموں کے موافق بدلہ دیگا۔ جو نیکو کاری میں ثابت قدم رہکر جلال اور عزت اور بقا کے طالب ہوتے ہیں اُن کو ہمیشہ کی زندگی دیگا۔" رومیوں ۲: ۶ و ۷ و ۸: ۲۱ و ۲ کرنتھیوں ۵: ۱ و ۲ فلپیوں ۳: ۲۱ و ۲ تمیتھیس ۱: ۱۰۔ ططس ۲: ۲۔ ۷ و ۲ پطرس ۱: ۴ ◆

"جسم بے حرمتی کی حالت میں بویا جاتا ہے" آیت ۴۳۔ اگرچہ ہم اپنے دوست کی لاش کو عمدہ پوشاک اور پھولوں سے سنوارتے اور اُس پر قیمتی خوشبو ڈالتے ہیں لیکن ہم اس کی بے حرمتی کو نہیں چھپا سکتے وہ جلد سڑنے لگتی ہے۔ اِس لئے ہم اُس کو قبر میں چھپا دیتے ہیں جب جان نکل گئی تب بدن کی ساری عزت و حرمت جاتی رہی ◆

"جلال کی حالت میں اُٹھتا ہے" آیت ۴۳۔ ہم خداوند یسوع مسیح کے سے جلالی بدن میں اُٹھینگے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ "عزیزو ہم اس وقت خدا کے فرزند ہیں اور ابھی تک یہ ظاہر نہیں ہوا کہ ہم کیا کچھ ہونگے۔ اتنا جانتے ہیں کہ جب وہ ظاہر ہوگا تو ہم بھی اُس کی مانند ہونگے کیونکہ اُس کو ویسا ہی دیکھینگے جیسا وہ ہے" ۱ یوحنا ۳: ۲ و ۱ تھسلنیکیوں ۴: ۱۴-۱۸۔ یوحنا رسول نے خداوند یسوع مسیح کے جلالی بدن کو ایک نظر دیکھا جیسا کہ لکھا ہے کہ "اُور اُن چراغدانوں کے بیچ میں آدمزاد سا ایک شخص جو پاؤں تک

کا جامہ پہنے اور سونے کا سینہ بند سینے پر باندھا ہوا تھا۔ اُس کا سر اور بال سفید اُون بلکہ برف کی مانند سفید تھے اور اُس کی آنکھیں آگ کے شعلوں کی مانند تھیں اور اُس کے پاؤں اُس خالص پیتل کے سے تھے جو بھٹی میں تپایا گیا ہو اور اُس کی آواز زور کے پانی کی سی تھی۔ اور اُس کے دہنے ہاتھ میں سات ستارے تھے اور اُس کے مُنہ میں سے ایک دو دھاری تیز تلوار نکلتی تھی اور اُس کا چہرہ ایسا چمکتا تھا جیسے تیزی کے وقت آفتاب جب میں نے اُسے دیکھا تو اُس کے پاؤں میں مُردہ سا گر پڑا اور اُس نے یہ کہہ کر مجھ پر اپنا دہنا ہاتھ رکھا کہ خوف نہ کر میں اول اور آخر اور زندہ ہوں۔ میں مر گیا تھا اور دیکھ ابد الآباد زندہ رہونگا اور موت اور عالم ارواح کی کنجیاں میرے پاس ہیں" مکاشفہ ۱: ۱۲-۱۸۔ متی ۱۷: ۱-۹ ◆

"قوت کی حالت میں اُٹھتا ہے" آیت ۴۳۔ اُس وقت ایمانداروں کو نئی قدرتیں اور قوتیں اور صفتیں دی جائینگی۔ وہ پاک فرشتوں سے بھی زور میں سبقت لے جائینگے بلکہ فرشتے بھی اُن کے محکوم ہو کے اُن کی خدمت کرینگے۔ باب ۶: ۲ و ۳۔ عبرانیوں ۱: ۱۴ ◆

"نفسانی جسم" (آیت ۴۴) سے وہ بدن مراد ہے جس میں نفس حکومت کرے۔ پیدایش سے ہم سبھوں کو ایسا بدن ملا۔ چنانچہ لکھا ہے کہ "کیونکہ میں جانتا ہوں کہ مجھ میں یعنی میرے جسم میں کوئی نیکی بسی ہوئی نہیں البتہ ارادہ تو مجھ میں موجود ہے مگر نیک کام مجھ سے بن نہیں پڑتے ... ہائے میں کیسا کمبخت آدمی ہوں! اِس موت کے بدن سے مجھے کون چھڑائیگا؟ رومیوں ۷: ۱۸ و ۲۴۔ افسیوں ۲: ۱-۳۔ ایوب ۱۴: ۴۔ ہر ایک سچا اور تجربہ کار مسیحی اس نفس والے بدن کے سبب کراہتا اور چیخیں مارتا ہے۔

اُس کے پیٹریں مارکرتی ہیں جیسے کہ پولوس کہتا کہ "اور نہ فقط وہی بلکہ ہم بھی جنہیں روح کے پہلے پھل ملے ہیں آپ اپنے باطن میں کراہتے ہیں اور لے پالک ہونے یعنی اپنے بدن کی مخلصی کی راہ دیکھتے ہیں"۔ رومیوں ۸: ۲۳ +

"روحانی جسم" (آیت ۴۴) سے وہ بدن مُراد ہے جس میں خدا کی رُوح حکومت کرتی ہے چنانچہ لکھا ہے کہ "اور اگر اُسی کی رُوح تم میں بسی ہوئی ہے جس نے یسوع کو مُردوں میں سے جلایا تو جس نے مسیح یسوع کو مُردوں میں سے جلایا وہ تمہارے فانی بدن کو بھی اپنے اُس رُوح کے وسیلے سے زندہ کریگا جو تم میں بسی ہوئی ہے"۔ رومیوں ۸: ۱۱ و ۲ کرنتھیوں ۴: ۱۴ و ۵: ۱ تا ۳ +

ہمارے اِس بدن میں اور قیامت والے بدن میں اتنا فرق ہے جتنا اب جسم اور روح میں ہے۔ قیامت کے وقت ہم کو ایسا بدن ملیگا جو کہ ہماری اُس حالت کی زندگی کے لائق اور ضرور ہو۔ قیامت میں آدمی وہی رہیگا مگر اُس کا بدن اُس کی نئی اور آسمانی زندگی کی حالت کے موافق روحانی ہوجائیگا جیسا کہ اِس زمانے میں ہم کو یہ بدن دیا گیا ہے تاکہ اِس زندگی کا کام ہم اُس سے سہولیت کے ساتھ کرسکیں ویسا ہی قیامت میں ہم کو ایسا روحانی بدن دیا جائیگا کہ جس سے ہم وہاں کا کام کرسکیں +

"جب نفس والا جسم ہے تو روحانی جسم بھی ہے" آیت ۴۴۔ اِس کے معنی ہیں کہ اگر نفس کے لئے ایک خاص اور ایک خاکی بدن ضروری ہے تو روح کے لئے بھی قیامت میں ایک خاص روحانی اور آسمانی اور جلالی بدن چاہئے۔ کلسیوں ۳: ۴ و افسانیکیوں ۴: ۱۷۔ ۱ یوحنا ۳: ۲ +

"لکھا ہے بھی کہ پہلا آدمی یعنی آدم زندہ نفس بنا" آیت ۴۵ کو پیدایش ۲: ۷ سے مقابلہ کرو۔ پولوس یہاں پہلے اور دوسرے آدمی یعنی آدم اور خداوند یسوع مسیح کے بیچ میں مقابلہ کرتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ لکھا ہے کہ پہلا آدمی زندہ نفس بنا۔ وہ اوروں کو ہمیشہ کی زندگی نہیں دے سکتا تھا لیکن خداوند یسوع مسیح جلانے والی رُوح ہوا۔ یعنی وہ آپ ہی جی اُٹھا اور دوسروں کو بھی زندگی دے سکتا ہے چنانچہ لکھا ہے کہ "یسوع نے اُس سے کہا کہ قیامت اور زندگی میں ہی ہوں۔ جو مجھ پر ایمان لاوے اگرچہ وہ مرگیا ہو تو بھی جئیگا"۔ یوحنا ۱۱: ۲۵ و ۶: ۳۳ و ۳۹ و ۴۰ و ۴۷ و ۵۴ و ۵۷ و ۱۴: ۶ و ۲ کرنتھیوں ۳: ۶ و ۱۸ +

"پچھلا آدم زندگی بخشنے والی رُوح بنا" آیت ۴۵۔ یہودیوں میں یہ آنے والے مسیح کا ایک لقب تھا۔ خداوند یسوع مسیح دنیا میں مجسم ہوتے وقت جلانے والی روح ہوا چنانچہ لکھا ہے کہ "باپ مجھ سے اِس لئے محبت رکھتا ہے کہ میں اپنی جان دیتا ہوں تاکہ اُسے پھر لے لوں۔ کوئی اُسے مجھ سے چھینتا نہیں بلکہ میں اُسے آپ ہی دیتا ہوں۔ مجھے اُس کے دینے کا بھی اختیار ہے اور اُس کے پھر لینے کا بھی اختیار ہے یہ حکم میرے باپ سے مجھے ملا"۔ یوحنا ۱۰: ۱۷ و ۱۸۔ ۵: ۲۱ و ۶: ۶۳ +

یہ خدا کا انتظام ہے کہ چھوٹا بڑے سے اور ناکامل کامل سے پہلے ہو۔ آدم کی خاکی زمینی اور نفسانی حالت اُس کی جلالی۔ آسمانی اور روحانی حالت سے پہلے تھی۔ حال کی زندگی مثل بیج کے آنے والی اور ہمیشہ کی زندگی کے لئے تیاری بخشتی ہے۔ اِس لئے خدا کی ساری مخلوقات میں ترقی ہوتی ہے۔ اِس لئے نفسانی روحانی سے پہلے ہوتا ہے۔ دیکھو آیت ۴۶۔ عبرانیوں ۲: ۱۰ +

آدم کا بدن خاکی تھا۔ وہ زمین پر رہنے کے لئے بنایا گیا۔ وہ خاک میں پھر مل جانے کے قابل تھا۔ دیکھو آیت ۴۷۔ پیدایش ۲: ۷ و ۳: ۱۹ و ۲۰۔ اُس کا بدن گناہ کے سبب سے موت کی سزا کا سزاوار ہوا۔ رومیوں ۵: ۱۲۔ خداوند یسوع مسیح آسمان سے آیا۔ وہ ازل سے خداوند کے ساتھ تھا وہ مقرر وقت پر مجسم ہوا اور آدمیوں کے درمیان رہا جیسا کہ لکھا ہے کہ "لیکن جب وقت پورا ہو گیا تو خدا نے اپنے بیٹے کو بھیجا جو عورت سے پیدا ہوا اور شریعت کے ماتحت پیدا ہوا تاکہ شریعت کے ماتحتوں کو مول لے کر چھڑا لے اور ہم کو لے پالک ہونے کا درجہ ملے۔" گلتیوں ۴: ۴ و ۵۔ اور پھر لکھا ہے کہ "اور آسمان پر کوئی نہیں چڑھا سوا اُس کے جو آسمان سے اُترا یعنی ابن آدم جو آسمان میں ہے"
یوحنا ۳: ۱۳ و ۳۱ و ۸: ۵۶-۵۸

جیسے پہلا آدم خاکی تھا ویسا ہی اُس کی کُل اولاد بھی خاکی مقرر ہوئی۔ وہ سب مرنے والے ہیں۔ دیکھو آیت ۴۸۔

جیسا خداوند یسوع مسیح آسمانی قرار دیا گیا ویسا ہی جتنے اُس کے ہیں اور جتنے اُس پر ایمان لائے وہ سب اُس کی مانند بن جائیں گے۔ آیت ۴۸۔ چنانچہ لکھا ہے کہ "مگر ہمارا وطن آسمان پر ہے اور ہم ایک منجی یعنی خداوند یسوع مسیح کے وہاں سے آنے کے انتظار میں ہیں۔ وہ اپنی اُس قوت کی تاثیر کے موافق جس سے سب چیزیں اپنے تابع کر سکتا ہے۔ ہماری پست حالی کے بدن کی شکل بدل کر اپنے جلال کے بدن کی صورت پر بنائے گا۔" فلپیوں ۳: ۲۰ و ۲۱۔ "لیکن جب کامل آئے گا تو ناقص جاتا رہے گا۔" ا۔کرنتھیوں ۱۳: ۱۰۔ عبرانیوں ۱۲: ۲۲ و ۲۳ و ۲۔تھسلنیکیوں ۴: ۱۸۔

اور جس طرح ہم اُس خاکی کی صورت پر ہوئے اُسی طرح اُس

آسمانی کی صورت پر بھی ہوں گے" آیت ۴۹۔ جیسا کہ لکھا ہے کہ "اور آدم ایک سو تیس برس کا ہوا۔ کہ اُس کا ایک بیٹا اُس کی صورت پر اور اُس کی مانند پیدا ہوا اور اُس نے اُس کا نام سیتھ رکھا۔" پیدایش ۵: ۳۔ اس زمانے میں ہم اپنے باپ آدم کی صورت پر پیدا ہوتے اور چونکہ وہ گنہگار تھا اس لئے ہم بھی گنہگار ہیں۔ وہ خاکی مرنے والا تھا اس لئے ہم بھی اُس کی مانند مرنے والے ہیں جیسا کہ لکھا ہے کہ "کون ہے جو ناپاک سے پاک نکالے؟ کوئی نہیں۔"
ایوب ۱۴: ۴۔

قیامت کے وقت خداوند یسوع مسیح کے لوٹ آنے پر ہم اُس کا سا آسمانی بدن پائیں گے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ "جب مسیح جو ہماری زندگی ہے ظاہر کیا جائے گا تب تم بھی اُس کے ساتھ جلال میں ظاہر کئے جاؤ گے۔" کلسیوں ۳: ۴ و ۱۱۔ رومیوں ۸: ۲۹ و ۲۔کرنتھیوں ۳: ۱۸ و ۴: ۱۱۔ فلپیوں ۳: ۲۱ و ا۔یوحنا ۳: ۲۔

"جسم اور خون" سے خاکی اور زمینی بدن مراد ہے۔ آیت ۵۰۔ اس بدن کی تبدیلی کا صرف امکان ہی نہیں ہے بلکہ آسمان میں داخل پانے کے لئے اُس کی تبدیلی بہت ضروری ہے۔ آسمان سے صرف نئی اور پاک روح پانے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ نئے بدن پانے کی بھی ضرورت ہے۔ یوحنا ۳: ۳۔ رومیوں ۸: ۵-۳۔ گلتیوں ۱: ۱۶۔ افسیوں ۶: ۱۲۔ متی ۱۶: ۱۷۔

"فنا" سے جسم اور خون کا بدن مراد ہے آیت ۵۰۔ یہ فانی بدن بہشت میں رہنے کے قابل نہیں ہے اس لئے وہ بقا کا یعنی ابدیت کا وارث نہیں ہو سکتا اور نہ ہوگا۔

"دیکھو میں تم سے بھید کی بات کہتا ہوں" آیت ۵۱۔ اس سے وہ بات مراد ہے جو سوا خدا کی روح کی ہدایت کے اور کسی طور سے نہیں دریافت

ہو سکتی۔ دیکھو باب ۲: ۷ و ۱۰ کی تفسیر کو۔

قیامت کے طریقے کو دریافت کرنے میں عقل بالکل ناقص ہے۔ وہ اس بھید کو نہیں دریافت کر سکتی۔

"ہم سب تو نہیں سوئینگے مگر سب بدل جائینگے" آیت ۵۱۔ ان الفاظ کی صاف اور مفصل تفسیر ۱-تھسلنیکیوں ۴: ۱۳-۱۷* میں پائی جاتی ہے گمان غالب ہے کہ بعض کرنتھی مسیحیوں نے پولوس کی یہ تعلیم سنکے کہ جسم اور خون خدا کی بادشاہت کے وارث نہیں ہو سکتے اُس سے یہ سوال کیا ہوگا کہ جس وقت مسیح آئیگا اور قیامت ہوگی تو ہم مسیحیوں کا جو کہ جیتے اور اُس وقت جسم اور خون رکھتے ہونگے کیا حال ہوگا؟ سو پولوس اس سوال کا یہ جواب دیتا ہے کہ اے بھائیو ہم جو اُس وقت جیتے ہونگے ہم کو مرنا نہ ہوگا۔ ہم سوئینگے نہیں ہم بھی نیا جلالی آسمانی بدن پائینگے۔ ہم بھی بدل جائینگے ہم بھی بدلیوں پر ناگاہ اُٹھ جائینگے تاکہ خداوند سے ملاقات کریں اور آخر کار پھر ہم خداوند کے ساتھ ہمیشہ رہینگے۔ پولوس کی یہ امید تھی کہ میرے ہی زمانے میں خداوند یسوع مسیح آئیگا اور مجھ کو مرنا نہ ہوگا بلکہ موت سے چھٹ کر میں اپنے آسمانی بدن سے ملبس ہونگا۔ ۲-کرنتھیوں ۵: ۱-۴۔ یہی ہر ایک مسیحی کی امید اور آرزو ہونی چاہیئے کہ میں نہ مروں بلکہ بدل جاؤں۔ مکاشفہ ۲۲: ۲۰۔ ایک پشت نہ سوئیگی یعنی وہ مسیحی جو مسیح کے آنے کے وقت زندہ رہینگے نہ مرینگے بلکہ ایک دم بدل کر نیا اور آسمانی بدن پائینگے۔ کیا شکر ہماری پشت کو یہ مبارک یادی حاصل ہو۔ ۱-تھسلنیکیوں ۱: ۱۰؛ ۱۹:۹ و ۳: ۱۳ و ۴: ۱۸ و ۲-تھسلنیکیوں ۱: ۱۰۔

* ۱-تھسلنیکیوں کو پولوس رسول کے پہلے خط کی تفسیر کو دیکھو ۱۵۱-۱۷۱ جس کی تصنیف میں نے کی دیکھیے۔ جے۔ جے۔ لوکس

"ایک دم میں ایک پل میں ہم بدل جائیں گے" آیت ۵۲۔ اس سے ظاہر ہے کہ خداوند یسوع مسیح کا آنا اور قیامت کا قائم ہونا یکایک ہوگی۔ کوئی اُس کو آتے دیکھ کر دوسروں کو خبر دینے کی مہلت نہ پائیگا۔ لہذا ہر وقت اُس کے آنے کے لئے تیار رہو جیسا کہ لکھا ہے کہ "دیکھو میں تمہیں آگے ہی کہہ چکا پس اگر وہ تمہیں کہیں کہ دیکھو وہ بیابان میں ہے تو باہر نہ جائیو یا کہ دیکھو وہ کوٹھری میں ہے تو نہ مانیو کیونکہ جیسا بجلی پورب سے کوند کے پچھم تک چمکتی ویسا ہی ابن آدم کا آنا بھی ہوگا" متی ۲۴: ۲۵-۲۷۔

"نرسنگا پھونکا جائیگا" آیت ۵۲۔ یہ خداوند یسوع کے آنے کا نشان ہے جیسا کہ لکھا کہ "کیونکہ خداوند خود آسمان سے اُتر آئیگا اُس وقت للکار اور مقرب فرشتے کی آواز سنائی دیگی اور خدا کا نرسنگا پھونکا جائیگا اور پہلے تو مسیح میں موئے ہوئے جی اُٹھینگے" ۱-تھسلنیکیوں ۴: ۱۶ اور پھر لکھا ہے کہ "اور اُس وقت ابن آدم کا نشان آسمان پر دکھائی دیگا اور اُس وقت زمین کی ساری قومیں چھاتی پیٹینگی اور ابن آدم کو بڑی قدرت اور جلال کے ساتھ آسمان کے بادلوں پر آتے دیکھینگی اور وہ نرسنگے کی بڑی آواز کے ساتھ اپنے فرشتوں کو بھیجیگا اور وہ اس کے برگزیدوں کو چاروں طرف سے آسمان کے اس سرے سے اُس سرے تک جمع کرینگے" متی ۲۴: ۳۰ و ۳۱۔ اور دیکھو خروج ۱۹: ۱۶-۲۰۔ قیامت کے شروع میں ذیل کے یہ عجیب واقعات سلسلہ وار ظاہر ہونگے۔ اول خداوند یسوع مسیح بادلوں پر سوار ہوکے ظاہر ہوگا وہ آسمان پر سے اُتریگا اور ہوا میں بدلیوں پر ٹھہریگا۔ دوئم۔ مردے اُٹھکے غیر فانی ہونگے اور ہم بدل جائینگے" یعنی وہ جو مسیح میں ہوکے موئے ہیں پہلے جی اُٹھینگے اور بدلیوں پر خداوند یسوع مسیح سے ملاقات کرنے کے لئے یکایک اُٹھ جائینگے۔ سوئم۔ ہم بھی

بدل جائینگے" یعنی ہم میں سے جو جیتے رہینگے وہ جلائے ہوئے ایمان داروں کے ساتھ بدلیوں پر ناگاہ اٹھائے جائینگے تاکہ ہوا میں خداوند سے ملاقات کریں یسعیاہ ۲۵: ۱۳- دانی ایل ۱۲: ۲ و ۳- زکریاہ ۹: ۱۴- متی ۲۴: ۳۶-۵۱- لوقا ۲۱: ۲۵-۲۸- یوحنا ۵: ۲۵- اعمال ۱: ۷ و ۲ تھسلنیکیوں ۲: ۱-۸- یعقوب ۵: ۷ و ۸- ۲ پطرس ۳: ۳-۱۴- یہوداہ آیت ۱۴ و ۱۵- مکاشفہ ۲۱: ۱-۵ و ۲۲: ۳ و ۷ و ۲۰+

"ضروری ہے کہ فانی جسم بقا کا جامہ پہنے" آیت ۵۳- اس لئے ضروری ہے کہ جسم اور خون خدا کی بادشاہت کے وارث نہیں ہوسکتے اور نہ فنا بقا کا وارث ہوسکتا ہے۔ دیکھو آیت ۵۰ کی تفسیر کو+

یہ نہیں لکھا ہے کہ یہ فانی اور مرنے والا بدن بالکل نیست ہو جائیگا بلکہ وہ خداوند کے آتے وقت بالکل بدل دیا جائیگا۔ وہ ابدی زندگی کا جامہ پہنیگا۔ آیت ۵۳ نیست کیا جانا اور بات ہے اور بدل دیا جانا اور بات ہے۔ اُس وقت بدن کو نئی قوتیں اور صفتیں بخشی جائینگی۔ فنا اُس میں سے جاتی رہیگی۔ جو کمزوری اور بے حرمتی اُس میں پہلے تھی اُس وقت اُس میں اُس کا کچھ نام و نشان نہ رہیگا وہ مرنے والا نہ رہیگا وہ بقا اور ہمیشہ کی زندگی کے ساتھ آسمان سے ملبس کیا جائیگا۔ جیسا کہ لکھا ہے کہ "کیونکہ ہم اس خیمہ میں رہکر بوجھ کے مارے کراہتے ہیں اس لئے نہیں کہ یہ لباس اُتارنا چاہتے ہیں بلکہ اس پر اور پہننا چاہتے ہیں تاکہ وہ جو فانی ہے زندگی میں غرق ہو جائے"۔ ۲ کرنتھیوں ۵: ۴+

حاصل کلام

۱- قیامت کی حقیقت عقلی دلیلوں سے کچھ کچھ ثابت ہو سکتی ہے۔

اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ کبھی کبھی عقلی دلیلوں سے خدا کے پاک کلام کی تعلیم کو ظاہر اور ثابت کرنا مناسب ہے۔ آیت ۳۶-۴۲- رومیوں ۱: ۱۸-۲۳+

۲- قیامت میں ایمان داروں کے جلال اور درجے میں فرق ہوگا بعض زیادہ عزت پائینگے اور بعض کم جیسا کہ ایک ستارہ دوسرے ستارے کی نسبت جلال میں فرق رکھتا ہے۔ آیت ۴۰-۴۲+

۳- قیامت میں ایمان داروں کو مسیح کا سا جلالی بدن ملیگا جیسا ہم نے پہلے آدم میں شریک ہونے کے سبب سے اُس کی خاکی صورت پائی ویسا ہی دوسرے آدم میں شریک ہونے کے سبب سے ہم آسمانی اور جلالی صورت پائینگے۔ آیت ۴۵ و ۴۹+

۴- مسیحیوں کی قیامت خداوند یسوع مسیح کے آنے کے وقت ہوگی اُس وقت جتنے اُس میں ہو کے مرے اُٹھائے جائینگے اور جتنے اُس کے لوگ اُس وقت جیتے ہونگے وہ بدل جائینگے۔ آیت ۵۱-۵۲

۵- مسیحیوں کا بدن نیست نہیں ہوتا بلکہ صرف بدل جاتا ہے آیت ۵۳ و ۱ تھسلنیکیوں ۴: ۱۴-۱۷+

۶- مرنا مسیحیوں کی امید نہیں ہے بلکہ مسیح کا آنا اور اس خاکی کمزور فانی بدن کے عوض نیا جلالی بدن پانا اُن کی امید ہے۔ آیت ۵۲

آیات ۵۴-۵۸- (۵۴) اور جب یہ فانی جسم بقا کا جامہ پہن چکیگا اور یہ مرنے والا جسم حیات ابدی کا جامہ پہن چکیگا تو وہ پورا ہوگا جو لکھا ہے کہ موت فتح کا لقمہ ہو گئی[1] (۵۵) اے موت

[1] یسعیاہ ۲۵: ۸

تیری فتح کہاں رہی؟ اے موت تیرا ڈنگ کہاں رہا؟ (۵۶) موت کا ڈنگ گناہ ہے اور گناہ کا زور شریعت ہے۔ (۵۷) مگر خدا کا شکر ہے جو ہمارے خداوند یسوع مسیح کے وسیلے سے ہم کو فتح بخشتا ہے۔ (۵۸) پس اے میرے عزیز بھائیو ثابت قدم اور قائم رہو اور خداوند کے کام میں ہمیشہ افزائش کرتے رہو کیونکہ یہ جانتے ہو کہ تمہاری محنت خداوند میں بے فائدہ نہیں ہے +

پہلی قیامت کے نیک اور مبارک نتیجے

"وہ قول جو لکھا ہے پورا ہوگا" آیت ۵۴ یعنی یسعیاہ کے ۲۵ باب ۸ آیت میں جیسا کہ لکھا ہے کہ "وہ ایک لخت موت کو نگل جائیگا اور خداوند خدا سبھوں کے چہروں سے آنسو پونچھ ڈالیگا اور اپنے لوگوں کی رسوائی تمام سرزمین پر سے کھو دیگا کیونکہ خداوند نے یہ فرمایا ہے۔"

اس زمانے میں ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ فتح نے موت کو نگل لیا یا "موت فتح کا لقمہ ہوگئی" آیت ۵۴۔ جب یہ فانی غیر فانی کو اور یہ مرنے والا ہمیشہ کی زندگی کو پہن چکیگا تب ہم کہہ سکینگے کہ فتح نے موت کو نگل لیا۔ آیت ۵۴ میں لفظ تو یعنی تب پر غور کرنا چاہئے سو واضح ہو کہ اب تک یہ بات پوری نہیں ہوئی وہ قیامت کے وقت پوری ہوگی۔ ہم فتحمندی کا جھنڈا قبر پر اب تک نہیں کھڑا کر سکتے۔ اب تک موت سبھوں کو نگل جاتی ہے۔ اب تک وہ ہر ایک قبر کے اوپر فتحمندی کا جھنڈا کھڑا کرتی ہے۔ اب تک موت قبر کی طرف اشارہ کر کے کہتی ہے کہ دیکھو میں نے فتح پائی لیکن مسیح کی خالی قبر کی طرف دیکھ کر وہ حیران

ہوتی ہے۔ وہاں بے شک ہم کہہ سکتے ہیں کہ "فتح نے موت کو نگل لیا" مسیح کے لوٹ آنے کے وقت جب اُس کے سب لوگ جی اُٹھینگے تب یہ بات بالکل کامل طور سے پوری ہو جائیگی۔ تب ہر ایک مسیحی کی قبر کھلی نظر پڑیگی اور اُس وقت قبر کے اوپر سے موت کے سب جھنڈے گرائے جائینگے۔ کاشکہ وہ دن جلد آئے تب ہم فتح کا گیت گائینگے اور خوشی منائینگے۔ تب مثل اور سب باتوں کے یہ بات بھی پوری ہو جائیگی کہ جیسا خداوند یسوع مسیح نے قبر سے نکل کے اُس پر فتح پائی تھی اُسی طرح ہم بھی قیامت کے دن اُس پر فتح پائینگے۔ تھسلنیکیوں ۴: ۱۶ و ۱۷۔ ۲ تیمتھیس ۱: ۱۰۔ عبرانیوں ۲: ۱۴ و ۱۵ +

"اے موت تیری فتح کہاں رہی؟ اے موت تیرا ڈنگ کہاں رہا"؟ آیت ۵۵۔ دیکھو ہوسیع ۱۳: ۱۴۔ موت اب تک اُس بچھو کی مانند ہے جس کا ڈنک نکالا گیا ہے۔ جس طرح بے ڈنک والا بچھو اگرچہ ہم کو کاٹ کھاتا ہے مگر اُس کے کاٹنے سے ہم کو کچھ ضرر نہیں ہوتا وہ کاٹنے سے صرف اپنی دشمنی ظاہر کرتا ہے اُسی طرح مسیحیوں کی موت میں تلخی۔ گھبراہٹ۔ خوف کچھ بھی نہیں ہے۔ اُن کے واسطے موت کا اب کچھ ڈنک نہیں ہے کیونکہ خداوند یسوع مسیح نے موت کے ڈنک کو اپنے اوپر لے لیا سو اُس کا ڈنک اب ہم پر اثر نہ کریگا۔ سچے مسیحیوں کی موت میں کچھ تلخی اور خوف نہیں ہے کیونکہ خداوند نے اپنے لوگوں کے لئے موت کا مزا چکھا۔ عبرانیوں ۲: ۹۔ وہ اب خوشی مناتے ہوئے موت کا پیالہ پی سکتے ہیں۔ پولوس کے ساتھ ایک ایک یہ کہہ سکتا ہے کہ میرے لئے "موت نفع ہے" فلپیوں ۱: ۲۰-۲۳۔ وہ جانتے ہیں کہ ہماری روح مسیح کے پاس جہاں وہ ہے فوراً پہنچ جائیگی۔ لوقا ۲۳: ۴۳۔ یوحنا ۱۴: ۲-۳۔ یہ غور طلب بات ہے کہ پولوس نے یہ نہیں کہا کہ میرے گھرانے یا کلیسیاؤں کے

لئے میری موت نفع ہے مگر اتنا کہ میرے لئے نفع ہے ۔

"اے موت" آیت ۵۵۔ بعض عالم سمجھتے ہیں کہ اگر موت کے عوض لفظ حادیث لکھا جائے تو بہتر ہے۔ یہ ایک یونانی لفظ ہے جس کے معنی عالم ارواح کے ہیں۔ پس اگر موت سے عالم ارواح مُراد ہو تو اُسکے معنی یہ ہونگے کہ موت اور قیامت کے درمیان جو عرصہ ہوگا اُس میں اُن لوگوں کو جو مسیح میں ہو کے سو گئے ہیں کچھ شکست یا سزا یا مصیبت نہ ہوگی بلکہ اُن کو اُسی درمیانی حالت میں فتح ہوگی۔ غرضیکہ جو کچھ ہو وہ مسیح میں سو جانے کے وقت عزت اور خوشی پا کے کہہ سکتے ہیں کہ "اے موت تیری فتح کہاں رہی"؟ لوقا ۲۳: ۴۳ مکاشفہ ۵: ۸-۱۴ و ۷: ۹-۱۷۔

"موت کا ڈنک گناہ ہے" آیت ۵۶۔ اس لئے کہ اگر گناہ نہ ہوتا تو موت میں کچھ ڈنک بھی نہ ہوتا اگر آدم گناہ نہ کرتا تو وہ موت سے نہ ڈرتا۔ ہم صرف اپنے گناہوں کے سبب سے موت سے ڈرتے ہیں ہمارے گناہ موت میں ڈنک پیدا کرتے ہیں پس جب ہمارے گناہ بخشے گئے تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ "اے موت تیرا ڈنک کہاں رہا"؟

"گناہ کا زور شریعت ہے" آیت ۵۶۔ چنانچہ لکھا ہے "کیونکہ شریعت تو غضب پیدا کرتی ہے اور جہاں شریعت نہیں وہاں عدول حکمی بھی نہیں" رومیوں ۴: ۱۵ اور پھر لکھا ہے کہ "مسیح جو ہمارے لئے لعنتی بنا اُس نے ہمیں مول لیکر شریعت کی لعنت سے چھڑایا کیونکہ لکھا ہے کہ جو کوئی لکڑی پر لٹکایا گیا وہ لعنتی ہے" گلتیوں ۳: ۱۳۔ رومیوں ۵: ۱۲ و ۱۳ و ۷: ۱۱-۱۳ و ۱ تمتھیس ۱: ۸۔

"مگر خدا کا شکر ہو جو ہمارے خداوند یسوع مسیح کے وسیلے

سے ہم کو فتح بخشتا ہے" آیت ۵۷۔ گناہ پر غالب آنے اور توڑی ہوئی شریعت کی سزا سے چھوٹ جانے کی راہ صرف خداوند یسوع مسیح کے وسیلے سے ملتی ہے۔ اُس نے اپنے لوگوں کے عوض شریعت کو پورا کیا اُس نے اُس کی ہر ایک بات کی فرمانبرداری کی۔ اُس نے اپنے لوگوں کے عوض توڑی ہوئی شریعت کی سزا اپنے اوپر اُٹھا لی۔ اُس نے ہمارے بدلے شریعت کی فرمانبرداری کی اور اُس کی سزا اُٹھانے سے ہم گناہ کی سزا اور زور سے چھوٹ گئے جیسا کہ لکھا ہے کہ "وہ ہمارے قصوروں کے لئے حوالے کر دیا گیا اور ہمارے راستباز ٹھہرنے کے لئے جلایا گیا" رومیوں ۴: ۲۵ یسعیاہ ۵۳: ۵۔ ہر ایک مسیحی اپنے دل کے اندر دیکھ کر پولوس کے ساتھ کہہ سکتا ہے کہ "آہ! میں تو خراب خستہ آدمی ہوں! اس موت کے بدن سے مجھے کون چھڑائیگا"؟ اور یہ بھی وہ کہہ سکتا ہے کہ خدا کا شکر کرتا ہوں۔ ہمارے خداوند یسوع مسیح کے وسیلے کہ جس نے مجھے گناہ و شریعت پر فتح بخشی ہے۔ رومیوں ۷: ۲۴ و ۲۵ و ۱ یوحنا ۵: ۴ و ۵۔

اٹھاون آیت میں پولوس اپنے مسیحی بھائیوں کو خداوند کے کام میں ترقی کرتے رہنے کی ترغیب دیتا ہے۔ مسیحیوں کو ذیل کی وجہوں سے خداوند کی خدمت میں ثابت قدم اور پائیدار رہنا چاہئے۔ (۱) اس وجہ سے کہ وہ ضرور آخرکار فتح پائینگے۔ (۲) اُن کی محنت بے فائدہ نہیں ہے۔ (۳) اور سب قسم کی محنت بے فائدہ و بے پھل ہے کیونکہ اگر کوئی دنیا یا دولت یا عزت کی خدمت کریگا تو وہ آخر کو افسوس کریگا۔ اُس کو ایسی چیزوں سے کچھ دلی اطمینان یا آسمانی رتبہ حاصل نہ ہوگا۔ دیکھو باب ۳: ۸ و ۱۵۔

"تمہاری محنت خداوند میں بیفائدہ نہیں ہے" آیت ۵۸۔

بات پر بخوبی غور کرنا چاہیئے کہ آیا ہم خداوند ہیں اور خداوند کے لئے اور اُس کی خاطر کام کرتے ہیں یا نہیں جیسا کہ لکھا ہے کہ "اور کلام یا کام جو کچھ کرتے ہو وہ سب خداوند یسوع کے نام سے کرو اور اُسی کے وسیلے سے خدا باپ کا شکر بجا لاؤ" کلسیوں ۳: ۱۷- اور پھر لکھا ہے کہ "ہم نیک کام کرنے میں ہمت نہ ہاریں کیونکہ اگر بے دل نہ ہونگے تو عین وقت پر کاٹینگے" گلتیوں ۶: ۹ و ۱-کرنتھیوں ۹: ۲۶ و ۱۰: ۳۱+

حاصل کلام

۱- خداوند یسوع مسیح کا کام اب تک پورا نہیں ہوا- آیت ۵۴- جیسا کہ لکھا ہے کہ "کیونکہ ہم کو معلوم ہے کہ ساری مخلوقات مل کر اب تک کراہتی ہے اور دردِ زہ میں پڑی تڑپتی ہے- اور نہ فقط وہی بلکہ ہم بھی جنہیں روح کے پہلے پھل ملے ہیں- آپ اپنے باطن میں کراہتے ہیں اور لے پالک ہونے یعنی اپنے بدن کی مخلصی کی راہ دیکھتے ہیں" رومیوں ۸: ۲۲ و ۲۳- اب تک فانی غیر فانی کو نہیں پہن چکا ہے اب تک فتح نے موت کو نہیں نگل لیا ہے+

۲- جو باتیں قیامت کے حق میں کتابِ مقدس میں لکھی ہیں وہ سب پوری ہونگی- ہم ان باتوں پر بھروسہ کرکے تسلی اور قوت پاتے ہیں- آیت ۵۴+

۳- خداوند یسوع کے آنے کا انتظار خوشی سے کرنا چاہیئے- اُس وقت ہم خوشی کا یہ گیت گا سکینگے کہ "اے موت تیری فتح کہاں رہی! اے موت تیرا ڈنک کہاں رہا"؟ آیت ۵۵+

۴- مسیحیوں کی موت میں کچھ تلخی اور گھبراہٹ نہ ہونی چاہیئے موت اُن کو ڈنک نہیں مار سکتی گناہ اُن پر زور نہیں کر سکتا- توڑی ہوئی شریعت اُن کو سزا نہیں دلا سکتی اور نہ اُن پر کچھ الزام لگا سکتی ہے آیت ۵۶+

۵- خدا ہی نے رُوح اور بدن کے رہائی کی تدبیر نکالی- پس اُس کا شکر کرنا چاہیئے- آیت ۵۷+

۶- گناہ اور موت اور شریعت پر غالب آنے کی ایک ہی راہ ہے وہ خداوند یسوع مسیح کے وسیلے سے ملتی ہے- آیت ۵۷- اُس کے سوا اور کوئی وسیلہ نہیں ہے- اعمال ۴: ۱۲- بغیر اُس کے یہ سب ہم پر غالب آکے ہلاک کر دینگے+

۷- قیامت کی اور خداوند کے لوٹ آنے کی قوی امید رکھنا اور ہر وقت اُس کا انتظار کرنا ثابت قدمی اور پائیداری کی بنیاد ہے- آیت ۵۸- جس کے دل میں یہ یقین ہوگا کہ قیامت ہونے والی ہے اور اُس وقت ہر ایک خیال- کلام- فعل کی تحقیقات ضرور ہوگی وہ کیسی ہوشیاری اور پاکیزگی کے ساتھ اپنی زندگی بسر کریگا+

۸- سچے مسیحیوں کی عاقبت کیا ہی جلالی ہوگی! آیت ۵۴-۵۸- اُن کو اُس وقت ایک نیا جلالی بدن ملیگا- جس میں گناہ کا کچھ نشان نہ رہیگا- موت اُس وقت نیست و نابود کی جائیگی- شیطان کی بادشاہت تمام ہوگی- جیسا کہ لکھا ہے کہ "لیکن اُس کے وعدے کے موافق ہم نئے آسمان اور نئی زمین کا انتظار کرتے ہیں جن میں راستبازی بسی رہیگی- پس اے عزیزو چونکہ تم ان باتوں کے منتظر

ہو اس لئے اُس کے سامنے اطمینان کی حالت میں بے داغ اور بے عیب نکلنے کی کوشش کرو۔" ۲ پطرس ۳: ۱۳ و ۱۴۔ مکاشفہ ۲۱: ۱-۵۔

سولھواں باب

آیات ۱-۲۴۔ (۱) اب اُس چندے کی بابت جو مقدسوں کے لئے کیا جاتا ہے۔ جیسا میں نے گلتیہ کی کلیسیا کو حکم دیا ویسا ہی تم بھی کرو۔ (۲) ہفتے کے پہلے دن تم میں سے ہر شخص اپنی آمدنی کے موافق کچھ اپنے پاس رکھ چھوڑا کرے تاکہ میرے آنے پر چندے نہ کرنے پڑیں۔ (۳) اور جب میں آؤں گا تو جنہیں تم منظور کرو گے اُن کو میں خط دے کر بھیج دوں گا کہ تمہاری خیرات[1] یروشلیم کو پہنچا دیں۔ (۴) اور اگر میرا بھی جانا مناسب ہوا تو وہ میرے ساتھ ہی جائیں گے۔ (۵) اور میں مکدنیہ ہو کر تمہارے پاس آؤں گا کیونکہ مجھے مکدنیہ ہو کر جانا تو ہے ہی۔ (۶) مگر رہوں شاید تمہارے ہی پاس اور جاڑا بھی تمہارے ہی پاس کاٹوں تاکہ جس طرف میں جانا چاہوں تم مجھے اُس طرف روانہ کر دو۔ (۷) کیونکہ میں اب راہ میں تم سے ملاقات کرنی نہیں چاہتا بلکہ مجھے امید ہے کہ خداوند نے

[1] یونانی۔ تمہارا فضل۔

چاہا تو کچھ عرصہ تمہارے پاس رہوں گا۔ (۸) لیکن میں عید پنتکست تک افسس میں رہوں گا۔ (۹) کیونکہ میرے لئے ایک وسیع اور کارآمد دروازہ کھلا ہے اور مخالف بہت سے ہیں۔ (۱۰) اگر تیمتھیس آجائے تو خیال رکھنا کہ وہ تمہارے پاس بے خوف رہے کیونکہ وہ میری طرح خداوند کا کام کرتا ہے۔ (۱۱) پس کوئی اُسے حقیر نہ جانے بلکہ اُس کو صحیح سلامت اس طرف روانہ کرنا کہ میرے پاس آجائے کیونکہ میں منتظر ہوں کہ وہ بھائیوں سمیت آئے۔ (۱۲) اور بھائی اپلوس سے میں نے بہت التماس کیا کہ تمہارے پاس بھائیوں کے ساتھ جائے۔ مگر اس وقت جانے پر وہ مطلق راضی نہ ہوا لیکن جب اُس کو موقع ملے گا تو جائے گا۔ (۱۳) جاگتے رہو۔ ایمان میں قائم رہو۔ مردانگی کرو۔ مضبوط ہو۔ (۱۴) جو کچھ کرتے ہو محبت سے کرو۔ (۱۵) اے بھائیو تم ستفناس کے خاندان کو جانتے ہو کہ وہ اخیہ کے پہلے پھل ہیں اور مقدسوں کی خدمت کے لئے مستعد رہتے ہیں۔ (۱۶) پس میں تم سے التماس کرتا ہوں کہ ایسے لوگوں کے تابع رہو بلکہ ہر ایک کے جو اس کام اور محنت میں شریک ہے۔ (۱۷) اور میں ستفناس اور فرتوناتس اور اخیکس کے آنے سے خوش ہوں کیونکہ جو تم سے رہ گیا تھا اُنہوں نے پورا کر دیا۔ (۱۸) اور اُنہوں نے میری اور تمہاری رُوح کو تازہ کیا پس ایسوں کو مانو۔ (۱۹) آسیہ کی کلیسیائیں تم کو سلام کہتی ہیں۔ اکولہ اور پرسکہ اُس کلیسیا سمیت جو اُن کے گھر میں ہے تمہیں خداوند

ہیں بہت بہت سلام کہتے ہیں۔ (۲۰) سارے بھائی تمہیں سلام کہتے ہیں۔ پاک بوسہ لیکر آپس میں سلام کرو۔ (۲۱) میں پولس اپنے ہاتھ سے سلام لکھتا ہوں۔ (۲۲) جو کوئی خداوند کو عزیز نہیں رکھتا ملعون ہو۔ ہمارا خداوند آنے والا ہے۔ (۲۳) خداوند یسوع مسیح کا فضل تم پر ہوتا رہے۔ (۲۴) میری محبت مسیح یسوع میں تم سب سے رہے۔ آمین ؔ +

چند خاص اور مفید احکام

جس چندے کا ذکر پہلی آیت میں ہے۔ اغلب ہے کہ وہ چندہ یروشلیم کے مقدس لوگوں کے لئے جمع کیا جاتا تھا۔ دیکھو آیت ۳۔ اعمال ۱۱: ۲۷-۳۰۔ رومیوں ۱۵: ۲۶۔ گلتیوں ۲: ۹ و ۱۰۔ شاید یروشلیم کے مسیحی اس سبب سے مفلس ہو گئے تھے کہ جب وہ مسیحی ہوئے تو اُنہوں نے اپنی ملکیت اور اسباب بیچ کے ہر ایک کی ضرورت کے موافق سب کو بانٹ دیا تھا۔ اعمال ۲: ۴۴ و ۴۵۔ لہٰذا اب اُن کی غریبی اور مفلسی کے وقت دوسرے شہر اور ملک کے مسیحیوں پر اُن کی مدد کرنا فرض اور واجب تھی مگر صرف انہی مسیحیوں کو مدد دی جائے کہ جو مقدس ہوں اور اگر وہ سست یا بے پرواہ یا کج رَو ہوں تو اُن کے لئے چندہ جمع کرنا ہمارا فرض نہیں ہے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ "جب ہم تمہارے پاس تھے اُس وقت بھی تم کو یہ حکم دیتے تھے کہ جسے محنت کرنی منظور نہ ہو وہ کھانے بھی نہ پائے۔ ہم سُنتے ہیں کہ تم میں بعض بے قاعدہ

ؔ ن۔ مسیح ندارد۔ ؔ ن۔ آمین ندارد +

چلتے ہیں اور کچھ کام نہیں کرتے بلکہ اوروں کے کام میں دخل دیتے ہیں۔ ایسے شخصوں کو ہم خداوند یسوع مسیح میں حکم دیتے اور نصیحت کرتے ہیں کہ چپ چاپ کام کر کے اپنی ہی روٹی کھائیں"۔ ۲-تھسلنیکیوں ۳: ۱۰-۱۲ +

"حکم دیا" آیت ۱۔ یعنی یہ صلاح و مشورہ کی بات نہیں ہے۔ یہ اُن کی مرضی پر نہیں چھوڑی گئی کہ چاہے وہ مقدس لوگوں کے لئے چندہ جمع کریں یا نہ کریں بلکہ یہ ضروری بات ہے۔ غیر ملک کے لوگوں کی مدد کرنا یہ مسیحی مذہب کی خوبی ہے۔ پولوس گلتیہ کی کلیسیاؤں کے نمونے سے کرنتھس کے مسیحیوں کو چندہ جمع کرنے کی ترغیب دیتا ہے وہ اکثر ایک کلیسیا کے نمونے سے دوسری کلیسیا کو جگاتا اور رغبت دلاتا ہے۔ ۲-کرنتھیوں ۸: ۱-۳ و ۹: ۱-۴۔ رومیوں ۱۵: ۲۵-۲۷ +

دوسری آیت میں چندہ جمع کرنے کے باب میں پولوس کے چند حکم ہیں۔ (۱) ہر ہفتے کے پہلے دن یعنی اتوار کے دن چندے کے لئے کچھ الگ کر رکھنا چاہئے۔ اتوار کا روز اس لئے مقرر ہے کہ وہ خداوند یسوع مسیح کے جی اُٹھنے کا دن تھا۔ اسی سبب سے اب تک کل مسیحی اس دن کو پاک اور مبارک جانتے ہیں۔ اعمال ۲۰: ۷۔ مکاشفہ ۱: ۱۰۔ اُس کے جی اُٹھنے کو یاد کر کے اُس کی شکرگذاری میں کچھ چندہ اُس کی خدمت اور اُس کے غریب لوگوں کے لئے جمع کرنا واجب ہے۔ یہ پولوس کا پہلا حکم ہے۔ (۲) "ہر شخص" کچھ نہ کچھ دے اس بارے میں کسی کا کچھ عذر نہ سُنا جائے۔ ہر ایک غریب بھی اس طور سے خداوند یسوع مسیح کی طرف اپنی شکرگذاری دکھائے جیسا کہ لکھا ہے کہ "لیکن بات یہ ہے کہ جو تھوڑا بوتا ہے وہ تھوڑا کاٹیگا اور جو بہت بوتا ہے وہ بہت کاٹیگا۔ جس قدر ہر ایک نے اپنے دل میں ٹھیرایا ہے اُسی قدر دے نہ دریغ

کرے اور نہ لاچاری سے کیونکہ خدا خوشی سے دینے والے کو عزیز رکھتا ہے
اور خدا تم پر ہر طرح کا فضل کثرت سے کر سکتا ہے تاکہ تم کو ہمیشہ ہر چیز کافی طور
پر ملا کرے اور ہر نیک کام کے لئے تمہارے پاس بہت کچھ موجود رہا کرے
چنانچہ لکھا ہے کہ اُس نے بکھیرا ہے اُس نے کنگالوں کو دیا ہے۔ اُس
کی راستبازی ابد تک باقی رہیگی۔ پس جو بونے والے کے لئے بیج اور کھانے
کے لئے روٹی بہم پہنچاتا ہے وہی تمہارے لئے بیج بہم پہنچائیگا اور اُس
میں ترقی کریگا اور تمہاری راستبازی کے پھلوں کو بڑھائیگا۔" ۲ کرنتھیوں
۹: ۶-۱۰ (۳) تیسرا حکم یہ ہے کہ ہر ایک اپنی آمدنی کے موافق چندہ دے۔ خدا
بے انصاف ہو کے ہر ایک سے برابر نہیں مانگتا ہے۔ بلکہ جیسا اُس نے ہر ایک
کو دیا ہے اُسی کے موافق ایک ایک سے مانگتا ہے جیسا کہ لکھا ہے کہ "کیونکہ اگر
نیت ہو تو خیرات اُس کے موافق قبول ہوگی۔ جو آدمی کے پاس ہے نہ اُس کے
موافق جو اُس کے پاس نہیں۔ یہ نہیں کہ اوروں کو آرام ملے اور تم کو
تکلیف ہو۔ بلکہ برابری کے طور پر۔ اِس وقت تمہاری دولت سے اُن
کی کمی پوری ہو تاکہ اُن کی دولت سے بھی تمہاری کمی پوری ہو اور اِس طرح
برابری ہو جائے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ جس نے بہت جمع کیا اُس کا کچھ زیادہ
نہ نکلا اور جس نے تھوڑا جمع کیا اُس کا کچھ کم نہ نکلا۔" ۲ کرنتھیوں ۸: ۱۲-
۱۵- متی ۲۵: ۱۴-۳۰- مرقس ۱۲: ۴۱-۴۴- (۴) چنانچہ حکم یہ ہے کہ
ہر ایک چندہ دینے کے لئے اپنے پاس کچھ رکھے کہ جب ضرورت پڑے
تو وہ موجود اور تیار ملے۔ اگر ہر کوئی اس حکم کے بموجب اپنے پاس خدا کے
غریب لوگوں یا اُس کی خدمت کے لئے کچھ الگ رکھیگا تو وہ خوشی سے
دیگا۔ یعنی جب پولوس کی مانند خدا کا کوئی بندہ اُس سے چندہ مانگیگا اور

اُس کے پاس اُس وقت کچھ موجود ہوگا تو وہ خوشی سے دینے کو تیار ہوگا۔
اگر کل مسیحی کلیسیائیں پولوس کے اِن چار حکموں کے مطابق عمل کرینگی تو
کسی غریب مقدس کو کبھی کچھ کمی نہ ہوگی اور کلیسیا کی ترقی اور پھیلاؤ کے
لئے جتنے روپوں کی ضرورت ہوگی وہ سب باسانی وقت پر مل جائینگے
جو مسیحی چاہے وہ امیر ہو یا غریب اِن چاروں حکموں پر عمل کریگا اُس پر
ہر وقت خدا کی برکت بنی رہیگی۔ کوئی مسیحی ناچاری سے یا اِس غرض
سے نہ دے کہ خدا مہربان اور معتبر مہاجن کی مانند مجھے وقت پر اُس کا
بہت سود دیگا۔ یا اپنی شہرت کے لئے وہ چندہ نہ دے بلکہ خدا کے
نام کی بزرگی کا خیال کر کے اور خداوند یسوع مسیح کے خوش کرنے کی
غرض سے دلی شکرگذاری کے ساتھ یہ چندہ دے۔ متی ۶: ۱-۴+

"**جنہیں تم منظور کرو گے**" آیت ۳۔ بڑی بڑی باتوں میں
تو پولوس نے اپنے نومریدوں کو سخت اور تاکیدی حکم دئے لیکن
چھوٹی چھوٹی باتوں میں جیسے یہ بات کہ کس کے ہاتھ سے یا کس طرح
یہ چندہ یروشلیم میں پہنچایا جائے۔ اُس نے اُن کو آزاد چھوڑ دیا
کہ جیسا وہ مناسب جانیں ویسا کریں۔ اِس سے پولوس کی ایک
غرض یہ بھی معلوم ہوتی ہے کہ جب کرنتھی مسیحی یروشلیم میں جائیں گے
اور وہاں کے مقدسوں کی مفلسی اپنی آنکھوں سے دیکھینگے تو وہاں
سے لوٹ کے اُن کی مدد کے واسطے زیادہ چندہ جمع کریں گے شاید
اُس کے دل میں یہ خیال بھی ہوا ہوگا کہ اِس تدبیر سے کرنتھی اور یہودی
مسیحیوں کے درمیان زیادہ میل اور محبت ہو جائیگی شاید اس آمد و رفت
اور آپس کی ملاقات سے وہ نااتفاقی اور محبت جو یہودی مسیحیوں اور

غیر یہودی مسیحیوں میں رسموں کے بارے میں ہوا کرتی ہے مٹ جائیگی۔ اِس لئے پولوس نے اپنی یہ سمجھی اور روحانی دانشمندی دکھائی۔ اِس تدبیر سے اُس کی ایک غرض یہ بھی تھی کہ اُس نے خود اِس چندے کی رکھوالی نہیں کرنی چاہی تاکہ کوئی یہ خیال نہ کرے کہ پولوس اپنے خرچ کے واسطے ہم سے یہ چندہ جمع کراتا ہے۔ اِس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ جہاں تک ہو سکے مناد لوگ اپنے آپ کو تہمت اور الزام سے بچائیں۔ ۲-کرنتھیوں ۱۱: ۷-۹- ۱۲: ۱۶-۱۸ ٭

"تمہاری خیرات"، آیت ۳- یعنی اصلی یونانی زبان میں "تمہارا فضل"۔ وہ اِس چندے کو خیرات نہیں کہتا بلکہ ایک نہایت عمدہ اور بہتر لفظ فضل یا بخشش کا پھل کہتا ہے

"اُن کو میں خط دیکر بھیج دونگا"، آیت ۳- دیکھو اعمال ۱۸: ۲۷- رومیوں ۱۶: ۱ و ۲ کرنتھیوں ۳: ۱ ٭

"اور اگر میرا بھی جانا مناسب ہوا"، آیت ۴- یعنی اُس کا یروشلیم میں جانا چند باتوں پر موقوف تھا۔ چنانچہ اُن میں سے ایک بات یہ تھی کہ اُن کا چندہ اِس قدر ہو کہ پہنچانے والوں کے ساتھ اُس کا جانا بہتر اور مناسب معلوم ہو۔ اِس سے ظاہر ہوتا ہے کہ رسول حرف خواب یا رویا یا آسمانی [illegible] نہیں کرتے تھے بلکہ خدا کے انتظام پر غور کر کے اور [illegible] اُس سے دعا مانگ کے سفر کرتے تھے۔ رومیوں ۱: ۹ و ۱۰ وہ قدم بقدم چلتے تھے۔ اِس لئے پولوس نے کرنتھس میں پہنچنے کے بعد جب چندے کی تعداد دیکھی تو یروشلیم میں اُن کے ساتھ اپنا جانا مناسب سمجھا۔ دیکھو اعمال ۲۰: ۴ و ۲۴: ۱۷- رومیوں ۱۵: ۲۰-۳۲ ٭

"جنہیں تم منظور کرو گے"، (آیت ۳)۔ "وہ میرے ساتھ ہی جائیں گے"، آیت ۴- اُس نے اکیلے اُن کا چندہ یروشلیم کے مقدسوں کو پہنچانا مناسب نہیں جانا۔ اُس نے یہ خیال کیا کہ ایسا نہ ہو کہ اکیلے لیجانے میں میرا کوئی مخالف مجھ پر چوری یا دغا کا الزام لگائے۔ اِس لئے اُس نے کرنتھس چندہ دینے والوں میں سے اکثروں کو اپنے ساتھ لیا تاکہ کوئی اُس پر کسی قسم کا الزام نہ لگا سکے۔ اِس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ خادم الدین اپنے کو بدنامی سے بچانے میں کبھی بے پرواہ نہ ہو۔ اعمال ۲۳: ۱ و ۲۴: ۱۶ و ۲ کرنتھیوں ۴: ۲ و ۶: ۳ و ۷: ۲ ٭

پولوس نے پہلے کرنتھس میں آنیکا ارادہ ظاہر کیا لیکن اِس کے بعد اُس نے مقدونیہ سے ہو کے کرنتھس میں آنا ٹھیرایا۔ آیت ۵ و ۲ کرنتھیوں ۱: ۱۵ و ۱۶۔ اعمال ۱۹: ۲۱ و ۲۲- اُس نے اُن کو حرامکار مسیحی کے خارج کرنے کے لئے موقع اور مہلت دینے کے واسطے اپنے اُس ارادے کو بدل ڈالا۔ اُس نے نہیں چاہا کہ میں وہاں جا کے مسیحیوں کے سامنے اُن کو اُس حرامکار مسیحی کے سبب سے سختی کے ساتھ ملامت کروں اُس نے یہ خیال کیا کہ اگر میں دیر کر کے جاؤنگا تو اِس عرصے میں وہ میرے حکم کے مطابق اُس حرامکار کو جماعت سے خارج کر دینگے۔ اور اپنی دوسری باتوں کو بھی درست کر لینگے۔ اُنہی کے فائدے کے لئے اُس نے اپنے پہلے ارادے کو بدل ڈالا۔ ۲ کرنتھیوں ۱: ۲۳ و ۲: ۱ و ۷: ۸-۱۲ و ۱۲: ۲۰ و ۱۳: ۲ و ۱۰- کرنتھس کے اکثر مسیحیوں نے اِس ارادے کے بدلنے کے سبب سے اُس پر یہ الزام لگایا کہ وہ اپنی بات پر قائم نہیں رہتا۔ وہ کہتا کچھ اور ہے کرتا کچھ اور ہے۔ اُس نے یہاں آنے کا وعدہ کیا لیکن نہیں آیا۔ کیا ہم ایسے آدمی کے کہنے پر بھروسہ رکھیں؟ کیا

وہ اعتبار کے لایق ہے؟ ۲ کرنتھیوں ۱: ۱۷ و ۱۸- اِس سے چند نتیجے نکلتے ہیں- (۱) کسی کافی اور معقول وجہ سے سفر کا ارادہ بدل ڈالنا واجب ہے اِس میں کچھ وعدہ خلافی یا گناہ نہیں ہے- (۲) پولوس آدمی تھا اور اُس کو قدم بقدم چلنا پڑا- اُس نے پہلے کرنتھس میں جانا مناسب سمجھا تھا لیکن بعد اس کے جب اُس کو اُس حرامکار مسیحی کی خبر ملی اور اُس کے دل میں اُن کے فائدے کا خیال گذرا تو اُس نے اپنے اس ارادے کو بدل ڈالا- (۳) مخالف کا مُنہ بند کرنا ممکن نہیں اگرچہ یہ کرنتھی مسیحی پولوس کے نو مرید تھے مگر پھر بھی اُنہوں نے اُسکو جھوٹا اور غیر معتبر ٹھیرانا چاہا- جبکہ پولوس ہی الزام اور تہمت سے نہ بچ سکا تو اور لوگ کیونکر بچ سکتے ہیں- متی ۵: ۱۰ و ۱۲- لوقا ۶: ۲۲ و ۲ کرنتھیوں ۱۲: ۱۰ و ۱ پطرس ۲: ۱۹-۲۳ و ۴: ۱۴-۱۶ +

"مگر رہوں شاید تمہارے ہی پاس" آیت ۶- اعمال ۲۰: ۱-۳ سے معلوم ہوتا ہے کہ پولوس وہاں تین مہینے تک رہا +

"جاڑا بھی تمہارے ہی پاس کاٹوں" آیت ۶- اِن دو وجہوں سے پہلی یہ کہ جاڑے میں جہاز کو ایجیئن سمندر میں چلانا خطرے کا باعث تھا- اعمال ۲۷: ۹ و ۱۲ اور دوسری یہ "تاکہ جس طرف میں جانا چاہوں تم مجھے اُس طرف روانہ کردو" آیت ۶ یعنی وہ راہ کے واسطے اُن سے کچھ مدد حاصل کرے- اعمال ۱۵: ۳ و ۲۰: ۳۸ و ۲۱: ۵- رومیوں ۱۵: ۲۴ ۲ کرنتھیوں ۱: ۱۶ +

جن وجہوں سے وہ راہ میں ٹھیرنا نہیں چاہتا تھا اُن کا بیان آیت ۵ و ۶ میں لکھا ہے- اُس نے سفر کی حالت میں اور تھوڑے دن کے واسطے اُن کے ساتھ رہنا نہ چاہا بلکہ "کچھ عرصہ" (آیت ۷) اس امید سے کہ

عرصے تک اُن کے ساتھ رہنے سے اُن کو کچھ روحانی فائدہ پہنچائے اور اپنی محبت اور نیک نیتی ایسی صاف دکھائے کہ جو ناراضگی اور ناخوشی اب اُن کے دلوں میں اُس کی طرف سے ہے وہ مٹ جائے- اُس نے پہچانا کہ اُن کی اِس ناخوشی کو دُور کرنے کے لئے "کچھ عرصے" اُن کے درمیان رہنے کی ضرورت ہے- اِس لئے اُس نے کہا کہ "میں اب راہ میں تم سے ملاقات کرنا نہیں چاہتا" (آیت ۷) یعنی جتنی فرصت چاہئے اُتنی سفر میں نہ ملیگی- پس راہ ہی میں نہ ٹھیرونگا بلکہ اور کسی وقت جب "کچھ عرصے" ٹھیرنے کی مُہلت ملے آؤنگا +

"خداوند نے چاہا" آیت ۷- دیکھو باب ۴: ۱۹- اعمال ۱۸: ۲۱- عبرانیوں ۶: ۳- یعقوب ۴: ۱۵ +

"لیکن میں عید پنتیکُست تک افسس میں رہونگا" آیت ۸- اِس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ پولوس نے یہ خط افسس میں لکھا- آیت ۵ و ۱۹- اعمال ۱۸: ۱۸ و ۱۹ و ۲۶ +

"عید پنتیکُست تک" یعنی ماہ اپریل تک اُس نے شہر افسس میں رہنے کا ارادہ کیا اور گرمی کے موسم تک مقدونیہ میں اور جاڑے کے موسم تک کرنتھس میں- اعمال ۱۹: ۲۱ و ۲۲ کو اِس خط کے ۴: ۱۷ سے مقابلہ کرو +

"کیونکہ میرے لئے ایک وسیع اور کارآمد دروازہ کھلا ہے اور مخالف بہت سے ہیں" آیت ۹- "وسیع دروازہ" سے بہت کام کرنے کا موقع مراد ہے جیسا کہ لکھا ہے "اور جب میں مسیح کی خوشخبری دینے کو ترواس میں آیا اور خداوند میں میرے لئے دروازہ کھل

گیا"۔ ۲ کرنتھیوں ۲: ۱۲۔ اور پھر لکھا ہے کہ "اور ساتھ ساتھ ہمارے لئے بھی دعا مانگا کرو کہ خدا ہم پر کلام کا دروازہ کھولے تاکہ میں مسیح کے اُس بھید کو بیان کر سکوں جس کے سبب سے قید بھی ہوں"۔ کلسیوں ۴: ۳؛ اعمال ۱۴: ۲۷۔ مکاشفہ ۳: ۸۔

"کار آمد دروازہ کھُلا ہے"۔ اِس کی تفسیر اعمال ۱۹: ۱۷-۲۰ میں پائی جاتی ہے۔ جب کہ لکھا ہے "اور یہ بات اِفسس کے سب رہنے والے یہودیوں اور یونانیوں کو معلوم ہو گئی ہیں سب پر خوف چھا گیا اور خداوند یسوع کے نام کی بزرگی ہوئی اور جو ایمان لائے تھے اُن میں سے بہتیروں نے آکر اپنے کاموں کا اقرار اور اظہار کیا اور بہت سے جادو کرنے والوں نے اپنی اپنی کتابیں اکٹھی کر کے سب لوگوں کے سامنے جلا دیں اور جب اُن کی قیمت کا حساب ہوا تو پچاس ہزار روپے کی نکلیں۔ اِسی طرح خداوند کا کلام زور پکڑ کر پھیلتا اور غالب ہوتا گیا"۔ اعمال ۱۹: ۱۷-۲۰۔ پولوس اِفسس میں کئی وجہوں سے رہنا چاہتا تھا۔ (۱) اِس لئے کہ وہاں انجیل سنانے کا ایک بڑا عمدہ موقع ملا۔ جس جگہ کو خداوند انجیل کی بشارت سنانے کو کھولے خوشی سے ہم اُس میں داخل ہوں۔ کیا جانے کہ کب تک وہ دروازہ کھُلا رہیگا ہمیں اکثر خداوند سے یہ دعا مانگنی چاہیے کہ وہ دوسرے شہروں اور ملکوں میں بھی منادی کرنے کا ہم کو موقع دے اور جب وہ اُن شہروں اور ملکوں کا دروازہ اِس واسطے کھول دے کہ مسیحی اُن میں منادی کر سکیں تو ہم خوشی کے ساتھ جلد اُس میں داخل ہو جائینگے کیونکہ کیا جانے کب تک ہم کو آزادگی کے ساتھ اُس میں منادی کرنے کا موقع ملیگا۔ چنانچہ اب افسس میں منادی کرنے کا دروازہ اُس قدر نہیں کھُلا ہے جیسا کہ پولوس کے ایام

میں کھُلا تھا۔ لہذا ہم لوگ ہندوستان کے اِس کھُلے ہوئے دروازے میں نہایت شکرگذاری اور سرگرمی کے ساتھ داخل ہوں۔ اعمال ۱۷: ۱۹۔۱۔ رومیوں ۱: ۹-۱۲۔ (۲) پولوس اِفسس میں رہنے کی ایک اور وجہ بھی بتاتا ہے کہ "**مخالف بہت سے ہیں**"۔ آیت ۹۔ یہ ایک عجیب وجہ ہے کہ جب خداوند ہمارے لئے کسی شہر کے دروازے کو کھولتا ہے تو شیطان بھی اُس میں داخل ہو کے ہماری مخالفت کرتا ہے لیکن اُس کی سخت مخالفت سے کسی مسیحی کو بے دل نہ ہونا چاہیے۔ یہ اُس کے خوف کا ایک نشان ہے۔ وہ جانتا ہے کہ اب میری عملداری میرے ہاتھ سے جاتی رہیگی اِس لئے وہ نہایت کوشش سے اپنے مال کو بچانا چاہتا ہے۔ اُس کی مخالفت ہماری فتحمندی کا ایک نشان ہے کیونکہ جب اُس کو کچھ ڈر نہیں ہوتا تب وہ کچھ کوشش نہیں کرتا اور نہ کسی عظیم کی مخالفت کرتا ہے۔ غرضیکہ جس جگہ خداوند منادی کرنے کے لئے عمدہ موقع دیتا ہے وہاں شیطان ضرور مخالفت اُٹھاتا ہے۔ موقع اور مخالفت دونوں ساتھ ہیں۔ دونوں سے خداوند کی کلیسیا کو شہر اِفسس میں فائدہ پہنچا۔ ہمیشہ ایسا ہوا اور اِس زمانے کے آخر تک ایسا ہی ہوتا رہیگا۔ متی ۲۴: ۳۴-۱۴۔ اعمال ۴: ۱۸-۲۱؛ ۵: ۴۱-۴۲؛ ۶: ۹ و ۱۰ و ۱۹: ۸-۱۰۔

"**اگر تیمتھیس آجائے تو خیال رکھنا کہ وہ تمہارے پاس بےخوف رہے**"۔ آیت ۱۰۔ گمان غالب ہے کہ کرنتھس میں پولوس کے جانے سے پہلے تیمتھیس وہاں گیا تھا باب ۴: ۱۷ کو اعمال ۱۹: ۲۲ سے ملا کر دیکھو۔ تیمتھیس پولوس کا ایک نومرید شاگرد تھا۔ اُس کی ماں یہودن تھی۔ وہ مسیح پر ایمان لائی تھی اور اُس کا باپ یونانی تھا۔ اعمال ۱۶: ۱؛ ۲ تیمتھیس ۱: ۵۔ پولوس اُس کو اپنا بیٹا

کرتا تھا جیسا کہ کوئی باپ اپنے پیارے بیٹے کو پیار کرتا ہے" "جیسا بیٹا باپ کے ساتھ ویسا اُس نے میرے ساتھ انجیل کی خدمت کی۔" فلپیوں ۲: ۱۹-۲۲- ۱ تھسلنیکیوں ۳: ۲- ۱ تیمتھیس ۱: ۳ و ۲ تیمتھیس ۳: ۱۰ +

"وہ تمہارے پاس بے خوف رہے"، آیت ۱۰- پولوس کو اس طرح کی نصیحت کرنے کی ضرورت دو وجہوں سے ہوئی- (۱) اس وجہ سے کہ تیمتھیس جوان تھا- اس سبب سے بعض اُس کو حقیر جانتے تھے سو پولوس نے تیمتھیس کو یہ صلاح دی کہ "کوئی تیری جوانی کی حقارت نہ کرنے دے"۔ ۱ تیمتھیس ۴: ۱۲- (۲) اس سبب سے کہ تیمتھیس ہمت اور دلیری میں کچھ کمزور تھا- اس لئے پولوس نے اکثر اُسکو سمجھایا کہ وہ مضبوط اور دلیر ہو اور "اچھے سپاہی کی مانند دکھ سہہ لے"۔ ۲ تیمتھیس ۲: ۱ و ۳ و ۱: ۱۵ و ۱ تیمتھیس ۱: ۶-۸ و ۴: ۱ و ۲ و ۱ تیمتھیس ۵: ۲۱-۲۳- لہٰذا پولوس کو یہ اندیشہ ہوا کہ ایسا نہ ہو کہ تیمتھیس کرنتھی مخالفوں کے سامنے خوف کھا کے گھبرا جائے اور بے دل ہو جائے- کرنتھی مسیحیوں میں پھوٹ پڑی ہوئی تھی- اس لئے پولوس کو زیادہ اندیشہ ہوا کہ تیمتھیس ان فسادوں میں رہ کے کچھ خوف کھا کے نقصان نہ اُٹھائے +

"کیونکہ وہ میری طرح خداوند کا کام کرتا ہے"، آیت ۱۰- دیکھو پولوس نے اپنے ہم خدمتوں کی تعریف کرنا مناسب جانا- اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ جہاں تک ہو سکے سچائی کے ساتھ ہم بھی اپنے ساتھیوں اور ہم خدمتوں کی تعریف اُن کی زندگی میں کریں- پولوس ہمارے لئے اس امر میں ایک عمدہ نمونہ چھوڑ گیا ہے- رومیوں ۱۶: ۳ و ۴ و ۲۱ و افسیوں ۶: ۲۱- کلسیوں ۴: ۹-۱۴- مکاشفہ ۲: ۲ و ۳ و ۹ و ۱۳ و ۱۹ و ۳: ۴ و ۸ و ۹ و ۱۰ +

"کوئی اُسکو حقیر نہ جانے"، آیت ۱۱- یعنی کوئی تیمتھیس کو حقیر نہ جانے اس لئے کہ (۱) وہ میرا بھیجا ہوا ہے- (۲) وہ میرا آزمایا ہوا اور وفادار شاگرد ہے (۳) جیسا میں تعلیم دیتا ہوں ویسا ہی وہ بھی تعلیم دیتا ہے- رومیوں ۴: ۱۲- ططس ۲: ۱۵ +

"اس طرف روانہ کرنا"، آیت ۱۱- یعنی شہر افسس کو جہاں پولوس اس خط کو لکھتے وقت رہتا تھا- اعمال ۱۹: ۱۷-۲۲ +

"وہ بھائیوں سمیت آئے"، آیت ۱۱- اغلب ہے کہ یہ بھائی اراستس اور ططس تھے- اعمال ۱۹: ۲۲ و ۲ کرنتھیوں ۲: ۱۳ و ۷: ۶ و ۱۳ و ۸: ۶-۲۳ و ۹: ۳ و ۵ و ۱۲: ۱۷ و ۱۸- واضح رہے کہ کرنتھیوں کو دوسرا خط لکھنے سے پہلے اس درخواست کے بموجب تیمتھیس پولوس کے پاس شہر کرنتھس سے لوٹ آیا تھا- ۲ کرنتھیوں ۱: ۱ +

"اور بھائی اپلوس سے میں نے بہت التماس کیا کہ تمہارے پاس بھائیوں کے ساتھ جائے مگر اس وقت جانے پر وہ مطلق راضی نہ ہوا- لیکن جب اُس کو موقع ملیگا تو جائیگا"، آیت ۱۲- بعض کرنتھی مسیحی کہتے تھے کہ پولوس اور اپلوس کی تعلیم اور طریقے میں فرق ہے- اسی سبب سے بعض اُن میں سے اپنے کو پولوس کے اور بعض اپنے کو اپلوس کے شاگرد کہتے تھے- دیکھو باب ۱: ۱۲ و ۳: ۵- لہٰذا پولوس نے اپلوس کو ططس اور اراستس بھائیوں کے ساتھ اس خط کو دیکے شہر کرنتھس میں بھیجنا چاہا- پولوس نے اُس کے بھیجنے میں ذیل کے فائدوں کا خیال کیا ہوگا (۱) یہ کہ وہ اپنے شاگردوں کو بتائے کہ پولوس کی اور اُس کی تعلیم میں درحقیقت کچھ اختلاف نہیں ہے- (۲) کرنتھی مسیحیوں میں جو پھوٹ پڑ گئی تھی سو اُس

کو وہ آپ ہی جا کے دور کر سکے۔ (۳) جو تعلیم اور نصیحت اور احکام پولوس نے اِس خط میں لکھے تھے اپلوس اُن سب کی تائید کر کے اپنے شاگردوں کو اُن کے ماننے کی ترغیب اور حکم دے۔

"مگر اِس وقت جانے پر وہ مطلق راضی نہ ہوا" آیت ۱۲۔ اِس لئے کہ (۱) اُس نے اُس وقت اپنا جانا باموقع اور بہتر نہیں سمجھا کیونکہ لفظ موقع سے باموقع مراد ہے۔ (۲) اُس کو یہ اندیشہ ہوا ہوگا کہ شاید میرے جانے سے فساد کم نہ ہوگا بلکہ اور بھی بڑھیگا (۳) یہ کہ چونکہ وہ ملنسار اور عالم و فاضل شخص تھا اِس لئے کچھ تعجب نہیں کہ وہ کرنتھی مسیحیوں سے اپنے کو حجت اور جھگڑے سے بچانا چاہتا ہو معلوم نہیں کہ اِس کے بعد بھی اپلوس کبھی کرنتھس میں گیا یا نہیں۔ کیونکہ کہیں لکھا نہیں کہ وہ اِس کے بعد وہاں گیا۔ اگر کوئی پوچھے کہ اپلوس کا پولوس کی التماس کو نہ منظور کرنا اچھا تھا یا نہیں تو اِس کا کوئی تحقیقی جواب نہیں دے سکتا۔ مگر میری رائے میں اُس نے اِس امر میں غلطی کی اور غلطی کی دو وجہیں ہیں۔ (۱) یہ کہ پولوس اُس سے زیادہ تجربہ کار مسیحی تھا۔ پس اُس کی غرض اور صلاح سے اُس کا انکار کرنا بہتر نہ تھا۔ (۲) اگرچہ فساد اور جھگڑے سے اپنے کو بچانا اچھی بات ہے۔ مگر فساد اور جھگڑے کے مٹانے کی غرض اور امید سے اُس کے درمیان جانا اور اُس کو برداشت کرنا اُس سے بھی بہتر بات ہے۔ بےشک اپلوس نے وہاں جانے سے انکار کر کے اپنے کو کرنتھی فسادوں کی بدزبانی اور سخت لعنت ملامت سے بچایا۔ لیکن اُس نے اُس شکستہ حال کلیسیا کو بحال کرنے اور روحانی فائدہ پہنچانے کا موقع کھو دیا۔ جو خدمت کرنتھی مسیحیوں کی بہتری اور بھلائی کے لئے اپلوس سے ہو سکتی تھی اور جس خدمت کے لئے پولوس

نے اُس کو لائق اور قابل جان کے چنا تھا اُس سے اُس نے انکار کر کے گویا ایک بڑا اجر پانے کا موقع کھو دیا۔ افسوس ہے کہ اُس نے اِس موقع کو نہیں پہچانا۔ اِس سے ہمارے لئے یہ نصیحت نکلتی ہے کہ کوئی مسیحی معلم یا اُستاد کسی مشکل کام یا فسادی مسیحیوں سے بچنے کی غرض سے تجربہ کار مسیحیوں کی صلاح اور التماس کو رد نہ کرے بلکہ خداوند یسوع مسیح کی خاطر مشکل کام کرنے اور فسادی بھائیوں کے بیچ میں اُن کے فائدے کے لئے رہنے سے انکار نہ کرے نہیں تو شاید اپلوس کی مانند خداوند یسوع مسیح کی طرف سے یا اُس کے تجربہ کار بندوں کی طرف سے پھر مشکل خدمت کرنے یا بہادری دکھانے کا موقع اُس کو نہ ملیگا۔ شاید کوئی یہ پوچھے کہ جب کہ پولوس رسول تھا اور اِس کو اِس عہدے کے سبب سے بڑا اختیار تھا تو اُس نے کیوں اپلوس کو کرنتھس میں جانے کا حکم نہیں دیا؟ کیوں اُس نے اِس بات کو اُس کی مرضی پر چھوڑ کے صرف "اُس سے بہت التماس کیا کہ وہ بھائیوں کے ساتھ جائے" (آیت ۱۲) تو اِس کے تین جواب ہیں۔ (۱) یہ کہ خداوند یسوع مسیح کی خدمت کوئی سخت غلامی نہیں ہے۔ اگرچہ پولوس رسول تھا لیکن اپلوس اُس کا غلام نہیں تھا۔ پس وہ کیونکر اُس پر حکومت کر سکتا تھا؟ (۲) پولوس نے خیال کیا کہ اگر وہ ناچاری سے اور صرف میرے کہنے سے میرے حکم کی تعمیل کے واسطے جائیگا تو اُس کا جانا بے فائدہ ہوگا۔ ایسی خدمت کے لئے اپلوس کی دلی رضامندی چاہئے تھی۔ (۳) اپلوس اُس کا ایسا شاگرد یا مرید یا ماتحت نہیں تھا جیسا کہ تیمتھیس، ططس، سیلاس، لوقا وغیرہ تھے۔ جن کو کہ وہ اکثر آنے جانے کا حکم دے سکتا اور دیا بھی کرتا تھا۔ اِن تینوں جوابوں کے علاوہ ایک جواب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اگرچہ پولوس اپنے رسول ہونے کے

سبب سے اپلوس کو جانے کا حکم تو دے سکتا تھا۔ لیکن جس طرح باپ بیٹے کو باوجود حکم دے سکنے کے حکم نہیں دیتا بلکہ التماس کرتا ہے۔ اسی طرح پولوس اپنے رسولی اختیار کو عمل میں نہیں لایا بلکہ اُس نے بڑے بھائی یا دانا اور ملنسار باپ کی مانند التماس کرنے کو حکم دینے سے بہتر جانا کوئی یہ خیال نہ کرے کہ شاید اسی سبب سے پولوس اور اپلوس میں نااتفاقی اور پھوٹ پڑ گئی۔ کیونکہ اس امر کے واقع ہونے کے بعد بھی کئی برس تک اُن میں محبت اور موافقت رہی۔ ططس ۳: ۱۲ و ۱۳۔ پولوس کا ایسا مزاج نہیں تھا کہ اگر کوئی اُس کی التماس کو نہ مانتا تو وہ اُس سے دشمنی کرتا۔ کاشکہ ہم سب بڑے چھوٹے پولوس کا سا مزاج رکھیں +

"جاگتے رہو" آیت ۱۳۔ خداوند یسوع مسیح بھی یہی بات اپنے شاگردوں سے کہا کرتا تھا۔ متی ۲۴: ۴۲ و ۲۵: ۱۳۔ جاگتے رہنے کی بڑی ضرورت ہے اِس لئے کہ (۱) ہمارا دشمن شیطان ہمیشہ جاگتا رہتا ہے۔ (۲) ہمارے مخالف بے شمار۔ زورآور اور ہوشیار ہیں۔ (۳) چونکہ ہم بہت کمزور اور کم فہم ہیں اِس لئے اگر ذرا بھی غافل ہونگے تو ہلاک ہو جائینگے +

"ایمان میں قائم رہو" آیت ۱۳۔ اِس لئے کہ جھوٹے معلم بہت ہیں اور ہر وقت سچائی کا مقابلہ کرتے ہیں۔ خداوند یسوع مسیح پر ایمان لانے کو بنیادی بات جان کر اِس پر کبھی کچھ شک نہ کرنا۔ فیلسوفی کی باتوں سے نہ گھبرانا اور نہ حیران ہونا چاہئے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ "مگر وہ دوسری نہیں۔ البتہ بعض ایسے ہیں جو تمہیں گھبرا دیتے اور مسیح کی خوشخبری کو بگاڑنا چاہتے ہیں لیکن اگر ہم یا آسمان کا کوئی فرشتہ بھی اُس خوشخبری کے سوا جو ہم نے تمہیں سنائی کوئی اور خوشخبری تمہیں سنائے تو ملعون ہو۔ جیسا ہم پیشتر کہہ چکے ہیں ویسا ہی

اب میں پھر کہتا ہوں کہ اُس خوشخبری کے سوا جو تم نے قبول کی تھی اگر کوئی تمہیں اور خوشخبری سناتا ہے تو ملعون ہو" گلتیوں ۱: ۷-۹ +

"مردانگی کرو" آیت ۱۳۔ ستائے جانے سے نہ ڈرو۔ قید خانے میں ڈالے جانے یا جان سے مارے جانے سے خوف نہ کھاؤ۔ تمہارے دشمن اگر تم کو دھمکی دیں تو خوف نہ کھاؤ بلکہ دلیر ہو۔ گواہی دینے اور خداوند یسوع مسیح کا اقرار کرنے سے شرمندہ نہ ہو۔ بے دھڑک بولو۔ اچھے سپاہی کی مانند خطرہ اور دکھ برداشت کرو +

"مضبوط ہو" آیت ۱۳۔ نہ اپنے میں کیونکہ تم میں کچھ زور نہیں ہے بلکہ خداوند یسوع مسیح میں تمہارا زور ہے۔ جیسا کہ لکھا ہے کہ "غرض خداوند میں اور اُس کی قدرت کے زور میں مضبوط بنو۔ خدا کے سب ہتھیار باندھ لو تاکہ تم ابلیس کے منصوبوں کے مقابلے میں قائم رہ سکو" افسیوں ۶: ۱۰ و ۱۱۔ ۲ کرنتھیوں ۱۲: ۹ و ۱۰۔ زبور ۱۰۵: ۴۔ خداوند یسوع مسیح چاہتا ہے کہ میرا ایک شاگرد بیدار بے خوف۔ دلیر۔ ثابت قدم۔ قوی دل اور زورآور ہو۔ جس قدر ہم اُس کی طرف دل لگائیں گے اسی قدر یہ چیزیں ہم میں پیدا ہونگی اور بڑھتی جائیں گی۔ کاشکہ ہم سب ہر وقت یہ مسیحی بیداری۔ ایمانداری۔ مردانگی اور زورآوری دکھائیں۔ فلپیوں ۱: ۲۲ و ۴: ۱۔ کلسیوں ۱: ۱۱ و ۱ تھسلنیکیوں ۳: ۸ و ۵: ۶ و ۲ تھسلنیکیوں ۲: ۱۵ و ۱ پطرس ۵: ۸ +

آیت ۱۳ میں پولوس نے یہ کہا تھا کہ تم بیداری۔ پائیداری۔ مردانگی اور دلاوری دکھاؤ اور اب چودھویں آیت میں یہ کہتا ہے۔ ان سب صفتوں کے ساتھ تم محبت بھی دکھاؤ۔ جو کچھ کرتے ہو محبت سے کرو۔ آیت ۱۴۔ محبت کو ان سب پر ملکہ قرار دو۔ محبت مثل سنہلے سوت کے اِن سب صفتوں

کو آپس میں باندھتی ہے جھوٹے معلموں کا مقابلہ کرو مگر محبت کے ساتھ کلیسیا کی صفائی اور ترقی کے لئے ریاکاروں کو نصیحت اور ملامت کرو مگر محبت کے ساتھ۔ جو کلیسیا کے حکم کو نہ مانے اُس کو خارج کرو مگر محبت کے ساتھ۔ پیا کو لکھا ہے کہ "ہم خداوند میں تمہیں تم پر بھروسہ ہے کہ جو حکم ہم تمہیں دیتے ہیں اُن پر عمل کرتے ہو اور کرتے بھی رہو گے۔ خداوند تمہارے دلوں کو خدا کی محبت اور مسیح کے صبر کی طرف ہدایت کرے" ۲ تھسلنیکیوں ۳: ۴ و ۵۔ مردانگی و دلاوری دکھانا چاہیئے مگر محبت کے ساتھ۔ اے محبت تو ہی ساری فضیلت کی ملکہ ہے۔ تو ہی سب سے عمدہ اور افضل نعمت ہے۔ بغیر تیرے ہماری بیداری ثابت قدمی۔ مردانگی و زور آوری ناقص و باطل ہے۔ اے روح القدس ہم میں سے ہر ایک کو یہ آیت سکھا اور اس طرح سکھا کہ ہم اُس کو کبھی نہ بھولیں۔ ہمارے دل پر گویا جلتے ہوئے لوہے سے یہ آیت لکھ دے۔ کاش کہ ہر روز ہماری سب باتیں محبت کے ساتھ ہوں۔ اعمال ۱۰: ۱۲۔ رومیوں ۱۲: ۱۰۔ کلسیوں ۳: ۱۴ و ۱ تھسلنیکیوں ۴: ۹ و ۱ پطرس ۱: ۲۲ و ۲: ۱۷ و ۳: ۸ و ۴: ۸ و ۲ پطرس ۱: ۷۔ ۱ یوحنا ۳: ۱۱ و ۴: ۷ و ۲۰ و ۲۱+

"ستفنس کے خاندان" پولوس نے ستفنس اور اُس کے خاندان کو بپتسمہ دیا تھا۔ باب ۱: ۱۶۔ وہ پولوس کا ایک عزیز وفادار مددگار ہوا جس وقت پولوس شہر افسس میں یہ خط لکھتا تھا ستفنس اُس کے ساتھ تھا گمان ہوتا ہے کہ وہ کرنتھی جو پولوس کے مخالف تھے ستفنس کے خاندان کو اُس کی غیر حاضری میں کسی نہ کسی طرح سے ستاتے تھے۔ اس لئے کہ وہ پولوس کا دوست اور مددگار تھا اور حال میں وہ پولوس کو کچھ خبر دینے یا اُس کی مدد کرنے کے لئے افسس میں گیا تھا۔ اس سبب سے پولوس کل کرنتھی

مسیحیوں کو آگاہ کرتا ہے کہ یہ خاندان عزت اور تعریف کے لائق ہے نہ ستائے جانے کے اس لئے کہ (۱) یہ کل خاندان "اخیہ کے پہلے پھل ہیں" (آیت ۱۵) اگرچہ اغلب ہے کہ کئی ایک شخص مثل دیونسی یس اور اپینیتس اور دمرس کے۔ ستفنس کے خاندان کے مسیحی ہونے سے پہلے مسیحی ہوئے اعمال ۱۷: ۳۴۔ رومیوں ۱۶: ۵۔ مگر کوئی پورا خاندان ستفنس کے خاندان سے پہلے وہاں مسیحی نہیں ہوا تھا۔ لہٰذا پولوس نے اخیہ کے لوگوں میں سے الگ الگ ایک ایک شخص کے مسیحی ہونے کو وہاں کی کلیسیا کی بنیاد تصور نہیں کیا اور اُس کی ترقی کے واسطے بیعانہ نہیں سمجھا۔ اُس نے دو ایک شخص کو فی الحقیقت روحانی فصل کا پہلا پھل بیعانہ نہیں قرار دیا بلکہ اسی خاندان کو جو مع اپنے کل لوگوں کے ایک دم سے مسیحی ہوا "اخیہ کے پہلے پھل" ٹھہرائے۔ (۲) اس خاندان کی عزت اور تعریف اُس نے اس وجہ سے بھی کی تھی کہ "وہ مقدسوں کی خدمت کے لئے مستعد رہے ہیں" (آیت ۱۵) جو اوروں کی عزت اور خدمت کرتے ہیں وہ بھی خدمت کئے جانے کے لائق ہیں۔ ستفنس اپنے گھر اور خاندان کو چھوڑ کے افسس شہر میں پولوس کی خدمت کرنے کو آیا تھا۔ یہ اُس کی ایک خدمت تھی۔ شاید پہلے کرنتھی مسیحی اُس کے گھر میں عبادت کرنے کے واسطے اکٹھا ہوا کرتے تھے۔ گلتیوں ۴: ۱۵ اور ۲ کرنتھیوں ۸: ۴ و ۹: ۱+

ستفنس اور اُس کے خاندان کے کل لوگ پولوس کے کام اور اُس کی محنت میں شریک ہوئے تھے اس لئے وہ اُن کی تعریف کرتا اور کرنتھی مسیحیوں سے التماس کرتا ہے کہ وہ اُن کی اور اُن کے مثل اور جو لوگ ہوں اُن سب کی بات مانیں (دیکھو آیت ۱۶) پولوس میں ایک بڑی خوبی

پیشی کو وہ ہمیشہ اپنے وفادار دوستوں اور محنتی ہم خدمتوں کی تعریف کیا کرتا اور ہرصورت سے اُن کی دل جمعی اور مدد کرتا تھا۔ پولوس اس امر میں ہم سبھوں کے لئے ایک نیک نمونہ ہے۔ اگر کوئی ہماری خاطر اور خدمت کرے تو ہم اُس کو نہ بھولیں بلکہ موقع پا کے اُس کی خاطر اور خدمت کریں۔ خداوند آپ ہی اس میں ہمارے لئے نمونہ ٹھہرا۔ جیسا کہ لکھا ہے کہ "خدا بے انصاف نہیں جو تمہارے کام اور اُس محبت کو بھول جائے جو تم نے اُس کے نام کے واسطے اس طرح ظاہر کی کہ مقدسوں کی خدمت کی اور کر رہے ہو" عبرانیوں ۶: ۱۰۔ کلسیوں ۴: ۱۱۔ فلپیوں ۲: ۲۹ و ۳ یوحنا آیت ۸۔

"**ایسے لوگوں کے تابع رہو**" آیت ۱۶۔ اس لئے کہ انہوں نے تمہاری خدمت کی جیسا کہ لکھا ہے کہ "جو تمہارے پیشوا تھے اور جنہوں نے تمہیں خدا کا کلام سنایا انہیں یاد رکھو اور اُن کی زندگی کے انجام پر غور کر کے اُن جیسے ایمان دار ہو جاؤ" عبرانیوں ۱۳: ۷ اور پھر لکھا ہے کہ "اے جوانو تم بھی بزرگوں کے تابع رہو بلکہ سب کے سب ایک دوسرے کی خدمت کیلئے فروتنی سے کمربستہ رہو اس لئے کہ خدا مغروروں کا مقابلہ کرتا ہے مگر فروتنوں کو توفیق بخشتا ہے" ۱-پطرس ۵: ۵۔ افسیوں ۵: ۲۱۔

"**اور میں ستفناس اور فرتوناتس اور اخیکس کے آنے سے خوش ہوں**" آیت ۱۷۔ یہ بات پورے طور پر معلوم نہیں ہے کہ فرتوناتس اور اخیکس کون تھے۔ پاک نوشتوں میں اُن کا اور کچھ حال نہیں لکھا ہے۔ ان کے نام اس لئے قائم رہے ہیں کہ انہوں نے پولوس کی کچھ خدمت کی تھی۔ اُس زمانے کے بڑے بڑے عالموں اور نامداروں کے نام اب بالکل جاتے رہے۔ تواریخ میں بھی اُن کا کچھ ذکر نہیں ہے لیکن پولوس کے ان دونوں

مددگاروں کے نام ابھی تک دنیا میں اسی وجہ سے باقی ہیں کہ انہوں نے اُس کی کچھ مدد کی تھی۔ خداوند یسوع مسیح کے ایک عجیب وعدے کے پورا ہونے کا شروع یہاں لکھا ہے۔ جیسا کہ لکھا ہے کہ "اور جو کوئی ایک پیالہ پانی تمہیں اس لئے پلائے کہ تم مسیح کے ہو میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ وہ اپنا اجر ہرگز نہ کھوئیگا" مرقس ۹: ۴۱۔ متی ۱۰: ۴۰-۴۲۔

بعض یہ کہتے ہیں کہ فرتوناتس اور اخیکس ستفناس کے گھرانے کے تھے اور وہ اُس کے ساتھ کرنتھی مسیحیوں کی طرف سے پولوس کے پاس ایک خط لائے جس کا جواب یہی خط ہے۔ باب ۷: ۱۔ اور بعض یہ کہتے ہیں کہ یہ دونوں شخص خلوے کے خاندان کے تھے اور ان کا ذکر باب ۱: ۱۱ میں پایا جاتا ہے۔ وہ خلوے کی طرف سے ستفناس کے ساتھ پولوس کے پاس اس لئے بھیجے گئے کہ کرنتھی مسیحیوں کی بدحالت کو مفصل طور سے بتائیں۔ باب ۱: ۱۱ و ۵: ۱ و ۸: ۱۰۔

"**کیونکہ جو تم سے رہ گیا تھا انہوں نے پورا کر دیا**" آیت ۱۷۔ یعنی جو کمی اور دلگیری پولوس کو کرنتھی مسیحی اور اُس کے دوستوں اور مددگاروں سے ہوئی اُس کو ان تین بھائیوں نے افسس میں اُس کے پاس آ کے دور کیا انہوں نے اپنے آنے سے اور پولوس کی خدمت کرنے سے اُس کمی کو جو اُس کے حق میں کرنتھی مسیحیوں کی خدمت میں تھی پورا کر دیا۔ فلپیوں ۲: ۳۰۔ فلیمون آیت ۱۱-۱۳۔ اگرچہ پولوس ایک بڑا رسول تھا اور معجزہ بھی دکھا سکتا تھا تو بھی ان تین گمنام بھائیوں کے آنے سے اُس نے خوشی پائی اور جو کمی اور دلگیری اُس کو تھی وہ اُن سے مٹ گئی۔ ۲-کرنتھیوں ۷: ۷-۱۰۔ ہر ایک مسیحی کیسا ہی چھوٹا اور کم قدر کیوں نہ ہو نہ صرف اپنے بھائیوں کو تسلی پہنچا سکتا بلکہ خداوند یسوع مسیح کے دل کو بھی خوش کر سکتا ہے۔ یوحنا ۱۵: ۱۱۔ لوقا ۱۵: ۶ و ۹۔ عبرانیوں ۱۲: ۲

و۳۔یسعیاہ ۵۷: ۱۵۔

"اور انہوں نے میری اور تمہاری روح کو تازہ کیا" آیت ۱۸۔ جو لوگ کرنتھی مسیحیوں کی طرف سے پولوس کے پاس آئے تھے انہوں نے اُس کی رُوح کو کئی طرح سے تازہ اور خوش کیا تھا۔ (۱) اس خبر سے کہ اب تک بہت سے کرنتھی مسیحی اُسے یاد کرتے اور اُس کی محبت اپنے دلوں میں رکھتے ہیں۔ اُس کے سب کرنتھی شاگرد اُس سے برگشتہ نہیں ہوئے بلکہ بہت سے اُس کو اب تک رسول جانتے اور مانتے ہیں۔ اس خبر سے پولوس کی رُوح کو نہایت تسلی اور تازگی حاصل ہوئی۔ (۲) شاید اُن کی معرفت اُس کے اکثر شاگردوں نے اُس کو ایسی خاص تسلی بخش باتیں کہلا بھیجی ہونگی جن کے سُننے سے پولوس کی رُوح کو تازگی پہنچی ہوگی۔ ۲کرنتھیوں ۷: ۶ و۷ (۳) اُن کی صلاح اور دعاؤں سے بھی اُس کی روح کو تازگی ملی۔ انہوں نے پولوس کے پاس آنے سے کرنتھی مسیحیوں کی روح کو بھی خوش کیا تھا۔ اِس خط کی جن باتوں سے کرنتھیوں نے تسلی پائی اُن باتوں کی خبر انہی لوگوں کے آنے سے پولوس کو ملی۔ اگر وہ نہ آتے تو پولوس اِس خط کی چند تسلی بخش باتوں کو نہ لکھ سکتا۔ اسی سبب سے وہ یہ کہتا ہے کہ "انہوں نے تمہاری رُوح کو تازہ کیا" (آیت ۱۸) یعنی انہوں نے میری رُوح کو تازہ کر کے گویا تمہاری ہی روح کو تازہ کیا کیونکہ اُن کے وسیلے سے میری رُوح نے اِس خط کی تسلی بخش باتیں لکھی ہیں۔ اِس سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ کُل مسیحیوں میں ایسی یکتائی و یگانگت ہے کہ جس بات سے ایک کو تسلی یا تکلیف ہوتی ہے اُسی سے سبھوں کو ہوتی ہے لہذا پولوس کے تسلی پانے سے گویا کُل کرنتھی مسیحیوں کو تسلی مل گئی۔ ۲کرنتھیوں ۱: ۴۔ ۶ کلسیوں ۴: ۸۔

"پس تم ایسوں کو مانو" آیت ۱۸۔ کیونکہ (۱) اُن کے آنے سے تم کو اور

مجھکو دونوں کو فائدہ پہنچا۔ (۲) اس لئے کہ وہ راہ کے خطروں اور سفر کی مشکلات کا کچھ خیال نہ کر کے میرے پاس آئے۔ (۳) اِس لئے کہ وہ میرے پیارے اور آزمائے ہوئے اور معتبر دوست اور ہم خدمت ہیں۔ (۴) اِس لئے کہ وہ مانے جانے کے لائق ہیں۔ وہ کلیسیا کی ترقی اور بہتری کے مشتاق اور متلاشی ہیں ایسوں کو ماننا چاہئے اور جو کلیسیائیں ایسوں کی حقارت اور اُن کے حکموں کی نافرمانی کریں تو سمجھو کہ یہ اُن کے برباد ہونے کا ایک نشان اور ثبوت ہے۔ اگر کوئی کسی کلیسیا کی حقیقی حالت دریافت کرنا چاہے تو وہ اس بات کی تحقیقات کرے کہ اُس کلیسیا کے لوگ کس کس کی عزت کرتے اور کس کس کو مانتے ہیں۔ اگر وہ پولوس کے سے ہم خدمتوں کی عزت کرتے اور مانتے ہیں تو سمجھو کہ وہ بیشک پولوس کے کلام کے موافق تعریف کے لائق اور ترقی پذیر ہیں۔ فلپیوں ۲: ۲۹۔ ا تھسلنیکیوں ۵: ۱۲۔ ا تیمتھیس ۵: ۱۷۔

"آسیہ کی کلیسیائیں تم کو سلام کہتی ہیں" آیت ۱۹۔ یعنی جتنی کلیسیائیں آسیہ میں شامل ہیں جس وقت پولوس یہ خط لکھ رہا تھا۔ اُس وقت وہ آسیہ کے پایۂ تخت شہر افسس میں رہتا تھا۔ جن سات کلیسیاؤں کا ذکر مکاشفہ کی کتاب کے ۲ اور ۳ باب میں پایا جاتا ہے وہ سب آسیہ کی کلیسیاؤں میں شامل تھیں یعنی افسس۔ سمرنہ۔ پرگمن۔ تھواتیرہ۔ سردیس۔ فلدلفیہ۔ لودیکیہ۔

"اکولہ اور پرسکہ" اکولہ ایک یہودی تھا جو اپنی بیوی پرسکہ کے ساتھ کرنتھس میں اطالیہ سے آیا تھا۔ جب پولوس پہلے پہل کرنتھس میں آیا تو انہی دونوں کے ساتھ کام بھی کیا کیونکہ یہ اور وہ ہم پیشہ تھے یعنی انکا بھی پیشہ خیمہ دوزی کا تھا اور پولوس کا بھی یہی پیشہ تھا۔ اغلب ہے کہ وہ دونوں پولوس کے ساتھ رہنے اور روز بروز اُس کی باتوں کے سُننے سے مسیحی ہوئے جب

پولوس کرنتھس کو چھوڑ کے پہلے پہل افسس میں آیا تو وہ دونوں بھی اُس کے ساتھ آئے۔ اعمال ۱۸: ۲ و ۳ و ۱۸ و ۱۹۔ اُنھوں نے پولوس کے ساتھ رہنے سے بہت سے روحانی فائدے اُٹھائے۔ اُنھوں نے اپلوس کو خداوند کی راہ نہایت خوبی اور درستی سے بتائی تھی۔ اعمال ۱۸: ۲۴ و ۲۸۔ بعد اس کے وہ دونوں روم میں چلے گئے۔ پولوس اُن کو بہت عزیز رکھتا تھا اسی سبب سے رومیوں ۱۶: ۳ و ۵ میں اُن کی بڑی تعریف لکھتا ہے کہ اُنھوں نے میری جان کے لئے اپنا سر دے رکھا تھا۔ اور صرف میں ہی نہیں بلکہ غیر قوموں کی ساری کلیسیائیں بھی اُن کی شکرگذار ہیں۔ اور اُس کلیسیا سے بھی سلام کہو جو اُن کے گھر میں ہے۔ میرے پیارے اپینتس سے سلام کہو جو مسیح کے لئے آسیہ کا پہلا پھل ہے"۔

"اُس کلیسیا سمیت جو اُنکے گھر میں ہے"۔ آیت ۱۹۔ اس سے بصراحت ظاہر ہوتا ہے کہ کلیسیا سے مسیحی لوگ مراد ہیں یعنی جہاں دو یا تین مسیحی اکٹھے ہوں خواہ گھر میں یا کھیت یا جنگل میں یا جہاز پر وہاں پاک کلام کے محاورے کے بموجب ایک مسیحی کلیسیا ہے۔ متی ۱۸: ۱۹ و ۲۰۔ اغلب ہے کہ افسس کے مسیحی اکولا اور پرسکہ کے گھر میں عبادت کے لئے جمع ہوا کرتے تھے۔ اُن دنوں کے مسیحیوں نے ابھی تک مسیحیوں کے موافق گرجا گھر کو عبادت کے لئے مخصوص نہیں کیا تھا بلکہ وہ اپنے اپنے گھروں میں عبادت کے لئے اکٹھے ہوا کرتے تھے۔ رومیوں ۱۶: ۵۔ کلسیوں ۴: ۱۵۔ فلیمون آیت ۲۔

"**تمہیں خداوند میں بہت بہت سلام کہتے ہیں**"۔ آیت ۱۹۔ یعنی چونکہ تم خداوند کے شاگرد ہوئے اس لئے وہ تمہیں یاد کرتے اور بہت

سلام کہتے ہیں۔

"**سارے بھائی تمہیں سلام کہتے ہیں**"۔ آیت ۲۰۔ یعنی کل کلیسیا کے مسیحی جو افسس میں تھے۔ شاید جبکہ پولوس نے اِس خط کو تمام کیا تھا تو اُس نے اِس کو کرنتھس میں پہنچانے کے لئے ستفنس اور فرتوناتس اور اخیکس کو دینے سے پہلے افسس کے سب مسیحی بھائیوں کو اکٹھا کر کے سنایا تھا۔ اُن کی بڑی جماعت نہ تھی۔ شاید وہ سب ایک ہی چھوٹے گھر یا کمرے میں جمع ہو سکتے تھے۔ اُن کے دل میں کبھی یہ بات گذری بھی نہ ہوگی کہ یہ خط جو کہ ابھی ایسے چھوٹے گھر میں چند مسیحیوں کے سامنے دھندلے چراغ کی روشنی میں پڑھا جاتا ہے آئندہ کو بڑی بڑی عمارتوں میں بڑے بڑے عالموں اور بادشاہوں کے درمیان پڑھا جائیگا اور مسیحیوں میں بڑے بڑے اور بھاری بھاری مقدمے اس خط کے وسیلے سے فیصل کئے جائینگے۔ اور لاکھوں کروڑوں مسیحی اس کے پڑھنے اور سننے سے تسلی اور تقویت پائینگے۔ جب پولوس نے اِس خط کو پڑھ کے ختم کیا تب افسس کے سب بھائیوں نے ایک دل ہو کے کہا ہوگا کہ کرنتھی بھائیوں کو ہمارا بھی سلام کہو۔ اسی سبب سے پولوس نے آخر میں یہ جملہ لکھا کہ "**سارے بھائی تمہیں سلام کہتے ہیں**"۔ (آیت ۲۰)

"**تم پاک بوسہ لیکر آپس میں سلام کرو**"۔ آیت ۲۰۔ جیسا کہ آجکل انگریزوں میں ہاتھ ملانے سے سلام ہوتا ہے اُسی طرح اُس وقت پولوس کے زمانے میں پاک بوسہ لینے سے سلام ہوتا تھا۔ جیسا کہ لکھا ہے کہ "اور اُس کے پکڑوانے والے نے اُنہیں یہ بتا دیا تھا کہ جس کا میں بوسہ لوں وہ ہی ہے۔ اُسے پکڑ لینا۔ اور فوراً یسوع کے پاس آکر کہا۔ اے ربی سلام اور اُس کے بوسے لئے"۔ متی ۲۶: ۴۸ و ۴۹۔ لوقا ۷: ۴۵ و ۲۲: ۴۸۔

مسیحیوں کا سلام بوسہ دینا اور بوسہ لینا تھا۔ رومیوں ۱۶: ۱۶ و ۲ کرنتھیوں ۱۳: ۱۲ و ا تھسلنیکیوں ۵: ۲۶ و ا پطرس ۵: ۱۴ اور تیرھویں صدی تک سلام کرنے کا یہی طریقہ کلیسیا میں قائم رہا لیکن بعد اس کے یہ دستور بند کیا گیا اس لئے کہ اس سے کئی ایک خرابیاں پیدا ہوئیں۔ پولوس کے زمانے میں بوسہ دینا اور بوسہ لینا آپس کی محبت اور میل کا نشان تھا۔ اُس زمانے میں جب بھائیوں کے درمیان کچھ نا اتفاقی ہوتی تھی تو وہ ایک دوسرے کو بوسہ دیکے میل کرتے تھے۔

"میں پولوس اپنے ہاتھ سے سلام لکھتا ہوں" آیت ۲۱۔ شاید کہ پولوس نے یہ خط اپنے ہاتھ سے نہیں لکھا بلکہ کسی شاگرد سے لکھوایا تھا۔ اکثر مسیحی عالم یہ کہتے ہیں کہ گلتیوں کے خط کے سوا اور کوئی خط پولوس نے اپنے ہاتھ سے نہیں لکھا اور اس کی وجہ یہ بتاتے ہیں کہ اُس کی آنکھیں بہت کمزور تھیں۔ اس سبب سے وہ خود نہیں لکھ سکتا تھا۔ اعمال ۹: ۸ و ۹ و ۱۸ اور ۲۳: ۵۔ گلتیوں ۴: ۱۳-۱۵ و ۶: ۱۱ کی آیتوں کا مقابلہ کرو۔ لیکن آخر کی یہ چند سطریں اُس نے اپنے ہی ہاتھ سے لکھی تھیں تاکہ کوئی شخص اس خط کی سچائی پر شک نہ کرے کہ آیا یہ خط پولوس کا ہے یا کسی اور کا۔ وہ اس طور سے اپنے خطوط پر گویا مہر لگا کے لوگوں کو یقین دلاتا ہے کہ یہ خط کسی دوسرے کا نہیں ہے بلکہ میرا ہی ہے۔ جیسا کہ اُس نے ایک مرتبہ لکھا کہ "میں پولوس اپنے ہاتھ سے سلام لکھتا ہوں۔ ہر خط میں میرا یہی نشان ہے میں اِسی طرح لکھتا ہوں" ۲ تھسلنیکیوں ۳: ۱۷ اور رومیوں ۱۶: ۲۲۔ کلسیوں ۴: ۱۸۔

"جو کوئی خداوند کو عزیز نہیں رکھتا ملعون ہو۔ ہمارا خداوند

آنے والا ہے" آیت ۲۲۔ یہ نہیں لکھا ہے کہ اگر کوئی خداوند یسوع مسیح سے عداوت رکھے تو وہ ملعون کیا جائے بلکہ یہ لکھا ہے کہ اگر کوئی اُس سے محبت نہ رکھے تو وہ ملعون کیا جائے۔ یہ نہایت سنجیدہ بات ہے۔ اِس لئے اِس بات کے لکھنے کے واسطے پولوس نے اپنے ہی ہاتھ میں قلم لیا۔ اور بڑے حروف میں اِس غور طلب اور پر نصیحت بات کو خود لکھا۔ وہ یہ سمجھتا تھا کہ شاید بعض کرنتھی مسیحی خداوند یسوع مسیح سے کچھ بھی سچی محبت نہیں رکھتے اِس واسطے کہ اگر اُن کے دلوں میں اُس کی محبت ہوتی تو وہ ایسے کام ہرگز نہ کرتے کہ جن کے سبب اُن کو مجھے ملامت کرنے کی ضرورت ہوتی لہذا وہ اُن کو اس غفلت کی نیند سے جگانے کے لئے ایک آخری کوشش کرتا ہے۔ وہ گویا کہتا ہے کہ اے کرنتھی بھائیو خبردار رہو۔ تم اُسی طرح ملعون اور ہلاک کئے جانے کے نزدیک ہو جس طرح کہ خدا نے عکن اور اُس کے گھرانے کو اور یریحو اور اُس کے باشندوں کو اور سدوم کو ایک لخت ہلاک کیا۔ پیدایش ۱۹: ۱۲-۲۹۔ یشوع ۶: ۱۷-۲۵ و ۷: ۱۵۔ پاک کلام سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ جو کوئی خداوند یسوع مسیح پر ایمان لانے سے انکار کرتا ہے وہ ہلاک کیا جائیگا۔ جیسا کہ لکھا ہے کہ "وہ باپ بیٹے کو پیار کرتا ہے اور سب چیزیں اُس کے ہاتھ میں دی ہیں۔ جو کہ بیٹے پر ایمان لاتا ہے ہمیشہ کی زندگی اُس کی ہے اور جو بیٹے پر ایمان نہیں لاتا حیات کو نہ دیکھیگا بلکہ خدا کا قہر اُس پر رہتا ہے" یوحنا ۳: ۳۵ و ۳۶۔ عبرانیوں ۲: ۳ و ا یوحنا ۵: ۱۰ و ۱۲ و ۲ پطرس ۳: ۹-۱۳۔ اور جو اُس سے محبت نہیں رکھتا وہ ملعون کیا جائیگا۔ کس وقت؟ جس وقت کہ مسیح دوبارہ آئیگا۔ اِس لئے پولوس کہتا ہے "ہمارا خداوند آنے والا ہے" (آیت ۲۲)۔ اُس کا آنا ایسا

ہوگا جیسا نوح کے دنوں میں ہوا۔ لکھا ہے کہ "کیونکہ جس طرح طوفان سے پہلے کے دنوں میں لوگ کھاتے پیتے تھے اور اُن میں بیاہ شادی ہوتی تھی اُس دن تک کہ نوح کشتی میں داخل ہوا اور جب تک طوفان آکر اُن سب کو بہا نہ لے گیا اُن کو خبر نہ ہوئی اِسی طرح ابنِ آدم کا آنا ہوگا۔ اُس وقت دو آدمی کھیت میں ہونگے۔ ایک لے لیا جائیگا اور دوسرا چھوڑ دیا جائیگا دو عورتیں چکی پیستی ہونگی ایک لے لی جائیگی اور دوسری چھوڑ دی جائیگی۔ پس جاگتے رہو کیونکہ تم نہیں جانتے کہ کس دن تمہارا خداوند آئیگا۔ لیکن یہ جان رکھو کہ اگر گھر کے مالک کو معلوم ہوتا کہ چور رات کے کون سے پہر آئیگا تو جاگتا رہتا اور اپنے گھر میں نقب ہونے نہ دیتا۔ اس لئے تم بھی تیار رہو کیونکہ جس گھڑی تمہیں گمان بھی نہ ہوگا ابنِ آدم آجائیگا" متی ۲۴: ۳۸-۴۴۔ فلپیوں ۴: ۵۔ یعقوب ۵: ۸ و ۹۔ یہوداہ آیت ۱۴ و ۱۵۔ پولوس نے اس جملے کو کہ "وہ ہمارا خداوند آنے والا ہے" (آیت ۲۲) یونانی زبان میں نہیں لکھا بلکہ آرامی زبان میں لکھا ہے۔ اس واسطے کہ وہ اور اکثر کرنتھی مسیحی اس زبان سے بخوبی واقف تھے۔ یہ زبان پولوس کے زمانے میں یروشلیم اور ملک یہوداہ میں عام لوگوں کی بولی تھی۔ پولوس کی غرض جملہ مذکورہ کو دوسری زبان یعنی زبان آرامی میں لکھنے سے یہ تھی کہ پڑھنے والے اس جملے پر زیادہ غور کریں اور اُن کے دلوں پر یہ جملہ نقش ہوجائے۔ وہ آپ ہی خداوند یسوع مسیح کے آنے کی انتظاری کرتا تھا یہ اُس کے نزدیک ایک "مبارک امید تھی" ططس ۲: ۱۳ و ا تھسلنیکیوں ۴: ۱۸-۱۔ اے پڑھنے والو کیا یہ تمہارے نزدیک ایک تسلی بخش امید ہے؟ کیا تم خداوند یسوع مسیح سے اس قدر محبت رکھتے

ہو کہ اُس کے آنے کے خیال اور امید سے تم کو ایسی تسلی اور خوشی حاصل ہوتی ہے جیسی ایمان دار بیوی کو اُس کے عزیز شوہر کے آنے کی خبر سے خوشی ہوتی ہے؟ کیا تم اس آواز کا انتظار کرتے ہو کہ "دیکھو دولھا آگیا ہے اُس کے استقبال کے لئے نکلو" متی ۲۵: ۱-۱۳۔ کاش کہ ہم سب خداوند یسوع مسیح سے اِس قدر محبت رکھیں کہ ہمارے دل سے یہ دعا بے اختیار پیدا ہو کہ "اے خداوند یسوع آ" مکاشفہ ۲۲: ۲۱۔

"خداوند یسوع مسیح کا فضل تم پر ہوتا رہے" آیت ۲۳۔ اسی جملے پر پولوس اکثر اپنے خطوں کو ختم کیا کرتا تھا۔ رومیوں ۱۶: ۲۴ و ۲ کرنتھیوں ۱۳: ۱۴۔ گلتیوں ۶: ۱۸۔ فلپیوں ۴: ۲۳ و ا تھسلنیکیوں ۵: ۲۸ و ۲ تھسلنیکیوں ۳: ۱۸۔ ا تیمتھیس ۶: ۲۱ و ۲ تیمتھیس ۴: ۲۲۔ ططس ۳: ۱۵۔ فلیمون ۲۵ آیت۔ افسیوں کے آخری باب کی آخری آیت میں پولوس گویا اس باب کی آیت ۲۲ و ۲۳ کے معنی ملا کر لکھتا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ "جو ہمارے خداوند یسوع مسیح سے لازوال محبت رکھتے ہیں۔ اُن سب پر فضل ہوتا رہے" افسیوں ۶: ۲۴۔ اب تک فضل کا تخت قائم ہے۔ اب تک خداوند یسوع مسیح رحم کرنے کو اُس پر بیٹھا ہوا ہے۔ اب تک ملعون اور ہلاک کرنیکا حکم ہمارے خلاف نہیں سُنایا گیا۔ اب تک رحم کا دروازہ کھلا ہے جس میں داخل ہوکے ہم فضل کے تخت کے نزدیک پہنچ کے خداوند یسوع مسیح سے معافی اور مدد پائیں۔ جیسا کہ لکھا ہے کہ "پس آؤ ہم فضل کے تخت کے پاس دلیری سے چلیں تاکہ ہم پر رحم ہو اور وہ فضل حاصل کریں جو ضرورت کے وقت ہماری مدد کرے" عبرانیوں ۴: ۱۶۔ یہ فضل ہر وقت ہمارے لئے کفایت کرتا ہے وہ ہماری کمزوری میں زور بخشتا ہے۔ اُس سے خداوند یسوع مسیح کا زور ہم

پر سایہ کرتا ہے۔ ۲ کرنتھیوں ۱۲: ۷-۱۰۔ کاشکہ یہ تاثیر اور تسلی بخش فضل ہم کو ملا کرے۔ خدا کرے کہ ہم میں سے کوئی بے فضل عبث نہ پائے بلکہ خداوند یسوع مسیح کی بھرپوری سے ہم سب فضل پر فضل پاتے جائیں۔ یوحنا ۱: ۱۶ و ۲ کرنتھیوں ۶: ۱۔ عبرانیوں ۱۲: ۱۵ ٭

اگرچہ پولوس نے اِس خط میں اُن کو بڑی سختی سے ملامت کی تھی مگر تو بھی اُس کے دل میں ہر ایک کی محبت قائم تھی۔ دیکھو آیت ۲۰۔ اُس نے محبت کے ساتھ اُن کی بھلائی کے لئے یوں لکھا تھا کیونکہ جتنے "یسوع مسیح میں ہیں" جتنے اُس پر دل سے ایمان لائے وہ سب پولوس کی نظر میں عزیز تھے۔ اُس میں اور اُن میں چاہے دوسری باتوں میں فرق ہو تو ہو لیکن خداوند یسوع مسیح میں ہو کے وہ سب ایک ہی گھر ایک ہی خاندان ایک ہی بدن کے تھے۔ پولوس اس لئے اُن کو پیار کرتا تھا کہ وہ خداوند یسوع مسیح کے پیارے تھے۔ وہ اُس کی نظر میں بیش قیمت تھے۔ یہاں تک کہ اُس نے اُن کی بھلائی کے لئے اپنی جان دی۔ لہذا وہ پولوس کی نظر میں بھی بیش قیمت ٹھہرے۔ یہاں تک کہ وہ اُن کی خاطر اپنے کو نثار کر دینے کے لئے تیار رہا۔ جیسا کہ لکھا ہے کہ "اور میں تمہاری روحوں کے واسطے بہت خوشی سے خرچ کروں گا بلکہ خود بھی خرچ ہو جاؤں گا۔ اگر میں تم سے زیادہ محبت رکھوں تو کیا تم مجھ سے کم محبت رکھو گے"؟ ۲ کرنتھیوں ۱۲: ۱۵ و ۶: ۱۱ و ۱۲ جو محبت پولوس نے کرنتھیوں سے رکھی اُسی سے یہ کل خط بھرا ہوا ہے۔ جس وقت وہ یہ خط لکھ رہا تھا اُس وقت وہ کرنتھی مسیحی بھائیوں کو یاد کر کے بے اختیار رویا کرتا تھا جیسا کہ لکھا ہے کہ "کیونکہ میں نے بڑی مصیبت اور دل گیری کی حالت میں بہت سے آنسو بہا بہا کر تم کو لکھا تھا لیکن اس واسطے نہیں کہ تم کو غم ہو بلکہ

اِس واسطے کہ تم اس بڑی محبت کو معلوم کرو جو مجھے تم سے ہے"۔ ۲ کرنتھیوں ۲: ۴ ٭

اِس خط میں یہی بڑی خوبی ہے کہ اس کے لکھتے وقت پولوس کا دل کرنتھی مسیحیوں کی طرف سے محبت سے بھرا ہوا تھا۔ اِس وجہ سے وہ ایسی سختی اور سرگرمی سے اُن کو ملامت کرتا ہے۔ مگر ایسی محبت سے جیسے بزرگ اور عزیز باپ اپنے نافرمانبردار بیٹے کو محبت کے ساتھ ملامت کرتا ہے۔ اُس نے یہ نعمت یعنی محبت خداوند سے حاصل کی اُس نے یقین کیا کہ ساری فضیلتوں اور نعمتوں میں محبت افضل ہے اِس لئے وہ اپنے قلم کے روکنے سے پہلے اِس خط کی آخری بات یہ لکھتا ہے کہ "میری محبت مسیح یسوع میں تم سب سے رہے۔ آمین"۔ اور اس مفسر کی بھی آخری بات یہی ہے کہ اے اس تفسیر کے پڑھنے والو۔ اے میرے مسیحی بھائیو سب نعمتوں سے جو بڑھ کے ہے وہ محبت ہے لہذا المحبت کا پیچھا کرو۔ (باب ۱۴: ۱) ٭

حاصل کلام

۱۔ غریب اور محتاج مسیحیوں کی مدد کے واسطے چندہ جمع کرنا کلیسیا پر فرض ہے۔ یہ خداوند کا حکم ہے۔ آیت ۱ کو دیکھو۔ متی ۲۶: ۱۱۔ اعمال ۲۰: ۳۶ و ۲ کرنتھیوں ۹: ۶-۱۰۔ اور یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ جس کلیسیا میں ہم شامل ہیں صرف اُسی کے غریب مسیحی بھائیوں کی مدد کرنی ہمارا فرض نہیں ہے بلکہ ہم کو کل کلیسیاؤں کے محتاج مقدسوں کو یاد کرنا چاہیئے۔ جیسا کہ کرنتھی کلیسیا کے مسیحی یروشلیم کے مقدسوں کیلئے جنہیں کہ انہوں نے کبھی نہیں دیکھا تھا چندہ جمع کر کے اُن کی مدد کے واسطے بھیجا کرتے تھے

۲-چندہ جمع کرنا-(۱)، ترتیب اور انتظام کے ساتھ ہو-(۲)، وہ مقررہ وقت پر ہو-(۳)، وہ بندگی میں شمار کیا جائے-(۴)، وہ ہر ایک سے اُس کی آمدنی کے موافق لیا جائے-آیت ۲ کو دیکھو+

۳-جس جس کلیسیا کی طرف سے چندہ دیا جائے اُس کے حساب اور خرچ کرنے کے لئے اُسی کلیسیا کی طرف سے معتبر شخص چُن لئے جائیں آیت ۳ کو دیکھو-اس انتظام سے چندہ دینے والوں کو اطمینان حاصل ہوگا اور وہ جانیں گے کہ ہماری مرضی اور خواہش کے مطابق ہمارا چندہ غریبوں کو بانٹ دیا گیا-اِس تدبیر سے بدگمانی اور شک مٹ جائیگا-اعمال ۶: ۱-۵-اس تدبیر سے بہت زیادہ چندہ جمع ہو سکیگا-یہ انتظام رسولی کلیسیاؤں کے دستور اور پولوس کے حکم کے مطابق ہے لہذا جب یہ انتظام ٹوٹ جائیگا یا اس میں کچھ خلل آجائیگا تو چندہ دینے والی کلیسیائیں اُس قدر چندہ نہ دینگی جس قدر کہ پولوس کے انتظام پر عمل کرنے سے دیتی تھیں-یہ غور طلب بات ہے+

۴-یروشلیم کے مسیحیوں کی محتاجی سے کرنتھیوں کو اپنا مسیحی مزاج دکھانے کا موقع ملا-اِس جانچ سے کہ آیا وہ اپنے غریب یہودی بھائیوں کی مدد کریں گے یا نہیں-اُن کے ایمان کی سچائی دریافت اور ظاہر کی گئی-اُنھوں نے دور کے مسیحیوں کے یاد کرنے سے یہ بات ظاہر کی کہ ہم سب مسیحی چاہے یہودی ہوں یا یونانی مسیح یسوع میں ہو کے ایک ہی بدن کے ہو گئے-ذات کی وہ اونچی دیوار کہ جس سے آدمی آدمی سے جدا کیا جاتا ہے-خداوند یشوع مسیح سے توڑی گئی-مسیح میں یروشلیم کے یہودی اور کرنتھس کے یونانی مل گئے-جتنے خداوند

یشوع مسیح میں ہیں-اُن میں ایک کا دُکھ سبھوں کا دُکھ ہے-مسیحی مذہب کی ایک خوبی اور خاصیت یہ بھی ہے کہ اُس کے ماننے والے نہ صرف اپنی قوم اور ملک کے غریبوں کا خیال رکھتے ہیں بلکہ دور دور کے ملک کے محتاجوں کا بھی خیال کرتے ہیں چنانچہ جب جب ہندوستان چین اور فارس وغیرہ میں کال پڑا تو یورپ اور امریکہ اور دوسرے ملکوں کے مسیحیوں نے چندہ جمع کر کے اُن دور دراز غیر ملکوں میں اُن کی حاجت رفع کرنے کے لئے چندہ بھیجا-اس طور سے کروڑوں روپئے چندے کے طور سے ولایتی کلیسیاؤں سے جمع کئے گئے-یہ امر مسیحی مذہب کے خدا کے طرف سے ہونے کا ایک ثبوت اور نشان ہے-اعمال ۱۱: ۳۰ و ۲۴: ۱۷-رومیوں ۱۲: ۱۳ و ۱۵: ۲۵-۲۸ و ۲ کرنتھیوں ۹: ۱۱-۱۳-گلتیوں ۶: ۹ و ۱۰-فلپیوں ۴: ۱۸ و ۱-تیمتھیس ۶: ۱۸-طِطس ۳: ۸-عبرانیوں ۶: ۱۰ و ۱۳: ۱۶+

۵-خداوند یسوع مسیح کی خدمت میں جس مصیبت اور مخالفت سے بعض لوگ بے دل ہو جاتے ہیں-اُسی سے دوسرے تجربے کار مسیحی مثل پولوس کے ہمّت باندھ کر اُس کو خیال میں نہیں لاتے آیت ۹ کو دیکھو-مخالفت اکثر اِس بات کا نشان اور ثبوت ہے کہ شیطان خوف کھا کے اپنے مال کے بچانے کے لئے کوشش کر رہا ہے-جہاں خدا اپنے بندوں کے لئے کام کرنے کا اچھا موقع دیگا وہاں شیطان ضرور مخالفت اُٹھائیگا-لہذا ہم مخالفت سے بے دل نہ ہوں بلکہ اُس کو کھلے دروازے اور عمدہ موقع کا نشان جان کے محنت اور خدمت میں زیادہ مصروف رہیں-مخالفوں کی کثرت کو کوئی نئی بات نہ

سمجھنا چاہئے کیونکہ پولوس رسول کے بھی بہت مخالف تھے۔ اعمال ۱۹: ۲۲۔ رومیوں ۸: ۱۷۔ افسیوں ۳: ۱۳۔ فلپیوں ۱: ۲۸-۳۰۔ ۲-تھسلنیکیوں ۳: ۳ و ۴ و ۲-تیمتھیس ۲: ۱۱ و ۱۲ و ۳: ۱۰-۱۳ ٭

۶۔ جو لوگ ہمارے ہم خدمتوں میں سے تعریف و عزّت کے لائق ہوں ہم اُن کی عزّت اور تعریف کرنا نہ بھولیں۔ دیکھو پولوس نے اپنے ہم خدمتوں اور وفادار شاگردوں کی کس قدر تعریف کی۔ آیت ۱۰ و ۱۵-۱۹ کو دیکھو۔ بیجا غرض سے کسی کی تعریف اور خوشامد کرنا پاک کلام میں منع ہے مگر کسی کی بھلائی اور وفاداری اور جانفشانی کی وجہ سے اُس کی تعریف کرنا بے جا نہیں بلکہ کبھی کبھی اُن کی تعریف کرنا ہمارا فرض ہے اور اُس سے بہت فائدے بھی ہوتے ہیں۔ چنانچہ اُن فائدوں میں سے چند فائدے ذیل میں درج کئے جاتے ہیں (۱) یہ کہ اِس سے نیک آدمی تسلّی پاتا ہے۔ (۲) وہ نیکی کرنے میں زیادہ سرگرم اور ثابت قدم ہوتا ہے۔ اِس سے اُس کی رُوح کو تازگی پہنچتی ہے۔ آیت ۱۸۔ (۳) دوسرے لوگ اُس کی تعریف سُن کے نیکی کرنے کی طرف راغب ہوتے ہیں۔ (۴) آخر کار خدا اُس آدمی کی تعریف کریگا۔ کیا جس کو خدا عزّت دے ہم موقع پاکے اُس کی تعریف نہ کریں؟ (۵) اگر ہم نیک آدمی کی موت کے بعد اُس کے جنازے کے پاس کھڑے ہو کے اُس کی تعریف کریں تو اُس کو کیا فائدہ ہوگا؟ کچھ نہیں۔ وہ اُس وقت ہماری تعریف کا محتاج نہیں ہے مگر اُس کے جیتے جی ہم موقع پاکر اُس کی تعریف کرتے تو اُس کو تسلّی اور خاطر جمعی ہوتی۔ (۶) بدلوگ اپنے ہمراہیوں کی تعریف کرتے اور جہاں تک ہوسکتا اُن کو عزّت بھی دیتے ہیں۔ تو کیا دُنیا میں صرف بدوں کی عزّت اور تعریف کی جائے؟ کیا نیک لوگ عزّت اور تعریف کے لائق نہیں ہیں؟ بے شک خوشامد کرنا بے جا ہے لیکن تعریف کرنا اور بات اور خوشامد کرنا اور بات ہے۔ پولوس اکثر اپنے وفادار ہم خدمتوں کا نام لیکر اُن کی نیک نامی کا ذکر کیا کرتا تھا۔ رومیوں ۱۶: ۱-۱۵۔ فلپیوں ۲: ۲۵-۳۰۔ کلسیوں ۴: ۷-۱۵ و ۲-تیمتھیس ۱: ۱۶-۱۸ ٭

۷۔ رسولی کلیسیاؤں کا ہر ایک دستور ہمارے لئے نمونہ نہیں ہے اُن کے ہر ایک دستور پر چلنا ہمارا فرض نہیں ہے۔ مثلاً کرنتھی مسیحی بوسہ لیکر آپس میں سلام کرتے تھے۔ آیت ۲۰ کو دیکھو۔ پولوس کے زمانے میں سب مسیحی بوسے سے آپس میں اپنی میل اور محبّت ظاہر کرتے تھے۔ اتوار کے روز وہ ملاقات کے وقت یوں ایک دوسرے کو سلام کیا کرتے تھے۔ یہ اُن کا ایک خاص مُلکی اور قومی دستور تھا۔ جس نے کہ بہت جلد کلیسیا کے اندر رواج پایا۔ سو اُن کے ایسے دستور پر کاربند ہونا ہمارا فرض نہیں ہے۔ کیونکہ خُدا نے یا کسی رسول نے ہم کو اس دستور کے ماننے کا حکم نہیں دیا۔ پس اس کو ماننا ہمارا فرض نہیں ہے۔ اسی طرح رسولی کلیسیاؤں کے ہر ایک دستور پر غور کرنا چاہئے کہ آیا وہ اُن کا مُلکی اور قومی دستور تھا جو صرف اتفاق سے کلیسیا میں رواج پاگیا یا خدا کے حکم سے کلیسیا کی ترقی کے لئے وہ قایم کیا گیا ہے اس جانچ سے ہر ایک دستور کی حقیقت اور اُس کے ماننے کی ضرورت دریافت کرنی چاہئے ٭

۸- خود خداوند یسوع مسیح سے محبت نہ رکھنا بڑا گناہ ہے۔ آیت ۲۲ کو دیکھو۔ یہ گناہ کئی سبب سے سب گناہوں سے بڑا گنا گیا ہے۔ (۱) اس سبب سے کہ خدا کے اکلوتے بیٹے کو قبول نہ کرنا یا اُس کی محبت کو رد کر کے حقیر جاننا اِس سے بڑھکر اور کونسا گناہ ہو سکتا ہے؟ (۲) بسوا اُسپر ایمان لانے اور اُس سے محبت رکھنے کے نجات کی اور کوئی صورت نہیں ہے "اور کسی دوسرے کے وسیلے سے نجات نہیں کیونکہ آسمان کے تلے آدمیوں کو کوئی دوسرا نام نہیں بخشا گیا جس کے وسیلے سے ہم نجات پا سکیں" اعمال ۴: ۱۲۔ (۳) "کیونکہ جو کلام فرشتوں کی معرفت فرمایا گیا تھا جب وہ قایم رہا اور ہر قصور اور نافرمانی کا ٹھیک ٹھیک بدلہ ملا تو اتنی بڑی نجات سے غافل رہکر ہم کیونکر بچ سکتے ہیں؟ جس کا بیان پہلے خداوند کے وسیلے سے ہوا اور سننے والوں سے ہمیں پایۂ ثبوت کو پہنچا اور ساتھ ہی خدا بھی اپنی مرضی کے موافق نشانوں اور عجیب کاموں اور طرح طرح کے معجزوں اور روح القدس کی نعمتوں کے ذریعے سے اُس کی گواہی دیتا رہا" عبرانیوں ۲: ۲-۴۔ (۴) جو شخص خداوند یسوع مسیح سے محبت نہیں رکھتا اور دل میں یہ امید قائم کرتا ہے کہ میں کبھی نہ کسی طرح ہلاکت سے بچ جاؤنگا۔ وہ شخص خدا کو جھٹلاتا ہے اور ظاہر ہے کہ اس سے بڑا اور گناہ ہو نہیں سکتا۔ (۵) جب ہم آدمیوں کی گواہی قبول کر لیتے ہیں تو خدا کی گواہی تو اُس سے بڑھکر ہے اور خدا کی گواہی یہ ہے کہ اُس نے اپنے بیٹے کے حق میں گواہی دی ہے۔ جو خدا کے بیٹے پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے آپ میں گواہی رکھتا ہے جس نے خدا کا یقین نہیں کیا۔ اُس نے اُسے جھوٹا ٹھہرایا کیونکہ وہ اُس گواہی پر جو خدا نے اپنے

بیٹے کے حق میں دی ہے ایمان نہیں لایا اور وہ گواہی یہ ہے کہ خدا نے ہمیں ہمیشہ کی زندگی بخشی اور یہ زندگی اُس کے بیٹے میں ہے جس کے پاس بیٹا ہے اُس کے پاس زندگی ہے اور جس کے پاس خدا کا بیٹا نہیں اُس کے پاس زندگی بھی نہیں" ۱یوحنا ۵: ۹-۱۲۔

۹- خداوند یسوع مسیح آتا ہے۔ آیت ۲۲ کو دیکھو۔ ہر ایک مسیحی اس بات کی خبر رکھے ہر وقت اُس کے آنے کی انتظاری کرے کیونکہ (۱) اُس وقت ہماری نجات پوری ہوگی جب تک وہ نہ آئیگا ہمارا بدن موت اور قبر سے رہائی نہ پائیگا۔ رومیوں ۸: ۲۲-۲۴۔ (۲) اِس لئے کہ اُس وقت ہم اُس کی مانند ہو جائینگے۔ ۱یوحنا ۳: ۲۔ فلپیوں ۳: ۲۰-۲۱۔ (۳) اِس لئے کہ اُس وقت ہم اُس کے ساتھ جلال میں ظاہر ہونگے۔ کلسیوں ۳: ۴۔ (۴) اِس لئے کہ اُس وقت ہمارا خداوند یسوع مسیح اپنے دُکھ درد کا نتیجہ دکھائیگا اور خوش ہوگا۔ اور جب تک کہ اُس کی خوشی پوری نہ ہو ہماری خوشی کیسے پوری ہو سکتی ہے۔ یسعیاہ ۵۳: ۱۱۔ (۵) اِس لئے کہ اُس کے آنے کا وقت کوئی نہیں جانتا۔ پس ضرور ہے کہ ہم ہر روز جاگتے رہیں اور مثل وفادار دُلہن کے اپنے خداوند کے لوٹ آنے کے منتظر رہیں۔ متی ۲۵: ۱-۱۳۔ (۶) اِس لئے کہ زمین اور ساری خلقت جو اب گناہ کے بوجھ کے تلے دبی ہے اور اُسے بیڑیاں لگی ہیں اُس وقت شیطان کی غلامی سے چھوٹ جائیگی۔ ۲پطرس ۳: ۱۲ و ۱۳۔ (۷) اِس لئے کہ اُس وقت ساری بادشاہتوں پر ہمارے خداوند یسوع مسیح کی بادشاہت مسلط ہوگی۔ اُس وقت ہر ایک گھٹنا اُسی کے آگے ٹکیگا۔ اور ہر زبان اقرار کریگی کہ یسوع مسیح

خداوند ہے تاکہ خدا باپ کا جلال ہووے۔" فلپیوں ۲: ۱۱ +

اے مسیحی بھائیو کیا اُس کے آنے کی خبر پا کر ہم خوش نہ ہوویں؟ کیا سبھوں کو ہم یہ خوشی کی خبر نہ دیں کہ وہ اُس کے آنے کے لئے تیار رہوں۔ ایسا نہ ہو کہ وہ غافل ہو کر اُس وقت ہلاک ہو جائیں +

(۱۰) آخری بات اس خط کی اور اس تفسیر کی یہ ہے کہ جو محبّت خداوند یسُوع مسیح میں ہو کر ملتی ہے وہ سچی خالص محبّت ہے آیت ۲۴ کو دیکھو وہی محبّت تمام دوسری محبتوں پر سبقت لے جاتی ہے۔ وہی محبّت اور سب طرح کی محبّت کو چاہے وہ ماں باپ کی ہو یا بھائی بہن کی بیوی بچّوں کی ہو یا دوستوں کی سبھوں کو صاف اور پاک اور پائیدار بناتی ہے۔ یہی محبّت تمام محبتوں کی جڑ اور بنیاد اور چشمہ ہے۔ بغیر اِس محبّت کے ہم اصلی محبّت جیسا کہ ضروری ہے نہ خدا سے نہ انسان سے رکھ سکتے ہیں۔ اے خداوند یسُوع ہم سب کو اپنی سی محبّت عنایت کر کہ وہ ہمارے اندر مثل چشمے کے ہو۔ جس سے جیتے پانی کی ندیاں جاری ہوں۔ اے خداوند لکھنے والے اور پڑھنے والے دونوں کو اس تمثیل اور بے پایاں محبّت سے بھر دے۔ "میری محبّت یسوع مسیح میں تم سب سے رہے۔ آمین" +